۴۸۶

وللہ میراث السموات والارض

بشری للمؤمنین و طوبی للطالبین کہ کتاب مستطاب مرغوب ہر شیخ و شاب یعنی

کنز الفرائض محمدی

سراجی و شریفی

حال المتن تصحیح و تنقیح باہتمام مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب ماہ صفر ۱۳۰۹

در مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید

سنہ ۱۸۹۱ء

ولله میراث السموات والارض
لتسری اللمومنین طوبیٰ للطالبین کہ کتاب مستطاب مرغوب طبع ہر شیخ و شاب مذہب حضرت
سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ مستند علمائے عرب و عجم یعنی
کنز الفرائض محمدی سنہ ۱۳۰۸ھ
ترجمہ اردو
سراجی و شریفیہ
کہ ترجمہ اش جناب حافظ مولانا حاجی محمد عبد الغفار خان صاحب محمد دو واعظ و مفتی عدالت العالیہ ریاست گوالیار
بکمال تصحیح و تنقیح فرمودہ و بعض علمائے عصر تقاریظ بر صحت و عمدگی ترجمہ نوشتہ باہتمام مولوی محمد عبد الاحد
در مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید

فہرست کتاب معلّی القاب کنز الفرائض محمدی ترجمہ سراجی و شریفی

مقدمہ کتاب علم فرائض کے فضائل کے بیان میں نیز بیان تفصیلی وجہ تسمیہ فرائض و بیان معنی فرض کے و بیان موضوع و غایت وارکان علم فرائض مع ذکر شرائط و بیان تفصیلی اس کا کہ علم فرائض نصف العلم ہے اور بیان اس کا کہ اس علم کے استخراج کے تین اصول ہیں کتاب و سنّت و اجماع امّت و بیان تفصیلی اس کا کہ میّت کے ترکہ کے ساتھ چار حق بالترتیب علاقہ رکھتے ہیں اور باعتبار تعلق حق غیر کے عین ترکہ کے ساتھ پانچ حق ہیں و بیان تفصیلی دین متعلق بالمرہون و عبد جانی و عبد ماذون مدیون و مبیع محبوس ودار مستاجرہ مع ہر ایک کی مثالوں کے و بیان کفن مسنون و کفن کفایہ باعتبار عدد کے و معنی تفصیلی تبذیر و تقتیر کے و بیان اس کا کہ کفن میں شمول عمامہ بقول اصح مکروہ ہے و بیان معنی ترکہ و بیان اس کا کہ دین وصیت پر مقدّم ہے و بیان معنی آیت کریمہ یُوْصِیْ بِہَآ اَوْ دَیْنٍ و بیان حقوق العباد و حقوق اللہ و بیان دین صحت و دین مرض و بیان اقسام دیون عباد و بیان وصیت معینہ و وصیت مطلقہ و بیان معنی وارث و معنی سنّت و معنی اجماع امّت و معنی سہام مقدرہ و معنی عصبہ نسبی و عصبہ سببی و معنی مولی الموالات و بیان تفصیلی رد علی الزوجین و بیان شرائط ولاو بیان تفصیلی مقر لہ بالنسب و موصی لہ بجمیع المال و بیان مصارف بیت المال **فصل** موانع ارث کے بیان میں بیان تفصیلی غلام کامل و ناقص کا و غلام مکاتب و مدبر و ام ولد کا و معنی قتل عمد و معنی شبہ عمد و معنی قتل خطا و معنی مباشرت بالقتل و معنی قتل بالسبب و تحقیق اس کی کہ قصاص میں زوجین کا حق ثابت ہے و بیان تفصیلی اختلاف دینین کا و بیان تفصیلی معنی حدیث الاسلام یعلو ولا یعلیٰ و بیان وراثت معتزلہ و خوارج سابین حضرت ختنین رضہ و روافض غیر تبرائی کا و بیان اس کا کہ کفر ملت واحدہ ہے و بیان اختلاف حقیقی و اختلاف حکمی دو دار کا بذکر تفصیلی و بیان اختلاف دارین کا و بیان احکام ذمی و مستامن کا و بیان اس کا کہ فیما بین اہل اسلام اختلاف دار مانع میراث نہیں مع دیگر فوائد مناسب مقام **پہلا باب** معرفت اہل فروض و مستحقین فروض کے بیان میں و بیان تفصیلی اس کا کہ فروض معینہ مذکورہ کتاب اللہ چھہ ہیں اور اُن کے مستحقین بارہ شخص ہیں بذکر تفصیلی و بیان معنی تضعیف و تنصیف کے و بیان اس کا کہ علم فرائض میں لفظ ولد مذکر و مونث دونوں کو شامل ہے و بیان جد صحیح و جد فاسد و جدّہ فاسدہ و بیان

اس کا کہ دادا باپ کی مانند ہے مگر تیرہ مسئلون مین دادا باپ کی مانند نہین ہے بذکر تفصیلی و بیان اولاد
الام یعنی اخیافی اولاد کا و بیان معنی کلالہ و بیان تفصیلی مسئلہ تشبیب مع فائدہ جلیلہ بذکر تفصیلی با دیگر
توضیح مقام و بیان تفصیلی حصّہ جدّہ قرابت واحدہ و متعددہ کا باعتبار ابدان اور باعتبار جہات کے
بلحاظ اختلاف مذاہب حضرات ائمہ کرامؒ مع فائدہ جلیلہ جامعہ **دوسرا باب** عصبات کے بیان
مین بیان اقسام ثلثہ عصبات کا یعنی عصبہ بنفسہ و عصبہ بغیرہ و عصبہ مع غیرہ بذکر تفصیلی مع فوائد جلیلہ
مناسب مقام و بیان مولی عتاقہ و بیان حق ولا بذکر تفصیلی در بیان اس کا کہ ولد الزنا اور ولد الملاعنہ
کا عصبہ اون کی مان کا مولی ہے و بیان تفصیلی حق ولا ذی رحم محرم مع بیان اقسام قرابت قریبہ
و متوسطہ و بعیدہ باعتبار اختلاف مذہب حضرات ائمہ کرامؒ **تیسرا باب** حجب کے بیان مین
بیان تفصیلی حجب حرمان و حجب نقصان و بیان اس کا کہ حجب حرمان کی بنا دو قاعدون پر ہے
بذکر تفصیلی **چوتھا باب** مخارج فروض کے بیان مین بیان تفصیلی فروض ستّہ گانہ نوع اول و نوع
ثانی کا منفرداً و اختلاطاً بذکر تفصیلی **پانچوان باب** عول کے مسائل کے بیان مین و تحقیق معنی
عول مع ذکر تفصیلی مسئلہ منبریہ و بیان اس کا کہ مجموع مخارج سات ہین مع بیان ہر ایک مخرج
عول کے بذکر تفصیلی مع فوائد مناسب مقام **چھٹا باب** اعداد کے درمیان مین چار نسبتون تماثل
و تداخل و توافق و تباین کی شناخت کے بیان مین و بیان معانی تداخل کا مع بیان کسور منطقہ و
اصم **ساتوان باب** مسائل فرائض کی تصحیح کے قاعدون کے بیان مین بذکر تفصیلی **اٹھوان
باب** ہر فریق کے حصّہ کی اور ہر فریق کے ہر واحد کے حصّہ کی شناخت کے بیان مین بذکر تفصیلی
فصل بیچ بیان قاعدون تقسیم کرنے ترکہ کے درمیان وارثون اور قرضخواہون کے مع فوائد
مناسب مقام **فصل** تخارج کے مسائل و احکام کے بیان مین مع بیان و ساشت زوجہ فارہ بذکر
تفصیلی **نوان باب** مسائل رد کے بیان مین بذکر تفصیلی اور بیان اس کا کہ مسائل فرائض
کی تین قسم ہین مع بیان اس کے کہ مسائل رد کے چار قسمون پر ہین مع فوائد جلیلہ و مثالون متعلقہ کے
بنابر فائدہ عام اہل اسلام و توضیح مقام بذکر تفصیلی **دسوان باب** مقاسمہ جد کے بیان مین
و بیان تفصیلی اس کا کہ سگے اور سوتیلے بھائی بہن نہین وارث ہوتے ہین جد کے ساتھ مین بقول مفتی بہ
مع بیان اختلاف ائمہ کرامؒ بذکر تفصیلی و بیان تفصیلی مقاسمہ و ثلث جمیع مال و ثلث ما بقی و بیان

مسئلۂ اکدریہ بذکر تفصیلی با دیگر فوائد مناسب مقام گیارھوان باب مناسخہ کے احکام واصول کے بیان مین مع ذکر تفصیلی قواعد تصحیح ہر ایک بطن کے اور قاعدہ لکھنے مناسخہ کے با دیگر فوائد بارھوان باب ذوی الارحام کی توریث کے بیان مین و تحقیق معنی ذورحم و بیان اختلاف آئمہ توریث ذوی الارحام مین مع بیان چارون قسمون ذوی الارحام با دیگر تشریح و توضیح مناسب مقام فصل ذوی الارحام کی صنف اول کے بیان مین مع بیان اختلاف مذاہب اہل تنزیل و اہل قرابت و تصریح اختلاف تقسیم میراث بطون مختلفہ و متعددہ مین باعتبار ابدان فروع و جہات بذکر تفصیلی فصل ذوی الارحام کی دوسری صنف کے بیان مین بذکر تفصیلی فصل ذوی الارحام کی تیسری قسم کے بیان مین بذکر تفصیلی فصل ذوی الارحام کی چوتھی قسم کی اولاد کے بیان مین بذکر تفصیلی مع بیان اختلاف تقسیم میراث بذکر تفصیلی فصل خنثیٰ کے احکام و میراث کے بیان مین و تحقیق معنی خنثیٰ مشکل مع بیان اختلاف مذاہب ائمہ کرام فصل حمل کی میراث و احکام کے بیان مین و بیان اقل مدت حمل و اکثر مدت حمل مع بیان اختلاف ائمہ کرام و بیان تفصیلی بچہ کے اکثر و اقل کے خروج مین اور حیات و ممات کے حکم مین فصل مفقود کی میراث کے بیان مین و بیان تفصیلی اختلاف ائمہ مفقود کی مدت مین اور بقول مفتی بہ نو۹۰ے برس ہین مع دیگر فوائد مناسب مقام فصل مرتد کی میراث اور مال کے احکام کے بیان مین بذکر تفصیلی فصل اسیر کی میراث کے احکام مین بذکر تفصیلی فصل ڈوبنے والون اور جلنے والون اور دبنے والون کی میراث کے احکام کے بیان مین بذکر تفصیلی۔

دیباچہ از طرف مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ احقر العباد المعتصم بذیل حضرت نبی المختار صلعم ـ عبد الغفار حنفی قادری بن جناب مولانا حافظ احمد حسن خیرآبادی نواسۂ حضرت جد امجد مرشدنا و استادنا مولانا بہادر علی محدث دھلوی حنفی قادری غفر اللہ لہ ولوالدیہ وعن جمیع اقاربہ واخوانہ المسلمین بخدمت ارباب صدق وصفا و اصحاب مجد و علا عرض کرتا ہے کہ علم فرائض جو من حیث الثواب ملقب بہ نصف العلوم و اشرف الفنون و محتاج الیہ کافہ انام و قاضی الحاجات اہل اسلام و کافی المہمات خاص و عام ہے پس بالخصوص

اس علم شریف مین جیسی کہ کتاب فرائض سراجیہ متن متین اور شرح اُس کی شریفیہ نور مبین ترتیب پائی ہے
کہ باوجود کمال ایجاز و اختصار علم فرائض کے تمامی اصول و فروع و مسائل کو حاوی و محیط ہے مثل
اس متن و شرح کے الی یومنا دوسری کتاب اس علم مین شائع و رائج نہین ہوئی فلہذا اکابر علماء
متقدمین و اجلۂ فضلاء متاخرین عرب و عجم نے اس متن متین اور شرح نور مبین کی شروح و حواشی
عربیہ مثل ضوء السراج و ضیاء السراج و اضافی و بسیط و وجیز و علوی و بہشتی و تنویر السراج وغیرہ
لکھی ہین مگر جملہ اکابر علماء متقدمین و متاخرین و راسخین فی العلم شریفیہ لاجواب کی صحت و جامعیت
و کمال مقبولیت پر بالاتفاق قائل ہین اور فحول علماء شرق و غرب اسی کتاب معلی کے احکام پر متبع
و پیرو ہین اسی واسطے حضرت شارح بزمرۂ شارحین ملقب بشیخ الاسلام و خیر الشارحین و سید الشارحین ملقب
ہین الحاصل یہ متن و شرح دونو باعتبار مذہب حنفیہ مسلمات و معمولات علماء عرب و عجم سے ہے علم
فرائض مین خاتمہ کی یہی کتاب ہے اور علماء و فضلاء آفاق کے لئے منتہاء غایات ہے ہر قول اس کا
قول مختار اور ہر مسئلہ اس کا مفتی بہ علماء نامدار ہے لہذا اس فقیر نامہ سیاہ شوریدہ حال نے بمقولے شعر
فی الجملہ نسبتی بتو کافی بود مرا ٭ بلبل ہمین کہ قافیۂ گل شود بس است ٭ اون اکابر دین و ارکان شرع
متین کے درر فاخرۂ تالیفات و جواہر نفیسۂ تصنیفات عربیہ متن و شرح دونو کو بنظر رفاہ عام اہل اسلام
و طلباء مشتاقین کافۂ انام بزبان اردو عام فہم آویزۂ گوش خاص و عام و حرز جان ارباب صدق و
ایمان کیا الحمد للہ کہ یہ فیض جلیل و خیر کثیر من حیث لا یحتسب محض بفضل عظیم حضرت یزدانی و الطاف
رحمانی و فتح الباری جلوہ گر عالم و عالمیان ہوکر نافع ہر سامع و قاری ہوئی مخفی نرہے کہ اس ترجمہ
مین کئی باتون کا التزام حتی الامکان ملحوظ و نصب العین رہا ہے **اول** یہ کہ متن و شرح دونو کی
تمام و کمال عبارت کا ترجمہ کیا گیا ہے یعنی بنظر فائدۂ عام طلبا حتی الامکان کوئی جملہ و کلمہ متن و شرح
کا ترجمہ سے نہین متروک ہوا ہے تاکہ جملہ طالبین و طلباء مشتاقین متن و شرح کے تمامی فوائد جلی
و خفی و مطالب و مقاصد صوری و معنوی سے کماحقہ بہرہ مند و کامیاب ہون **دوم** یہ کہ ترجمہ ہذا
مین عبارت کی فصاحت و بلاغت کا اہتمام اور لغات عربیہ مغلقہ مشکلہ کا استعمال نہین کیا گیا ہے
بلکہ بنظر افاضۂ و نفع عام اہل اسلام کے اس وقت کی بول چال کے موافق ہر کلمہ کا صاف صاف
ترجمہ کیا گیا **سوم** یہ کہ ہر جگہ متن و شرح کے مقدرات و محذوفات کو ترجمہ مین ظاہر کر دیا ہے اور

ضمیروں کی جگہ اون کے مرجع لکھدئے گئے ہین تا احکام فرائض شرعی کے فہم مین تشویش و تردد حموماً نہ باقی رہے البتہ اکثر جگہ بنظر رفع شکوک و التباس قرابتین کے ورثہ عربی عبارت مین لکھے گئے ہین تا بوجہ اشتباہ یاے معروف و مجہول تذکیر و تانیث مین التباس نہ واقع ہو چہارم یہ کہ جس مقام پر بوجہ اغلاق و دقت کے ضرورت توضیح و تشریح کی تھی وہان باشارۂ میم خطی مترجم نے ا وس اغلاق و اشکال کو واضح و صاف کردیا ہے بلکہ مزید بران اُس جگہ جو فوائد مناسب مقام شروح و حواشی کے مطالعہ سے نظر سے گذرے اون کا ترجمہ بحوالہ کتاب لکھا گیا اس غرض سے کہ مسائل متن و شرح دونو کے بخوبی ذہن نشین ہوجاوین پنجم یہ کہ مترجم نے بلحاظ جامعیت ترجمۂ ہذا کے اولاً کنزالفرائض نام قرار دیا تھا مگر بعد فارغ ہونے ترجمہ سے تاریخی نام رکھنے کا شوق دل مین پیدا ہوا کہ یکایک باعانت فتوح غیبی و تکمیل فرائض ایمانی برکت اسم اعظم محمدؐ سے نام تاریخی حسب مراد نکل آیا یعنی کنزالفرائض محمدی کہ اس مین سے ۱۳۱۰ہجری برآمد ہوتے ہین ششم یہ کہ حتی الوسع اس ترجمہ کی تصحیح و تنقیح مین بڑی عرقریزی و جانفشانی کی گئی ہے ؎ چہ دودہائے چراغے کہ در دماغ نرفت ٭ کدام بادۂ محنت کہ در ایاغ نرفت ٭ کدام خواب و چہ آسائش و کجا آرام ٭ چہ خار خار کہ در بستر فراغ نرفت ٭ بجیرتم زدل خود کہ عمر رفت و بے ٭ زکنج غمکدہ ہرگز بصحن باغ نرفت ٭ با اینہمہ بنظر غایت احتیاط و حفظ و نگاہداشت احکام شرعی ترجمہ ہذا بنا بر ملاحظۂ بعض علماء وقت پیش کیا گیا اور اون حضرات نے اس امر کو از قبیل تائید و تکمیل فرائض ایمانی سمجھ کر تمام کمال ترجمہ ہذا بغور و امعان نظر ملاحظہ فرمایا اور فقیر کی کمال ریاضت و عرقریزی و سعی مشکور و جہد مبرور پر دعا خیر مرحبا و جزاک اللہ فی الدنیا والعقبیٰ سے مسرور و مشکور فرمایا اور براہ قدردانی و بندہ نوازی و عزت افزائی و غلبۂ خوشنودی بنظر اعلاء کلمۂ حق وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ چند کلمات طیبات بطور تقریظ تحریر فرمائے کہ وہ اول و آخر کتاب مین درج ہین مگر با اینہمہ یہ ہیچمدان بوجہ کم استعدادی و پستی فطرتی و کوتاہ نظری و قصور تحقیق و قلت بضاعت خطا و غلطی کا مظہر ہے کیونکہ انسان کیسا ہی علوم و معارف مین فرید و یگانہ ہو مگر نسیان و خطا سے معصوم نہین اسلئے کہ نسیان و خطا آدمیت کا شعار ہے وان اول الناس اول ناس پس سلامت رہنا سہو و خطا سے نادر الوجود مگر ستار العیوب اوس آدمی کی سو پردہ پوشی کرے جو اپنے بھائی کی ایک پردہ پوشی کرے

اور بخشے اوس کو جو اور ون کی خطا معاف کرے **بیان مختصر حال**
مترجم چند عرصے سے بوجہ ہجوم منذرات قرب موت وتذکر دار آخرت وشورش آیات
بینات الوداع والفراق اعنی اضمحلال قوی ضعف قلب ودماغ وہجوم افسردگی ولحوق انواع
عوارض جسمانی وتراکم وتصادم حوادث کونی در حلت اخوان صدق وصفا ویاد آوری مفارقت
اعزہ واخلا عزم استحصال دولت باقیات صالحات وتہیہ سامان سفر آخرت اہم مقصود واعظم
مطلوب تھا ولنعم ماقیل ؎ چو زین دار فنا قصد سفر سوئے دگر داری ؛ چرا غافل نشینی اے دل
اسباب بش مہیا کن ؛ الحمد للہ کہ بفحوائے صدق افزائے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ چند رسائل
اعظم وسائل تبصرہ حق نما وفضائل القران وباقیات صالحات ومرج البحرین فی فضائل الحرمین
ونور العینین فی تقبیل الابہامین مطبوع ہو کر مفید خاص وعام اہل اسلام کافہ انام ہوئے دریں ولا
باستمداد توفیق خیر رفیق بامید حصول برات نجات وعفو ذنوب وسیئات ایک رسالہ اس علم
جلیل القدر مین بزبان اردو عام فہم لکھنا شروع کیا چند اوراق لکھے تھے کہ یکایک بتائید حضرت
فیاض مطلق منعم حقیقی بطور ہدایت غیبی یہ عطاء جلیل وخیر کثیر قلب مین القا ہوئی کہ اگر بنعم البدل
اس کے سراجی وشریفی دونو کا ترجمہ اردو زبان عام فہم مین ہو جاوے تو بالیقین یہ سعی مشکور
وعزم مبرور موجب رفاہ عامۂ مومنین وباعث مزید خوشنودی مشتاقین وکار آمد طالبین ہو گی اور
عموماً ہر ایک مومن کو کمال آسانی سے دولت نصف العلم نصیب ہو گی وبضمن خیر خواہی
اخوان مسلمین اس نامہ سیاہ کو دولت وسعادت حسن خاتمہ عطا ہو گی اور بھی یہ خیر کثیر از قبیل
ثمرۂ حیات مستعار بطور یادگار تا لیل ونہار قائم رہے گی اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا **دوسرے** یہ کہ اس ہیچمدان گمنام
اجوف باطن معتل الحال کو ایسی قوت فکری واستعداد علمی ونظر بلیغ وفکر صائب ودقیق تحقیق
مالیق نہین حاصل ہے جو ایسے حضرات اکابر علماء دین وراسخین فی العلم کی متن وشرح کے ترجمہ کا
عزم کرتا اور ہر ایک مسئلہ کو شروح وحواشی اکابر علما وفوائد جلیلہ فضلا سے آرائش دیتا چنانچہ
چند روز قبل از تسوید بیاض بحالت اضطرار متوقع عطاء توفیق ایزدی وامداد غیبی بحضرت ارحم
الراحمین ذو فضل عظیم رہا انجام کار بمقتضائے مضمون ذوق مشحون ؎ در فیض است نشین

از کشائش نا امید اینجا + برنگ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا + رحمت یزدانی وفضل رحمانی معین حال و
قال فقیر کا ہوا یعنی ظلمات شکوک وحجب شبہات اوٹھ گئے اور نعمت جلیلہ جمعیت معنوی فراخی
حوصلہ وہمت قلبی نے ترقی پائی اور ہجوم مزاحم وموانع ظاہری وباطنی کی دشواری آسان
ہو گئی پس فقیر نے ان نعمات جلیلہ کا سجدۂ شکر ادا کیا اور یہ سمجھکر کہ یہ جود وعطا حضرت واہب العطیات
مطلق اور اعظم فیضان وفتوح حضرت معبود برحق سے ہے اس ترجمہ کا لکھنا شروع کیا ع
این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نبخشد خدائے بخشندہ ٭ **تیسرے** یہ کہ اس ترجمہ کے اثنار
تحریر مین بوجہ غایت ریاضت شاقہ یعنی التزام جلیسہ زمان طویل وحضوری قلب واجتماع حواس
واہتمام تکمیل تصحیح وتنقیح ومطالعہ شروح وحواشی با اینہمہ انصرام اشغال روزمرہ وبجا آوری
خدمات متعلقہ بدفعات عوارض صعب مین مبتلا ہوا مگر جب بوجہ ہجوم حسرت وتاسف وناکامی
یعنی بخیال ناتمام رہجانے اس سعادت جاودانی وحسنات دائمی کے بفحوائے صدق افزائے
امن یجیب المضطر بحالت اضطرار قلبی وخضوع وخشوع معنوی دعا وزاری کے بفحوائے
ویکشف السوء مقرون اجابت ہوئی اور ساتھ اس کے توفیق خیر رفیق ترقی نصیب ہوئی
شعر شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا ٭ بر منتہائے ہمت خود کامران شدم حمداً طیباً کثیراً
مبارکاً فیہ **چوتھے** یہ کہ بعد اتمام ترجمہ ہذا الفیض وبرکت علم فرائض شرعی وآثار قبولیت صوری
ومعنوی نسبت مترجم یہ ہدایت غیبی نادی باعلی ندا ہوئی کہ بضمن ترتیب وتکمیل مسائل علم
فرائض صریح اشعار وآگاہی وبیداری بقرینہ زمانہ رحلت بدار آخرت سے انجام کار بمقتضائے کفی
بالموت وعظاً یہ ہدایت مثمر بالوف افسردگی وانواع برداشتگی طبیعت وہجوم عبرت وازدیاد تذکرۂ
موت ورحلت بتعمیل ارشاد جلیل وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ باعث تحریر وصیت ہوا اور
یہ عزم مبرور وقصد مشکور باعث انواع تنویر وکشود قلبی وخلوص وتزکیہ معنوی وبرکات جلی وخفی
ہوا حضرت ارحم الراحمین ذو فضل عظیم سے بیقین صادق اور امید واثق ہے کہ نفاذ بعض امور وصیت
بزمان بقا حیات مستعار بطیب خاطر وثبات حواس بعجلت قوت سے فعلیت مین لا دے اور
ان کو اپنے افضال جلیلہ ورحمت واسعہ کل شی سے مقرون اجابت وقبولیت وحسن ادا آخرت
فرماوے آمین **پانچوین** یہ کہ بعد تصحیح وتکمیل ترجمہ ہذا کے انصرام واہتمام طبع کے خیال وہجوم

انواع افکار سے چند روز فی الجملہ انتشار و اضطرار عارض حال رہا اور بوجہ شورش حوادث کون و فساد
ہر ایک احباب کو شرکت طبع سے معذور سمجھ کر سامعہ خراشی سے معذور رہا انجام کار لیل و نہار بدرگاہ
حضرت مجیب الدعوات اس سعی مشکور کی قبولیت کے اثر و امداد غیبی کے ظہور کا باضطرار قلبی متوقع
ہوا کہ ناگاہ بتقریب اذکار باقیات صالحات و اعمال طیبہ و حسنات جاریہ اس خیر کثیر کی تکمیل و ترتیب
طبع کا ذکر خیر گوش حق نیوش ملجا العلما ملاذ الفضلا محب الفقرا سراپا خیر و سخا کان جود و عطا سالک
مسالک تسلیم و رضا حامی الاسلام و المسلمین مؤید و مروج احکام شرع مبین جامع فضائل و شرائف
انسانی مورد مراحم و مکارم یزدانی علم دوست ہنر پرور صاحب طبع ثاقب و فکر صائب مسلم الثبوت
انام معتمد علیہ خاص و عام یادگار روزگار مستند علما رنامدار مقتدا ارباب صدق و صفا سر خیل
اصحاب مجد و علا کریم الاخلاق عمیم الاشفاق عارف معارف علوم دینیہ عالم فنون حکمیہ فاضل
نبیل عالم جلیل فرید و یگانہ دستگیر خویش و بیگانہ سلالہ خاندان مصطفوی علالہ دودمان مرتضوی
سببی سندی مولانا بالفضل اولانا جناب مولانا و سیدنا حکیم سید **احسان علی** عفا اللہ عن ذنبہ
الخفی والجلی پہنچا اوسی وقت ہجوم شوق و ذوق قلبی سے اس ترجمہ کے ملاحظہ کے لئے فقیر سے
ارشاد ہوا چنانچہ از اول تا آخر بامعان نظر ملاحظہ فرمایا اور اس نالائق ہیچمدان کی غایت باضعت
و صرف ہمت و سعی بلیغ و جہد مابلیغ پر کرات و مرات جلسات مین کلمات دعا مرحبا و جزاک اللہ
فی الدنیا والعقبیٰ سے معزز و مفتخر و مشکور فرمایا اور براہ قدردانی و بندہ نوازی و اعلاء کلمہ حق چند
کلمات طیبات تحریر فرمائے کہ وہ جواہر مشرقہ و درر فاخرۂ نظم و نثر بنا بر مزید لطف و ذوق حضرات
اہل علم اول کتاب مین بطور یادگار جناب ممدوح درج ہوتے ہین کہ جس کے ہر جملہ و کلمہ سے کمال
استعداد و قابلیت و افضی جامعیت و بلند فکری و قوت علمی و علوے طبعی و خوش گفتاری و لطف
و ذوق قلبی و ہمہ دانی جناب ممدوح کی کالشمس فی نصف النہار روشن و مبرہن ہے و نیز ضمن
اوس کے تصدیق بیان مترجم پر نادی باعلی ندا ہے ع اے بیش از انکہ در قلم آید ثنائے تو
+ واجب بر اہل مشرق و مغرب دعائے تو + اے در بقائے عمر تو نفع جہانیان + باقی مباد آنکہ
نخواہد بقائے تو + بالجملہ باقتضائے سابقۂ عنایت سرمدی و حسن توفیق ازلی و سعادت ابدی
اس فیض عام و خیر کثیر کی ترتیب و تکمیل کی فرط مسرت بمقتضائے تمنۂ آبائی کمال خوش نیتی

واثیار طبعی وغنا قلبی وجود وسخا فطری ارشاد ہوا کہ اس فیض عام اہل اسلام کا طبع ہو کر اطراف عالم میں مشتہر وشائع ہونا واجب وفرض عین ہے کہ بضمن اس کے خیر وبرکت وسعادت اشاعت نصف العلم منصور ہے ارباب ایمان و اصحاب ایقان نے ان کلمات طیبات جواہر بے بہا کو آویزۂ گوش کیا اور ہر ایک بیساختہ کلمات طیبات أُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ زبان پر لایا اور نیز بصرف ہمت واعانت جماعت مومنین و امداد وشرکت ارباب اخوان مسلمین انصرام طبع ترجمہ ہذا ظہور پذیر ہوا حضرت معطی بیقیاس اس خیر کثیر و فیض عمیم کا اجر جزیل مقام امین و نعمات مقیم وجنات نعیم ورضوان عظیم جناب ممدوح و معاونین مسلمین کو عطا فرماوے اور بوسیلہ جلیلہ حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین بضمن قبولیت سعی مشکور تکمیل علم فرائض نصف العلم کے اس نامۂ سیاہ کے فرائض متروکہ سے نظر عفو ومغفرت فرماوے اور بطفیل قبولیت متن وشرح عربی کے ترجمہ ہذا کو بھی مقبول خاص وعام ونافع اہل اسلام کافۂ انام فرمائے آمین رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین آمین

کلمات طیبات باعبارت فصیح وعنوان بلیغ فارس مضمار فصاحت وبلاغت سباح بحار الدرایۃ والہدایۃ عالم بے بدل فاضل اجل ماہر علوم دینیہ عارف فنون حکمیہ مسلم الثبوت انام ملجاء خاص وعام از حسن نتائج طبع وقاد وفکر نقاد جناب مستطاب معلی القاب سیدی وسندی جناب مولانا وسیدنا حکیم سید **احسان علی** عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی وسلمہ العلی القوی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ تعالیٰ والصلوٰۃ علی سید الورے وآلہ وصحبہ اجمعین

شعر مرا در دین ودنیا بس بود کالائے خاموشی ٭ ولے مجبور از نطقم کہ می خواہد سبکدوشی ٭ لاچار برسر انصاف آمدہ راہ عدالت می پیمایم ودو سہ جملہ سنرگ صاف ترک مبگویم کہ مولانا **محمد عبد الغفار خان** مفتی عدالت گوالیار فی زماننا باوجود فرماندگی وتفرق بال وآرام واموال ما یحدث علیہ در ہر نمط علم وفضل خصوص در فقہ وحدیث وتفسیر چون مسئلہ لاجواب متفق علیہ ہر شیخ وشباب است وور فیض وفیضرسانی ورثہ خاص از جد ماد ری خود یافتہ مسلمانان رایکے از عمدہ ترین ذوی الارحام بودہ ہر یک را در سرمایہ راس المال علم وہدایت خود ذوی الفروض میداند در استحقاق سہام رحمت

ربانی اورا حاجی نیست۔ بدخواہش چون کلالہ ہمدوش حرمان باد۔ وخیر خواہش درنزلۂ ہر خیر عصبۂ حقیقی شود محامد اخلاقش را تا کسے سرایم کہ در محبت مولی موالات وور بلاغت مقر لہ مخلوقات وور علم حدیث موصی لہ اساتذہ موجودات ودر تلامذہ بیت المال حسنات است۔ درینولا بتقریب تعلیم طلبا وافادہ طلب علم فرائض بر کتاب فرائض شریفی کہ معجزۂ باب تصنیف وکرامت فصل تالیف متقدمین ومتاخرین ست شرحے مفصل گفتہ ومختصر را مطول وانمودہ چون طبع رسا وسلیقہ را در علوم دینیہ بمعانی آشنا داشت سنگلاخ اغلاق ہر مسئلہ را بحوض مطالعہ وجودت طبعی خود آب کرد وصدف را دُر نایاب ساخت اگرچہ فرائض شریفی خود شرح بر متن سراجیہ بود حالیًا از خدمت مکرمی مولانا متن متین ودر ہتیم مینما ید وچون درباب احتیاط مولانا را استفتہا ست برائے رفع سقم وغلطی بخدمت بعض ہمعصران فرائض دان پیش کردہ تا بچشم انصاف دیدند وپسندیدند ولہ نگرفت کسے معترضے حرف غلط را ؛ در بحر ہوا نیست گذر طائر لط را ؛ ہدہد نبود تا ز سلیمان اولوا العزم ؛ بر سینۂ بلقیس نہد نامہ وخط را ؛ حیر معاف دارند اینہم ہوائے شیراز بود کہ از اوراق گلستان وبوستان بدماغم رسید ورنہ من شوریدۂ ہندی نژاد را با کنارۂ آب رکنا باد وگلگشت مصلی چہ مناسبت کہ بمدح تصنیف مولانا پارسی بالی کنم ؎ صفیر بلبل ایران لب ولہجہ دگر دارد ؛ کبوتر کے شود از شست وشوا بن زاغ صحرائی ؛ گویند کہ اگرچہ خشش ستائش ستودہ کاران نمی گذارد وبر آن می آرد کہ چیزے گوئی بارد وبائستے نگاشت کہ زبان جبلی ماست مخاطبا بچشم ہرچہ فرمائی برانم وناصیۂ قبول بر سدۂ ارشاد بزرگان میفرسایم ؎ ما وجب اینکہ مرا پیر مغان فرماید ؛ ورنہ کم حوصلہ را بارگران کے شاید ؛ اگرچہ زاد بوم مجھ بیکس جگر سوختہ سالک طریق تسلیم ورضا کا دکن اور ملک مالوہ مکتب سخن ہے مگر کم درانہ مزو ولی طبع سے مروک کہ مدح اس کتاب لاجواب میں ایک شعر کہتا ہوں ؎

موسی کا عصا اور ید بیضا کی اصل ہے	یہ شرح شریفی شجر طور کا پھل ہے

تقریظ از جناب مولانا رئیس المحققین بقیۃ السلف الصالحین فاضل جلیل عالم عدیم المثل جامع معقول ومنقول عارف فروع واصول جناب مولانا بالفضل اولانا مولانا محمد حسین صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد وثنائے لاتعد حضرت اللہ الصمد لم یلد ولم یولد کو سزاوار ہے اور درود نامحدود جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلعم اور حضرت کی ازواج مطہرات امہات المومنین وآل اطہار واصحاب ابرار کلہم اجمعین

پرنیاز کیش از ان بندۂ خاکسار الراجی الی رحمۃ رب الکونین **محمد حسین** حفظ اللہ عن شر الدارین اپنے دل و
جان سے اور ہر بن موے کی زبان سے ہزار ہا شکر بدرگاہ حضرت واہب العطیات بجا لاتا ہے
کہ اندنون جو زمانہ شیوع جہل و سنوح حوادث درپیش ہے اور ہر شخص فکر فاسد از دیاد وجہ معاش
دنیا مین مطلق العنان سر براہ خویش نہ کسی کو علم کی طلب نہ علما کی قدر منزلت خدمت و اعانت علم
و علما کی ایک طرف بلکہ ایسی صحبتون سے از بس فرار و حذر ہے ایسے وقت پر شور و فتن اور زمان
مالا مال رنج و محن مین چونکہ حق تعالیٰ کو تا وقت موعود ابقاے دین محمدی و حفظ رسوم دینی منظور ہے علماء
دین کثرہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہردم ایضاح و تسہیل کتب دینیہ مین بانحا شتی سعی مشکور ہے
مصداق میری اس کج مج بیانی کا تنے نے سند اور مصداق اس جہاد لسانی کا یہ امر ہے کہ علم میراث
و فرائض جو احقاق حقوق کا مدار اور موکد و ممدوح حضرت سید الابرار رسول مختار ہے اوس مین شریفیہ
شرح سراجی جو کتاب درسی حاوی مسائل و احکام ارثی ہے بسبب دقت عبارات و کثرت لغات
کے اہل علم کی مطمح نظر اور منصب البصر ہے فارسی خوان اور اردو زبانون کو کہان طاقت اوس کے
پڑھنے اور سمجھنے کی حضرت فاضل نبیل و عالم عدیم المثیل صاحب ذہن ثاقب جامع جمیع المناصب
مفتی دیار **محمد عبد الغفار** صاحب مد اللہ ظلال فیوضہم علی العالمین و شکر اللہ سعیہم فی احیاء الدین
نے اس کتاب کا ترجمہ سلیس اردو زبان مین محیط عبارت متن و شرح متوضح مسائل و استخراج احکام
و تشریح و تنقیح مشکلات ہر مقام کار آمد طالبان فن و موجگاہ علماے زمن کیا ہے مین نے اس ترجمہ
کو بدیدۂ دشمن دیکھا لائق دوستان پایا اور جس مقام پر طالب العلم کی طبیعت جس طرح کی وضاحت
طلب ہوتی ہے اوسی جگہہ حضرت مترجم کی طرف سے ایک فائدہ موضح المقام نظر آیا اور اس کتاب
کے حسب حال تاریخ ترجمہ کی تلاش مین تھا کہ ایک عزیز کی زبان الہام ترجمان سے بحر فرائض سنا
الحق یہ محیط اعظم اور بحر ذخار فن فرائض و میراث مین اسی تاریخ اور لقب کا مصداق ہے وللہ الحمد
علی ذلک و ہو نقلہ کذلک و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

تقریظ از جناب مولانا فاضل نبیل عالم جلیل کاشف دقائق معقول و منقول حاوی مسائل
فروع و اصول عمدۃ المدققین مستند علماء راسخین اکمل فضلاء متاخرین جناب مولانا
ابو الفضل اولانا مولانا **محمد مجید الدین صاحب**۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و الہ واصحابہ اجمعین
الطیبین الطاہرین بر ضمائر صفا ئر ظائر مخفی و محتجب مبادکہ در علم فرائض کتاب سراجی متن متین
وشرحش شریفیہ نور مبین از مسلمات عرب و عجم واز اعظم کتب مفتی بہ سیدنا حضرت امام اعظم رحمت
پس اگرچہ این متن و شرح ہر دو برائے ایضاح مرام و کشف مقصود و کلام کافی و وافی است فاما
چون شاہد تعبیر بحجلہ عبارت عربی جاگزین وشرحش نیز بعنوان متن ہمقرین منفعت عامہ مومنین
وافادت تامہ طالبین داعی بر تفسیر و شرح مشرح مفید مستفیضین ست لہذا درین آوان بفضل اقران
باعظم عوض حضرت باری واکمل فتوحات شریعت حضرت مصطفوی بمیامن بذل جہد جہید و مساعی
بے پایان بحر طمطام حبر قمقام سند العلماء العظام قدوۃ الفضلاء الکرام ذی المجد العلو والاحتشام
صاحب الفضل والاحترام جامع علوم حلال و حرام مفتی آفاق زبدۂ انام افضل سلالہ الزمان اکمل
کملاء الدوران مولانا و مقتدانا حضرت حاجی مولوی مفتی **محمد عبد الغفار خان** ادیم اللہ بحار فیوضہ
جاریہ ما دام الملوان با وصف اشتباک و تداکم طوارح و ازدحام و تراکم موانع و تشتت و توزع
بال و حموم و ہجوم مشاغل و اشغال موصوف ممدوح الحال حفظ اللہ الکبیر المتعال من جمیع الشرور
والاہوال صرف بنظر صدق نیت و خیرت مقال کتاب لاجواب معلی القاب مشتمل بر عجائب تدقیقات
راسخات متناول غرائب تحقیقات سانحات حاوی اشارات محتوی لطائف نکات مملو حمائد و عوائد
جلیلہ منطوی بر غرر زوائد و فوائد جمیلہ ۵ ففی کل لفظ منہ روض من المنی و فی کل سطر منہ عقد من الدرر
منشط اسماع شائقین مفرح اذہان سامعین مستجمع صفات و فضائل خفی و جلی موسوم بکنز الفرائض محمدی
ترجمہ سراجی و شریفی بحسین حسن نظام و احسن اہتمام بکمال صحت و سلاست وغایت جامعیت
و وضاحت تہذیب و ترتیب یافتہ کہ تا اینندم درین علم جلیل بزبان اردو ہیچ کتاب جامع و نافع
خاص و عام بل قاضی الحاجات کافۂ انام اہل اسلام بعبارت اردو سلیس و آسان بانظار حضرت
اولی الابصار نرسیدہ الحمد للہ کہ این داعی خیر آن ترجمہ را مقابلہ متن و شرح عربی بالاستیعاب
بغوص و فکر و امعان نظر دیدہ از صحت و عطا بقت تامہ معمور یافتہ یعنی ورائے اختلاف تعبیر
زبان عربی و اردو دیگرے اختلاف نیافتہ آفرین بر دو الا فطرتی و مبلغ علمی و صرف ہمت قلبی حضرت

مترجم عم فیضہ المحاوی کہ بسعی مشکور قلب سلیم و عزم ہمیر ور طبع مستقیم محض بہ نیت افاضہ خیر عامہ حلائق حصیر باقیات صالحات واعظم حسنات زاد للمعاد و نفعاً للعباد ترتیب دادہ از آغاز تا اختتام تمامی مسائل متن و شرح راشل بدور مسفرہ و شموس مشرقہ حلوہٴ ایضاح بخشیدہ و دامن طالبین و مشتاقین را از اطباق اطباق درر فاخرہ تحقیق و جواہر لامعہ مستنیرہ تنقیح پر کردہ معہذا بنظر مزید ایضاح و بلحاظ تعمیم منافع عامہ طالبین علاوہ کشف اغلاق و تفسیر اجمال از ابتدا تا ختم کتاب بالالتزام مناسب ہر مقام از فوائد جلیلہ نبیلہ بنحو مرغوب و اسلوب مطبوع بر طالبین اردو پسند ابواب توضیح و تفصیل کشودہ و از کتب مطولہ شروح و حواشی عربی مستغنی نمودہ و بضمن آن خلفے را بمسائل فرائض ایمانی و عاملی با حکام اسلامی با علان تام بلاغ ما لاکلام نمودہ حق تعالی اجر جزیل ابن امر جلیل و ثواب جمیل ابن خیر کثیر حضرت مترجم را در دین و دنیا عطا فرماید و تا یوم بعث و نشور اخوان مومنین را از برکات و منافع ابن عجالہ نافعہ بہرہٴ وافی ارزانی فرماید آمین بحرمۃ سیدنا محمد الامین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ الطیبین الطاہرین۔ **تمت** احوج المربوبین عبدہ المسکین محمد محب الدین السہیلی الحنفی القادری عفی عنہ

تقریظ از جناب عظمت نصاب فاضل نبیل مستند علماء نامدار سرآمد فضلاء مشاہیر روزگار جامع معقول و منقول حافظ قوانین فروع و اصول کاشف معانی کتاب مبین مفسر احکام شرع متین واقف اسرار خفی و جلی مولانا و بالفضل اولانا مولوی حکیم سید **مظہر علی** سلمہ العلی القوی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستائیش بے منتہا لایق ہے اوس مبدع کائنات کو کہ سبحان الذی لا یموت جس کی شان ہے اور نیایش لاتحصی سزاوار ہے ایسے مخترع موجودات کو کہ ہو یحیی و یمیت اوس کی پہچان ہے وہ پروردگار منعم متفضل جس نے بانزال الکتب والمرسلین سیما بظہور فخر الاولین والآخرین شفیع المذنبین محبوب رب العالمین سیدنا ونبینا وشفیعنا محمد صلعم وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین تاریکی کفر و ظلمات بدعت کو نور ہدایت و تجلی ایمان سے مٹایا اور اپنے حبیب مصطفی و رسول مجتبی صلعم کو ہمیں ارحم و اشفق زیادہ والدین سے کرکے بالمومنین رؤف رحیم فرمایا

استغفر اللہ الحی القیوم الذی لا الہ الا ھو و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ اما بعد ذرۂ بمقدار عصیان
شعار المفتقر الی ربہ الغنی المذنب المدعو بہ محمد مظہر علی یغفر اللہ لہ و لوالدیہ و لجمیع المومنین و المومنات
بفضلہ من لدیہ قرہ حا لفقر اگوش حق نیوش علماء و اکابرین خصوصاً و بعامۃ المومنین عموماً پہونچاتا ہے
فاستمعوا و افرحوا کہ علم فرائض و میراث جو محتاج الیہ ہے کل کا اور اوس کو حضرت صلعم نے نصف العلم فرمایا
اکثر اشخاص بوجہ بعلمی و کم مایگی ادراک مسائل اور احکام اوس کے سے محض بے بہرہ و ناواقف تھے
لہذا قدوۃ العلماء تاج الاذکیاء ناصر الاسلام بالفکر السدید مجمع الاوصاف ذو الفضل الجلی منبع الخیرات
بالمجد المزید اعنی سرآمد علماء روزگار مقبول بارگاہ کردگار جناب مولانا بالفضل اولانا مولوی مفتی محمد
عبد الغفار صاحب نے لا زالت شمس فیوضہ بازغۃ علی العالمین و العاکفین و ما دامت نجوم
سعیہ لامعۃ فی تشیید مبانی الاسلام و اساس الدین باوجود ہجوم علائق و افکار تسہیلاً لاحکامہ کمر ہمت
چست باندھی اور تھوڑے زمانہ مین شریفیہ شرح سراجی کا جو اندرین باب کتاب معتمد الفضلاء و مستند
الاذکیاء ہے ترجمہ بعبارت اردو عام فہم مع انضمام دیگر فوائد منظرا فادۂ عام الیسا فرمایا کہ جس نے
عامۃ المومنین ابجد خوانون کو اندرین مسائل مثل علماے متبحرین بنادیا۔

والحمد للہ علی ذلک و کان سعیہ مشکورا

سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب ہے سارے جہان کا اور رحمت کاملہ نازل ہوجیو اوپر بہتر ین خلق
اوس کی کے کہ نام پاک اون کا محمد صلعم ہے اور اوپر آل اون کی کے اور اصحاب اون کے
سب پر۔ فرمایا حضرت مولانا شیخ امام اجل سراج الملۃ والدین محمد بن عبد الرشید سجاوندی نے روشن
کرے اللہ خوابگاہ اون کی بعد حاصل کرنے خیر و برکت بسم اللہ سے الحمد للہ رب العالمین حمد
الشاکرین والسلام علی خیر البریۃ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین الطیبین الطاہرین قال رسول اللہ
صلعم تعلموا الفرائض و علموھا الناس فانہا نصف العلم سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب ہے سارے جہان کا
مانند حمد شاکرین کے اور رحمت کاملہ نازل ہوجیو اوپر بہتر ین خلائق کے کہ نام پاک اون کا محمد صلعم ہے
اور اون کے آل واصحاب سب پر جو طیبین و طاہرین ہین فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ سیکھو تم فرائض
کو اور سکھلاؤ تم لوگون کو پس تحقیق کہ فرائض آدھا علم ہے **ش** ایسے ہی ہے روایت فقہا کی **ف**
مراد شاکرین سے انبیاء اور اولیاء کرام رح ہین پس چونکہ حمد اون کی مقبول ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک لہذا
حضرت مصنف رح نے تیمناً اون کی حمد کا ذکر کیا تاکہ ببرکت اون کی حمد کے مصنف کی حمد بھی مقرون اجابت و قبولیت ہو

اس صورت مین معنی اس جملہ کے یہ ہوئے کہ احمد اللہ کحمد الشاکرین یعنی حمد کرتا ہون مین اللہ کی مانند حمد
شاکرین کے پس قاعدۂ نحو سے کلمہ حمد منصوب ہے بنزع الخافض۔ اور مصنفؒ نے حمد الشاکرین کہا اور نہ کہا
حمد الحامدین یا وصف حاصل ہونے اشتقاق کے اون دونو مین جواب اس کا یہ ہے کہ معنی شکر مین عموم
ہے یعنی بالقلب ہو یا باللسان و بالجوارح ہوا ور حمد مخصوص زبان کے ساتھ ہے پس شکر کے کہنے سے
فائدۂ عموم حاصل ہوگیا اور بوجہ اتباع و اقتدا کلام الٰہی کے مصنفؒ نے حمد کے ساتھ آغاز کلام کیا
اور طیبین و طاہرین جو دو کلمے کہے ظاہر یہ ہے کہ دونو کے معنی واحد ہین اور تکریر مفید تقریر ہے۔
اور بعض نے کہا کہ طیبین ہین ظاہر مین اور طاہرین ہین باطن مین۔ اور بعض نے کہا کہ طیبین ہین
افعال و اقوال مین اور طاہرین ہین اجساد و ارواح مین یا دنیا و آخرت مین۔ اور بعض نے کہا کہ مراد
طیبین سے یہ کہ وہ پاک ہین ذنوب قلبی سے عمداً اور طاہرین یعنی مبرا ہین عصیان جوارح سے پس
نہین لازم آتا کہ ذکر طاہرین کا بعد طیبین کے لاطائل ہے کذا فی حاشیۃ عبد النبی انتہیٰ اور فرائض
جمع ہے فریضہ کی اور وہ وہ ہے جو معین کئے گئے ہین حصے میراث مین ف توضیح مقام یہ ہے کہ فرائض
جمع ہے فریضہ کی اور وہ مشتق ہے فرض سے اور فرض لغت مین بمعنی تقدیر اور قطع اور بیان کے ہے
اور اصطلاح شرع شریف مین فرض وہ ہے جو ثابت ہو دلیل قطعی یقینی سے پس اس قسم کی تحفہ کے
مسائل کو فرائض اس واسطے نام رکھا کہ سہام مقدر مقطوع مبین ہین جو دلیل قطعی سے ثابت ہین تو
اس مین معنی لغوی اور شرعی دونو یکجا ہوگئے کذا فی العالمگیریۃ عن الاختیار شرح المختار اور اس علم کو علم
مواریث بھی کہتے ہین اور مواریث جمع ہے میراث کی یعنی وہ حق جو منتقل ہو میت سے طرف دوسرے
کے پس میراث کا نام فرائض اس لئے رکھا گیا کہ حق تعالیٰ نے میراث کو خود بذات پاک قسمت کیا
یعنی ہر وارث کا حصہ آپ ٹھہرا لیا اور اوس کی تقدیر ملک مقرب اور نبی مرسل پر مفوض نہین کی بخلاف
باقی احکام صلوۃ و زکوۃ و صوم و حج وغیرہا کے کہ اون مین نصوص مجمل ہین سنت نبویہ مین اوس کا
بیان واقع ہوا کذا فی المنح و مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر اور جو اس نسبت کہ قرار دیا گیا علم فرائض کا نصف العلم
یا تو اس اعتبار سے کہ بسبب خاص ہونے اس علم کے انسان کی ایک دو حالتون کے ساتھ کہ وہ
ممات ہے سوائے سب علوم دینیہ کے کہ وہ مختص ہین حیات کے ساتھ یعنی انسان کے دو حال ہین
موت اور حیات سو فرائض موت سے متعلق ہے اور باقی علوم حیات سے اور ایک حال نصف ہے

بیان معنی فرائض

مجموع دو حال کا انتہا یا اس اعتبار سے کہ بسبب خاص ہونے اس علم کے ایک دو سبب ملک کے ساتھ یعنی ضروری کے ساتھ سوائے اختیاری کے جیسے کسی شئے کا خرید کرنا اور قبول ہبہ کا اور وصیت کا وغیرہ م یعنی جس سے ملک ثابت ہوتی ہے وہ دو قسم ہے اختیاری اور ضروری اختیاری جیسے کسی شئے کا خرید کرنا یا ہبہ کرنا اور وصیت کرنا اور ضروری جیسے ارث پس اس اعتبار سے نصف العلم فرمایا۔ باواسطے ترغیب دینے علم فرائض کے سیکھنے کے بوجہ ہونے اوس کے کے امور مقصودہ م یعنی نصف العلم فرمایا معلمین متعلمین کی ترغیب و تحریص کے لئے بوجہ ہونے امور اہم و مقصود اعظم کے ف بعض اکابر شارحین لکھتے ہین کہ نصف العلم با اعتبار دو علمون کے ہے یعنی علم کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ اوس سے حاصل ہوتی ہے معرفت اسباب ارث کے۔ اور دوسرا وہ کہ جس سے دیگر تمامی واجبات کی معرفت حاصل ہوتی ہے یا با اعتبار ثواب و تعظیم کے یعنی فرائض کے ایک مسئلہ کی تعلیم مین آدمی سو نیکیون کا مستحق ہوتا ہے اور مسئلہ فقہ کی تعلیم مین دس نیکیون کا پس اگر اس صورت مین مثلاً جمیع فرائض کے دس مسئلے فرض کئے جاوین اور تمام فقہ کے سو مسئلے تو دونو کے حسنات برابر ہون گے یعنی ہزار نیکیاں گویا اس صورت مین فرائض با اعتبار ثواب کے سب علوم دینی کے ساتھ مساوی ہو گیا۔ یا با اعتبار تقدیر کے مراد یہ کہ اگر علم فرائض کا کامل بسط کیا جاوے تو اوس کی فروع کا حجم سب کتب کی فروع کے حجم کی برابر ہو جاویگا۔ اور بھی مذکور ہوا کہ اول یہی علم بھولا یا جاویگا اور منتزع ہوگا لوگون سے کذا فی کشف الظنون اور ایک گروہ علما کا یہ قول ہے کہ ہمکو نہین معلوم نصف العلم ہونے کی حقیقت اور نہ ہمپر اوس کا دریافت کرنا ضرور ہے کیونکہ ہمپر تو اتباع واجب ہے معنی اوس کے ہم سمجھین یا نہ سمجھین بوجہ احتمال وقوع خطا کے تاویل مین صاحب ضوء السراج وغیرہ نے اس گروہ کا نام اہل السلامۃ رکھا حضرات اکابر علما لکھتے ہین کہ فرائض وہ علم بزرگ ہے کہ ہر انسان اوس کا محتاج ہے حتی کہ جنین بھی اپنے حصہ شرعی کا ماں کے شکم مین محتاج ہے اور نبی صلعم نے یہ وعید ارشاد فرمائی کہ جس نے گھٹایا وارثون مین سے کسی وارث کا حصہ بغیر علم کے پس تحقیق کہ حق تعالی گھٹاوے گا اوس کا حصہ جنت مین کذا فی حاشیہ عبد النبی و حاشیہ سعدا ور تعریف اس علم کی یہ ہے کہ فرائض ایک علم ہے فقہ اور حساب کے اون قواعد کا جن سے ہر ایک وارث کا حصہ ترکہ سے معلوم ہو جاتا ہے کذا فی الدر المختار اور موضوع علم فرائض کا ترکات ہیں اور غایت اس علم کی ایصال حقوق

بیان تعریف و موضوع و غایت علم فرائض

اہل استحقاق کو اور ارکان اوس کے تین ہین مورث کی موت اور وارث کی حیات حقیقی ہو یا تقدیری چنانچہ
حمل اور علم وجہ ارث کا اور موانع اس کے قریب مذکور ہون گے اور اس علم کے استخراج کے تین
اصل ہین کتاب اللہ اور حدیث چنانچہ نانی کی توریث حضرت مغیرہ اور ابن سلمہ کی شہادت سے ثابت ہے
اور اصل ثالث اجماع امت ہے چنانچہ جدہ کی توریث سیدنا عمر فاروق کے اجتہاد سے ثابت ہے اور
اسی پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا اور قیاس کو فرائض مین کچھ دخل نہین کذا فی الطحطاوی مختصراً در مختار
مین مذکور ہوا کہ بسبب تقسیم ربانی کے رسول مقبول صلعم نے علم فرائض کا نام نصف العلم رکھا بسبب
ثابت ہونے اوس علم کے فقط نص سے نہ غیر نص سے اور غیر فرائض تو کبھی نص سے ثابت ہے اور
گاہے قیاس سے انتہیٰ ہم بیان اس کا یہ ہے کہ علم یا فقط نص سے ثابت ہے یا نص اور غیر نص دونون سے
ثابت ہے تو جو علم کہ فقط نص سے ثابت ہے وہ فرائض ہے اور جو نص اور غیر نص دونون سے ثابت
ہے وہ فرائض کے سوا اور علوم دینی ہین اور نص سے مراد وہ ہے جو اجماع کو بھی شامل ہے اس
واسطے کہ بعض مسائل فرائض کے اجماع امت سے ثابت ہین انتہیٰ مخفی نرہے کہ حدیث مذکور جو
مصنف نے نقل فرمائی وہ فقہا کی روایت پر مبنی ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور بروایت محدثین یعنی دارمی
اور دارقطنی دونون کی روایت مین اس طور سے مروی ہوا تعلموا العلم وعلموها الناس وتعلموا
الفرائض وعلموها الناس یعنی فرمایا کہ سیکھو تم علم کو اور سکھاؤ تم اوس کو لوگون کو ہم اس اجمال کی
توضیح یہ ہے کہ اس روایت مین نصف العلم نہین مذکور ہوا مگر اس روایت مین یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے
کہ در صورتیکہ ارشاد ہوا کہ سیکھو تم علم کو تو بعد اس فرمانے کے کچھ ضرورت امر فرمانے تعلم وتعلیم علم
فرائض کی نہتھی کیونکہ فرائض بھی ایک علم ہے علوم سے اس کے جواب مین حضرت شارح نے فرمایا کہ
اس صورت مین کلمہ فرائض کا یا تو حمل کیا جاویگا تصریح مذکورہ پر یعنی سہام مقدرہ معینہ پر اور اس
بنا پر تخصیص ذکر علم فرائض کی بوجہ نصف العلم ہونے کے بوجہ مصرحہ صدر سمجھی جاوے گی یا کلمہ
فرائض کا حمل کیا جاویگا فرائض الہیہ پر جن سے حق تعالیٰ نے عباد کو تکلف فرمایا ہے تو اس بنا
پر فرائض معنی اول کے اعتبار سے عام ہوگا اور اوس کے ذکر کی تخصیص بعد التعمیم بوجہ مزید اہتمام
قرار دیجاویگی ہم اب اس جگہہ دوسرا شبہہ قاعدۂ نحو سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ بمصرح صدر واضح ہوا کہ فرائض
جمع ہے فریضۃ کی تو وقت الحاق یار نسبت کے کہا جاویگا فرضی کیونکہ جمع وقت الحاق یا نسبت کی

رد کی جاتی ہے طرف مفرد کے پس بحالت الحاق یار نسبت کے فرائض رد کیا جاویگا طرف فریضہ کے
پھر لاحق کیجاویگی یار نسبت کی بعد حذف کرنے تا اور یا کے جیسے کہ وہ دونون حذف کیجاتی ہین صحیفۃ میں اور کہا جاتا ہے صحفی
اسکے جواب میں حضرت شارح فرماتے ہین کہ نہین بعید ہے یہ کہ قرار دیا جاوے لفظ فرائض کا اصطلاح علم فرائض
مین قائم مقام اعلام کے مانند انصار کے الحاق یار نسبت مین تو اس صورت مین کہا جاویگا فرائضی جیسے کہ
کہا جاتا ہے انصاری اگرچہ قیاس اس کا مقتضی ہے کہ کہا جاوے فرضی انتہی **ف** ماتن نے جو پہلے شروع
مقصود کے ذکر کیا حدیث مذکور کو اس مین طلب حصول تیمن و برکت کے علاوہ مزید ترغیب و تحریص نسبت معلمین
و متعلمین علم فرائض کے مقصود ہے دوسرے رعایت براعت الاستہلال تیسرے اشارہ اس علم بزرگ کے
نام کی طرف یعنی علم فرائض اور حدیث مذکور کا تتمہ یہ ہے کہ بعد اس کے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق
مین وفات پانیوالا ہون اور علم بھی قریب معدوم ہونیوالا ہے اور پھر ظاہر ہون گے فتنے یہان تک کہ دو شخص
ایک فرض مین جھگڑین گے اور وہ دونو نپاوین گے کسی عالم کو کہ فیصلہ کرے ان دونون مین کذا فی ضیاء
السراج **قال علماؤنا رحمہم اللہ تعالی تتعلق بترکۃ المیت حقوق اربعۃ مرتبۃ** فرمایا ہمارے
علماء نے کہ میت کے ترکہ کے ساتھ چار حق بالترتیب علاقہ رکھتے ہین **ش** یعنی بعض اون کا مقدم ہے بعض پر
ف ترکہ لغت مین بمعنی متروک ہے اور اصطلاح مین ترکہ وہ مال ہے جس کے عین سے غیر کا حق متعلق نہو گیا ہو
جیسا کہ قریب مذکور ہوگا۔ یا یہ کہ ترکہ اوس کو کہتے ہین کہ جو میت چھوڑے اپنی مملوکات شرعًا مانند اراضی
مقبوضہ و ذہب و فضہ مضروبہ و غیر مضروبہ وغیرہ مملوکات جن سے حقوق ورثا کے متعلق ہون انتہی **الاول**
یبدأ بتکفینہ وتجہیزہ بلا تبذیر ولا تقتیر اول یہ کہ ابتدا کی جاوے میت کے کفن دفن کے ساتھ
بلا افراط و تفریط کے **ش** اور یہ تبذیر و تقتیر یعنی کمی و بیشی یا تو باعتبار عدد کے ہو مثلًا کفن دینا مرد کو
تین کپڑون سے زیادہ اور عورت کو پانچ کپڑون سے زیادہ داخل تبذیر ہے یعنی اسراف ہے اور ان سے
کم دینا تقتیر ہے یعنی تنگی ہے۔ اور یا باعتبار قیمت کے ہو مثلًا ایک شخص اپنی حیات مین دس درم یا دس
دینار کی قیمت کا لباس پہنتا تھا تو وہ اگر اوس سے کم قیمت کے لباس مین کفن دیا جاویگا تو وہ تقتیر ہے
یعنی تنگی کے حکم مین داخل ہے اور اگر اوس سے زیادہ قیمت کے لباس مین کفن دیا جاویگا تو وہ تبذیر
ہے یعنی اسراف ہے اور دوسری صورت افراط و تفریط کی یہ ہے کہ مثلًا ایک شخص ایک لباس تو پہنتا تھا
عیدون مین اور دوسرا لباس پہنتا تھا اپنے اقران و امثال کی ملاقات مین اور تیسرا لباس پہنتا تھا

بیان معنی ترکہ

اپنے گھر مین تو اس صورت مین وہ کفن دیا جاوے دوسری قسم کے لباس مین کیونکہ اول اعلیٰ ہے اور تیسرا
ادنیٰ ہے بس متوسطا اولیٰ ہے اور بعض قدماے مشائخ حنفیہ کا یہ قول ہے کہ کفن دیا جاوے مرد اوس
لباس مین جو جمعون اور عیدون مین پہنتا تھا اور عورت اوس لباس مین کفن دیجاوے کہ جو اپنے مان باپ
سے ملنے کی حالت مین پہنتی تھی اور حضرت حسن بصریؒ اس باب مین یہ فرماتے ہیں کہ کفن مین اعتبار ہی
لباس کا ہے جو آدمی اکثر پہنتا ہوا ور اختیار کیا اس قول کو فقیہ ابوجعفرنے اور یہی بعض قدما مشائخ کا
یہ قول ہے کہ جبکہ میت پردین مستغرق ہو تو قرضدارون کو پہونچتا ہے کہ روکین وارثون کو اعداد مذکورہ
سے کفن دینے کو کہ وہ کفن سنت ہے م یعنی بصورت روکنے قرضدارون کے مردون کو تین کپڑے اور
عورتون کو پانچ کپڑے کہ یہ کفن سنت ہے نہ دئے جاوین بلکہ اس صورت مین کفن کفایہ دیا جاویگا کہ وہ
مرد کے واسطے دو کپڑے ہین نئے یا دُھلے ہوے اور عورت کے واسطے تین کپڑے ہین ف بعض اکابر
شارحین متاخرین لکھتے ہین کہ عدد سنت کفن مین مرد کے لئے تین کپڑے ہین قمیص جس کو کفنی کہتے ہین اور
ازار کہ ایک چادر ہوتی ہے بجاے تہ بند کے اور لفافہ جس کو پوٹ کی چادر کہتے ہین اور عورت کے لئے پانچ
کپڑے ہین تین مردون والے اور خمار یعنی اوڑھنی جس کو سرپر اور سر کے بالون پر جو دو حصہ کر کے سینہ پر ڈالے
جاتے ہین اوڑھا دیتے ہین اور سینہ بند جس سے چھاتیان عورت کی باندھ دیجاتی ہین اور تجہیز کے معنی
سامان کرنا اور میت کے سامان کرنے مین غسل اور گورکنی اور دفن بھی داخل ہے انتہیٰ اور استدلال کیا
بعض فقہانے کفن کفایہ پر اوس توجیہ کے ساتھ ذکر کیا اوس کو خصافؒ نے وہ یہ کہ جب مدیون پاس اچھے
کپڑے ہون کہ اوس سے کمتر قیمت پر اکتفا ممکن ہو تو اس صورت مین قاضی اون اچھے کپڑون کو فروخت
کرے اور قرض ادا کرے اور باقی قیمت مین کپڑا ایسا خرید کرے جو کفایت کرجاوے موتیٰ کو اور جبکہ میت کے
لئے ترکہ نہو تو کفن اوس کا اوسپر ہے کہ جسپر نفقہ اوس کا زندگی مین واجب تھا م مانند بھائی اور باپ کے
انتہیٰ اور ابویوسفؒ نے کہا کہ کفن عورت کا اوس کے شوہر پر ہے مطلقاً یعنی غنی ہو یا فقیر ہو نہ امام محمدؒ
کے نزدیک اس دلیل سے کہ بسبب موت کے زوجیت منقطع ہوگئی کہا صدر الشہیدؒ اور قاضی خان نے
کہ فتویٰ ابویوسفؒ کے قول پر ہے اور جبکہ نہون واسطے میت کے وہ لوگ کہ جن پر نفقہ اوس کا زندگی
مین واجب تھا یا یہ کہ وہ بھی فقیر ہون تو کفن اوس کا بیت المال سے کیا جاوے م اگر منتظم ہو جان
تو یہ کہ اتحاد کفن کی ساتھ نہین ہے مطلقاً جیسا کہ کتاب کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے م مطلب یہ ہے

بیان کفن مرد و عورت

بیان کفن کفایہ

کہ مانعؒ نے میت کے ترکہ کے ساتھ جو ابتدا کفن و دفن کے ساتھ کی اس ابتدا سے ابتدا مطلق نہ سمجھنا چاہئے
بلکہ جو حق غیر کا متعلق ہو عین ترکہ کے ساتھ یعنی شئے معین ترکہ کے ساتھ وہ کفن و دفن پر بھی مقدم ہے
مانند دین مرتہن کے جو متعلق ہو مرہون کے ساتھ جبکہ نہو واسطے میت کے کوئی شئے سواے اوس مرہون
کے پس ادا کیا جاویگا اوس سے اول دین اوس کا ف خلاصہ یہ کہ اول مال مردہ کا دینا چاہیئے اس قسم کے
دین مین جس کو علاقہ کسی شئے معین سے ہو جیسے ایک چیز میت کی کسی شخص پاس رہن ہے اور میت سواٗ اوس
چیز کے اور کچھ نچھوڑے بس دین مرتہن کا یعنی زر رہن کہ شئے مرہون سے متعلق ہے میت کی تجہیز و تکفین پر
مقدم ہے یعنی اوس شئے مرہون کو بیچکے اول زر رہن ادا کرین گے بعد اس کے اگر کچھ باقی رہے اوس سے
تجہیز و تکفین ہوگی نہین تو وہ لوگ جن پر خرچ اس کا حالت حیات مین واجب تھا تجہیز و تکفین کرین اور جو وہ
بھی نہون تو بیت المال سے کفن دفن کیا جاویگا مثلاً کسی شخص نے ایک گھوڑا سو روپیہ کو مول لیا اور بسبب عدم
ادائے قیمت کے بائع نے اوس گھوڑے کو اپنے قبضہ مین رکھا اور مشتری بے ادائے قیمت مرگیا اور کوئی
چیز اوس نے سواے اوس گھوڑے کے از قسم مال نہین چھوڑی تو ادا کرنا زر ثمن گھوڑے کا بائع کو کہ دین
متعلق بشئے معین یعنی گھوڑے سے ہے میت کی تجہیز و تکفین پر مقدم ہے یعنی اوس گھوڑے کو بیچ کے اول
قیمت اوس کی بائع کو ادا کرین اگر کچھ بچے تو وہ باقی تجہیز و تکفین مین صرف کیا جاوے اور اگر کچھ نہ بچے تو
بتصریح صدر عمل کیا جاوے اور جس قدر دین نہ ادا ہوا اوس کا مواخذہ میت کے ذمہ باقی رہا انتہی اور
ایسے ہی دیت جنایت عبد جانی کی کہ جس نے جنایت کی اپنے مولی کی حیات مین اور نہین ہے واسطے
مولا کے کچھ مال سواے اوس غلام کے ف عبد جانی کی صورت یہ ہے کہ غلام نے اپنے مولی کی حیات
مین کسی کو قتل کیا اور مولی کے پاس کچھ سواے غلام کے مال نہین اور مولی مرگیا تو اس صورت مین مقتول
کا وارث اس غلام کے زر ثمن سے دیت مقتول کا حقدار ہے پہلے تکفین مولی سے البتہ اگر دیت دیکر کچھ
باقی رہے گا تو تجہیز و تکفین کی جاویگی انتہی اور ایسے ہی حال ہے بیع محبوس بالثمن مین جبکہ مرجاے
مشتری بحالت عاجز ہونے ادائے قیمت کے ف بیع محبوس کی صورت یہ ہے مثلاً غلام بیچا زید کے
ہاتھ ثمن معین پر اور مشتری نے ہنوز ثمن ادا نہین کیا اور بائع نے غلام کو روک رکھا اپنے پاس اور
مشتری کا کچھ مال نہین سواے اوس غلام کے تو بائع احق ہے اوس غلام محبوس کا تجہیز و تکفین مشتری سے
انتہی اور ایسے ہی عبد ماذون مین کہ جب لاحق ہوں اوس کو دیون پھر مرگیا مولی اور نہین ہے واسطے

بیان دین مرہون میت

بیان عبد جانی

عبد ماذون

مولی کے کچھ مال سواے اوس غلام کے **ف** عبد ماذون اوس غلام کو کہتے ہین کہ جسکو باجازت
واذن مالک کے تجارت کی ہو اور اوس کی صورت یہ ہے کہ مالک کی زندگی مین اوس پر لوگون کے
دین ہین پھر مالک مرگیا اور اوس کا کچھ مال نہین سواے اوس کے تو اس صورت مین ارباب دیون
مقدم ہین کفن و دفن پر انتہی اور ایسے ہی دار مستاجرہ کی صورت مین کہ جب مستاجر نے دی اجرت

بیان دار مستاجر

پیشگی پھر مرگیا اجرت لینے والا تو ہوگیا وہ دار مرہون اجرت مین **ف** دار مستاجرہ کی صورت یہ ہے
کہ صاحب خانہ نے زید کو گھر کرایہ دیا اور زید نے اوس کی اجرت پیشگی دی پھر صاحب خانہ مرگیا
سو اجارہ فسخ ہوگیا اور زید مستاجر کی کچھ اجرت باقی رہی اور صاحب خانہ نے سواے اوس گھر کے
اور ترکہ نہین چھوڑا تو اس صورت مین زید مقدم ہوگا صاحب خانہ کے کفن و دفن پر انتہی اسی طرح
ذکر کیا امام رضی الدینؒ نے اپنی کتاب نظم الفرائض مین پس یہ حقوق مذکورہ مقدم نہین ہوے میت
کی تجہیز و تکفین پر مگر بسبب متعلق ہوجانے حقوق کے مال کے ساتھ ترکہ ہوجانے سے پیشتر م مراد یہ
کہ مال کا ترکہ ہونا تو بعد موت کے ہوتا ہے سو یہ حقوق تو قبل از موت متعلق مال کے ساتھ ہوگئے تھے
انتہی **ثم تقضی دیونه من جمیع ما بقی من ماله** پھر ادا کیے جاوین میت کے دیون تمام باقی
مال اوس کے سے **ش** یعنی پھر شروع کی جاوے میت کے دین ادا کرنے سے اوس سب مال مین سے
جو باقی رہا ہے تجہیز و تکفین کے بعد اور یہ اون چار حقوق مین سے دوسرا حق ہے اور جز این نیست
کہ ادا کرنا دین کا موخر ہوا میت کے کفن سے اس واسطے کہ کفن میت کا لباس ہے بعد اوس کی
وفات کے پس اعتبار کیا جاویگا لباس اوس کا بمنزلہ لباس حیات کے آیا نہین غور کرتا تو کہ لباس
مقدم کیا جاتا ہے یعنی حیات مین اوس کے دین پر اس واسطے کہ نہین فروخت کیے جاتے وہ کپڑے
جو مدیون کے جسم پر ہین باوجود قادر ہونے اوس کے کے کمائی پر **ف** مطلب یہ کہ اگر زندگی مین کسی
پر مال سے زیادہ دین ہے یا اوس کے پاس مطلق مال نہین ہے مگر صرف جسم پر لباس ہے تو ادا
دین مین وہ لباس اوس کے جسم کا نہ بیچا جاویگا باوجود قادر ہونے اوس کے کسب و ریاضت پر
پس اسی طرح بعد وفات کے کفن مقدم کیا گیا دین پر انتہی اور دین مقدم ہے وصیت پر اگرچہ نظم
آیت قرآنی مین وصیت کا ذکر مقدم ہوا ہے دین پر بدلیل روایت حضرت سیدنا علی مرتضی کہ آپنے
فرمایا کہ دیکھا مینے رسول مقبول صلعم کو کہ آپنے شروع فرمایا دین کو قبل وصیت کے اور آیت شریف مین

جو وصیت کا ذکر مقدم ہوا دین پر اس مین یہ نکتہ ہے کہ وصیت مشابہ ہے میراث کے بلا عوض ہونے مین
پس شاق گذرتا ہے وارثون پر اوس کا اخراج پس تھا بوجہ اس کے مظنہ تفریط کا بخلاف دین کے
کہ وارثون کے نفوس اوس کے ادا کرنے مین مطمئن ہین ھ اس واسطے کہ دین بعوض مال ہے انتہی
پس حقتعالی نے مقدم فرمایا وصیت کے ذکر کو دین پر واسطے آمادہ کرنے اداے وصیت پر دین کے
ساتھ مین اور نیز اس امر کی آگاہی پر کہ وصیت دین کے مانند ہے وجوب ادا مین اور عجلت و مسارعت
کرنی اوس کے ادا مین اور اسی مماثلت کے اعتبار سے لایا گیا درمیان وصیت اور دین کے کلمہ
مساوات کا کہ وہ کلمہ او کا ہے اور بھی ھ یعنی دوسری دلیل تقدیم یہ ہے انتہی کہ اگر ہو وصیت مثلاً
تبرعات کے ساتھ اور ترکہ اداے دین اور وصیت دونون کو وفا نہین کرسکتا تو اس صورت مین تقدیم
دین کی وصیت پر ظاہر ہے اس واسطے کہ اداے دین کا فرض ہے میت پر کہ جبر کیا جاتا تھا اوس کے
ادا پر اوس کی حالت حیات مین اور وصیت نفل ہے اور نہین ہے شک اس مین کہ فرض اقوی ہے
اور اگر ہو وصیت کسی اداے فرض کے ساتھ فروض الٰہیہ مین سے پس اگر ہے وہ ماسوائے زکوٰۃ
مانند صلوٰۃ و صوم و حج مفروضہ کے اور نذر و کفارہ کے تو اس صورت مین بھی دین عباد کا مقدم
ہوگا اس وصیت پر اگرچہ وہ دونون فرضیت مین برابر ہین مگر وجہ تقدیم یہ ہے کہ مدیون پر جبر کیا
جاتا ہے اداے دین پر بالحبس اور نہین جبر کیا جاتا ہے اوس پر ادا ان فروض مین سے کسی فرض
کے ادا پر پس دین اقوی ہوا اور اگر وصیت ہوا داے زکوٰۃ کے ساتھ کہ وہ باب ادا مین اجبار
بالحبس مین دین کے ساتھ مساوی ہے مگر اس صورت مین بھی دین اقوی ہے اس واسطے کہ
قاضی جبکہ پاوے مدیون کے مال مین سے مجانس دین کو تو مال مدیون سے بلا رضاے مدیون
لیکر دائن کو دے سکتا ہے بخلاف زکوٰۃ کے کہ قاضی کو باوصف پانے اوس کے مماثل کے
اس بارہ مین منصب جبر نہین ہے اور بھی دلیل یہ ہے کہ جب کسی شے مین حق اللہ اور حق العباد
دونون جمع ہون اور حال یہ ہے کہ دونون کے ادا مین وہ ترکہ وفا مین تنگی کرے تو اس صورت مین
مقدم کیا جاوے گا حق العباد بوجہ محتاج ہونے عباد کے اور مستغنی اور کریم ہونے حق تعالی کے
اور تفصیل مقام یہ ہے کہ دین اگر عباد کا ہے تو باقی بعد تجہیز و تکفین میت کے اگر ترکہ وفا کر جاوے
اوس دین کو تو فہو المراد اور اگر وفا نکرے اور قرضدار ایک ہے تو اوس کو دیا جاوے اور جو باقی رہا

میت پر تو وہ چاہے دائن عفو کرے اور چاہے چھوڑ دے دار الجزاء پر۔ اور اگر قرضدار کئی ہون اور کل دین صحت کا ہو یعنی وہ کہ ثابت ہو گواہون سے یا زمانہ صحت مین اقرار سے یا کل دین مرض کا ہو یعنی وہ کہ ثابت ہوا اوس کے اقرار سے زمانہ مرض مین تو اس صورت مین صرف کیا جاویگا باقی اون کی طرف موافق اندازہ قرضون اون کے کے۔ اور اگر جمع ہون دو نو دین ہم یعنی بعض زمانہ صحت کا دین ہوا اور بعض زمانہ مرض کا دین ہو تو مقدم کیا جاویگا دین صحت کا بوجہ ہونے اوس کے کے اقوی اور اقوی ہونیکی دلیل یہ ہے کہ آیا نہین غور کرتا تو کہ مرض موت مین تبرع کرنا یعنی احسان کرنا زائد ثلث پر ممنوع ہے تو اس حالت مین اوسکے اقرار مین نوعی ضعف ہے ولیکن اگر مدیون نے زمانہ مرض مین اوس دین کا اقرار کیا ہو کہ جس کا ثبوت بطریق معائنہ کے معلوم ہوا ہو جیسے کہ واجب ہے دینا بدل اوس مال سے کہ جس کا مالک ہوا یا تلف کیا اوس مال کو تو ہو گیا یہ دین حقیقت مین دین صحت کا اسواسطے کہ تحقیق جانا گیا وجوب اوس دین کا بغیر اقرار اوسکے ہم یعنی بلکہ ثابت ہوا شاہد جلی معائنہ سے بس اسی واسطے وہ مساوی ہو گیا حکم مین یعنی تقدیم مین۔ اور اگر ہے کل دین حقوق اللہ کا جیسے کہ مذکور ہوے فروض الٰہیہ مین سے پس اگر وصیت کی اوسکے ساتھ میت نے تو واجب ہے ہمارے نزدیک یعنی حنفیہ کے جاری کرنا اوس وصیت کا ثلث اوس مال سے جو باقی رہا ہے بعد ادا کرنے دین عباد کے اور اگر نہین وصیت کی تو نہین واجب ہے ہم یعنی نفاذ اوس کا مگر مستحسن ہے کذا فی حاشیہ عبد النبی پھر کہتے ہین ہم کہ جبکہ فوت ہو گئی اوس سے نماز اور وصیت کی اوس نے یہ کہ طعام دیا جاوے اوس سے تو وارثون پر واجب ہے کہ ثلث مال مین سے ہر نماز کے لئے آدھا صاع گندم دیوین اور ایسا ہی وتر کیواسطے حضرت ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسواسطے کہ تحقیق مروی ہوا امامؒ سے یہ کہ وتر فرض ہے۔ اور اگر فوت ہو گیا اوس سے روزہ رمضان کا بوجہ مرض کے یا سفر کے اور بعد حاصل ہونے صحت کے اوسکی قضا پر قادر ہوا یا مقیم ہوا اور اوس نے نہ ادا کیا یہانتک کہ مر گیا اور وصیت کی تھی اوس نے طعام دینے کی تو وارثون پر واجب ہے یہ کہ طعام دیوین وہ ثلث مال سے ہر روزہ کے لئے نصف صاع گندم بدلیل حدیث شریف کہ مروی ہوئی وہ یہ کہ رسول مقبول صلعم ہر گاہ کہ سوال کئے گئے ہم صورت مذکورہ سے تو آپنے فرمایا کہ اگر مرا وہ شخص پہلے اس کے کہ طاقت حاصل ہو اوسکو روزہ رکھنے کی تو کچھ نہین ہے اوس پر ہم یعنی نہ گناہ ہے اور نہ فدیہ ہے اور اگر طاقت اوسکو حاصل ہوئی اور نہ روزہ رکھا اوسنے پس چاہئے کہ قضا کیا جاوے اوسکی جانب سے یعنی

طعام دینے کے ساتھ کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث ابن عمرؓ کی موقوفاً و مرفوعاً کہ نہ روزہ رکھے کوئی شخص
کسی شخص کیطرف سے اور نہ نماز پڑھے کوئی شخص کسی شخص کیطرف سے پس واجب ہوا حمل کرنا قضا کا اطعام پر
یعنی جبکہ قضا الصلوۃ و بالصوم ممنوع ہوئی تولا محالہ مراد قضا سے قضا بالاطعام ہوئی انتہی اسواسطے کہ فدیہ
شیخ فانی کے حق میں قائم مقام صوم کے ہوتا ہے اسی طرح میت کے حق مین قائم مقام صوم کے ہوگا کیونکہ دونو ادائے
صوم سے مایوس و مجبور ہین۔ اور اگر ہے دین زکوۃ کا اور وصیت کی وسکی ادا کی تو واجب ہے ادا کرنا اوس کا
ثلث مال اوس کے سے۔ اور اگر ہے میت پر حج اور وصیت کی اوسنے تو ادا کیا جاوے بھی ثلث مال سے اور
اگر وارث نے حج کیا میت کیطرف سے بغیر وصیت کے تو بارگاہ ارحم الراحمین سے قبولیت کی امید ہے ھ
بعض علمانے فرمایا کہ میت سے مطالبہ ساقط ہوگا وصیت کرنیکی مانند کیونکہ جواز کی دلیل وسعت رحمت الٰہی
اور اوس کے بے نہایت فضل و کرم کی امیدداری ہے اور یہ امر وصیت و تبرع دونو کو شامل ہے ف مخفی
نرہے کہ دیون عباد کے تین قسمین ہین قوی و وسط ضعیف قوی وہ ہے جو میت کی تجہیز و تکفین پر مقدم ہے چنانچہ
حقوق متعلقہ بعین ترکہ بتصریح صدرا اور وسط وہ ہے جو گواہون سے یا صحت کے اقرار سے یا مرض مین معاینہ
سے ثابت ہو۔ اور ضعیف وہ ہے جو حالت مرض میں اقرار سے ثابت ہو ف ترکہ قبل قضاء دیون کے مرہون
کی مانند ہے تو اوس مین وارثون کے تصرفات نافذ ہونگے بشرطیکہ ترکہ دین سے کم ہے یا برابر ہے اور اگر ترکہ زیادہ ہے
تو نفاذ تصرفات میں دو وجہین ہین ایک وجہ یہ ہے کہ تا بقاے قدر دین تصرف نافذ ہے اور دوسری وجہ ظاہر تر
یہ ہے کہ تصرف نافذ نہین علی قیاس المرہون۔ شرح ملتقی مین مذکور ہوا کہ ترکہ مستغرقہ کی بیع کرنیکا حاکم کو
اختیار ہے نہ وارثون کو اسواسطے کہ وارث اوس صورت مین مالک اوس کے نہین ہین کذا فی الطحطاوی
ملخصاً انتہی ثم تنفذ وصایاہ من ثلث ما بقی بعد الدین پھر جاری کیجاوین وصیتین اوس کی اوس
مال کی تہائی سے جو باقی رہا ہے میت کے ادائے دین کے بعد ش یہ تیسرا حق ہے حقوق اربعہ مذکورہ سے
یعنی شروع کیا جاوے میت کے اجراء وصیت کا ثلث اوس مال سے جو باقی رہا ہے بعد دین کے نہ ثلث اصل مال سے
اسواسطے کہ پہلے جو مال کہ صرف ہو چکا ہے کفن مین اور ادائے دین مین وہ بتحقیق کہ مصروف ہو چکا میت کی
ضرورت مین کہ جو ضروری تھا واسطے میت کے اوس مال سے تو اب جو مال کہ باقی رہا اوسکے ثلث مین تصرف
کیا جاویگا اور بھی ھ یعنی دوسری دلیل بیان مذکور پر یہ ہے کہ بعض جگہ ثلث اصل کا جمیع مال باقی کو مستغرق
کر لیتا ہے پس یہ امر پہونچا دیگا وارثون کی محرومی کیطرف بسبب وصیت کے ھ اور یہ باطل ہے اور مقتضی عبارت

بیان اقسام دیون

کتاب کا یہ ہے کہ وصیت کو جو توریث پر تقدیم حاصل ہے وہ مقدار ثلث مین ہے جو باقی رہا ہے بعد ادائے دین کے
برابر ہے کہ وصیت مطلقہ ہو یا معینہ ہو اور یہی صحیح ہے ھ وصیت معینہ وہ ہے کہ جو شے معین سے متعلق ہو
مثلاً میت نے گھر یا کپڑے کی یا جاریہ کی وصیت کی اور بعض نے وصیت مطلقہ کے مقابل وصیت مفیدہ
کو بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ بعینہ ثلث مال کی وصیت کرے اس طرح کہ مثلاً تین درم یا دینار یا ثلث دار کی
یا ثلث غنم کی وصیت کرے کذا فی الطحطاوی انتہی اور کہا شیخ الاسلام خواہر زادہ نے کہ اگر ہو وصیت معینہ
تو میراث پر مقدم ہوگی اور اگر وصیت مطلقہ ہے مثلاً وصیت کی ثلث مال کے ساتھ یا ربع کے ساتھ تو اِس
صورت مین یہ وصیت ہوگی میراث کے معنی مین بوجہ شائع ہونے اوس کے کے ترکہ مین پس موصی لہ وارثون
کے ساتھ شریک ہوگا نہ مقدم ہوگا وارثون پر فتاوی عالمگیری مین تاتارخانیہ سے منقول ہوا کہ وصیت مطلقہ میراث
پر مقدم نہین تو موصی لہ وارثون کا شریک ہے نہ مقدم انتہی اور اوپر شائع ہونے حق موصی لہ کے ترکہ
مین مانند حق وارث کے یہ امر دلالت کرتا ہے کہ جب زائد ہو جاویگا مال بعد وصیت کے تو زائد ہو جاویگا دونو
کے حق پر یعنی وارثون کے حق اور موصی کے دونو کے حق پر اور جبکہ گھٹ جاویگا مال بعد وصیت کے تو
گھٹ جاویگا مال دونو کے حق سے یہانتک کہ مثلاً تھا مال اوس کا وصیت کے وقت ایک ہزار پھر ہو گیا
دو ہزار تو اس حالت مین موصی لہ کو دو ہزار کا ثلث ملے گا اور اگر اس کا عکس ہوا تو ہزار کا ثلث ملیگا ف
وصیت جاری ہوگی ثلث باقی سے نہ اصل مال کے ثلث سے بشرط وقوع تجہیز اور ادائے دیون کے یا بشرط
وجود ایک کے جبکہ دوسرا امر نہ پایا جاوے اور اگر تجہیز اور دیون دونو نہ پائے گئے اس طرح پر کہ ایک شخص
ڈوب گیا یا جل گیا یا درندہ نے اوسکو کھا لیا اور وہ کسی کا مدیون نہین تو تمام مال کے ثلث سے وصیت
جاری ہوگی اور اگر میت کا کوئی وارث نہین یا وارث ہے مگر تمام مال کے ثلث سے نفاذ وصیت کو جائز
رکھتا ہے تو بھی کل مال کے ثلث سے وصیت جاری ہوگی اور نفاذ وصایا کا ثلث مال سے اسکا مطلب
یہ ہے کہ جسقدر مال باقی کے ثلث مین سے نفاذ وصیت کیواسطے کفایت کرتا ہو اوسقدر مال چیز قسمت سے
جدا کر دیا جاوے نہ یہ کہ وہ مال جدا کیا ہوا موصی لہ کو تسلیم کر دینا کذا فی الطحطاوی عن ابن کمال رح
ثم یقسم الباقی بین ورثتہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ پھر تقسیم کیا جاویگا باقی
مال درمیان وارثون میت کے جنکی توریث کتاب و سنت و اجماع امت سے ثابت ہوئی ہے **ش**
یہ چوتھا حق ہے حقوق اربعہ مین سے اور وہ یہ ہے کہ تقسیم کیا جاوے مابقی مال میت سے بعد تکفین

اور دین اور وصیت کے درمیان وارثون میت کے یعنی درمیان اون لوگون کے کہ جنکی توریث ثابت ہوئی
ہے کتاب اللہ کے ساتھ مانند اون لوگون کے جو مذکور ہوے ہین آیات قرانیہ مین اور سنت کے ساتھ
مانند اون لوگون کے جو مذکور ہوے ہین احادیث مین مثل قول کے کہ دو تم جدات کو سدس اور اجماع امت کے
ساتھ مانند جد اور ابن الابن اور بنت الابن کے وغیرہ اون سب کے کہ جنکی توریث معلوم ہوئی ہے اجماع
کے ساتھ ہم یہ چوتھا حق مص نے بیان کیا اور اگر اون حقوق کو اعتبار کیجیے جو عین ترکہ سے متعلق ہین چنانچہ
رہن اور عبد جانی تو تقسیم میراث کا پانچوان مرتبہ ٹھیریگا تنبیہ مخفی نرہے کہ تاخیر قسمت کا محل وہان ہے
جہان حقوق متقدمہ پاے جاوین اور اگر حقوق مذکورہ نہوون تو تقسیم ہی سے ابتدا ہوگی اور تقسیم کا محل
وہان ہے جہان وارث متعدد ہون اور اگر ایک ہی وارث ہے تو تمام مال اوسی کا ہے سواے
زوجین کے کہ وہ سب مال نہین پاتین ف روح الشروح مین مذکور ہوا کہ ورثہ جمع ہے وارث کی
اور علماے فرائض کے عرف مین وارث وہ ہے جو باقی رہے بعد فنا ہوجانے اوس شخص کے جس سے
باقی کا نسب یا سبب ثابت ہے وباین معنی حق تعالی نے فرمایا کہ نحن الوارثون یعنی ہم باقی رہنے
والے ہین بعد فنا خلائق کے ولیکن نسب اور سبب کی قید حق سبحانہ تعالی کے حق مین ماخوذ نہین اس واسطے
کہ وہ نسب اور سبب سے پاک و منزہ ہے کذا فی الطحطاوی ملخصاً ہم مراد وارثون سے وہ لوگ ہین
جنکی ارث کلام مجید سے ثابت ہے مانند مذکورین آیات قرانیہ مین یا جنکی توریث سنت سے ثابت
ہے مانند سدس جدہ کے اسی طرح اخوات عینی کی ارث بنات کے ساتھ ف سنت وہ ہے جو رسول
مقبول صلعم سے قولاً یا فعلاً مروی ہوا اور حدیث کا لفظ قول کو مخصوص ہے اور کشف المنار مین مذکور
ہوا کہ مطلق لفظ سنت کا سنت نبوی کے اختصاص کا مقتضی نہین اس واسطے کہ اہل شرع کے عرف
مین مطلق لفظ سنت سے دین کا طریقہ مراد ہے خواہ رسول خدا صلعم کا قول یا فعل ہو یا صحابہ کرام
کا کذا فی الطحطاوی یا جن کی ارث اجماع امت سے ثابت ہو مثلاً جد کو اب کے مانند قرار دینا اور ابن الابن
کو بجاے ابن ٹھیرانا وغیرہم کہ جن کی توریث بالاجماع ثابت ہوئی ہے ہم اس جگہہ یہ شبہ وارد ہوتا ہے
کہ جب اجماع امت کے معنی یہی ہین کہ اتفاق ہو جمیع امت کا پس بمقتضاے اس کے یہ لازم آتا ہے
کہ جن کی توریث مین اجماع نہوا ہو مانند ذوی الارحام کے ان مین توریث جاری نہو لہذا
حضرت شارح اس کے دو جواب ارشاد فرماتے ہین ایک یہ کہ بتحقیق کہا جاتا ہے کہ نہین ارادہ کیا

ماتنؒ نے اجماع امت کے ساتھ وہ معنی کہ جو تبادر یعنی قریب الفہم ہیں اوس سے بلکہ ارادہ کیے ماتن نے وہ معنی کہ جو شامل ہوجاوے یہی اجتہاد مجتہد کو اون میں سے کہ جس میں دلیل قطعی نہیں مذکور ہوئی یہانتک کہ باعتبار اس عموم کے شامل ہوجاوے کلام ماتنؒ کا اوس وارث کو کہ جس کے وارث ہونے میں اختلاف ہو مانند ذوی الارحام کے اور سوا اون کے ھم اور دوسرا یہ جواب دیا کہ نہیں بعید ہے یہ کہ کہا جاوے کہ تحقیق ماتن نے اکتفا کیا ساتھ ذکر کرنے اوس کے کہ وہ اقوی ہے ھم یعنی ماتنؒ نے اکتفا کیا اقوی کے ذکر پر پس نہیں ہے شک اس میں کہ جس وارث کی کہ ارث ثابت ہوئی ہے اجماع امت سے وہ اقوی ہے انتہی ف اجماع میں حضرت امام مالکؒ نے تو شرط کیا ہے اجماع اہل مدینہ طیبہ کا اور بعض نے شرط کیا ہے اجماع صحابہ کا اور بعض نے شرط کیا ہے اجماع عترت رسول صلعم کا اور حنفیہ کے نزدیک اجماع علماء عصر کا امر واحد پر مراد ہے اور اوس میں کسی قید کے ساتھ شرط نہیں ہے کذا فی قمر الاقمار لنور الانوار اور صاحب طحطاوی لکھتے ہیں کہ اجماع امت سے مراد اتفاق رائے مجتہدین امت محمدیہ ہے حکم شرعی پر جس زمانہ میں کہ واقع ہوا اور مراد ان سے اہل حل و عقد ہیں اس واسطے کہ غیر اہل حل و عقد کے اتفاق کا کچھ اعتبار نہیں اور اسی طرح شرائع سالقہ کے مجتہدین کے اتفاق کا کچھ اعتبار نہیں ف وارثون کا حق ترکہ کی مالیت سے اور ترکہ کے اعیان دونو سے متعلق ہے مانند حق موصی لہ کے تو ایک وارث کو نہیں پہونچتا کہ ترکہ کی ایک چیز مثلاً کتاب یا باغ آپ لے اور اوس کی قیمت باقی وارثون کو دیوے مگر اون کی رضامندی سے یہ جائز ہے اور تکفین اور اداے دین مالیت ترکہ سے متعلق ہے نہ عین ترکہ سے اسی واسطے وارثون کو جائز ہے کہ اپنے مال سے دین ادا کریں اور اشیاء ترکہ کو اپنے واسطے خاص کر لیں کذا فی الطحطاوی ف شرح وہبانیہ میں مذکور ہوا کہ ارث کیوقت میں علما کا اختلاف ہے مشائخ عراق کے نزدیک آخر جزاجزا حیات مورث سے وقت ہے میراث کا اور مشائخ بلخ کے نزدیک وقت ارث بعد مرجانے مورث کے ہے اس واسطے کہ جب تک وہ زندہ ہے اپنے جمیع اموال کا مالک ہے ہر طرح سے تو اگر اوس کا وارث اس حالت میں مالک ہو تو لازم آوے کہ ایک چیز دو شخصون کی مملوک ہو علی وجہ الکمال اور یہ امر کو عقول نہیں تسلیم کرتین کذا فی الطحطاوی فیبدأ باصحاب الفرائض وھم الذین لھم سھام مقدرۃ فی کتاب اللہ تعالی پھر شروع کیجاوے اصحاب فرائض کے ساتھ اور وہ وہ لوگ ہیں جن کے

واسطے حصہ معین کئے گئے ہین کتاب اللہ مین **ش** اب ماتن نے شروع کیا بیان اجمال ترتیب کا درمیان
وارثون کے یعنی پھر شروع کرے اوس باقی کی تقسیم وارثون کے درمیان میں اصحاب فرائض کے ساتھ اور
وہ وہ لوگ ہین کہ جن کے حصہ مفروضہ کتاب اللہ مین ہین یا سنت رسول اللہ صلعم میں یا اجماع امت مین
مذکور ہوئے جیسا کہ ذکر کیا اوس کو امام سرخسی نے **م** ماتن نے جو صرف کتاب اللہ کا ذکر کیا سطر اقوی ہونے کے
اکتفا کیا انتہیٰ اور مقدم کرنا اصحاب فرائض کا عصبات پر اس کی کئی دلیلین ہین ایک یہ کہ بدلیل قول
کے کہ دو حصون کو اہل فرائض کو اور جو باقی رہے اون سے تو وہ واسطے نزدیک ترمرد مذکر کیواسطے ہے
اور بھی لفیبی یعنی دلیل ثانی یہ ہے کہ سوا اس کے نہین کہ معین کئے گئے سہام اصحاب فرائض کے لئے
بغیر متعرض ہونے واسطے غیر اون کے یہ اسی بنا پر ہے کہ اولًا اصحاب فرائض اپنے حصے لیلوین
ترکہ سے پس اگر کچھ باقی رہے تو وہ لیوے غیر اصحاب فرائض کا اور بھی یعنی تیسری دلیل یہ ہے کہ
مقدم ہونا عصبہ کا اصحاب فرائض کی محرومی کا باعث ہوتا ہے اور یہ باطل ہے قطعًا **م** یعنی کتاب اللہ
سے اور سہام مقدرہ یہ ہین نصف ربع ثمن ثلثین ثلث سدس انتہیٰ **متن** ثم یبدأ بالعصبات من
جهة النسب پھر شروع کیجاوی اون عصبات کے ساتھ جو جہت نسب سے ہون **ش** اسواسطے
کہ عصوبت نسبی قوی زیادہ ہے عصوبت سببی سے چنانچہ اس اقوی ہونے کی طرف ہدایت کرتا ہے تجکو
یہ امر کہ اصحاب فرائض نسبیہ پر مال رد کیا جاتا ہے نہ اصحاب فرائض سببیہ پر یعنی زوجین پر والعصبة
کل من یاخذ من الترکة ما ابقته اصحاب الفرائض وعند الانفراد یحرز جمیع المال
اور عصبہ کل وہ شخص ہے جو لیوے ترکہ مین سے مابقی اصحاب فرائض کا اور بحالت تنہا ہونیکے لیوے
تمام مال **ش** اور عصبہ مطلقًا **م** یعنی برابر ہے کہ عصبہ جہت نسب سے ہو یا جہت سبب سے
اس جگہ یہ نقص وارد ہوتا ہے کہ عصبہ کی یہ تعریف جامع نہین ہے اس واسطے کہ بصورت ایک
صاحب فرض ہونیکے بھی عصبہ مابقی لیتا ہے مثلًا ایک شخص نے چھوڑا بنت اور اخ کو تو نصف
ترکہ تو بنت کو ملا اور نصف باقی اخ کو تو اس حالت مین نہین صادق آتی تعریف مذکورہ کیونکہ اس صورت
مین عصبہ نے نہین لیا مابقی اصحاب فرائض کا بلکہ ایک ذی فرض کا مابقی لیا پس اس کا جواب
حضرت شارح نے یہ دیا کہ اصحاب کی اضافت طرف فرائض کے بطور جنسیت ہے یعنی مراد اصحاب
فرائض کے ساتھ جنس اصحاب فرائض ہے اور وہ شامل ہے واحد اور کثیر دونو کو اور نہین ہے

شک اس مین کہ اس نے شامل مذکورین سے لیا کہ مابقی جنس اصحاب فرائض کا کہ وہ ثبت ہے کذا فی حاشیۃ
القاضی اور بحالت نہونے دیگر وارث کے سب مال لیوے ایک جہت سے ھم اس جگہ یہ شبہہ وارد ہوتا ہے
کہ عصبہ کی تعریف مذکور مانع غیر کو نہین ہے کیونکہ صادق آتی ہے صاحب فرض پر بھی جبکہ وہ خالی ہو عصبہ سے
تو وہ بھی عصبہ کی مانند محرز جمیع مال کا ہوتا ہے اسکے جواب مین شارح نے کہا کہ نہ وارد ہوگا یہ خدشہ کہ
صاحب فرض جبکہ خالی ہوتا ہے عصوبت سے پس تحقیق کہ اوس حالت مین وہ لیتا ہے تمام مال کو
کیونکہ دلیل عدم ورود یہ ہے کہ حالت مذکور مین استحقاق صاحب فرض کا واسطے بعض مال کے بالفرضیت
ہے اور واسطے باقی مال کے بسبیل رد ہے اور اعتراض کیا گیا ہے ھم یعنی تعریف عصبہ پر بایں طور
کہ اخوات عصبہ ہوتی ہیں بنات کے ساتھ حالانکہ وہ نہین محرز ہوتین جمیع مال کی وقت انفراد کے
جہت واحدہ کے ساتھ پس نہ ہوئی عصبہ کی تعریف جامع اور جواب دیا گیا اس کا بایں طور کہ اس جگہ
مراد عصبہ کے ساتھ عصبہ بنفسہ ہے پس نہ شامل ہوگا وہ کہ عصبہ مع غیرہ یا عصبہ بغیرہ ہے بلکہ وہ دونو
حقیقت مین اصحاب فرائض سے ہین جیساکہ قریب واقف ہوگا تو اسپر ھم یعنی فصل عصبات مین اور
یہ جواب مخدوش ہوتا ہے بایں طور کہ جبکہ خاص کیگئی تعریف مذکور عصبہ بنفسہ کی ساتھ تو کلام مصنف سے
مفہوم ہوا مقدم ہونا عصبہ بنفسہ کا عصبہ سببیہ پر باوجود اسکے کہ یہ تقدیم عصبہ بنفسہ کی ساتھ مخصوص
نہین ہے بلکہ اس تقدیم مین عصبہ بنفسہ کے دونو بھائی شریک ہین یعنی عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ
انتہی ثم بالعصبۃ من جہۃ السبب وھو مولی العتاقۃ پھر عصبہ جہت سبب کے ساتھ اور وہ
مولی عتاقہ ہے ش ھم یعنی بعد ثبوت نہونے عصبات نسبیہ کے شروع کیا جاوے بعد اصحاب فرائض
کا مولا عتاقہ کے ساتھ یعنی آزاد کرنیوالے کے ساتھ مذکر ہو یا مونث پس تحقیق کہ جس نے آزاد کیا غلام
کو یا لونڈی کو تو ملیگا اوس کو حق ولا اور وہ وارث ہوگا بوجہ حق ولا کے ھم یعنی نہ بسبب قرابت کے
اور نام رکھا جاتا ہے اوس کا ولاء العتاقۃ اور ولاء النعمۃ ف معتق یعنی آزاد کرنے والے کو مولا عتاقہ
کہتے ہین اور یہ عصبہ سببی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً اگر میت اصل مین کسی کا غلام ہوا اور اسکے
مولی نے اوس کو آزاد کردیا ہوا اور وہ اپنا کوئی عصبہ نسبی نہ چھوڑے تو اوس کا مال اوس آزاد
کرنے والے کو مرد ہو یا عورت بطور عصوبت ملے گا یعنی اصحاب فرائض کے ساتھ مابقی اور بحالت
انفراد کل مال ملے گا انتہی ثم عصبتہ پھر عصبہ اوس کا ش یعنی بعد ثبوت ہونے مولی عتاقہ

یعنی آزاد کرنیوالے کے تقسیم شروع کیجاوے گی اوس کی عصبہ ذکور کے ساتھ اور اس جگہ ضرور ہے لگانا قید ذکور کی بوجہ اوس دلیل کے کہ قریب مذکور ہوگی کہ وہ قول ع کا ہے کہ نہیں ہے واسطے عورتون کے ولا میں سے مگر ولا اوس کا کہ جس کو عورتون نے آپ آزاد کیا ہو یا ولا اوس کا کہ عورتون کے آزاد کئے ہوے سے جس کو آزاد کیا ہو تا آخر حدیث م ف خلاصہ یہ کہ اگر عورت نے خود آزاد کیا ہو تو اوس کی میراث پاوے گی اور اگر اوس کے باپ یا بھائی نے آزاد کیا تو اوس کی میراث عورت کو نہ ملے گی مثلاً اگر ایک شخص مرے اور کوئی اپنا عصبہ نسبی نہ چھوڑے اور آزاد کرنیوالا بھی نہ رہا ہو تو اوس آزاد کرنے والے کے عصبہ مذکر کو وہ مال بطور عصوبت کے ملے گا عصبہ مؤنث کو نہ ملے گا مثلاً اوس آزاد کرنے والے کے ایک ابن ہے اور ایک بنت ہے تو کل مال ابن کو ملے گا بنت کو کچھ نہ ملے گا حالانکہ وہ بھی ابن کے ساتھ عصبہ ہے پس اس جگہ ماتن کو ضرور تھا کہ مقید کرتا اپنے کلام کو قید ذکور کے ساتھ یعنی یون لکھنا تھا ثم عصبۃ الذکور انتہی ثم الرد علی ذوی الفروض النسبیۃ پھر رد ہوگا ذوی الفروض نسبیہ پر ش یعنی بصورت نہ ہونے عصبات سببیہ کے ذوی فروض نسبیہ پر شروع کیا جاوے رد کے ساتھ بوجہ باقی رہنے اون کی قرابت کے بعد لینے حصون مفروضہ کے سوائے ذوی الفروض سببیہ کے اس واسطے کہ نہین رد ہوتا زوجین پر جیسا کہ مذکور ہوگا کیونکہ زوجین کو بعد لینے حصون مفروضہ کے قرابت نہین باقی رہتی ف ذوی الفروض سببی یعنی زوجین مستحق حصہ فرضی کی بسبب نکاح کے ہوئی ہین قرابت نہین رکھتے لہذا باقی مال اون پر رد نہوگا مگر اشباہ والنظائر وغیرہ کتب فقہ مین مذکور ہوا کہ بیت المال کے فساد کی وجہ سے رد علی زوجین پر فتوی ہے کیونکہ وہ اقرب ہین میت کی طرف من جہت السبب بہ نسبت اور شخصون کے اور اسی طرح ابن اور بنت رضاعی اور معتق کے بنات یعنی آزاد کرنے والے کی بنات اور اوس کے ذوی الارحام ہمارے زمانہ مین وارث ہوتے ہین کذا فی جامع الرموز والقنیہ والذخیرہ وغیرہا انتہی بقدر حقوقہم بقدر اون کے حقوق کے ش یعنی رد مین اعتبار کیا جاویگا نسبت مقدار اون سہام بعض اون کے کے طرف بعض کے اور باعتبار اوس نسبت کے رد کیا جاویگا باقی اون پر ثم ذوی الارحام پھر ذوی الارحام کے ساتھ ش یعنی بحالت نہ ہونے رد کے بوجہ نہونے اہل فروض نسبی کے شروع کیجاویگی ذوی الارحام کے ساتھ اور وہ وہ اشخاص ہین

بیان رد علی الزوجین

کہ میت کے قرابت دار تو ہین مگر وہ نہ عصبہ ہین اور نہ ذوی فرض ہین اور جز این نیست کہ ذوی الارحام موخر کئے گئے
رد سے اسواسطے کہ اصحاب فرائض نسبۃ قریب تر ہین میت کی طرف اور اعلی درجہ ہین اون سے ف نسبہ کی
قید اسواسطے لگائی کہ اگر مسئلہ مین احد الزوجین ہوگا تو اوس کا فرض حصہ دیکر جو باقی رہیگا وہ ذوا الارحام کو دیا جائیگا
کذا قالہ الاکمل انتہی ثم مولی الموالاۃ پھر مولی موالات کے ساتھ ش یعنی بحالت نہونے اشخاص مذکورین کے
شروع کیجاویگی تمام میراث مین مولی موالات کے ساتھ اگر یہ پایا جاوے احد الزوجین اور اگر موجود ہو احد الزوجین بھی
اسلام ہوگی مولی موالات کے ساتھ مگر احد الزوجین کا فرض دیکر باقی ہین جیسا کہ مذکور ہوا فرائض عثمانیہ مین اور صورت مولی موالات کی
یہ ہے کہ ایک شخص مجہول النسب نے دوسرے سے کہا کہ تو میرا مولی ہے جب مین مرون تو میرے مال کا وارث
ہونا اور میری طرف سے خونبہا دینا اگر مین کسی کو قتل کرون اور دوسرے نے کہا کہ قبول کیا مینے پس علمائے حنفیہ
کے نزدیک یہ عقد ولا صحیح ہوگیا اور قبول کرنے والا اوس کا وارث ہوگا اور جنایت کی حالت مین دیت دیگا اور
اور اگر مثل اول عاقد کے دوسرا بھی مجہول النسب ہے اور اوس نے بھی اسی طرح کہا اور اوس نے قبول کر لیا
تو اس صورت مین یہ دونو ایک دوسرے کے باہم وارث ہونگے اور دیت دینگے اور واسطے مجہول عاقد کے
جائز ہے یہ کہ رجوع کرے عقد موالات سے جب تک کہ مولی اوس کے لئے دیت جنایت کی اوسکی طرف سے نہ
دی ہو اور تھے ابراہیم نخعیؒ کہ فرماتے تھے کہ جب کوئی اسلام لاوے کسی رجل کے ہاتھ پر اور پھر وہ باہم موالات
کرین تو صحیح ہے اور شمس الائمہ سرخسیؒ نے کہا کہ صحت عقد موالات مین اسلام لانا اوس کے ہاتھ پر شرط نہین ہے
اور ابراہیم نخعیؒ نے اوسکو علی سبیل العادۃ ذکر کیا ہے اور تھے شعبیؒ کہ کہتے تھے کہ نہین ہے ولا مگر ولا عتاقہ
عتاقہ فتح عین کے ساتھ یعنی وہ ولا کہ سبب اوس کا عتاقہ اور عتق ہے انتہی اور اسی کو لیا ہے شافعیؒ نے
اور یہی مذہب زید بن ثابتؓ کا ہے اور جس طرف کہ ہم حنفیہ گئے ہین وہ مذہب سیدنا عمرؓ و سیدنا علیؓ و سیدنا ابن
مسعودؓ کا ہے اور سوا اس کے نہین کہ موخر کیا ہمنے مولی موالات کو ذوی الارحام سے بوجہ قرابت اونکی کے
م یعنی ذوی الارحام کو قرابت حاصل ہے اور مولی موالات کو نہین حاصل ہے ف عقد موالات کی صحت
پر علمائے حنفیہ کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے والذین عقدت ایمانکم فاتوھم نصیبہم یعنی جنسے قرار باندھا تمنے
پہنچاؤ اون کو اون کا حصہ اہل تفسیر نے بیان کیا ہے کہ مراد اس سے عقد موالات کا ہے اور امر ہے واسطے
وجوب کے اور نصیب کی اضافت اون کی طرف اختصاص پر دلالت کرتی ہے اور وہ استحقاق کی دلیل ہے
اور اگر امر بسبیل احسان و معونت کے ہوتا تو ارشاد ہوتا فاتوہم نصیبا اور حاجت اس مین بہت ہین

بیان میراث مولی الموالات

ازانجملہ تمیم داری کی حدیث ہے کہ مینے رسول مقبول صلعم سے پوچھا کہ کوئی مرد میرے پاس آتا ہے اور میرے
ہاتھ پر مسلمان ہوتا ہے تو آپنے فرمایا کہ وہ تیرا بھائی ہے اور مولی ہے تو زیادہ ترحقدار ہے اوس کی زندگی اور
موت مین یعنی زندگی مین اوسکی طرف سے جنایت کی دیت دے اور موت کے بعد اوس کی میراث لے کذا
فی الطحطاوی ملخصاً عن ضوء السراج وشرح الاکمل ثم المقرله بالنسب علی الغیر محدث لم یثبت
نسبه باقراره من ذلک الغیر اذا مات المقر علی اقراره پھر وہ کہ جو مقرلہ
نسب غیر پر ہے اس حیثیت کے ساتھ کہ نہ ثابت ہو نسب اوس کا اوس غیر سے جبکہ مرے مقر اپنے اقرار پر
ش یعنی یہ مقرلہ ارث مین موخر ہے مولی موالات سے اور مقدم ہے موصی لہ جمیع مال پر اور اس مسئلہ مین
کئی قیدون کا اعتبار کیا گیا ہے اول یہ کہ اقرار مقر کا مقرلہ کے نسب کے ساتھ متضمن ہوا اقرار نسب مقرلہ
کے غیر سے مثلاً جبکہ اقرار کیا کسی شخص نے واسطے مجہول النسب کے کہ وہ میرا بھائی ہے پس تحقیق کہ یہ
اقرار اس کا متضمن ہے اقرار نسب کو مقر کے باپ کے ساتھ بایں معنی کہ مقرلہ بیٹا ہے مقر کے باپ کا۔
اور دوسری قید یہ ہے کہ ہو وہ اقرار اس حیثیت کے ساتھ کہ نہ ثابت ہو بمجرد اوس کے اقرار کے نسب اوس کا
اوس غیر سے مثلاً جبکہ نہ تصدیق کیا مقر کے اقرار کو اوس کے باپ نے اس نسب مین تیسری قید یہ ہے
کہ مرے مقر اپنے اقرار پر اور فائدے سب قیدون کے ظاہر ہین اول یہ کہ اقرار مقر کا واسطے مجہول النسب کے
نسب کے ساتھ اوس سے جبکہ متضمن نہو منسوب ہونے نسب مقرلہ کو اوس غیر کے ساتھ اور وہ اقرار شرائط
صحت کو شامل ہو ھم مانند ثبات عقل وغیرہ کے تو اس صورت مین مقرلہ کا نسب اوس مقر سے ثابت ہوگا
اور مقر کے وارثون نسبی مین جسکا مذکور ہو چکا مندرج ہوگا اسواسطے کہ گویا وہ اقرار کرتا ہے واسطے اوس کے کہ بیٹا
میرا ہے دوسری قید کا فائدہ یہ ہے کہ جب اوس کے باپ نے تصدیق کی اوس نسب مین ھم یعنی اس باب
مین کہ مقرلہ مقر کا بھائی ہے تو اب ثابت ہوگا اوس کے اقرار سے نسب اوس کا مقر کے باپ کیجانب سے
بھی ھم یعنی یہ ثابت ہوگا کہ مقرلہ بیٹا اوس کا ہے اور ہوگا وہ مجہول واسطے مقر کے بھائی اور ایسا ہی حال
اس صورت مین ہوگا کہ جب اقرار کیا واسطے اوس کے عم ہونے کا اور تصدیق کی اس عم ہونیکی مقر کے جدنے
تو اس صورت مین وہ عم ہوگا اوس کا اور مندرج ہوگا اوس مین کہ جس کا مذکور ہو چکا ھم یعنی عصبات مین
اور تیسری قید کا فائدہ یہ ہے کہ بتحقیق جبکہ پھرا مقر اوس اقرار سے تو نہ اعتبار کیا جاویگا قطعاً پس نہ ثابت
ہوگی اوس مقر سے ارث اوس کی اصلا۔ اور جبکہ جمع ہونگی سب صفات مذکورہ مقرلہ مین تو ہوگا وہ حقیقے

بیان صورت مقرلہ بالنسب علی الغیر

سرد باب وارث مرتبہ مذکورہین ہم یعنی بعد ذوالارحام کے اور یہ یعنی مقرلہ کی توریث اس واسطے ہے کہ مقر
صورت مذکورہ مین گویا کہ اقرار کرنیوالا ہے دو امرون کے ساتھ ایک نسب کے ساتھ ہم کہ وہ ثابت ہے
غیر پر دوسرے استحقاق مال کا ارث کے ساتھ ہم یعنی یہ کہ مقرلہ مقر کے مال کا مستحق ہے بالارث لیکن
اقرار اوس کا نسب کے ساتھ تو باطل ہے اسواسطے کہ وہ یعنی مقر ٹھہراتا ہے مقرلہ کے نسب کو اوس کے
غیر کے ساتھ اور اقرار کرنا غیر پر محض دعوی ہے پس وہ نہ سنا جاویگا اور باقی رہے گا اقرار اوس مقر کا
مال کے ساتھ صحیح اسواسطے کہ یہ اوس کا اقرار بالمال نہین تجاوز کرتا ہے اوس کے غیر کیطرف جبکہ نہ
ہو واسطے مقر کے کوئی وارث مشہور **ف** اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اشخاص مذکورین کے بعد
میراث کا وہ شخص مستحق ہے کہ جس کے لئے میت نے اقرار کیا ہو نسب کا اس طرح پر کہ وہ نسب میت
سے نہو بلکہ غیر کیطرف رجوع کرے اور وہ غیر اس نسب سے منکر ہوا اور یہ مقر اپنے اقرار پر تا زندگی
قائم رہے مثال اقرار نسب کی غیر پر یہ ہے مثلاً میت نے کسی مجہول النسب کے لئے یہ اقرار کیا ہو کہ یہ
میرا بھائی ہے تو اس صورت مین نسب اوس کا میت کے باپ کیطرف رجوع کرتا ہے یا یہ اقرار کیا
کہ یہ میرا چچا ہے کہ اس صورت مین نسب اوس کا میت کے جد کیطرف رجوع کرتا ہے سو اس قسم کے
شخص کے وارث ہونے مین اس مرتبہ مین دو شرطین ہین ایک یہ کہ جسکی طرف نسب رجوع کرتا ہے جیسے
اب یا جد اوپر والی مثالون مین اس نسب سے منکر ہو یعنی اوس شخص کو اپنا بیٹا نہ بتلاے
اسواسطے کہ اگر وہ بھی اقرار کریگا تو وہ شخص حقیقۃً بھائی یا چچا میت کا ٹھہر جاویگا اور
اس مرتبہ مین وارث نہوگا بلکہ بھائی اور چچا کے مرتبہ مین میراث پاویگا دوسری شرط
یہ ہے کہ میت نے بعد اقرار کے اوس کے بھائی یا چچا ہونے سے پھر انکار نکیا ہو اسواسطے
کہ اگر وہ بعد اقرار کے منکر ہو گیا تو پھر اوس شخص کو کچھ نہ پہونچے گا مثلاً زید نے خالد کو کہا
کہ یہ میرا بھائی ہے تو زید مقر ہے اور خالد مقرلہ اور غیر زید کا باپ ہے وہ مقر علیہ ہے پس
جبکہ خالد کو بھائی کہا تو زید کا باپ اوس کا بھی باپ ٹھہرا تو اگر زید کا کوئی وارث نہین ہے سوا اوسکے
ایک مجہول النسب کو بھائی کہا تو وہ اوس کا مال بطریق میراث کے پاویگا لیکن مقر کے
باپ سے اوس کا نسب نہ ثابت ہوگا اور نہ اوسکی میراث پاویگا اسواسطے کہ آدمی کا اقرار
اوسکی ذات پر حجت ہے نہ غیر پر اور اگر زید کا باپ کہے کہ ہان خالد میرا بیٹا ہے اور تیرا بھائی ہے تو اب

اوس کا نسب حقیقۃً ثابت ہوجاویگا **ف** اقرار نسب کا غیر پر یہ قید اس لئے ہے کہ اگر اقرار معتبر نسب کا میت
نے اپنی ذات سے کیا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہے تو وہ حقیقۃً بیٹا ہوجاویگا اور اوس کو بیٹے کے مرتبہ مین میراث ملیگی
اور معتبر کی قید اسلئے ہے کہ اگر اس قسم کا اقرار کیا جو شرعاً معتبر نہین مثلاً ایک شخص نے اپنے سے زیادہ عمر
والے کو کہا کہ میرا بیٹا ہے تو ایسے اقرار سے وہ مقرلہ اوس کا بیٹا نہ قرار پاویگا۔ اور مجہول النسب کی
قید اسواسطے ہے کہ اگر میت نے ایسے شخص کے نسب کا اقرار کیا ہو جس کا نسب معروف و مشہور ہو
کہ فلان کا بیٹا ہے اس کا بھائی یا چچا نہین ہے تو ایسے اقرار کا کچھ اعتبار نہین یعنی ایسے مقرلہ کو کچھ نہ ملیگا
انتہی **ثم الموصی لہ بجمیع المال** پھر موصی لہ جمیع مال کو ترکہ ملیگا **ش** یعنی اشخاص مذکورین مین سے جب
کوئی نہو تو شروع کیا جاویگا میت کا مال اوس شخص کے ساتھ جسکو کہ میت اپنا تمام مال دینے کو کہہ گیا ہو
پس پوری کیجاویگی واسطے اوس کے وصیت اوس کی اسواسطے کہ ثلث سے زیادہ وصیت کرنا بوجہ ہونے
وارثون کے ممنوع تھا پس جبکہ نہ پایا جاویگا وارثون مین سے کوئی تو اس حالت مین موصی لہ کو ہمارے
نزدیک وہی پورا دیا جاویگا جو اوس کے لئے معین کیا گیا ہے **م** اور بعض شروح و حواشی مین اسکی دلیل بطور
پر مذکور ہوئی کہ موصی نے اپنا مال ایک شخص کیطرف صرف بلا اضرار و نقصان شخص معین کیا تو یہ جائز ہے
برخلاف اس کے کہ اگر اوس کا کوئی وارث معلوم ہو تو جائز نہ ہوگا کہ اس مین اوسکی حق تلفی ہے کذا فی الطحطاوی
انتہی اور جزا بن نیست کہ موصی لہ بجمیع المال موخر کیا گیا مقرلہ مذکور سے وہ اس بنا پر ہے کہ مقرلہ کو نوعی قرابت
حاصل ہے **م** یعنی اگرچہ مقر کے اقرار سے ہے بخلاف موصی لہ کے **م** کہ اوس کو کسی طرح کی قرابت نہین حاصل ہے
ثم بیت المال پھر بیت المال **ش** یعنی جبکہ مذکورین مین سے کوئی نہ پایا جاوے تو میت کا ترکہ بیت المال
مین رکھا جاوے اس بنا پر کہ وہ ترکہ اس صورت مین مال ضائع ہے پس ہوگا وہ مال واسطے تمام مسلمانون کے
پس رکھا جاویگا وہ بیت المال مین اور نہین ہے یہ بطریق ارث بلکہ اس بناء پر ہے کہ مومنین بھائی ہین
اوس میت کے **م** بدلیل قول حق تعالیٰ انما المومنون اخوۃ پس بہ بناء اخوت اسلامی کے جمیع اہل اسلام کا
حق ہوگا انتہی آیا نہین دیکھتا تو یہ کہ جب نہو ذمی کے لئے وارث تو رکھا جاتا ہے مال اوس کا بیت المال
مین اور نہین ہے میراث مسلمانون کے لئے کفار سے اور بھی نہونے میراث پر یہ حکم شاہد ہے کہ اوس مال
سے مذکر و مونث مومنین کے فیمابین عطیہ مین مساوات ہوگی اور مواریث مین مذکر و مونث مین مساوات
نہیں ہے اور شافعیہ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر بیت المال منتظم ہے **م** یعنی مستحقین پر صرف ہوتا ہے تو وہ

ثم الموصی لہ بجمیع المال

مقدم کیا جاویگا ذوی الارحام اور ردپر اور اگر غیر منتظم ہے تو وارثکہ ذوی الفروض نسبت سہام موافق اون کے فرائض کے
رد کیا جاویگا پھر صرف کیا جاویگا طرف ذوی الارحام کے پس نہین ہے نشا قصہ کے نزدیک اصلا میراث واسطے
مولی موالات کے اور مقر لہ اور موصی لہ بجمیع المال کے جیسا کہ آگاہ کر چکے ہین ہم تمکو پہر ہم یعنی ماتن کے قول
ثم مولی الموالات اور مقر لہ کی شرح مین **ف** مصارف بیت المال یہ ہین کفن علما و طلبا و حفظا و مرضی و اکفا
موتی و نفقات عاجزین و نفقہ لقیط و سبار مساجد و رباط وغیرہ حسنات جاریہ و اعمال صالحہ روح الشروح مین مذکور
ہوا کہ سیدنا حضرت علی مرتضی رض سے مروی ہوا کہ آپنے فرمایا کہ جو اسلام مین بخوشی داخل ہوا اور قرآن مجید ظاہر ہو کر پڑھا تو
اوس کا حق بیت المال مین سے ہر سال دو سو درم ہین اور ایک روایت مین دو سو دینار ہین اگر وہ دنیا مین
نہ پاویگا تو آخرت مین لیگا انتہی **فصل فی موانع الارث** - یہ فصل ہے موانع ارث کے بیان مین
م مخفی نہ رہے کہ جب اسباب ارث کے مذکور ہو چکے تو اب موانع ارث کا بیان شروع ہوا اسواسطے کہ ہر چیز کی تحقیق
فقط سبب کا وجود کافی نہین بلکہ اوس کے ساتھ ارتفاع موانع بھی ضرور ہے **قولہ المانع من الارث**
اربعہ الرق وافرا کان او ناقصا مانع ارث کے چار ہین مملوک ہونا ہے کامل ہو یا ناقص
ش پہلا مانع رق ہے **م** یعنی وارث کا لونڈی غلام ہونا خواہ کامل ہو یعنی کسی وجہ سے جہت آزادگی کی
نرکھتا ہو مانند قن کے یعنی غلام خالص یا ناقص ہو مانند مکاتب و مدبر و ام ولد کے **ف** مکاتب اوس غلام کو
کھتے ہین کہ جس کو مولی نے یہ کہا ہو کہ اگر اسقدر درم تو مجکو دیدیگا تو تو آزاد ہے پس حکم ایسے غلام کا یہ ہے کہ اگر وہ
دراہم قرار یافتہ مالک کو ادا کریگا تو وہ آزاد ہو جاویگا اور جب تک کل نہ ادا کریگا تب تک وہ مملوک رہے گا اور
بدون عجز ادا ر کتابت کے اوس کا بیع کرنا مولی کو جائز نہ ہوگا اور مدبر اوس غلام کو کھتے ہین کہ جسکو مولی نے
یہ کہا ہو کہ جب مین مرون تو تو آزاد ہے اور حکم اوس کا یہ ہے کہ مالک کو اس غلام کا ہبہ کرنا اور رہن رکھنا جائز
نہ ہوگا - اور ام ولد اوس کو کھتے ہین کہ مالک نے اپنی لونڈی سے وطی کی اور اوس سے لڑکا پیدا ہوا تو وہ آزاد
ہوگا اور ماں اوس بچہ کی بھی مالک کی وفات کے بعد آزاد ہو جاویگی اگرچہ مالک نے آزاد نہ کیا ہو اور یہی ہے
مذہب جمہور صحابہ رض و تابعین و فقہا معتبرین کا - انتہی اب معلوم کرنا چاہئے کہ رقیت کے مانع ارث ہونیکی دلیل علما
حنفیہ کی یہ ہے کہ غلام مطلقا نہین مالک ہوتا ہے مال کا سب اسباب ملک کے ساتھ **م** مانند بیع و شرا کے
پس بالارث بھی نہین مالک ہوگا وہ اور بھی اس دلیل سے کہ تمام مال جو غلام کے پاس ہے وہ اوسکی مولی
کیواسطے ہے پس اگر وارث کردین ہم اوس غلام کو اوس غلام کے اقربا کا تو البتہ واقع ہوگی ملک واسطے مولی

... ہے کے تو اس صورت مین ہوگی توریث واسطے اجنبی کے بلا سبب اور یہ باطل ہے بالاتفاق۔ اور غلام معتق البعض م یعنی جس غلام کا نصف یا ربع آزاد ہو کل آزاد نہوا تھا تو وہ حضرت ابو حنیفہ کے نزدیک بمنزلہ مملوک کے ہے جب تک کہ باقی ہے اوس پر ایک درم اوس کی گردن چھڑانے مین پس وہ نہ وارث ہوگا اور نہ کسی دوسرے کو میراث مین محجوب کریگا اور صاحبینؒ نے کہا کہ غلام معتق البعض آزاد ہے پس وہ وارث ہوگا اور غیر کا حاجب ہوگا اور یہ مسئلہ مبنی ہے اسپر کہ حضرت امامؒ کے نزدیک عتق مین تجزی جاری ہے بخلاف صاحبینؒ کے والقتل الذی یتعلق بہ وجوب القصاص او الکفارۃ اور قتل ہے وہ قتل کہ جس کے ساتھ وجوب قصاص کا یا کفارہ کا متعلق ہو **ش** پس وہ قتل کہ جس کے ساتھ وجوب قصاص کا متعلق ہو وہ قتل عمد ہے یعنی یہ عمداً اس طور ہو کہ عمداً مارا ہو اوس کو ہتیار کے ساتھ م مانند تلوار وغیرہ کے انہی یا وہ شے جو قائم مقام سلاح کے ہو اجزا کے متفرق کردینے مین مانند لکڑی تیز نوکدار کے یا پتھر کے اور موجب اسکا م یعنی وہ شے کہ بسبب اس کے واجب ہوتی ہے وہ دو امر ہین یعنی گناہ ہے عقبی مین اور قصاص ہے دنیا مین اور اسمین کفارہ نہیں ہے اور ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک یہ ہے کہ جبکہ عمداً مارا اوس شے کے ساتھ کہ غالباً اوس سے آدمی مقتول ہوجاتا ہو اگرچہ وہ شے تیز و نوکدار نہو مانند سنگ کلان کے تو یہ بھی قتل عمد ہے اور وہ قتل کہ جسکے ساتھ متعلق ہوتا ہے کفارہ م وہ دو قسم ہے یا تو وہ شبہ عمد ہے اور وہ وہ ہے کہ قصداً مارے اوس شے کے ساتھ کہ جس سے غالباً آدمی نہین مقتول ہوتا ہو م مانند سنگ خورد کے تو یہ قتل دونو قولون کے اعتبار پر م یعنی صاحبین و حنفیہ دونو کے قول پر موجب دیت کا ہوگا عاقلہ پر اور موجب گناہ اور کفارہ کا ہوگا اور اس مین قصاص نہوگا۔ اور یا قتل خطا ہے مثلاً پھینکا تیر ایک شخص نے شکار کی طرف اور وہ لگ گیا کسی انسان کو یا حالت خواب مین کسی پر لوٹ پڑا اور وہ مرگیا یا روندڈالا کسی کو جانور نے اور وہ اوسپر سوار تھا یا چھت پر سے گر پڑا مقتول پر یا پتھر چھوٹ پڑا اوس کے ہاتھ سے اور کوئی مرگیا تو یہ قتل موجب ہوگا کفارہ کا اور دیت کا عاقلہ پر اور نہوگا اس مین گناہ م یعنی گناہ قتل کا پس حنفیہ کے نزدیک محروم ہوگا قاتل میراث سے ان سب صورتون مین جبکہ نہو قتل بالحق م یعنی قتل ناحق ہو۔ اور جبکہ قتل کیا اوسنے اپنے مورث کو قصاص مین یا حد مین یا اپنے نفس کی مدافعت مین تو وہ محروم نہوگا میراث سے اصلا۔ اور ایسا ہی حکم ہے جبکہ قتل کیا عادل نے اپنے مورث باغی کو یا اس کا عکس م یعنی قتل کیا باغی نے عادل کو خلافاً لابی یوسفؒ م یعنی ابو یوسفؒ فرماتے ہین کہ باغی محروم ہوگا میراث سے اور ابو حنیفہ کے نزدیک نہین محروم ہوگا کذا فی حاشیہ السعد

اور جبکہ ہو قتل بالسبب سوائے مباشرت کے م یعنی مباشرت قتل کے ساتھ ہو مانند کھودنے والے چاہ کے یا
رکھنے والے پتھر کے غیر کے ملک مین تو اس مین دیت ہے عاقلہ پر اور قصاص و کفارہ نہین ہے اور ایسا ہی
حکم ہے م یعنی نہین ہے قصاص و کفارہ اس صورت مین کہ جبکہ قاتل لڑکا ہو یا مجنون ہو تو ان سب صورتون
مین بھی حنفیہ کے نزدیک اس قتل مین قاتل میراث سے محروم نہوگا ف خلاصہ یہ کہ قاتل کے میراث سے محروم
ہونے مین تین شرطین ہین اول یہ کہ قتل ناحق ہو پس اگر مثلاً کسی شخص نے اپنے مورث کو بحکم حاکم حد مین یا قصاص
مین قتل کیا یا یہ کہ مورث اسپر بقصد قتل حملہ آور ہوا تھا اپنی مدافعت مین اوس کو قتل کیا یا عادل مطیع امام نے اپنے
مورث باغی کو قتل کیا تو ان سب صورتون مین یہ قاتل اصلا میراث سے محروم ہوگا اس واسطے کہ اس سے
قتل ناحق نہین واقع ہوا۔ دوسرے یہ کہ قاتل مکلف ہو یعنی عاقل بالغ ہو دیوانہ یا لڑکا نہو تیسرے یہ کہ
قتل اوس کے ہاتھ سے واقع ہوا ہو کہ اسکو مباشرت قتل کہتے ہین اور جس قتل سے کہ قصاص اور کفارہ متعلق
نہین وہ مانع میراث کا نہین ہے جیسے قتل بالسبب یعنی ہاتھ سے قتل نکرے لیکن ایسا کام کرے کہ جس سے
وہ شخص ہلاک ہو جاوے مثلاً ایک شخص نے غیر کے ملک مین کنوان کھودا یا پتھر رکھا اور اوس کا مورث
اوس مین گر کر مر گیا تو کنوان کھودنے والا اور پتھر کا رکھنے والا اوس کی میراث سے محروم ہوگا انتہی اگر اس جگہ
یہ کہے تو وہم کہ یہ حکم منقوض ہوتا ہے اس صورت مین کہ جبکہ باپ قتل کرے اپنے ابن کو عمداً تو اس حالت مین
بھی نہ قصاص ثابت ہوگا اور نہ کفارہ باوجود اس کے کہ باپ محروم ہوگا میراث سے اتفاقاً کہین گے
ہم اس کے جواب مین کہ یہ قتل م یعنی قتل کرنا اب کا ابن کو عمداً یہ قتل اصل مین موجب قصاص کا تھا
مگر یہ کہ ساقط ہو گیا قصاص بوجہ ارشاد رسول مقبول صلعم کے کہ نہ قتل کیا جاوے والد اپنے ولد کے
قتل مین اور نہ قتل کیا جاوے مالک اپنے مملوک کے قتل کرنے مین۔ اب اس جگہ یہ نہ کہا جاوے کہ ارشاد
رسول مقبول صلعم کا یہ کہ قاتل نہین وارث ہوگا مقتول سے تقاضا کرتا ہے اس امر کو کہ قاتل مطلقاً محروم
کیا جاوے میراث سے م یعنی برابر ہے کہ قتل عمد ہو یا قتل خطا یا بالسبب بالحق ہو یا بغیر الحق ہو جیسا کہ
مذہب شافعی کا ہے پس کیون نکالی گئین وہ سب صورتین م یعنی تخصیص قتل موجب قصاص کفارہ کی
کیا وجہ ہے کہین گے ہم اس کے جواب مین کہ نکالنا قاتل بالحق کا حکم مذکور سے اس واسطے ہے کہ قاتل
کیواسطے حرمان میراث جو عقوبۃً مشروع ہوا ہے وہ قتل ممنوع اور قتل ناحق سے متعلق ہے م اور قاتل بالحق
قتل ممنوع و قتل ناحق کا نہین مرتکب ہوا لہذا استحقاق ارث نہین معدوم ہوا انتہی اور نکالنا قتل بالسبب کا

اسواسطے ہے کہ شخص مسبب بالفعل حقیقۃً نہین قاتل ہے ہم اسواسطے کہ وہ مباشر قتل کے ساتھ نہین ہے اور
سند اسکی یہ ہے کہ آیا نہین دیکھتا تو کہ اگر کرے کوئی اس فعل کو یعنی کھودنا چاہ کا یا رکھنا پتھر کا اپنے ملک مین تو اوس سے
کچھ مواخذہ نہین کیا جاتا حالانکہ قاتل مواخذہ کیا گیا ہے اپنے فعل کے ساتھ مطلقاً یعنی برابر ہے کہ اوس کے
ملک مین ہو یا غیر کے ملک مین ہو مانند تیر پھینکنے والے کے اور بھی ہم یعنی دلیل ثانی اخراج مسبب کی یہ ہے
کہ قتل نہین تمام ہوتا ہے مگر مقتول کے ساتھ اور یہ امر بصورت تسبیب کے معدوم ہے کیونکہ کھودنا کنوئین کا
یا رکھنا پتھر کا مثلاً متصل ہوا ہے زمین کے ساتھ نہ جان کے ساتھ اور نہ ممکن ہے یہ کہ قرار دیا جاوے وہ قاتل
وقت گرنے کے کنوئین مین اسواسطے کہ بعض اوقات وہ کھودنے والا ہوتا ہے اوس وقت مین مردہ پس جبکہ
قاتل بالسبب حقیقۃً قاتل نہوا تو نہین متعلق ہوگی اُسکے ساتھ جزا قتل کی یعنی محروم ہونا میراث سے اور
کفارہ ولیکن اس صورت مین وجوب دیت کا عاقلہ پر اس وجہ سے مقرر کیا گیا کہ تا خون مقتول کا باطل
اور رائیگان ہونے سے محفوظ رہے بخلاف قتل خطا کے کہ وہان قاتل اپنے فعل کے ساتھ مباشر قتل کا ہوا
ہے تو وہان لازم آیا کفارہ اور محروم ہونا میراث سے اور صبی اور مجنون کا اخراج حدیث شریف سے اسواسطے ہوا
کہ حرمان میراث جیسا کہ ذکر کیا ہمنے جزا ہے واسطے قتل ممنوع کے اور ان دونو کے فعل کو شرعاً صلاحیت موصوف
ہونے ممنوع کے ساتھ نہین حاصل ہے اسواسطے کہ شارع کا توجہ خطاب صبی و مجنون کے ساتھ نہین متصور
ہو سکتا بخلاف مخطی کے کہ وہ بوجہ ہونے مکلف کی اہل خطاب سے ہے اور بھی ہم یعنی دوسری دلیل یہ ہے
کہ حرمان میراث نسبت قاتل کے باعتبار قصور احتیاط و نگاہداشت کے ہے پس ان امور کی نسبت مخطی کے
گنجائش ہے نہ اطفال و مجانین کی نسبت جان تو کہ دیت مقتول خطا کی مثل دیگر اموال مقتول کے ہے
ہم یعنی مقتول کے ترکہ مین داخل ہے حتی کہ ادا کئے جاوین گے اوس سے دیون اوس کے اور نافذ کیجاوینگی
وصیتین اوسکی اور سب وارث اوس مین سے میراث پاوین گے اور حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ زوجین نہین
میراث پاوین گی دیت مین ہم یعنی زوج دیت زوجہ سے اور زوجہ دیت زوج سے نہین وارث ہوگی بوجہ منقطع
ہوجانے زوجیت کے احد الزوجین کی موت سے اور وجوب دیت کا نہین ہوتا ہے مگر بعد موت کے اور
علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلعم نے امر فرمایا اشیم ضبابیؓ کی زوجہ کے لئے توریث کا اوسکے
شوہر کی دیت مین سے کہا زہریؒ نے کہ حضرت اشیمؓ قتل کئے گئے تھے خطاءً اسی طرح ثابت ہوگا ہمارے نزدیک
زوجین کا حق قصاص مین بوجہ قول کے کہ جس نے چھوڑا مال یا کوئی حق تو وہ اوس کے وارثونکے واسطے ہے

اور نہین ہے شک اس مین کہ قصاص حق اوس کا ہے اسواسطے کہ مقتول نے اپنے نفس کا بدل کیا ہے پس مستحق ہون گے اوس حق مین تمام ورثا موافق اپنی ارث کے مانند دیت کے م یعنی جیسے وارث ہوتے ہین دیت مین اور کہا ابن ابی لیلی رح نے کہ زوجین کو قصاص مین حق نہین پہونچتا اسواسطے کہ نہین حاصل رہا اون کو استحقاق اوس عقد سے کہ جو سبب اون دونو کے استحقاق کا ہے یعنی عقد زوجیت جیسا کہ نہین پہونچتا حق موصی لہ کو قصاص مین م یعنی جیسے کہ موصی لہ لیلیتا ہے مال اور نہین پہونچتا اوسکو حق قصاص مین اسی طرح زوج اور زوجہ کو بعد لینے ترکہ کے قصاص کا کچھ حق نہین پہونچتا انتہی اور یہ قول ابن ابی لیلی کا اس طور پر رد کیا گیا ہے کہ استحقاق ارث کا زوجیت کے ساتھ نہین موقوف ہے قبول پر مانند استحقاق اوس کے کے قرابت کے ساتھ بخلاف وصیت کے پس تحقیق کہ حق موصی لہ کا موقوف ہے اوس کے قبول کرنے پر اور رد ہو جاتا ہے اوس کے رد کرنے پر ف خلاصہ یہ کہ استحقاق ارث کا زوجیت کے ساتھ مانند استحقاق اوس کے کے قرابت کے ساتھ ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ استحقاق زوجین کا نہین موقوف ہے قبول اور رد پر مانند استحقاق سب اقارب کے بخلاف وصیت کے کہ حق موصی لہ موقوف ہے قبول اور رد پر یعنی چاہے قبول کرے اوسکی وصیت کو چاہے رد کرے پس اس سے ظاہر ہو گیا کہ استحقاق ان دونو کا نہین ہے بوجہ عقد زوجیت کے تو اس صورت مین استحقاق ارث زوجیت کا قیاس کرنا استحقاق وصیت پر قیاس مع الفارق ہے کذا فی ضیاء السراج انتہی اسی طرح ذکر کیا امام سرخسی نے کتاب الدیات کی شرح مین واحلاف الدینین اور مختلف ہونا دو دین کا ش یہ تیسرا مانع ہے م مراد یہ کہ وارث اور مورث کے دین مین اختلاف ہونا یہ بھی مانع میراث سے ہے پس نہین وارث ہوگا کافر مسلمان سے اجماعا اور نہ وارث ہوگا مسلمان کافر سے سیدنا علی و سیدنا زید اور عامہ صحابہ کے قول پر اور یہی مذہب ہے ہمارے علما کا اور شافعی کا بدلیل قول کے کہ دو اہل ملت مختلف مین باہم توارث نہوگا ف نہ وارث ہوگا کافر مسلمان سے بدلیل قول حق تعالی وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا کذا فی ضوء السراج اور نہ وارث ہوگا مسلمان کافر سے جیسا کہ مروی ہوا کہ ابو طالب نے انتقال کیا اور اونہون نے اپنے چار ابن چھوڑے سیدنا علی و سیدنا جعفر و عقیل و طالب دو کافر پس جناب رسول مقبول صلعم نے عقیل و طالب کو وارث کیا اور حضرت علی اور حضرت جعفر کو نہین وارث کیا کذا فی حاشیۃ السعد انتہی اور قیاس اس کا مقتضی ہے کہ وارث ہو بدلیل قول کے کہ اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی اور شان علو سے یہ ہے کہ وارث ہو مسلمان کافر سے اور نہ وارث ہو کافر مسلمان سے اور یہی مذہب ہے سیدنا معاذ ابن جبل و سیدنا معاویہ بن ابی سفیان و حسن و محمد بن حنفیہ و محمد بن علی بن الحسین و مسروق رضی اللہ عنہم کا علماء حنفیہ کا

بیان اختلاف دو دین کا

یہ جواب ہے کہ حدیث شریف مین لفظ اسلام مذکور ہوا ہے ہم پس مراد نفس علو اسلام ہے نہ علو باعتبار توارث کے
حتی کہ اگر ثابت ہوا اسلام ایک وجہ پر اور نہ ثابت ہو دوسری وجہ پر تو اس صورت مین اقتضاء علو یہ ہے کہ اسلام
ثابت ہوگا اور غالب ہوگا مانند اوس بچہ کے کہ مسلم و کافر کے درمیان مین پیدا ہوا تو بچہ کے اسلام پر حکم کیا
جاویگا م تبعاً لشرف الابوین۔ اور جواب ثانی یہ ہے کہ یا مراد علو سے علو باعتبار حجت کے ہے م یعنی حجت اسلام
کی عالی اور غالب ہے حجت کفر پر۔ اور تیسرا جواب یہ ہے کہ یا مراد علو باعتبار قہر و غلبہ کے ہے یعنی نصرت علی قبیلہ
اسو یعنی یا آخرت مین واسطے مسلمانون کے م جیسا کہ ارشاد ہوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ اب
اسجگہ یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ نہین تسلیم کرتے ہین ہم کہ اختلاف ملت مانع ارث ہے کیونکہ یہ حکم منقوض ہوتا ہے اس
طور پر کہ باوجود اختلاف ملت کے مسلم وارث ہوتا ہے مرتد کا پس شارحؒ نے اس کا یہ جواب دیا ولیکن یہ کہ مسلم وارث
ہوتا ہے حنفیہ کے نزدیک مرتد سے باوجود اس کے کہ مرتد نہین وارث ہوتا ہے مسلم سے یہ اسواسطے ہے کہ وارث
ہونا مسلم کا مرتد سے منسوب ہے طرف حال اسلام کے چنانچہ اسیواسطے کہا ابو حنیفہؒ نے یہ کہ مسلم وارث کیا جاویگا
مرتد سے اوس مال مین جو اوس نے اپنی حالت اسلام مین کمایا ہے اور جو حالت ارتداد مین اوس نے حاصل کیا
ہے وہ مال مسلمانون کے لئے غنیمت ہے اور وجہ اون دونو کے قول پر یہ ہے کہ تمام مال م یعنی حالت اسلام
اور حالت ارتداد کا مال مرتد کے وارثون کے واسطے ہے یہ ہے کہ تحقیق مرتد نہین ٹھیر سکتا اوسپر کہ جسپر اوسنے اپنا
اعتقاد کیا ہے بلکہ جبر کیا جاویگا مرتد م یعنی قاضی کی جانب سے اسلام کیطرف پھر آنے پر پس معتبر کیا جاویگا حکم
اسلام کا اوس کے حق مین م اوس مال مین کہ جس کے ساتھ مرتد منتفع ہوتا ہے بلکہ حکم کیا جاویگا اوس مین کہ
منتفع ہو وارث مسلم اوس مرتد کا ف خلاصہ یہ کہ اعتبار کیا جاویگا اسلام کا مرتد کے حق مین اس بنا پر کہ وارث
مسلم اوس کے مال سے منتفع ہو نہ اس بنا پر کہ مرتد اپنے مورث مسلم کے مال سے منتفع ہوا انتہی اب معلوم
کرنا چاہئے کہ کفار باہم ایک دوسرے کے وارث ہون گے اگرچہ اون کی ملت مین اختلاف ہوگا اسواسطے کہ
کفر ایک ہی ملت ہے جیسا کہ ذکر کیا مزنی نے شافعیؒ سے اپنے مختصر مین اور بھی ذکر کیا اسکو ابو قاسمؒ نے مالکؒ
سے اور کہا ابن ابی لیلیؒ نے کہ یہود و نصاریٰ باہم ایک دوسرے کے وارث ہون گے البتہ یہود و نصاریٰ
اور مجوس مین باہم توارث نہوگا اور وہ یہ دلیل لائے ہین کہ یہود و نصاریٰ تحقیق کہ وہ دونو متفق ہین توحید پر
اور موسیٰ کی نبوت کے اقرار پر اور نزول توریت پر لہذا وہ دونو ایک ملت پر ہین بخلاف فرقہ مجوسی کے اسوجہ سے
کہ وہ انکار کرتے ہین توحید کا اور ثابت کرتے ہین دو اللہ یزدان م خالق خیر کا اور اہرمن م خالق شر کا معاذ اللہ

اور نہین اقرار کرتے کسی نبی کا اور نہ کسی کتاب کا لہذا وہ دوسری ملت کے ہین اور بعض فقہا اس طرف گئے ہین
کہ یہود و نصاریٰ مین بھی توارث نہوگا بوجہ مختلف ہونے اون دونو کے اعتقاد مین عیسیٰ کے باب مین اور
کتاب انجیل مین لہذا وہ دونو بھی اہل ملت مختلف ہین مانند حال مسلمین کے نصاریٰ کے ساتھ مین بخلاف اہل
اہواء کے م مانند معتزلہ و خوارج سابین حضرت ختنین و روافض غیر تبرائی کے کہ وہ مقر ہین انبیاء کے اور کتب
آسمانی کے اگرچہ وہ اختلاف کرتے ہین کتاب وسنت کی تاویل مین مگر یہ امر باعث اختلاف ملت کا نہین ہے
انتہی اسجگہ ایک فائدہ مناسب مقام نافع خاص وعام لکھا جاتا ہے **ف** درمختار مین مذکور ہوا کہ صاف
لکھدیا ہے نہر الفائق مین مناکحت معتزلہ کے جواز کو اس واسطے کہ ہم اہل سنت اہل قبلہ سے ہین کسی کی تکفیر نہین
کرتے اگرچہ واقع ہوگئی ہے تکفیر اونکی بطور الزام کے مباحث خلافیہ مین انتہی م معتزلہ ایک فرقہ ہے اسلام
کا قرآن مجید کو مخلوق کہتے ہین اور قیامت مین دیدار الٰہی کے منکر ہین اور عباد کو خالق اپنے افعال کا جانتے ہین
وغیرہ ذلک من القبائح فاضل خیر الدین رملیؒ نے مصنف کی شرح منح الغفار کے حاشیہ مین کہا کہ رافضیون
کے سب فرقے اور معتزلیون کے سب گروہ اہل کتاب مین داخل ہین تو نہ جائز ہوگا سنی عورت کا نکاح
رافضی سے اسواسطے کہ عورت مسلمان ہے اور مرد کافر اور حالانکہ مسلمہ کا نکاح کافر سے جائز نہین انتہی اور
شیخ رحمتیؒ نے کہا کہ بعضون نے معتزلہ سے نکاح کرنا مطلقاً جائز کہا تو رافضی اونکی برابر ہونگے یا اون سے
بھی بدتر فاضل رملیؒ نے اون کو از قبیل اہل کتاب کے قرار دیا تو اون کی عورتون سے نکاح کرنا اہل سنت
کو درست ہوگا اور سنیہ کا نکاح رافضی یا معتزلی سے نہ جائز ہوگا اور یہ قول اعدل الاقوال ہے اسواسطے کہ
رافضیون کے کفر مین شک نہین بسبب اون کے اعتقاد کفریات کے لیکن جب کتابیہ سے نکاح درست
ہوا گو اہل کتاب عیسیٰ کو معبود یا ابن اللہ کہین تو مقتضا اس کا یہ ہے کہ رافضی عورت سے بھی نکاح درست
ہوا اور جو شبہات سے بچا اوسنے اپنا دین بچایا انتہی کذا فی حاشیۃ المدنی **واختلاف الدارین اما**
حقیقۃ کالحربی والذمی اور اختلاف دارین ہے یا حقیقۃ ہو مانند حربی اور ذمی کے **ش** یہ چوتھا مانع
ارث ہے م یعنی اگر وارث اور مورث کے دار مین اختلاف ہوگا اگرچہ دین مین اتحاد ہو تو باہم توارث نہوگا انتہی
مثلاً جبکہ مرا ایک حربی دار الحرب مین اور اوس کا باپ یا ابن بطور ذمی دار الاسلام مین رہتا ہے یا مرا ذمی
دار الاسلام مین اور اوس کا باپ یا ابن دار الحرب مین رہتا ہے تو ان مین سے ایک دوسری کا وارث نہ ہوگا
اسواسطے کہ ذمی اہل دار الاسلام سے ہے م یعنی حقیقۃً اور حربی اہل دار الحرب سے ہے پس وہ دونو اگرچہ

ملت مین متحد ہین م یعنی کفر مین مگر بوجہ ہونے تباین حقیقی کے دار کے فیما بین اون دونو کے ولایت منقطع ہوگئی پس منقطع ہوگئی وراثت بھی جو ولایت پر مبنی ہے اسواسطے کہ وارث نائب ہوتا ہے مورث کا اوس کے مال مین ملکا و یداً و تصرفا او حکما کالمستامن والذمی والحربیین من دارین مختلفین یا اختلاف دار کا حکما ہو مانند مستامن اور ذمی کے یا دو حربی کہ دو مختلف ملکون کے ہون ش مثال اول کی تو ظاہر ہے اسواسطے کہ حربی جبکہ داخل ہوا وہ دارالاسلام مین امان کے ساتھ تو وہ اور ذمی دونو حقیقۃً ایک ہی دار مین ہوئے ولیکن وہ دونو دو دار مختلف مین ہین حکماً اسواسطے کہ مستامن اہل دارالحرب سے ہے حکماً م اور ذمی اہل دارالاسلام سے ہے حکماً آیا نہین غور کرتا تو اسپر کہ مستامن قادر ہے دارالحرب مین پھر آنے کا اور نہین قادر ہے دوام اقامت کا ہمارے دار مین بخلاف ذمی کے م کہ وہ ہمیشہ دارالاسلام مین رہتا ہے تو اس صورت مین بوجہ حکمی اختلاف دار کے اون دونو مین توارث نہوگا بلکہ جب مریگا مستامن تو رکھا جاویگا مال اوس کا اوس کے وارثون کیلئے جو دارالحرب مین ہین اسواسطے کہ حکم امان باقی ہے اوس کے مال مین بوجہ ہونے اوس کے حق کے اور منجملہ حق اوس کے سے یہ ہے کہ مال اوس کا اوس کے وارثون کو پہونچایا جاوے اور نہ صرف کیا جاوے بیت المال مین جیسا کہ جب مرے ذمی م یعنی دارالاسلام مین اور نہو اوس کا وارث تو حکم اوس کا اوس طور پر ہے جو مذکور ہوچکا م یعنی ترکہ اوس کا بیت المال مین رکھا جاویگا اور مثال ثانی م یعنی دو حربی دو مختلف ملکون کے پس اگر حمل کیجاوے یہ مثال جیسا کہ کہا گیا اوپر اوس کے کہ دو حربی دو مختلف دار کے ہون م مثلاً ایک مصر مین ہوا اور دوسرا شام مین ہو تو اسپر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ یہ صورت از قبیل اختلاف حقیقی دو دار کے ہے پس لائق یہ تھا کہ ماتن رح اس مثال کو مقدم ذکر کرتا اپنے قول او حکما پر تو اب احتیاج ہوئی طرف اس کے کہ جواب دیا جاوے اس ایراد کا باین طور کہ کفر ملت واحدہ ہے اور کفار سب دار واحد مین ہین حقیقۃً پس اختلاف اون کے دیار مین نہین ہے مگر باعتبار حکم کے ہے نہ باعتبار حقیقت کے م بوجہ ہونے اتحاد ملتون کے لہذا ماتن نے اختلاف حکمی مین اوس کا ذکر کیا مگر باوجود اس کے اسپر پھر یہ شبہہ وارد ہوتا ہے کہ کفر کا ملت واحدہ ہونا امر حکمی ہے کیونکہ کفار مختلف ملتون پر ہین حقیقۃً پس یہ معنی اسکے مقتضی نہین ہین کہ کفار کے سب دار واحد حقیقۃً ہوجاوین بلکہ اون سب دیار کا واحد ہونا امر حکمی ہے۔ اور اگر قول مذکور اس پر حمل کیا جاوے کہ دو حربی دو مختلف ملک سے ہون حقیقۃً مگر وہ دونو دارالاسلام مین بطریق امن آئے ہون تو وہ دونو ایک ملت مین ہین حقیقۃً م یعنی دارالاسلام مین اور دو دار مختلف مین ہین حکماً تو اسحالت مین دار

ہوگا اس بیان پر وہ ایراد جو ذکر کیا ہمنے ہے اور اس معنی پر حمل کرنے کو قول ماتن کا مؤید ہے کہ اوس نے من دارین
کہا لا فی دارین نہ کہا اگرچہ اولیٰ یہ تھا کہ ماتن او الحربین کے بدلے او المستامنین لکھتا مگر اس ترک اولی میں اس
فائدہ کیطرف اشارہ ہے کہ ممکن ہے قرار دینا اوس کا م یعنی مثال ثانی او الحربیین کا دونو اختلاف کے لئے
مثال یعنی اختلاف حقیقی اور حکمی دونو کے لئے ہو سکتی ہے حاصل یہ کہ او الحربیین جو متن میں مذکور ہیں اگر ہوں
وہ دونو دو دارین میں ع ہوگا اختلاف حقیقی اور اگر ہوں وہ دونو ہمارے دار میں ھم یعنی دار الاسلام میں تو ہوگا اختلاف
حکمی اسواسطے کہ اس صورت میں ہم ہر واحد اون دونو کو قرار دین گے کہ گویا وہ اسی دار میں ہے کہ جس دار
سے نکلا ہے ہماری طرف امان کے ساتھ پس نہوگا اون میں توارث دار الاسلام میں مگر جبکہ وہ دونو ہوجاوین
گے اہل ذمہ سے م یعنی اہل جزیہ سے اور اگر وہ دونو حربی مستامن ہیں اور وہ دونو نکلے ہیں دار واحد سے تو
اون دونو میں توارث ثابت ہوگا م اسشارح فرق بیان کرتے ہیں درمیان اون مستامنین کے جو ہوں دار
واحد میں اور اون مستامنین کے جو ہوں دیار مختلفہ میں اس تصریح کے ساتھ کہ آیا ہنیں دیکھتا تو یہ کہ دو مستامن
اگر ہونگے وہ دار واحد سے تو قبول کیجاویگی شہادت بعض اونکے کی بعض پر اور اگر ہونگے وہ دو دار سے تو ہنیں قبول کیجاویگی شہادت بعض
اونکے کی بعض پر پس اسیطرح توارث م یعنی نہوگا اونمین توارث اسواسطے کہ شہادت و میراث باب و لایت سے ہیں ف ابن کمال فقیہ فرماتے ہیں کہ
اختلاف دارین چند قسم ہے اول یہ کہ حقیقۃ اور حکما دونو طرح اختلاف ہو جیسے کافر حربی دار الحرب میں اور
کافر ذمی دار الاسلام میں اور دوسرا یہ کہ فقط حکمی اختلاف ہو مثلاً وہ حربی مستامن جو اپنے ملک کے چلنے پر
تیار ہے اوس ذمی کے ساتھ جو دار الاسلام میں ہے یا دو کافر حربی دو ملک کے دار الاسلام میں مستامن ہیں
یا مستامن مسلم حربی کے ساتھ دار الحرب میں تیسرا یہ کہ فقط حقیقی اختلاف ہو مثلاً حربی مستامن دار الاسلام
میں اوس حربی کے ساتھ جو دار الحرب میں ہے اور وہ دونو ایک ہی ملک کے ہیں پس مانع ارث ہمارے
نزدیک پہلی دونو قسمیں ہیں نہ تیسری قسم خلاصہ یہ کہ مانع ارث اختلاف حکمی ہے خواہ اوس میں اختلاف
حقیقی ہو یا نہو اور امام شافعی رح کے نزدیک اس کے بالعکس ہے تو اون کے نزدیک ذمی اور مستامن میں
توارث ہے اور تیسری قسم میں توارث نہیں انتہی کذا فی الطحطاوی ف حربی وہ کافر ہے کہ وطن اوس کا
دار الحرب ہے اور اہل اسلام کے ساتھ محاربہ کرتا ہے اور ذمی وہ کافر ہے کہ اوس کے ذمہ جزیہ فرض
کیا گیا ہے اور وطن اوس کا دار الاسلام ہے اور مستامن وہ ہے کہ جو امام سے امن لیکر دار الاسلام میں رہے
اور وہ ایک سال کے قیام کے بعد ذمی ہوجاتا ہے اور بصورت شرط کر لینے کے کمتر سال میں بھی اسیر جزیہ

عائد ہوگا انتہی والدار انما تختلف باختلاف المنعة والملك لانقطاع العصمة فیما بینھم اور دار
نہین مختلف ہوتا ہے مگر بسبب اختلاف لشکر و اختلاف بادشاہ کے بوجہ منقطع ہوجانے عصمت کے اون مین
مثلاً ایک بادشاہ ہم یعنی کفار مین سے ہند مین ہے اور اوسکی ولایت اور سلطنت علحدہ ہے اور دوسرا بادشاہ
ترک مین ہے اور اوسکی سلطنت اور ولایت علحدہ ہے اور منقطع ہوجاوے اون مین عصمت یہان تک کہ حلال
جانے ہر واحد اون دونو کا دوسرے کے قتل کو اور جبکہ پاوے کوئی رجل لشکر ایک اون دونوین سے دوسرے
لشکر کے رجل کو تو اوس کو قتل کرے تو اس صورت مین وہ دونو دار مختلف ہون گے اور بوجہ اختلاف دار کے
فیما بین اون کے توریث منقطع ہوجاویگی اسواسطے کہ وراثت عصمت اور ولایت پر مبنی ہے ہم اور وہ دونو
صورت مذکورہ مین منتفی ہین اور جبکہ ہون اون دونو بادشاہون مین عہد و پیمان باہم مددگاری کا اون دونو
کے اعداء پر تو اس صورت مین ہوگا دار واحد اور فیما بین توریث ثابت ہوگی و اختلاف دار کا نہین ہے مانع ارث سے
شافعیؒ کے نزدیک اصلاً یعنی نہ حساً اور نہ حقیقۃً اور حنفیہ کے نزدیک اختلاف دار مانع ہے ارث کا باہم کفار
کے نہ مسلمانون کے بوجہ ثابت ہونے توارث کے درمیان اہل بغی اور اہل عدل کے اگرچہ لشکر اور بادشاہ کا
اختلاف ہو اسواسطے کہ دار الاسلام دار الاحکام ہے پس دار نہین مختلف ہوگا باہم اہل اسلام کے بوجہ اختلاف لشکر
اور بادشاہ کے اسواسطے کہ اسلام کا حکم اون سب کو شامل کرتا ہے ولیکن دار الحرب کہ وہ دار قہر و غلبہ کا ہے
تو وہان اختلاف لشکر اور بادشاہ سے تباین دار متحقق ہوگا اون مین اور بوجہ تباین دار کے توارث اون مین
منقطع ہوگا اور ایسے ہی جبکہ وہ نکلین ہماری طرف ہم یعنی مستامن ہوکر جیسا کہ مذکور ہوچکا۔ اختلاف دارین کا کفار
کے حق مین موثر ہے اور نہین موثر ہے اہل اسلام کے حق مین یہانتک کہ اگر داخل ہوا تاجر مسلمان دار الحرب مین
واسطے تجارت کے اور وہ وہین مرگیا تو اوس کے جو وارث دار الاسلام مین ہین وہ وارث ہون گے مثلاً کسی مسلمان
کو اہل حرب نے قید کرلیا اور دار الحرب مین لیگئے اور وہ وہین مرا اور اپنے دین پر قائم رہا تو اوس کے جو وارث
کہ دار الاسلام مین ہین وہ وارث ہون گے کیونکہ میراث ولایت اور نصرت اور اتفاق ملت پر مبنی ہے کذا فی ضوء السراج
ہم اس جگہ یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ باوجودیکہ مجہول ہونا تاریخ موت کا بھی موانع ارث سے ہے جیسا کہ غرقی مین ہے
اگرچہ وہ بمذہب اصح میراث سے مانع ہے مگر مصنفؒ اوسکے بیان کا درپے نہوا اسکے جواب مین شارحؒ نے فرمایا کہ بوجہ
اس کے کہ تفصیلی ذکر اس کا آخری کتاب مین مذکور ہوگا اسواسطے مصنفؒ نے اسجگہ اوس کا ذکر نہین کیا ف درمختار
مین مذکور ہوا کہ منجملہ موانع ارث کے مجہول ہونا ہے وارث کا اور یہ جہالت پانچ مسئلون مین با زیادہ مفصل مذکور ہے

مجتبی مین از انجملہ یہ مسئلہ ہے کہ دایہ نے ایک لڑکے کو دودہ پلایا اپنے لڑکے کے ساتھ اور وہ دایہ مرگئی اور معلوم نہین
کہ دونو لڑکون مین سے اوس کا لڑکا کون ہے تو دونو لڑکون مین سے دایہ کا کوئی وارث نہوگا۔ اور اسی طرح اگر مشتبہ
ہوجاوے مسلمان کا لڑکا نصرانی کے لڑکے سے دایہ کے پاس اور دونو لڑکے بالغ ہون تو وہ دونو مسلمان ہین اور میراث
نہ پاوینگے اپنے باپون کی۔ قنیہ مین اتنا زیادہ بیان کیا ہے مگر یہ کہ دونو لڑکے باہم صلح کرلین تو اون کو میراث لینا
جائز ہے باہم بالمناصفہ یا جسقدر پر صلح ہوجاوے ہم دونو کا مسلمان ہونا تو اس وجہ سے ظاہر ہے کہ الاسلام یعلو ولا یعلی اور صلح اسواسطے جائز ہوئی کہ میراث تو اہنین کی ہے بلاشک اون سے متجاوز نہین مگر عدم تعین
مانع ہے پھر جب صلح ہوئی تو جسقدر واقعی وارث کو پہونچا وہ تو اوس کا حق ہے اور جو دوسرے کو پہونچا وہ ہبہ ہوگا
مستحق کی جانب سے **باب معرفة الفروض ومستحقیها** یہ باب ہے بیچ بیان شناخت حصون فروی الفروض
کے اور بھی اون کے مستحقین کے الفروض المقدرة فی کتاب اللہ تعالیٰ ستة النصف والربع
والثمن والثلثان والثلث والسدس علی التضعیف والتنصیف سہام معینہ کتاب اللہ
مین چھ ہین آدھا چوتھائی آٹھوان اور دو تہائی اور تہائی اور چھٹا باعتبار دوگنا کرنیکے اور آدھا کرنیکے **شش** فروض
معینہ جو مذکور ہوئے کتاب اللہ مین باب میراث مین وہ چھ ہین اول نصف ہے اور اوس حصہ کو حق تعالیٰ نے تین جگہ
ارشاد فرمایا ہے وان کانت واحدة فلها النصف اور دوسری جگہ فرمایا ولکم نصف ما ترک ازواجکم اور تیسرے جگہ ارشاد
فرمایا وله اخت فلها النصف ما ترک اور دوسرا النصف النصف ہے اور وہ ربع ہے اور اس فرض کو حق تعالیٰ نے دو جگہ
ارشاد فرمایا فلکم الربع مما ترکن اور دوسری جگہ فرمایا ولهن الربع مما ترکتم اور تیسرا النصف نصف النصف ہے اور وہ
ثمن ہے اور اس فرض کو حق تعالیٰ نے ایک جگہ ارشاد فرمایا فلهن الثمن مما ترکتم اور چوتھا فرض ثلثان ہے اور اس
فرض کو حق تعالیٰ نے دو جگہ فرمایا اول بنات کے حق مین فان کن نساء فوق اثنتین فلهن ثلثا ما ترک
اور دوسری جگہ اخوات کے حق مین فرمایا فان کانتا اثنتین فلهما الثلثان پانچوان نصف ثلثین ہے اور وہ ثلث ہے
اور اس فرض کو حق تعالیٰ نے دو جگہ ارشاد فرمایا فلامه الثلث اور دوسری جگہ فرمایا فان کانوا اکثر من ذلك
فهم شرکاء فی الثلث پس اگر ہون وہ اکثر اس سے تو وہ سب شریک ہونگے ثلث مین یعنی اگر ہون اولاد الام
یعنی بھائی بہن اخیافی اکثر اس سے اخ اور چھٹا نصف نصف الثلثین ہے اور وہ سدس ہے اور اس فرض کو
حق تعالیٰ نے تین جگہ ارشاد فرمایا ولابویه لکل واحد منهما السدس اور دوسری جگہ فرمایا فان کان له اخوة فلامه
السدس اور تیسری جگہ اولاد الام کے حق مین فرمایا وله اخ او اخت فلکل واحد منهما السدس باعتبار تضعیف و تنصیف کے مخفی نہ ہے

کہ فروض مذکورہ کا ہونا باعتبار تضعیف اور تنصیف کے اسطور پر ہے مثلاً یوں کہا جاوے کہ ثمن اور اوس کا دونا یعنی ربع اور
اوس کے دونے کا دونا یعنی نصف یا یوں کہا جاوے کہ نصف اور اوس کا آدھا یعنی ربع اور آدھے کا آدھا یعنی ثمن
مطلب یہ کہ ثمن کو جب دونا کیجئے تو ربع حاصل ہوتا ہے اور ربع کو جو دونا کیجئے تو نصف حاصل ہوتا ہے اسی طرح سدس
کو اگر دونا کیجئے تو ثلث حاصل ہوتا ہے اور ثلث کو جو دونا کیجئے تو ثلثین حاصل ہوتا ہے اور اگر نصف کو نصف کیجئے
تو ربع حاصل ہوتا ہے اور ربع کو نصف کیجئے تو ثمن حاصل ہوتا ہے اور یہی حال ثلثین اور ثلث کی تنصیف میں ہے
یعنی ثلثین کا نصف ثلث ہے اور ثلث کا نصف سدس ہے کذا فی البسیط واصحاب هذه السهام
اثنی عشر نفراً اربعة من الرجال وهم الاب والجد الصحیح والاخ لام والزوج اور ان چھ حصوں کے
بارہ شخص مستحق ہیں اور ان میں سے چار مرد ہیں اور وہ باپ ہے اور دادا ہے اور اخیافی بھائی ہے اور شوہر ہے
ش برابر ہے کہ جانا گیا ہو استحقاق اون کا نص سے یا غیر نص دلائل سے م یعنی سنت و اجماع سے اون
میں سے چار مرد ہیں اون میں سے اور جد صحیح یعنی اب الاب ہے اگرچہ عالی ہو م یعنی اب اب الاب الی غیر ذالک
تیسرا بھائی اخیافی ہے م یعنی ایک ماں سے اور دوسرے باپ سے چوتھا زوج ہے باپ کو دادا پر ذکر میں اسواسطے
مقدم کیا کہ دادا باپ کی موجودگی میں محجوب ہوتا ہے اور اسی طرح دادا کی موجودگی میں بھائی اخیافی محجوب ہوتا ہے
اجماعاً ام لہذا دادا کو بھائی اخیافی پر مقدم کیا اور اخیافی بھائی کو زوج پر اسواسطے مقدم کیا کہ نسب اقوی ہے سبب سے
جیسا کہ پہچانا تو نے م یعنی یہ کہ زوج قریب سببی ہے وثمان من النساء الزوجة والبنت وبنت الابن
وان سفلت والاخت لاب وام والاخت لاب والاخت لام والام والجدة الصحیحة
وهي التی لاتدخل فی نسبتها الی المیت جد فاسد اور آٹھ ہیں عورتوں میں سے زوجہ ہے اور بنت ہے
اور بنت الابن ہے اگرچہ سافل ہو اور اخت عینی ہے اور اخت علاتی اور اخت اخیافی اور ام اور جدۂ صحیحہ اور وہ وہ
ہے کہ نہ داخل ہو جد فاسد اوس کی نسبت کرنے میں میت کی طرف ش ماتن نے مقدم کیا زوجہ کو بنت پر
اسواسطے کہ زوجہ اصل پیدائش ہے کیونکہ اسی سے پیدا ہوتی ہے اولاد م اور دوسری وجہ تقدیم زوجہ کی بنت
پر یہ ہے کہ تا ذکر زوجہ کا زوج کے ذکر کے قریب واقع ہو اور مقدم کیا بنت کو بنت الابن پر بوجہ ہونے بنت کے
قریب تر طرف میت کے بنت الابن سے اور بھی اس وجہ سے کہ بنت الابن قائم مقام ہوتی ہے بنت کے بحالت نہ ہونے
بنت کے اور موخر کیا اخت عینی کو بنت الابن سے بوجہ ہونے اخت عینی کے بعید تر قرابت میں بنت الابن سے اور مقدم
کیا اخت عینی کو علاتی پر بوجہ قوت قرابت کے اور بھی اس دلیل سے کہ اخت علاتی قائم مقام ہوتی ہے اخت عینی کے

مرد دوان میں ذوی الفروض چار ہیں

اور مقدم کیا اخت علاتی کو اخیافی پر اسواسطے کہ قرابت پدری قوی تر ہے قرابت مادری سے اور مقدم کیا
بہن اخیافی کو ماں پر اسواسطے کہ دو اخت اخیافی محجوب کر دیتی ہین ماں کو ثلث سے طرف سدس کی اور جنس
حاجب کی مقدم کیجاتی ہے اوپر جنس محجوب کے اور مقدم کیا ماں کو جدہ پر بوجہ ہونے ماں کے قریب تر۔ نہ کہا
جاوے کہ مردوں مین باپ کا مقدم ہونا تقاضا کرتا ہے اس کو کہ عورتوں مین ماں مقدم کیجاتی اسواسطے کہ
جیسے باپ اصل ہے مردوں مین ویسے ہی عورتوں مین ماں اصل ہے اس کے جواب مین شارح فرماتے ہین
کہ کہین گے ہم کہ ماں کے حصہ کی شناخت من وجہ موقوف ہے اخوات کے حصہ کی شناخت پر سوائے عکس کے
ھ یعنی نہین موقوف ہے بہنوں کے حصّہ کی شناخت ماں کے حصہ کی شناخت پر جیسا کہ قریب مذکور ہوگا یہ
کہ ماں کے لئے سدس ہے ولد یا ولد الابن کے ساتھ یا دو بھائی بہنوں کے ساتھ م یعنی وہ دونو محجوب
کر دیتے ہین ماں کو ثلث سے طرف سدس کے ف توضیح مقام یہ ہے کہ ماں کا حصہ ثلث ہے جبکہ نہو دو سکھ
حصہ اخوات کا اور سدس ہے بصبوت ہونے اخوات کے پس ماں کے حصّہ ثلث اور سدس کی معرفت موقوف
ہے اوپر معرفت حصہ اخوات کے سوائے عکس کے یعنی معرفت حصہ اخت یعنی نصف اور ثلثین کی نہین
موقوف ہے ماں کے حصہ پر جیسا کہ مخفی نہین فرائض پر پس ثابت ہوا کہ اخوات کو تقدم ہے ماں پر باعتبار
معرفت حصہ کے واسطے ماں کے کذا فی حاشیۃ القاضی۔ اور ماتنؒ نے مقید کیا جدہ کو صحیحہ کے ساتھ اور
تعریف کی اوس کی یہ کہ جدۂ صحیحہ وہ ہے کہ جس کی میت کیطرف نسبت کرنے مین جد فاسد نہ داخل ہو
اور جد فاسد وہ ہے جس کی میت کیطرف نسبت کرنے مین ماں داخل ہو واسطے ظاہر ہونے اس کے
کہ جدۂ صحیحہ مقابل ہے جد صحیح کے جس کی تعریف قریب مذکور ہوگی وہ یہ کہ جس کی میت کی طرف نسبت
کرنے مین ماں نہ داخل ہو پس جدہ جبکہ خالی ہوگی اوس کی نسبت جد فاسد سے ہوگی وہ صحیحہ برابر ہے
کہ ہو وہ منسوب محض بواسطہ اناث کے مانند ام الام اور ام ام الام کے یا محض بواسطہ ذکور کے منسوب ہو
مانند ام الاب کے اور ام اب الاب کے یا ذکور و اناث دونو سے مخلوط ہو مانند ام ام الاب کے پس جدۂ
صحیحہ صاحبہ فرض ہے جدات مین مانند جد صحیح کے اجداد مین اور جبکہ داخل ہو جدہ کی نسبت مین جد فاسد تو
ہوگی وہ جدۂ فاسدہ کہ منسوب ہوگی میت کی طرف ذکور و اناث دونو کے خلط سے مانند ام اب الام کے اور
ام اب ام الاب کے پس نہین ہے جدۂ فاسدہ صاحبہ فرض مانند جد فاسد کے بلکہ وہ دونو یعنی جد فاسد اور جدۂ
فاسدہ ذوی الارحام سے ہین کہ وہ وارث ہوتے ہین بالقرابت نہ باعتبار عصوبت کے اور نہ باعتبار فرضیت کے

ف دادا اور پردادا اور جولوگ کہ شخص اونکی اولاد مین ہے اگر واسطہ کسی مان کا درمیان نہو جد صحیح کہلاتے ہین اور اگر کسی مان کا واسطہ درمیان ہو جیسے نانا کہ مان کا باپ ہے یا دادی کا باپ کہ بواسطہ باپ کے مان کے علاقہ رکھتا ہے جد فاسد کہلاتے ہین اور جدہ صحیحہ اوس کو کہتے ہین کہ جس کو میت سے علاقہ بواسطہ کسی اب الام کے نہو اور فاسدہ وہ ہے جس کو بواسطہ اب الام کے علاقہ ہو پس دادی یا نانی یا دادی کی مان یا نانی کی مان سب صحیحہ ہین اور نانی کی مان یا دادی کے باپ کی مان یا نانی کے باپ کی مان فاسدہ ہین اسواسطے کہ اون سب مین اب الام کے سبب سے علاقہ ہے نانا خود اب الام ہے دادی کا باپ اب ام الاب اور نانی کا باپ اب ام الام ہے بس چونکہ جدہ فاسدہ ذوی الارحام سے ہے لہذا ماتن نے بوجہ ہونے ذکر اصحاب فرائض کے جدہ کو مقید کیا صحیحہ کی قید کے ساتھ اب مصنف ہر ایک ذوی الفروض کا حصہ فرضی تفصیلی بیان کرتا ہے انتہی

اما الاب فله احوال ثلث الفرض المطلق وهو السدس وذلك مع الابن او ابن الابن وان سفل والفرض والتعصيب معا وذلك مع الابنة او ابنة الابن وان سفلت باپ کے واسطے تین حال ہین فرض مطلق ہے اور وہ سدس ہے اور یہ حصہ ابن یا ابن الابن کے ساتھ ہے اگرچہ اسفل ہو اور فرض و عصوبت دونو ہین اور یہ بنت یا بنت الابن کے ساتھ ہے اگرچہ اسفل ہو **ش** اور بیان اس کا یہ ہے کہ فرمایا حق تعالے نے ولابويه لكل واحد منهما السدس مما ترك ان كان له ولد پس یہ ارشاد جلیل صاف تصریح ہے اسپر کہ باپ کا حصہ فرضی میت کے ولد کے ساتھ سدس ولیکن ہم ولد کا ابن اور بنت دونو کو شامل ہے **م** کیونکہ ولد اسم مولود کا ہے اور وہ عام ہے پس اگر باپ کے ساتھ میت کا ابن ہے تو باپ کیواسطے فرض اوس کا ہے یعنی سدس ہے اور باقی واسطے ابن کے ہے بدلیل قول کے کہ دو تم فرائض کو م یعنی حصون مقررہ کو اہل اون فرائض کو اور جو باقی رہے پس وہ اولی رجل مذکر کیواسطے ہے اور اولی رجال کا عصبات مین سے ابن ہے **م** اگرچہ باپ موجود ہو جیسا کہ قریب پہچانیگا تو۔ اگر باپ کے ساتھ بنت ہو تو باپ کیواسطے سدس ہے اور بنت کے لئے نصف ہے بالفرض اور باقی باپ کے واسطے ہے اسواسطے کہ وہ اولی رجل مذکر عصبات مین سے ہے بعصوبت نہونے ابن کے اور ابن الابن کے والتعصيب المحض وذلك عند عدم الولد وولد الابن وان سفل اور عصبہ محض ہوگا اور یہ بحالت نہونے ولد اور ولد الابن کے ہے اگرچہ سافل ہو اور یہ بدلیل قول حقتعالی کے ہے فان لم يكن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث اسواسطے کہ اس سے صریح سمجھا جاتا ہے کہ باقی باپ کو ملیگا تو اس

بیان اس کا کہ باپ کیواسطے تین حالین ہین

حالت مین وہ ہوگا عصبہ **ف** خلاصہ یہ کہ جبکہ میت کے نہ اولاد ذکور ہوا ورنہ اولاد اناث ہو تو اوس وقت مین
باپ کیواسطے کچھ حصہ مقرر نہین بلکہ وہ عصبہ ہوگا اگر اکیلا ہوگا تو سب مال اوس کو ملیگا اور ذوی الفروض کے
ساتھ باقی مال پہونچیگا۔ اور باپ کے لئے فرض مطلق ہے یعنی خالی عصوبت سے وہ سدس ہے جیساکہ
مذکور ہوچکا ابھی **والجد الصحیح کالاب الا فی اربع مسائل وستذکرھا انشاء اللہ تعالے** اور جد صحیح باپ کے
مانند ہے مگر چار مسئلون مین اور قریب ہے کہ ذکر کرین گے ہم اون کا انشاء اللہ تعالی **ش** یعنی بحالت
نہونے باپ کے دادا باپ کی مانند ہے تینون حالات کے ثبوت مین بلکہ تمام احکام میراث مین مگر چار مسئلو
مین پہلا یہ کہ ام الاب نہین وارث ہوتی اب کے ساتھ مین اور وارث ہوتی ہے جد کے ساتھ مین اور دوسرا
یہ کہ میت جبکہ چھوڑے والدین اور احد الزوجین تو بعد حصہ احد الزوجین کے مابقی کا ثلث مان کو ملیگا اور
اگر بجاے باپ کے دادا ہوگا تو مان کو جمیع مال کا ثلث ملیگا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مگر نزدیک ابویوسفؒ کے
کہ اون کے نزدیک اس صورت مین بھی ثلث باقی کا دیا جاوے گا تیسرا یہ کہ سگے بھائی بہن اور سوتیلے بھائی
بہن سب ساقط ہوتے ہین باپ کے ساتھ مین بالاتفاق اور نہین ساقط ہوتے ہین وہ جد کے ساتھ مین
مگر حضرت ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور چوتھا یہ کہ آزاد کرنیوالے کا باپ اوس آزاد کرنے والے کے فرزند کے ساتھ
سدس ولا کا لیتا ہے ابویوسفؒ کے نزدیک اور نہین ہے واسطے جد کے یہ **م** یعنی سدس بلکہ تمام ولا واسطے ابن
کے ہوگا اور نہین ہے فرق اب اور جد کے درمیان مین **م** سواے ابویوسفؒ کے سب اماموں کے نزدیک
اسواسطے کہ اون دونو کو ولا مین سے کچھ نہ ملیگا **ف** صاحب درمختار نے پانچوان یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر غلام
آزاد دینے اپنے آزاد کرنے والے کا دادا اور بھائی چھوڑا تو حضرت ابوحنیفہؒ کے نزدیک ولا دادا کیواسطے مخصوص ہے
اور صاحبینؒ نے کہا کہ دونو مین مشترک ہے اور اگر بجاے دادا کے باپ ہوتا تو تمام میراث وہی پاتا بالاتفاق
انتہی **م** اب حضرت شارحؒ فرماتے ہین کہ جبکہ مسئلہ ثانیہ دو مسئلہ قرار دئے جاوین جیساکہ بفحواے عبارت کتاب ہے
تو اولی یہ ہے کہ کہا جاوے مگر پانچ مسئلون مین اور قریب ہے کہ مذکور ہوگا تتمہ کلام کا **ف** درمختار مین
مذکور ہوا کہ اشباہ مین وارد ہوا کہ دادا باپ کی مانند ہے مگر تیرہ ۱۳ مسئلون مین دادا باپ کی مانند نہین پانچ مسئلے
تو فرائض مین ہین جو مذکور ہوئے اور باقی آٹھ مسئلے جو غیر فرائض مین ہین اون کی تفصیل یہ ہے پہلا مسئلہ
یہ ہے کہ اگر وصیت کے اقربا زید کیواسطے مثلاً تو زید کا باپ وصیت مین داخل نہ ہوگا دادا اسکا داخل ہوگا ظاہر الروایہ مین دوسرا
مسئلہ یہ ہے کہ صغیر کا صدقہ فطر مالدار باپ پر واجب ہوتا ہے نہ دادا پر تیسرا یہ کہ اگر باپ آزاد کیا گیا تو

اپنے ولد کی ولا کو اپنے موالی کی طرف کھینچے گا نہ دادا کے موالی کی طرف چوتھا یہ کہ صغیر مسلمان ہوجاتا ہے اپنے باپ
کے اسلام سے نہ دادا کے اسلام سے پانچوان یہ کہ اگر زید مرگیا اولاد صغار اور مال چھوڑ کر تو اوسکی ولایت
زید کے باپ کو ہے نہ زید کے دادا کو چھٹا یہ کہ اگر صغار کا بھائی اور دادا ہے تو ابو یوسف کے نزدیک نکاح کی
ولایت مین دونو شریک اور امام کے نزدیک دادا کو ولایت مخصوص ہے اور اگر بجاے دادا کے باپ ہوتا تو اوسی
کو ولایت مخصوص ہوتی بالاتفاق ساتوان یہ کہ جب صغیر کا باپ مرگیا تو وہ یتیم ہوگیا دادا کے ہونے سے اوسکی
یتیمی زائل نہین ہوتی آٹھوان یہ کہ اگر میت کی اولاد صغار ہے اور مال نہین ہے اور میت کی ایک مان ہے
اور دادا تو نفقہ صغار کا مان اور دادا پر ہے اس طرح کہ تہائی نفقہ مان پر ہے اور دو تہائیان دادا پر اور اگر
دادا کی جگہ باپ ہوتا تو تمام نفقہ اوسی پر واجب ہوتا کذا فی الاشباہ اور شیخ صالح ابن مصنف نے اپنے حاشیہ
اشباہ مین جس کا زواہر الجواہر نام ہے اشباہ کے تیرہ مسئلون پر ایک اور مسئلہ زیادہ کیا ہے مسولین سے نقل
کرکے وہ مسئلہ یہ ہے کہ باپ نے اپنے طفل صغیر کے مہر کی ضامنی کی پھر مہر اوس کا ادا کیا اپنے مال سے
تو صغیر کے مال سے بھر لے اگر اوس نے ادا کے وقت رجوع کرنا شرط کرلیا ہو اور اگر شرط نہ کیا ہو تو رجوع جائز
نہین اور اگر باپ کے سوا اور کسی صغیر کے ولی نے یا وصی نے مہر کی ضامنی کرکے مہر ادا کیا ہو تو رجوع کرے
مطلقاً انتہی یعنی شرطاً و بلا شرط بہر صورت رجوع جائز ہے اور چونکہ ولی غیر اب کا لفظ دادا کو بھی شامل ہے تو دادا
بھی وصی کی مانند مطلقاً رجوع کریگا برخلاف باپ کے انتہی ویسقط الجد بالاب لان
الاب اصل فی قرابۃ الجد الی المیت اور دادا ساقط ہوتا ہے باپ کے ساتھ مین اسواسطے کہ باپ واسطہ ہے
جد کی قرابت مین طرف میت کے **ش** اور دلیل سقوط پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ دلیل مذکور سے مان
کی موجودگی مین اولاد الام کا ساقط ہونا لازم آتا ہے اسواسطے کہ مان واسطہ ہے اپنی اولاد کی قرابت مین اور
بتحقیق کہ دفع کیا جاتا ہے یہ اشکال باعتبار انضمام عصوبت کی وہ عصوبت کہ ترجیح دیجاتی ہے وہ بوجہ زیادتی
قرب کے **م** مطلب یہ کہ اولاد الام کو باعتبار انضمام عصوبت کے ترجیح دیجاتی ہے زیادتی قرب کے ساتھ لہذا
اولاد الام کا سقوط نہین ہوتا والجد الصحیح ہو الذی لا تدخل فی نسبتہ الی المیت ام اور جد صحیح وہ ہے کہ
نہ داخل ہو مان اوس کی نسبت کرنے مین طرف میت کے **ش** ما تنداب الاب کے اگرچہ عالی ہو یعنی
اب اب الاب وغیرہ کرا اور ہرگاہ کہ ارادہ کیا ماتن نے یہ کہ ذکر کرے بھائی اخیافی کا ذوی الفروض مردون کے ذکر
مین اور تھی بہن اخیافی مساوی بھائی اخیافی کے میراث کے احکام مین لہذا ماتن نے اپنے کلام کو عام بیان کیا

م یعنی اولاد الام کہکر عموماً بیان کیا تاکہ بہن اخیافی کے ذکر کی حاجت وہی الفروض عورتون کے بیان مین نہو بس
کہا متن نے واما لاولاد الام فاحوال ثلث السدس للواحد مان کی اولاد کے واسطے تین حال ہین چھٹا
حصہ ایک کو ملیگا ش بدلیل قول حق تعالیٰ کے وان کان رجل یورث کلالۃ او امرأۃ وله
اخ او اخت فلکل واحد منهما السدس اور اس جگہ بالاتفاق مفسرین کے اخ اور اخت سے مراد اولاد الام ہے
اور دلالت کرتی ہے م یعنی اثبات مدعی پر قرارت حضرت ابی کے وله اخ او اخت من الام م یعنی اونکی قرارت
مین من الام زیادہ ہے والثلث ش فان کانوا اکثر من ذلک فهم شرکاء فی الثلث ذکورهم واناثهم فی القسمة والاستحقاق سواء اور تہائی واسطے
دو کے یا زیادہ کے ہے مرد اور عورتین اون کی دونو برابر ہین قسمت اور استحقاق مین ش م یہ دوسرا حال
اولاد الام کا ہے کہ اگر وہ دو یا زیادہ ہین تو ایک ثلث مین سب برابر شریک ہونگے بدلیل قول حق تعالیٰ
فان کانوا اکثر من ذلک فهم شرکاء فی الثلث چنانچہ تقسیم مین مساوات اس طور پر ہے کہ اولاد الام مین سے
عورت لیتی ہے جسقدر کہ بہن سے شل اوس کے کہ لیتا ہے مذکر جیساکہ دلالت کرتا ہے اسپر قول حق تعالیٰ کا فهم شرکاء
فی الثلث اور استحقاق مین مساوات اسطور پر ہے کہ ایک اون مین سے م یعنی اولاد الام مین سے مذکر ہو یا مونث
مستحق ہوتا ہے سدس کا اور جب متعدد ہون ذکور واناث یا دونو مختلط تو مستحق ہونگے ثلث کے م اسجگہ یہ شبہ
وارد ہوتا ہے کہ استحقاق اور قسمت دونو کے کہنے کی ضرورت نہ تھی ایک کا ذکر کافی تھا لہذا شارحؒ نے اسکا جواب
دیا کہ نہین مخفی ہے تجھپر یہ کہ استحقاق عام ہے واحد اور متعدد کو بخلاف قسمت کے م مطلب یہ کہ استحقاق جیسے ہوتا ہے
دو مین ویسا ہی ہوتا ہے ایک کو بخلاف قسمت کے کہ اسمین تعدد ضروری ہے کیونکہ قسمت بغیر دو یا زیادہ کے
نہین ہوسکتی اور استحقاق تعدد کو مقتضی نہین لہذا ادا ے مقصود کے لئے ضرور ہوا ذکر استحقاق کا بعد قسمت کے
کذا فی الحاشیۃ النافعی ویسقطون بالولد وولد الابن وان سفل وبالاب وبالجد بالاتفاق اور
ساقط ہوتے ہین وہ ولد اور ولد الابن کے ساتھ اگرچہ سافل ہو اور اب اور جد کے ساتھ بین بالاتفاق ش م
یہ تیسرا حال اولاد الام کا ہے دلیل سقوط یہ ہے کہ اولاد الام از قبیل کلالہ ہین جیساکہ جانا گیا آیت مذکورہ سے اور تحقیق
کہ کلالہ کی توریث مین بالاجماع شرط کیا گیا ہے نہونا ولد اور والد کا م واسطے میت کے بدلیل قول حق تعالیٰ
قل الله یفتیکم فی الکلالة ان امرؤ هلك لیس له ولد وله اخت اور بدلیل قول کے کہ کلالہ
وہ ہے کہ نہو واسطے اوس کے ولد اور والد م اس جگہ یہ شبہ ہوتا ہے کہ آیت اور حدیث دونو سے اولاد الام کا سقوط
ولد اور والد سے ظاہر ہوتا ہے نہ سوا ان دونو کے حالانکہ ابن الابن اور جد سے بھی اولاد الام کا سقوط ہوتا ہے اسکے

جواب مین شارح نے فرمایا ولیکن اس جگہ ولد الابن داخل ہے ولد مین بدلیل قول حق تعالی یا بنی آدم م یعنی حقتعالی
نے ہمپر اطلاق کیا لفظ ابن کا باوجود اس کے کہ آدم جد ہمارے ہین اور اسی طرح جد داخل ہے والد مین بدلیل قول
حق تعالی کما اخرج ابویکم من الجنتہ پس اولاد الام نہین وارث ہون گے ان کے ساتھ۔ اب جاننا چاہیئے کہ لفظ کلالہ
اصل مین م یعنی لغت مین بمعنی تھک جانے اور زوال قوۃ کے ہے مانند قول قائل کے **مصرعہ** فآلیت لا ارثی
لہا من کلالۃ **ف** اس شعر کے اجمال کی یہ تفصیل ہے کہ یہ شعر ایک شاعر نے رسول مقبول صلعم کی مدح مین عرض
کیا ہے حضرت شارح نے کلالہ کے معنی کے ثبوت مین مصرعہ اولی نقل فرمایا اور مصرعہ ثانی اس کا یہ ہے ولا من حفیۃ
حتی ازور محمدا معنی اس شعر کے یہ ہین کہ شاعر غلبہ حال مین کہتا ہے کہ قسم کھاتا ہون مین اسپر کہ نہیں رحم کرون گا ناقہ پر
جبکہ وہ ضعیف ہو جاوے گی اور نہ رحم کرون گا سم اوس کے پر یہانتک کہ زیارت کرون مین حبیب کبریا اشرف انبیا
محمد صلعم کی پس اس قول سے معلوم ہوا کہ کلالہ بمعنی ضعف و زوال قوۃ کے ہے ہکذا فی حاشیتہ جل انتہی پھر استعارہ
کیا گیا کلالہ واسطے قرابت اوس شخص کے کہ جس کے ولد اور والد نہو اور وجہ استعارہ یہ ہے کہ گویا قرابت کلالہ ضعیف
ہے بہ نسبت قرابت ولاد کے اور بھی لفظ کلالہ کا اطلاق کیا جاتا ہے اوس مورث پر کہ جو نچھوڑے ولد اور والد کو اور
بھی اوسپر کہ جو ولد اور والد میت کا نہو **ف** اس سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص مرے اور باپ اور دادا نہ چھوڑے
اور بیٹا پوتا یا بیٹی پوتی بھی نہ چھوڑے اور اوس کے ایک بہن یا بھائی اخیافی ہو تو اوس بھائی یا بہن کو چھٹا حصہ
ملیگا اور اگر دو بھائی یا دو بہن ہون یا ایک بھائی اور ایک بہن ہو یا دو سے زیادہ ہون سب بھائی یا سب بہن یا
بھائی بہن ملے ہوئے تو ان سب کو ایک تہائی ملتی ہے یعنی اس ایک تہائی کو برابر بانٹ لین عورت و مرد اس
جگہہ برابر ہین بخلاف اور مواضع کے فرائض ہین کہ مرد کو عورت سے دوگنا ملتا ہے اور قرابت اخیافی اوسکو کہتے ہین
کہ جو ایک ماں سے اور دوسرے باپ سے ہو مثلاً شاکرہ نے زید سے نکاح کیا اوس سے حامد پیدا ہوا پھر زید کے
بعد خالد نے شاکرہ سے نکاح کیا اوس سے محمود اور صابرہ پیدا ہوئے تو محمود اور صابرہ حامد کے اخیافی اور
مادری بھائی بہن ہین اور فرائض مین انہین کو اولاد الام کہتے ہین انتہی واما للزوج فحالتان النصف عند
عدم الولد و ولد الابن وان سفل و ج کیواسطے دو حال ہین نصف ہے ثبوت نہونے ولد اور ولد الابن کے
اگرچہ سافل ہو **ش** یعنی ثبوت نہونے ولد اور ولد الابن دونو کے زوج کے لئے نصف ہے اور اسیواسطے
ماتن نے عطف کیا واؤ کے ساتھ جو موضوع ہے واسطے جمع کے سوائے اؤ کے **ف** خلاصہ یہ کہ اگر ایک عورت
مرے اور اپنا شوہر چھوڑے اور اولاد یعنی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی کوئی نہ چھوڑے تو شوہر کو نصف ملیگا انتہی

والربع مع الولد او ولد الابن وان سفل اور ربع ولد کے ساتھ یا ولد الابن کے ساتھ ملیگا اگرچہ سافل
ہو ش یعنی کفایت کرتا ہے وجود ایک ان دونوں کا اس باب میں م یہ دوسرا حال زوج کا ہے یعنی زوج کیساتھ
فقط ولد ہو یا فقط ولد الابن ہو تو دونوں صورتوں میں زوج کو ربع ملے گا چنانچہ اسی واسطے ماتنؒ نے اس جگہ عطف کیا
اوؔ کے ساتھ اور ان دونوں حالتوں کی تصریح مذکور ہو چکی ہے نظم قرآن مجید میں جیسا کہ تفصیلی مذکور ہو چکا ہے ذکر سہام
میں انتہی فصل فی النساء یہ فصل ہے ذوی الفروض عورتوں کے حصوں کے بیان میں للزوجات حالتان

الربع للواحدۃ فصاعدۃ عند عدم الولد او ولد الابن وان سفل والثمن مع الولد
او ولد الابن وان سفل زوجات کیواسطے دو حال ہیں ربع ہے واسطے ایک کے یا زیادہ ہوں بصورت نہونے ولد یا ولد
الابن کے اگرچہ سافل ہو اور ثمن ہے ولد یا ولد الابن کے ساتھ اگرچہ سافل ہو ش اور تحقیق کہ ان دو حالتوں
کی بھی تصریح نظم قرآن مجید میں مذکور ہو چکی ہے اوس جگہ م اب حضرت شارحؒ زوجین کے تعین حقوق مصرحہ
میں ایک نکتہ بلیغ ارشاد فرماتے ہیں وہ یہ کہ تحقیق درمیان حقوق زوجین کے دونوں تقدیر پر للذکر مثل حظ الانثیین
کی تقسیم کی رعایت کی گئی ہے م کیونکہ ظاہر ہے کہ نصف دوگنا ہے ربع کا اور ربع دوگنا ہے ثمن کا ف خلاصہ یہ کہ
زوجہ کو بغیر اولاد کے ربع ملتا ہے اور اولاد کے ساتھ میں ثمن اور جو کئی زوجہ ہوں تو سب اسی ربع یا ثمن کو برابر
باہم بانٹ لیں سب زوجات کو اس ربع یا ثمن سے زیادہ استحقاق نہیں ہے انتہی واما البنات الصلب
فاحوال ثلث النصف للواحدۃ اور واسطے بیٹیوں صلبی کے تین حال ہیں ایک کے لئے نصف ہے ش
اور اس حالت کی تصریح آیت قرآنی میں مصرح ہے م وان کانت واحدۃ فلہا النصف
والثلثان لاثنتین فصاعدۃ اور دو یا زیادہ کے لئے دو ثلث ہیں اور اس حالت پر نص قرآنی صریح مذکور ہے
فان کن نساء فوق اثنتین فلہن ثلثا ما ترک ولیکن بصورت ہونے دو بنت کے پس حکم اون دونوں کا
حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک حکم ایک کا ہے م یعنی اون دونوں کو نصف دیا جاویگا اور یہی ظاہر ہے اور سب
حضرات صحابہ کرامؓ کے نزدیک دو کو حکم جماعت کا ہے اور اون کے اس قول کی دلائل تین وجہوں سے مذکور
ہوئی ہیں اول یہ کہ فرمایا حق تعالیٰ نے للذکر مثل حظ الانثیین یعنی مرد کیواسطے مثل حصہ دو عورتوں کے ہے اور
ادنیٰ مراتب اختلاط ذکور و اناث کا یہ ہے کہ ایک ابن اور ایک بنت ہو تو اس صورت میں بالاتفاق دو ثلث
ابن کو ملیں گے م اور ایک ثلث بنت کو پس اس اشارہ سے معلوم ہو گیا کہ دو بنت کو دو ثلث ملیں گے اور یہ
نہیں ہے مگر بحالت خالی ہونے دو بنت کے ابن سے م اس واسطے کہ بصورت اختلاط کے ابن کے ساتھ ش

بیان ذوی الفروض عورتوں کا

بیان اس کا کہ واسطے بنات کے تین حال ہیں

عصبہ ہو جاتی ہین صاحب فرض نہین رہتین تو اب اس صورت مین کچھ حاجت نہ رہی دو بنت کے حال کے بیان کی
بلکہ ما فوق الاثنین کے بیان کی ضرورت ہوئی لہذا ارشاد فرمایا فان کن نساء فوق اثنتین پس اگر
ہون وہ جماعت کہ پہونچنے والے ہون جسقدر کہ پہونچین عدد کو م مراد یہ کہ اگرچہ ہون وہ بہت تو اونکے لئے
وہ ہے جو دو کے لئے ہے یعنی دو ثلث اس سے تجاوز نہوگا دوسری وجہ یہ ہے کہ دونون بنت
زیادہ تر قریب ہین از روے رحم کے م یعنی اقرب ہین از روے قرابت کے اور اشد ہین
از روے رحم کے اون دو اخت سے کہ جو لیتی ہین وہ دونون دو ثلث پس دو بنت اولی ہین
اس احراز و استحقاق مین م یعنی دو ثلث لینے مین اسواسطے کہ وہ دونو زیادہ قریب ہین از روے
رحم کے تیسری وجہ یہ ہے کہ جب بہن بھائی کے ساتھ ہوتی ہے تو واجب ہوتا ہے اوس بہن
کو ثلث پس بطریق اولی یہ ہے کہ واجب ہو واسطے اوس کے یہ ثلث جبکہ ہو وہ اخت دوسری اخت کیساتھ
اور ایسے ہی دوسری اخت کیواسطے واجب ہے یعنی ثلث اوسکی اخت کے ساتھ مثل اوسکے کہ تھا واجب
واسطے اوس دوسری کے اگر خالی ہوتی وہ دوسری اپنے بھائی کے ساتھ پس واجب ہوئے واسطے دونو کے
دو ثلث ومع الابن للذکر مثل حظ الانثیین وھو یعصبھن اور ابن کے ساتھ للذکر مثل حظ الانثیین ملیگا
اور ابن عصبہ کر دیتا ہے بنات کو ش م یہ تیسرا حال ہے بنات کا کہ وہ ابن کیساتھ عصبہ ہو جاتی ہین
بدلیل قولہ تعالی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین م اس جگہ یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ
حق تعالی نے اس آیت شریف مین ابن کا حصہ تو ارشاد فرمایا اس طور پر کہ بنت کے حصہ سے دوگنا ہے اور
نہین بیان فرمایا حصہ بنت کا باوجود ہونے بنت کے ذوی الفروض سے لہذا حضرت شارح نے اس کا یہ جواب دیا
کہ تحقیق ہرگاہ کہ نہین بیان کیا حصہ بنات کا بحالت جمع ہونے ابن کے ساتھ ہین تو اس امر نے صریح اس
معنی پر دلالت کیا کہ بصورت اجتماع کے ابن بنت کو عصبہ کر دیتا ہے اور بھی اس معنی پر دلالت کیا کہ مال تقسیم
کیا جاویگا درمیان بنات کے اور درمیان ابن کے اوس طور پر جو ذکر کی ہمنے تقسیم بطریق عصوبت کے
وبنات الابن کبنات الصلب اور پوتیاں مانند بنات صلبی کے ہین ش یعنی بنات صلبی کے جو تین
حال مذکور ہوئے یہی تینون حال پوتیون کے ہین مگر چونکہ پوتیون کے تین حال اور علحدہ ہین لہذا ماتن
نے کہا ولھن احوال ست النصف للواحدۃ والثلثان للاثنتین فصاعدۃ
عند عدم بنات الصلب اور واسطے پوتیون کے چھ حال ہین ایک کیواسطے نصف ہے اور

بیان احوال بنات الابن کے چھ حال ہین

در یا زیادہ کے لئے دو ثلث ہین بحالت نہونے بنات صلبی کے **ش** یہ دو حالتین تین پہلی حالتون مین سے ہین اور اس مین شرط ہے نہونا بنات صلبیہ کا اسواسطے کہ بنات صلبیہ کے باب مین نص وارد ہوئی ہے پس جبکہ وہ نہون گی تو پوتیان قائمقام بنات کے ہونگی ولھن السدس مع الواحدۃ الصلبیۃ تکملۃ للثلثین اور واسطے اون پوتیون کے چھٹا حصہ ہے ایک بنت صلبی کے ساتھ مین دو ثلث پورا کرنیکے لئے **ش** یہ پہلا حال ہے اون تین حالون مین سے م جو مخصوص ہے پوتیون کے ساتھ اور دلیل اوس سدس ملنے کی یہ ہے کہ حق کامل بنات کا دو ثلث ہین م جس کا ثبوت نص سے ہوا ہے پس جبکہ ایک بنت صلبی نے بوجہ قوت قرابت کے نصف لیا تو اب باقی رہا حق بنات مین سے سدس تو وہ ملیگا بنات الابن کو ایک ہو یا کئی ہون اور جو باقی رہیگا ترکہ مین سے وہ واسطے اولی عصبہ کے ہے پس بنات الابن ذوات فروض سے ہونگی ایک بنت صلبی کے ساتھ مین اور عصبات سے ہو جاوینگی اگر ہوگا اونکے ساتھ مین ابن الابن م اونکے درجہ مین اور اگر ہوگا اونکے ساتھ مین مذکر اون سے درجہ مین اسفل م مانند ابن ابن الابن کے تو اس صورت مین واسطے اونکے فرض اونکا ہے م یعنی نصف ترکہ بنت کو ملیگا اور بنت الابن ایک یا کئی کو سدس ملیگا اور باقی ابن ابن الابن کو بالعصوبت دیا جاویگا ولا یرثن مع الصلبیتین اور نہین وارث ہونگی پوتیان دو بنت صلبی کے ساتھ مین **ش** نزدیک عامہ صحابہؓ کے اسواسطے کہ کچھ نہین باقی رہا حق بنات مین سے اون دونوکے ساتھ مین م مطلب یہ کہ جب دو بنات صلبی کا پورا حق یعنی دو ثلث ملگیا تو اب کچھ نہ باقی رہا حق بنات مین سے بخلاف ابن عباسؓ اسواسطے کہ اونکے نزدیک دو بنت کا حکم بمنزلہ ایک بنت کے ہے اور یہ دوسری حالت ہے تین حالون مخصوصہ سے الا ان یکون بحذائهن او اسفل منهن غلام فیعصبهن وحینئذ الباقی بینهم للذکر مثل حظ الانثیین مگر یہ کہ ہو اونکے محاذی یا اون سے اسفل اون کا بھائی پس وہ عصبہ کردیگا اونکو اور اوس وقت مین باقی ترکہ اون مین للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا **ش** یہ تیسری حالت ہے تین پہلی حالتون مین سے م جو مشترک ہے درمیان بنات الابن اور بنات کے پس تحقیق کہ بنات الابن کے جب محاذی م اون کے درجہ مین کوئی مذکر ہوگا برابر ہے کہ ہو بھائی اون کا م مانند ابن الابن کے یا ابن عم اون بنات الابن کا تو وہ بھائی اون پوتیون کو عصبہ کردیگا جیسے کہ ابن صلبی عصبہ کردیتا ہے بنات صلبیہ کو اور یہ م یعنی دلیل اوسکی کہ اونمین بالعصوبت یعنی للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا یہ ہے کہ مذکر اولاد ابن سے عصبہ کردیتا ہے اون عورتون کو جو

اوس کے درجہ میں ہوتی ہیں جبکہ نہو واسطے سب سے واسطے صلبی بالاتفاق جمیع مال کے استحقاق مین پس اسی طرح وہ مذکر عصبہ کر دیتا ہے عورتون مذکورہ کو دو بنت صلبی کے ساتھ مین ثلثین سے باقی کے استحقاق مین اور اسی طرف گئے ہین عامہ صحابہؓ اور اسی پر ہین جمہور علماؒ اور ابن مسعودؓ نے کہا کہ نہین عصبہ کرتا ہے مذکر اون عورتون کو بلکہ کل باقی ترکہ ابن الابن کو دیا جاویگا بنات الابن کو کچھہ نہ ملیگا اسواسطے کہ اگر بعد دینے دو ثلث حق بنات کے باقی ابن الابن اور بنت الابن مین للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جاویگا تو حق بنات کا بڑھ جاویگا ثلثین پر ہم کیونکہ بنات الابن بھی بنات ہین حالانکہ بتحقیق رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ حق بنات کا ثلثین پر نہ زیادہ کیا جاوے اور دوسری وجہ ہم قول ابن مسعودؓ کا یہ ہے کہ مذکر کے ساتھ وہ مونث عصبہ ہوتی ہے کہ بحالت نہونے مذکر کے وہ عورت صاحبہ فرض ہو مانند بنات اور اخوات کے اور جبکہ یہ امر نہ ہوگا تو وہان وہ مونث عصبہ ہوگی مذکر کے ساتھ ہین مانند بنات اخوہ کے ہم یعنی بھتیجون کے کہ وہ بھتیجون کے ساتھ عصبہ نہونگی اور چچا کی لڑکیان کہ وہ چچا کے لڑکون کے ساتھ ہم اسوجہ سے کہ وہ دونو عورتین اون دونو مردون کی نہونے کی حالت مین صاحبہ فرض نہین ہین پس اسی طرح اسجگہہ پوتیان دو بنت کی موجودگی مین صاحبہ فرض نہین ہین لہذا عصبہ نہونگی۔ اب حضرت شارح فرماتے ہین کہ جمہور علما حنفیہ کی جانب سے ابن مسعودؓ کی اول دلیل کا اسطور پر جواب دیا گیا ہے کہ صورت مذکورہ مین دو بنت صلبی کا استحقاق بالفرض ہے اور بنات الابن کا استحقاق بالعصوبت سے اور وہ دونو سبب مختلف ہین پس نہین ملایا جاویگا ایک دو حقون کا طرف دوسرے کے ہم یعنی باعتبار اختلاف دو قسم کے استحقاق و سبب کے ثلثین پر زیادتی نہین لازم آتی اور دوسری دلیل کا یہ جواب ہے کہ بنت الابن صاحبہ فرض ہے بحالت خالی ہونے ابن الابن سے لیکن وہ اسجگہہ محجوب ہوگئی ہے دو بنت صلبی کیوجہ سے آیا نہین دیکھتا تو یہ کہ بنت الابن بحالت نہونے بنات صلبیہ کے نصف ترکہ لیتی ہے بخلاف بنات الاخ اور بنات العم کے اسواسطے کہ نہین فرض ہے واسطے اونکے بحالت خالی ہونے اون بنات کے ابن الاخ اور ابن العم سے پس نہونگے وہ عصبہ اوس کے ساتھ ہم تو قیاس بنات الابن کا بنات الاخ اور بنات العم پر قیاس مع الفارق ہے یہ سب جو مذکور ہوا اوس حالت مین ہے کہ جب مذکر بنات الابن کے محاذی برابر درجہ مین ہوا نہ کہ ولیکن جبکہ ہوا اسفل اون سے درجہ مین تو ایسا ہی حکم ہے ہمارے نزدیک ظاہر مذہب مین اور کہا بعض متاخرین نے کہ مذکر اسفل درجہ کا بنات الابن کو عصبہ نہین کریگا بلکہ بعد دینے فرض دو بنت صلبی کے صرف اوس مذکر کو باقی ترکہ ملجاویگا اس وجہ سے کہ مذکر اوسی مونث کو عصبہ کرتا ہے جو اوسکے درجہ مین ہوتی ہے ہم یعنی محاذی اوس کے سوا اوسکو جو اوس سے اعلیٰ درجہ مین ہو جیسا کہ ظاہر ہے کہ ابن الابن نہ

عصبہ کرنا ثابت کواہ بھی یہ وجہ ہے کہ اگر مذکر اپنے سے اعلیٰ درجہ والے مونث کو عصبہ کریگا تو اس صورت مین وہ مذکر
محتاج ہوگا اسواسطے کہ اوپر عصبات مین مقدم کیا جاتا ہے اقرب ابعد پر مذکر ہو وہ اقرب یا مونث ہو آیا نہین
دیکھو اگر کوئی بیٹی اپنی بنت کے ساتھ عصبہ ہوجاتی ہے تو وہ اخ ابن الاخ پر مقدم کیجاتی ہے تو جبکہ وہ مذکر خود
محروم ہوگیا تو وہ اصلا کسی کو عصبہ نکریگا ہم کیونکہ محروم نہیں عصبہ کرتا ہے اور واسطے ہمارے ہم یعنی حنفیہ کی یہ
دلیل ہے کہ یہ مونث ہم یعنی بنت الابن اگر ہوتی درجہ مذکر اسفل مین ہم یعنی بنت ابن الابن ہوتی تو البتہ ہوتی
اسی لئے مین بسبب اوس مذکر کے عصبہ اور جبکہ اوس سے اقرب درجہ مین ہے ہم یعنی بنت الابن ہے تو ہوگی
وہ عصبہ ہونے مین اولیٰ اور کیسے نہو وہ اعلیٰ عصبہ حالانکہ اسجگہ جو اناث ہے اوس مذکر کے درجہ مین ہے
وہ مستحق ہے کسی شئے کے تو اب اس صورت مین بنات مین سے اقرب کا ہم یعنی بنت الابن
کے حرمان کا قائل ہونا باوجود مستحق ہونے ابعد کے اون بنات مین سے ہم یعنی بنت ابن الابن
کے یہ مشابہ بالمحال ہے ویسقطن بالابن اور ساقط ہون گے وہ ابن کے ساتھ ہین **س** یعنی ساقط
ہونگی بنات الابن ابن کے ساتھ مین بخلاف بنات صلبیہ کے پس یہ تیسری حالت ہے بنات الابن کے تین
حالون مخصوصہ سے اور اسحال سے بنات الابن کے چھون حال تمام ہوئے ہم بعض شارحین نے دلیل سقوط یہ
بیان کی ہے کہ بصورت موجودگی اصل کے فرع ساقط ہوتی ہے اور کبھی ہر بعید ساقط ہوجاتا ہے قریب کی موجودگی
مین **ولو ترك ثلث بنات ابن بعضهن اسفل من بعض وترك ايضا ثلث بنات ابن ابن**
آخر بعضهن اسفل من بعض وترك ايضا ثلث بنات ابن ابن ابن آخر بعضهن اسفل من بعض بهذه الصورة
اور اگر چھوڑین میت نے تین پوتیان کہ بعض اون مین بعض سے اسفل درجہ مین ہین اور بھی چھوڑین تین پرپوتیان
کہ بعض اونمین بعض سے اسفل درجہ مین ہین اور بھی چھوڑین تین سکڑپوتیان کہ بعض اونمین بعض سے اسفل درجہ مین
ہین اس صورت کے ساتھ۔

تنزیل

الفریق الاول	الفریق الثانی	الفریق الثالث
ابن بنت	ابن	ابن
ابن بنت	ابن بنت	ابن
ابن بنت	ابن بنت	ابن بنت
	ابن بنت	ابن بنت
		ابن بنتا

ف صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ مثلاً زید مورث اعلی کے تین ابن تھے عمرو بکر خالد اور یہ تینون باپ کے زمان
حیات مین مرگئے مگر عمرو نے تین بنت چھوڑین اس ترتیب سے بنت عمرو بنت ابن عمرو بنت ابن ابن عمرو
اور ان تین کا نام فریق اول رکھا گیا اسی طرح بکر نے تین بنت چھوڑین اس ترتیب سے بنت ابن بکر بنت ابن ابن بکر
بنت ابن ابن ابن بکر اور ان تین کا نام فریق ثانی رکھا گیا اسی طرح خالد نے تین بنت چھوڑین اس
ترتیب سے بنت ابن ابن خالد بنت ابن ابن ابن خالد بنت ابن ابن ابن ابن خالد اور ان تین کا نام
فریق ثالث رکھا گیا پس تینون فریق کی تصریح صدر نو لڑکیان باقی رہین اور میت جد اعلی ہے اب ماتن
ہر فریق کی تفصیل و تصریح بیان کرتا ہے کذا فی حاشیۃ القاضی العلیا من الفریق الاول لا یوازیہا احد
علیا فریق اول کے مقابلہ مین کوئی نہین ش بوجہ منسوب ہونے اوس کے کے میت کیطرف ایک
واسطے کے ساتھ ھم کہ وہ ابن المیت ہے اور نہین ہے اون بنات مین سے ایسی کوئی اور ھم خلاصہ یہ کہ
فریق اول مین علیا یعنی بنت الابن موازی اوس کے نبات مین سے کوئی نہین ہے بوجہ مذکور والوسطی
من الفریق الاول یوازیہا العلیا من الفریق الثانی اور فریق اول کے واسطے کے مقابلہ مین ہے فریق
ثانی کی علیا ش اسواسطے کہ ہر واحد اون دونو کا منسوب ہوتا ہے میت کیطرف دو واسطون کے
ساتھ ھم یعنی بواسطہ ابن ابن المیت اور ابن المیت کے اور فریق اول مین وسطی کہ وہ بنت ابن ابن المیت
ہے اوس کے موازی ہے فریق ثانی کی علیا کیونکہ وہ بھی بنت ابن ابن المیت ہے انتہی والسفلی
من الفریق الاول یوازیہا الوسطی من الفریق الثانی والعلیا من الفریق الثالث اور سفلی فریق اول
کے مقابلہ مین ہے فریق ثانی کی وسطی اور علیا فریق ثالث کے ش اسواسطے کہ ہر واحد اون کا
منسوب ہوتا ہے میت کیطرف تین واسطون کے ساتھ ھم یعنی اول واسطہ ابن ابن ابن المیت ہے
اور دوسرا ابن ابن المیت ہے اور تیسرا ابن المیت ہے مطلب یہ کہ سفلی فریق اول مین کہ وہ بنت
ابن ابن ابن المیت ہے موازی ہے اوس کے فریق ثانی کیواسطے اور علیا فریق ثالث کی اس واسطے
کہ وہ دونو بھی دونو بنت ہین واسطے ابن ابن ابن المیت کے یہ تمام ہوا بیان فریق اول کا اب دوسرے
فریق کا حال یہ ہے والسفلی من الفریق الثانی یوازیہا الوسطی من الفریق الثالث اور فریق ثانی کی سفلی
موازی ہے اوس کے فریق ثالث کی وسطی ش بوجہ منسوب ہونے ہر واحد سفلی اور وسطی کے
میت کیطرف چار واسطون کے ساتھ ھم یعنی اول واسطہ ابن ابن ابن المیت ہے اور دوسرا واسطہ

ابن ابن ابن المیت اور تیسرا واسطہ ابن ابن المیت ہے اور چوتھا واسطہ ابن المیت ہے خلاصہ یہ کہ فریق ثانی
کے سفلی کہ وہ بنت ابن ابن ابن المیت ہے موازی ہے اوسکے فریق ثالث کے واسطے یہ تمام ہوا بیان
فریق ثانی کا اور تیسرے فریق کا یہ حال ہے والسفلی من الفریق الثالث لا یوازیها احد اور فریق
ثالث کے سفلی نہین ہے موازی اوسکی کوئی **ش** اسواسطے کہ وہ میت کی طرف پانچ واسطون سے منسوب
ہے اور نہین ہے ان بنات مین کوئی ایسی جو منسوب ہو میت کیطرف پانچ واسطون سے **م** یعنی فریق
کی سفلی کہ وہ بنت ابن ابن ابن ابن المیت ہے نہین موازی ہے اوس کے کوئی جیسا کہ مذکور ہوا
اذا عرفت هذا فنقول للعلیا من الفریق الاول النصف اور جب پہچان لیا تو نے پس یہ کہتے ہین ہم کہ فریق اول
کی علیا کو نصف ترکہ ملیگا **ش** اسواسطے کہ وہ قائم مقام ہوگئی بنت صلبی کے بحالت نہونے بنت
صلبی کے وللوسطی من الفریق الاول مع من یوازیها السدس اور فریق اول کی وسطی کو مع اوس کے
جو موازی ہے اوس کے سدس ملے گا **ش** یعنی فریق اول کے وسطی کو مع اوس کے موازی کے
کہ وہ فریق ثانی کی علیا ہے سدس ملے گا واسطے پورا کرنے دو ثلث کے **ف** مطلب ان دونو قولون کا یہ ہے
کہ فریق اول کی علیا یعنی اونچے درجہ والی پوتی کو نصف دیا جاویگا کیونکہ بوجہ نہ ہونے بنت صلبی کے وہ دختر
الابن قائم مقام بنت کے ہوگئی اور فریق اول کی وسطی یعنی بیچ والی بنت الابن کو اوس کے مقابلہ کے ساتھ
کہ وہ فریق ثانی کی بنت الابن علیا ہے سدس دیا جاویگا تکملۃ للثلثین انتہی اور یہ یعنی ملنا سدس کا اس
دلیل سے ہے کہ جب فریق اول کی علیا قائم مقام بنت صلبی کے ہوگئی تو جو اوس سے ایک درجہ سفل تھی
وہ قائم مقام ہوگئی بنات الابن کی ولا شیء للسفلیات اور سفلیات کیواسطے کچھ نہین **ش** اور سفلیات
باقیہ چھ ہین نو بنات مین سے اسواسطے کہ جب تین بنات کو بتصریح صدر دو ثلث کامل حق دیدیا گیا تو اب جو
چھ باقی رہین اون کے واسطے کچھ فرض نہین باقی رہا ہم کیونکہ دو ثلث پر زیادہ نہین ہو سکتے اور نہین ہے
واسطے اون کے عصوبت قطعاً پس نہ وارث ہوں گی وہ ترکہ میں سے اصلا **ف** چھ باقی سفلیات یہ ہین
فریق اول کی سفلی یعنی بنت ابن ابن ابن المیت دوسرے فریق ثانی کی وسطی یعنی بنت ابن ابن ابن المیت
تیسری سفلی فریق ثانی کی یعنی بنت ابن ابن ابن ابن المیت چوتھی فریق ثالث کی سفلی یعنی بنت ابن ابن ابن
ابن ابن المیت غرض ان چھ کو بتصریح صدر ترکہ مین سے کچھ نہ ملیگا الا ان یکون معهن غلام
فیعصبهن من کانت بحذائه ومن کانت فوقه مگر یہ کہ ہوا اوسکے ساتھ مذکر پس وہ عصبہ کردیگا اونکو جو اوسکے

محاذی ہوگی اور جو اوس کے اوپر ہوگی **ش** یعنی اگر اون چھ سفلیات کے ساتھ مذکر ہوگا تو وہ عصبہ کردیگا
اون مین سے اوسکو جو اوس مذکر کے برابر اور ہم درجہ ہوگی اور اوس کو عصبہ کردیگا جو اوسکے اوپر والی ہوگی
جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے بیان اس کا بقول عامہ صحابہ وجمہور علما ہے لیکن ذان سے اون مین سے کہ جو صاحبہ فرض ہیں
ش پس مخفی نہ ہو کہ وہ صاحب سہم کے اپنا فرض لیگی اور نہوگی وہ بسبب اوس مذکر کے عصبہ اور اس
مسئلہ مین وہ صاحبہ فرض فریق اول مین علیا ہے کہ جس نے لیا ہے نصف ترکہ اور وسطی ہے فریق اول کی
مع فریق ثانی کے علیا کے کیونکہ لیا ہے اون دونو نے سدس اور بعبارت سہم کی قید کا اعتبار اوس مین ہوگا
جو اوس مذکر سے بنت مافوق ہوگی نہ اوس مین جو اوس کے محاذی ہوگی م یعنی اگر مذکر کی برابر اور ہمدرجہ
ہوگی تو وہ مذکر اوسکو مطلقاً عصبہ کردیگا **ویسقط من دونہ** اور ساقط کریگا وہ اپنے سے کمتر درجہ والی کو **ش**
یعنی اون سفلیات مین سے جو اوس مذکر سے کمتر درجہ مین ہوگی اوس کو وہ مذکر ساقط کریگا م اسیواسطے ماتن
نے ہر ایک جگہ اپنے کلام کو بحذائہ و فوقہ و دونہ کے ساتھ مقید کیا پس اگر ہے وہ مذکر فریق اول کی سفلی کیساتھ
تو فریق اول کی علیا اون مین سے نصف لے گی اور فریق اول کی وسطی اور مین سے م یعنی اصحاب فریق اول
سے فریق ثانی کی علیا کے ساتھ سدس لیگی م تکملۃً للثلثین اور ثلث باقی درمیان مذکر کے کہ وہ م ابن ابن
ابن الابن ہے اور درمیان سفلی فریق اول کے اور وسطی فریق ثانی اور علیا فریق ثالث کے للذکر مثل حظ
الانثیین پانچ حصہ ہوکر تقسیم ہوگا اور فریق ثانی کی سفلی اور فریق ثالث کی وسطی اور سفلی ساقط ہونگی م بوجہ عدم
موازاۃ کے۔ اور اگر مذکر فریق ثانی کی سفلی کے ساتھ ہو تو ہوگا ثلث باقی درمیان اوس مذکر کے اور درمیان سفلی
فریق اول کے اور فریق ثانی کی وسطی اور سفلی اور فریق ثالث کی علیا اور وسطی مین سات حصہ ہوکر للذکر مثل
حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور فریق ثالث کی سفلی ساقط ہوگی م بوجہ عدم موازاۃ کے اور اگر مذکر فریق ثالث کی
سفلی کے ساتھ ہو تو باقی ثلث درمیان اوس مذکر کے اور درمیان چھ سفلیات کے آٹھ حصہ ہوکر تقسیم ہوگا م
یعنی فریق اول کی سفلی اور فریق ثانی کی وسطی اور سفلی اور تین فریق ثالث اور اوس مذکر مین آٹھ حصہ ہوکر
تقسیم ہوگا۔ یہ سب جو ہمنے ذکر کیا ماتن رح کے قول کی تصریح تھی۔ اب حضرت شارح رح فرماتے ہین کہ اگر فرض کیا
جاوے مذکر م کہ وہ ابن ابن المیت ہے فریق اول کی علیا کے ساتھ تو ہوگا تمام ترکہ درمیان اوس کے اور
درمیان اخت اوس کی کے م کہ وہ بنت ابن المیت ہے للذکر مثل حظ الانثیین اور سفلیات کو کچھ نہ ملے گا اور
وہ آٹھ ہین م سوی علیا مذکورہ کے مطلب یہ کہ بمقتضائے قول ماتن رح ویسقط من دونہ کے آٹھ سفلیات کو کچھ

ملیگا سوی علیا مذکورہ کے اور اگر فرض کیا جاوے مذکر فریق اول کی وسطی کے ساتھ تو لیگی فریق اول کی علیا
نصف ترکہ م یعنی بالفرض اور باقی واسطے مذکر کے ہے جو اوس کے ساتھ محاذی ہے اور وہ فریق اول کی
وسطی اور فریق ثانی کی علیا ہے للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور اسیطرح تقسیم ہوگا جبکہ ذکر فرض کیا جاوے
فریق ثانی کی علیا کے ساتھ اور ان سب صورتوں مین تصحیح مسائل کی مبنی ہے اون قاعدون پر جنکو قریبا جانکر
کریگا تو بعد مین م یعنی باب تصحیح مین پس نہین حاجت ہے اون کے بیان کی اسجگہ جان تو کہ بنات الابن علیا
کسی درجہ مین ہون جب وہ لے لین گی دو ثلث باعتبار فرضیت کے پھر بصورت مختلط ہونے ذکور کے اناث
کے ساتھ م اس مین اختلاف ہے مدین تصریح کہ بقول عامۂ صحابہؓ بتصریح مذکور ذکور عصبہ کر دین گے اناث کو
اور ابن مسعودؓ کے نزدیک ہوگا باقی دو ثلث مین کا م کہ وہ ثلث ہے فقط ذکور کو ملیگا بالعصوبت جیساکہ مذکور
ہوچکا م الا ان یکون بحذائهن الخ کی شرح مین اور اگر اون مین سے نصف لیا علیا نے اور پھر اسفل درجہ مین
اختلاط ہوا ذکور کا اناث کے ساتھ تو اس حالت من اگر عدد ذکور کے اکثر ہیں عدد اناث سے یا مساوی ہین
واسطے اوس کے تو تقسیم ہوگا باقی درمیان اون کے للذکر مثل حظ الانثیین بالاتفاق م یعنی باتفاق عامۂ
صحابہؓ اور ابن مسعودؓ اور اگر عدد اناث کے اکثر ہین تو عامۂ علما کے نزدیک اسحالت مین بھی ایسا ہی ہے م
یعنی للذکر مثل حظ الانثیین اور ابن مسعودؓ کے نزدیک اس حالت مین اناث کو سدس دیا جاویگا م اور باقی
ذکور کو اسواسطے کہ ابن مسعودؓ نظر کرتے ہین طرف اوسحالت کے جو زیادہ کے ضرر کی ہو بنات الابن کے
حق مین مقاسمہ اور سدس سے پس دیتے ہین وہ اونکو جو زیادہ کم ہوتا ہے بچنے کو زیادہ ہو جانے سے دو
ثلث پر بنات کے حق مین جانتو کہ ذکر بنات کا اختلاف درجات کے ساتھ جیساکہ مذکور ہوا کتاب مین اسکا نام
رکھا جاتا ہے مسئلہ تشبیب اسواسطے کہ یہ مسئلہ بوجہ دقت و خوبی اپنی کے تیز کرتا ہے اذہان کو اور جھکاتا ہے
یعنی مشتاق کرتا ہے کانون کو واسطے سننے اوس کے کے پس مشابہ ہوا یعنی یہ مسئلہ ساتھ تشبیب شاعر کے
قصیدہ کے ساتھ بوجہ عمدہ ہونے اوس کے کے اور استدعا اصغا کے واسطے سننے اوس قصیدہ کے انتہی
ف چونکہ مسئلہ تشبیب مسائل فرائض مین سے خالی از دقت نہین ہے لہذا اس مسئلہ کی مزید تصریح و توضیح
ملکہ توضیح التوضیح بنظر فائدہ عام طلبا اس کتاب مین درج کیجاتی ہے تاکہ شائقین علم فرائض حظ وافر اوٹھا کر اس فقیر نامہ سیاہ
کو دعا خیر حسن عاقبت سے ضرور یاد فرماوین مخفی نر ہے کہ بیٹی اور درصورت نہونے بیٹی کے پوتی اور جب
پوتی بھی ہو تو پرپوتی اسکو نصف ملتا ہے اگر ایک ہون اور دو ثلث ملتے ہین جو ایک سے زیادہ ہون اور یہی

بیٹی پوتی عصبہ ہو جاتی ہین اپنے بھائی کے ساتھ کہ مرد کو حصہ دو عورت کی برابر ملتا ہے یعنی اگر ایک شخص بیٹا اور بیٹی یا اور پوتی دونون چھوڑے تو اسوقت مین بیٹی پوتی ذوی الفروض مین سے نہین ہین اور انکے لئے کچھ حصہ مقرر نہین اگر کوئی ذی فرض نہو تو سب مال اور ذی فرض کے ساتھ باقی ان کو ملے اسطرح کہ ابن کو دو حصہ اور بنت کو ایک یا ابن الابن کو دو حصہ اور بنت الابن کو ایک کتنی ہی بنات اور بنات الابن ہون ۔ اور سدس پہونچتا ہے اسفل درجہ والیون کو ایک اعلیٰ درجہ والیکے ساتھ یعنی اگر ایک بنت ہو اور اوس کے ساتھ ایک پوتی یا کئی پوتیان ہون تو نصف بنت کو ملیگا اور ایک سدس پوتیون کو اور جو ایک پوتی ہو اور اوس کے ساتھ ایک پروتی یا کئی پروتیان تو پوتی کو نصف ملیگا اور پرونیون کو سدس علیٰ ہذا القیاس ۔ اور اسفل درجہ والیان محجوب ہوتی ہین دو اعلیٰ درجہ والیون کے ساتھ یعنی دو بنت کے ساتھ پوتی کو کچھ نہین ملتا اور دو پوتیون کے ساتھ پرونے کو کچھ نہین ملتا مگر جو ان اسفل والیون کے ساتھ یا اون سے اسفل کوئی مرد ہو تو یہ سب مرد و عورت عصبہ ہو جاوین گے مثلاً ایک شخص دو بیٹیان اور ایک پوتی اور پوتا چھوڑے تو دونو بنت کو دو ثلث پہونچین گے اور باقی اس پوتا اور پوتی پر بطور عصوبت کے بٹ جائیگا مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک یا کوئی شخص دو بنت اور ایک بنت الابن اور ایک بنت بنت الابن اور ایک پروتا چھوڑے تو اس ابن ابن الابن کے سبب بنت بنت الابن بھی عصبہ ہو گئی کہ اوس کے ساتھ والی ہے اور پوتی بھی کہ اوس سے اعلیٰ درجہ کی ہے ابن ابن الابن کو دو حصہ اور بنت الابن اور بنت بنت الابن کو ایک ایک حصہ بعد دینے دو ثلث بنات کے ملیگا یا کوئی شخص دو پوتیان چھوڑے اور ایک پرونی اور پروتا تو بھی ثلثین پوتیون کو پہونچین گے باقی بنت بنت الابن اور ابن ابن الابن پر للذکر مثل حظ الانثیین اور اگر یہ پروتا نہوتا تو بسبب دو پوتیون کے پروتی محروم ہوتی **ف** بنات کا حق دو ثلث ہے اس سے زیادہ نہین جب دو ثلث بنات کو پہونچ جاوین پھر کسی کو بنات مین سے جو رہ گئی ہون کچھ نہین پہونچتا اور دو ثلث پہونچنے کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ دو ایک درجہ کی منجملہ بنات کے پائی جاوین جیسے دو بنت یا دو بنت الابن دوسرے یہ کہ ایک اعلیٰ درجہ والیکے ساتھ اسفل والی ایک یا کئی پائی جاوین مثلاً ایک بنت کے ساتھ پوتی یا پوتیان ہون یا ایک بنت الابن کے ساتھ پروتی یا پروتیان ہون کہ اس صورت مین اعلیٰ والیکو نصف ملتا ہے اور اسفل والی کو سدس اور نصف و سدس ملکر دو ثلث ہو جاتے ہین پس اون سے اور جو اسفل والیان ہون اونکو کچھ نہین ملیگا مثلاً ایک بنت اور بنت الابن کے ساتھ پروتیان محروم ہین اور ایک بنت الابن اور بنت بنت الابن

کے ساتھ پوتیاں ابن الابن کی محروم ہیں مگر ایسی صورت مین بھی اگر کوئی مذکر ان کے ساتھ یا انسے اسفل پایا جاوے تو یہ سب جو محروم ہوئی ہین اوس مذکر کے ساتھ ملکر عصبہ ہو جائینگی مثال مذکر کے ساتھ عصبہ ہونے کی یہ ہے۔

مسئلہ ۱۸ زید

بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن	ابن الابن
ہندہ ۹	سلمی ۳	سعیدہ ۲	صالح ۴

اس صورت مین ہندہ کو نصف اور سلمی کو سدس پہونچتا ہے اور سعیدہ اور صالح پر باقی للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوتا ہے اور اگر صالح نہوتا تو سعیدہ محروم ہوتی اسواسطے کہ اوس سے اعلی والیون کو دو ثلث پہونچ چکے ہیں حق بنات مین سے کچھ نہین رہا۔ اور مثال مذکر کے اسفل ہین ہونے کی یہ ہے۔

مسئلہ ۱۲ عمرو

بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن	بنت ابن ابن الابن	ابن ابن ابن الابن
قطام ۶	خدام ۲	حمیدہ ۱	مجیدہ ۱	ولید

قطام کو نصف اور خدام کو سدس اور باقی حمیدہ اور مجیدہ اور ولید کو للذکر مثل حظ الانثیین بٹ جاے گا مجیدہ اوس کے ساتھ اور حمیدہ اوس سے اعلی ہین ہے اور اگر یہ ولید نہوتا تو حمیدہ اور مجیدہ دونو محروم ہوتین انتہی

ف ابن کے ساتھ پوتیان علی الاطلاق محروم ہین واما الاخوات لاب وام فاحوال خمس اور سگی بھنون کے پانچ حال ہین ش اسجگہ یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ ماتن نے اجمالاً کہا کہ بہن کے پانچ حال ہین اور اوس کی تفصیل مین چار بیان کئے اور پانچوین حال کو بیان مین موخر کیا اس کے جواب مین شارح نے فرمایا کہ تا پانچوان حال سگی بھنون کا سوتیلی بھنون کے ساتوین حال مین مذکور ہو جاویگا طلباً للاختصار النصف للواحدۃ نصف واسطے ایک کے ہے ش بدلیل قولہ تعالی وله اخت فلها نصف ما ترك والثلثان للاثنتين فصاعدۃ اور دو ثلث واسطے دو یا زیادہ کے ہین ش بدلیل قولہ تعالی فان كانتا اثنتين فلهما الثلثان اور مراد اون سے سگی اور سوتیلی بھنین ہین اسواسطے کہ اخیافی بھنون کا حال معلوم ہو چکا ہے آیت مواریث مین جیسا کہ گذر چکا ھ اسجگہ یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ یہ تقریب غیر تام ہے اسواسطے کہ مدعا یہ ہے کہ دو ثلث واسطے دو یا زیادہ کے ہین اور آیت کریمہ سے فقط یہ ثابت ہوتا ہے کہ دو ثلث واسطے دو کے ہین اور یہ مدعا کا جزء ہے پس یہ تقریب ناتمام ہے اس کے جواب مین حضرت شارح فرماتے ہین کہ جبکہ مستحق ہوئین دو بھنین دو ثلث کی تو ما فوق دو کا استحقاق واسطے دو ثلث کے زیادہ ظاہر ہے م مگر بعض شارحین نے اس نقض کا یہ جواب دیا ہے کہ دو اخت

مستحق ہونا دوثلث کا جانا گیا ہے بعبارۃ النص اور مافوق کا بدلالۃ النص کذا فی حاشیۃ سعد اور کبھی کہا جاتا ہے
م یعنی جزو ثانی دعوی کے اثبات مین یہ کہ اخوات کے ذکر مین تصریح کی گئی اثنتین کے ساتھ اور بنات کے ذکر مین
فوق اثنتین کے یہ اسواسطے کہ تا دو بہنون کے حال سے دو بیٹیون کے حال کی معرفت حاصل ہوجاوے اور
بنات کے حال سے اخوات کا حال بطریق اولی منکشف ہوجاوے م یعنی جبکہ دو بہنین باوجود کمی مرتبہ کے مستحق
دوثلث کی ہوئین تو دو بیٹیان بوجہ اعلی درجہ ہونیکے دوثلث کی مستحق بطریق اولی ہونگی اسطرح درصورتیکہ بنات
دو سے زیادہ ہونے کی حالت مین مستحق دوثلث کی ہوئین تو اخوات دو سے زیادہ ہونے کی حالت مین بطریق اولی مستحق
دوثلث ہی کی ہونگی نہ زیادہ کی کذا فی حاشیۃ سعد ومع الاخ لاب وام للذکر مثل حظ الانثیین
یصرن عصبۃ بہ لاستوائہم فی القرابۃ الی المیت اور سگے بھائی کے ساتھ مین للذکر مثل حظ الانثیین
تقسیم ہوگی یعنی ہوجاوینگی وہ عصبہ بسبب بھائی کے بوجہ برابر ہونے اون کے قرابت مین طرف میت کے
ش م دلیل عصبہ ہونے کی یہ ہے کہ فرمایا حق تعالی نے وان کانوا اخوۃ رجالا ونساء فللذکر مثل حظ
الانثیین پس حق تعالی نے نہ معین فرمایا حصہ اخوات کا حالت اختلاط مین م یعنی بھائیون کے ساتھ مین
جیساکہ نہین معین فرمایا بھائیون کے حصہ کو تو اس عدم تعیین نے دلالت کیا کہ بحالت اجتماع کے بہنین عصبہ ہوجاوینگی
بھائیون کے ساتھ مین م یہ تیسرا حال ہے سگی بہن کا جو مذکور ہوا اب حضرت شارح ایک مسئلہ اختلافی بیان
فرماتے ہین کہ تحقیق کہ باہم اختلاف کیا ہے بعض علما نے اس صورت مین کہ جب چھوڑے میت بنت عینی اور
اخ عینی اور اخت عینی پس کہا بعض علما نے کہ بعد دینے حصہ بنت کے م یعنی نصف کے باقی واسطے اخ کے
ہے نہ واسطے اخت کے بدلیل قول آنحضرت کے کہ ماابقت اصحاب الفرائض فلاولی رجل ذکر کیواسطے ہے م اور بہن نہین ہے
رجل ذکر۔ اور رد کیا گیا ہے یہ قول باینطور کہ اجماع کیا ہے علما نے بیچ مسئلہ بنت اور بنت الابن اور ابن الابن کے
اسپر کہ بعد حصہ بنت کے م کہ وہ نصف ہے مافی درمیان دو ولد ابن کے م یعنی بنت الابن اور ابن الابن کے
للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور بھی اجماع کیا ہے علما نے بنت اور عم اور عمہ مین اسپر م کہ بعد دینے حصہ فرضی
بنت کے باقی فقط عم کو ملیگا م اور عمہ کو کچھ نہ ملیگا عمہ ذوی الارحام سے ہے ۔ پس ان دو مسئلون مذکورہ
مین تو علما کا اجماع ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے اخ اور اخت مین بنت کے ساتھ مین پس کہتے ہین ہم کہ
الحاق اخ اور اخت کا اس دلائل اور بنت الابن کے ساتھ اولی ہے الحاق کرنے اون دونو کے عم اور عمہ کیساتھ
م اور وجہ اولویت اس الحاق کی یہ ہے کہ آیا نہین دیکھتا تو کہ جیسے علما نے اجماع کیا ہے اسپر کہ جبکہ بنت الابن اور

ابن الابن کے ساتھ بنت ہو تو ہو گا مال درمیان اون دونو کے ھم یعنی بنت الابن اور ابن کے للذکر مثل حظ الانثیین
ایسا ہی علما نے اسپر اجماع کیا ہے کہ جبکہ اخ اور اخت کے ساتھ بنت ہو تو ہو گا ترکہ درمیان اون دونو کے ایسا ہی
ھم یعنی للذکر مثل حظ الانثیین بخلاف عم اور عمہ کے کہ ان دونو کے ساتھ جبکہ ہو گی بنت تو کل مال فقط عم کو ملیگا
ھم یعنی بالعصوبۃ پس ایسا ہی حال باقی ترکہ بعد بنے حصہ بنت کے ہے ھم یعنی للذکر مثل حظ الانثیین ایسا ہی
ذکر کیا ہے طحاوی نے شرح آثار مین و لہن الباقی مع البنات او بنات الابن لقولہ اجعلوا الاخوات مع البنات
عصبۃ اور واسطے اون کے باقی ہے بنات کے ساتھ مین یا بنات الابن کے ساتھ مین بدلیل قول کے کہ عصبہ کرو
تم بہنوں کو بنات کے ساتھ مین شش یعنی واسطے اخوات کے باقی یعنی نصف اور ثلث ہے بنات یا بنات الابن کے
ساتھ مین ھم بدین تصریح کہ اخوات کے لئے نصف ہے جبکہ ہو بنت ایک اور ثلث ہے جبکہ ہون دو بنت یا بنت
الابن بدلیل حدیث مذکور پس اکثر صحابہ کرام گئے ہین طرف عصبہ ہونے اخوات کے بنات کے ساتھ مین ھم مثل سیدنا
زید و سیدنا عمر و سیدنا علی اور یہی شافعی نے تصریح کی اسپر مزنی نے کذا فی ضوء السراج اور یہی قول جمہور علما کا ہے
ھم یہ چوتھا حال بیان ہوا سگی بہنون کا اور فرمایا ابن عباس نے کہ نہین ہے عصوبت واسطے اخوات کے
بنات کے ساتھ مین اور حکم کیا اونہون نے اوس صورت مین کہ جب جمع ہو کسی مسئلہ مین بنت اور اخت باینطور
کہ نصف بنت کو ملیگا اور اخت کو کچھ نہ ملیگا پس کہا گیا سیدنا ابن عباس سے یہ کہ سیدنا عمر مسئلہ مذکورہ مین
یہ فرماتے ہین کہ اخت کیواسطے مابقی ہے تو یہ سنکر سیدنا ابن عباس غصہ ہوئے اور فرمایا کہ آیا تم زیادہ جاننے
ہو یا خدا تعالی حق تعالی نے فرمایا ان امرؤ ھلک لیس لہ ولد و لہ اخت فلہا نصف ما ترک پس
بتحقیق کہ حق تعالی نے قرار دیا ولد کو حاجب ھم یعنی مانع میراث واسطے اخت کے اور لفظ ولد کا شامل ہے مذکر
و مونث دونو کو جیسا کہ ہیچ محجوب ہونے ماں کے ثلث سے طرف سدس کے اور محجوب ہونے زوج کے نصف سے
طرف ربع کے اور محجوب ہونے زوجہ کے طرف ثمن کے ھم لفظ ولد شامل ہے مذکر و مونث دونو کو پس نہین
ملیگی میراث اخت کو ولد کے ساتھ مین مذکر ہو یا مونث ھم اسجگہ یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ اخ اور اخت دونو
برابر ہین پس اس فرق و تفریق کے حکم کی کیا وجہ ہے کہ اخ بنت کے ساتھ عصبہ ہو گا اور اخت بنت
کے ساتھ عصبہ نہو گی اس کے جواب مین شارح نے فرمایا کہ بخلاف بھائی کے کہ وہ لیتا ہے مابقی اسی کا
باعتبار عصوبت کے اور بہن کو عصوبت بنفسہا نہین حاصل ہے اور سوا اس کے نہین کہ وہ ہوتی ہے عصبہ
بغیرہا جبکہ وہ غیر عصبہ ہو اور نہین ہے واسطے بنت کے عصوبت تو اس صورت مین اخت کیونکر عصبہ ہو گی

بنت کے ساتھ ہم خلاصہ یہ کہ قیاس اخت کا اخ پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اخ عصبہ بنفسہ ہے اور اخت عصبہ
بغیرہا ہے پس فرق دونوں میں ظاہر ہے فافہم اب حضرت ابن عباس کے استدلال مذکور کے جواب میں علمار حنفیہ
فرماتے ہین کہ اس جگہ یعنی آیت مذکورہ مین ولد سے مراد ذکر ہے بدلیل قولہ تعالیٰ وھو یرثھا ان لم یکن لہا
ولد یعنی ابن باتفاق علمار اسواسطے کہ بھائی وارث ہوتا ہے بنت کے ساتھ مین اور تحقیق کہ ہم بنات کے ساتھ
اخوات کے عصبہ ہونے پر یہ حدیث موید ہے جو مروی ہوئی سیدنا ہذیل ابن شرحبیلؓ سے یہ کہ ایک رجل نے حضرت
ابی موسی اشعریؓ سے سوال کیا اوس شخص کے باب مین کہ چھوڑا اوس نے بنت اور بنت الابن اور اخت کو
پس فرمایا آپ نے کہ واسطے بنت کے نصف ہے اور واسطے بنت الابن کے سدس ہے تکملۃ للثلثین اور
باقی واسطے اخت کے ہے اور پھر آپنے فرمایا سائل سے کہ پوچھ تو اس مسئلہ کو ابن مسعودؓ سے اور اوس کے جواب
سے مجھ کو خبر دے پس ہرگاہ کہ اوس سائل نے ابن مسعودؓ سے مسئلہ مذکورہ پوچھا تو اونھون نے فرمایا کہ دیکھا
مین نے رسول مقبول صلعم کو کہ آپنے حکم فرمایا بنت کیواسطے نصف کا اور بنت الابن کے لئے سدس کا دو
ثلث پورا کرنیکے واسطے اور بہن کے لئے باقی ترکہ کا پس جبکہ سائل نے حضرت ابا موسی اشعریؓ کو اس
جواب سے خبر دی تو آپنے فرمایا کہ نہ پوچھو تم مجھسے کسی شے سے جبتک کہ تم مین یہ عالم موجود ہے پس دلالت
کی اس حدیث نے کہ آنحضرت صلعم نے اخت کو بنت کے ساتھ عصبہ کیا **ف** حقیقی بہن کہ ایک ماں باپ سے
ہو قائم مقام اور مانند بنت کے ہے یعنی جب بنت نہو تو بہن حقیقی کا حال بنت کا سا ہے کہ ایک کو نصف ملتا ہے
اور ایک سے زیادہ کو دو ثلث اور اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہین اور بھائی بہن پر للذکر مثل حظ
الانثیین تقسیم ہوتا ہے انتہیٰ و الاخوات لاب کالاخوات لاب و ام ولهنّ احوال سبع النصف
للواحدة و الثلثان للاثنتین فصاعدۃ عند عدم الاخوات لاب وام ور سوتیلی بھنین سگی بھنوں کی مانند
ہین اور واسطے اون کے سات حال ہین ایک کو نصف ملیگا اور دو یا زیادہ کو دو ثلث ہین بحالت نہونے
سگی بھنون کے **ش** اور یہ م یعنی یہ دو حال جو مذکور ہوئے بوجہ اون نصوص کے ہے جن کا ذکر کیا ہم نے
سگی بھنون کے حال ہین جس پر کہ اشارہ کیا گیا ہے اسجگہ م ماتنؒ نے یہ دو حال سوتیلی بھنون کے بیان
کئے ولهنّ السدس مع الاخت لاب وام تکملۃ للثلثین اور واسطے اون کے سدس ہے ایک سگی
بہن کے ساتھ مین واسطے پورا کرنے دو ثلث کے **ش** دلیل اس کی یہ ہے کہ حق اخوات کا دو ثلث ہین اور
تحقیق کہ ایک سگی بہن نے نصف لیلیا تو باقی رہا اوس حق سے سدس پس وہ دیا جاویگا سوتیلی بھنونکو

تا پورا ہو جاوے حق اخوات کا م یہ تیسرا حال سوتیلی بہنوں کا بیان ہوا ولا یرثن مع الاختین الا ان یکون معہن اخ لاب فیعصبہن (قولہ الا ان یکون معہن اخ لاب یعنی سوتیلی بہنیں وارث ہونگی دو سگی بہنوں کے ساتھ ش اسواسطے کہ تحقیق پورا ہو گیا دو سگی بہنوں کو حق اخوات کا یعنی دو ثلث تو اب نہ باقی رہا واسطے سوتیلی بہنوں کے کچھ حق م یہ چوتھا حال سوتیلی بہنوں کا مذکور ہوا الا ان

یکون معہن اخ لاب فیعصبہن ویکون الباقی بینہم للذکر مثل حظ الانثیین مگر یہ کہ ہو اون کے ساتھ ہین سوتیلا بھائی تو وہ اونکو عصبہ کر دیگا اور اوسوقت مین ہوگا باقی ترکہ اون مین للذکر مثل حظ الانثیین ش اور اس کی دلیل یہ ہے کہ میراث سگے بھائی اور سگی بہنوں کی قائم مقام میراث اولاد صلبی کے ہے اور میراث سوتیلے بھائی اور سوتیلی بہنوں کی قائم مقام میراث اولاد الابن کے ہے مرد اون کی اون کے مردون کی مانند اور عورتین اون کی اونکی عورتون کی مانند ہین م ذکور اخوات عینی کے اور ذکور اخوات علاتی کی مانند ذکور اولاد الابن اور اولاد صلبی کے ہے اور اناث اخوۃ عینی کی اور اخوۃ علاتی کی مانند اناث اولاد الابن اور اولاد صلبی کے ہے کذا فی حاشیۃ سعد م یہ پانچوان حال سوتیلی بہنوں کا بیان ہوا والسادسۃ ان یصرن عصبۃ مع البنات او مع بنات الابن لما ذکرنا اور چھٹا حال یہ ہے کہ سوتیلی بہنین عصبہ ہونگی بنات کے ساتھ ہین یا بنات الابن کے ساتھ ہین بوجہ اس کے کہ ذکر کیا ہمنے ش یعنی بدلیل قول اس کے کہ قرار دو تم اخوات کو بنات کے ساتھ ہین عصبہ اور یہی قول ہے اکثر صحابہ رض و علما کا خلافاً لابن عباس رض جیسا کہ اس کا بیان تفصیلی گذر چکا م اسجگہ یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ ماتن ح نے اسحال کی تصریح اسطور پر کی کہ چھٹا حال یہ ہے بخلاف دیگر حالات کے کہ اون مین پہلے دوسرے کے ساتھ نہین تصریح کی اس کے جواب مین شارح فرماتے ہین کہ سوا اس کے نہین کہ تصریح کی ماتن ح نے چھٹے کے ساتھ سواے غیر اس کے یہ اسواسطے کہ تا یہ وہم نہ پیدا ہو کہ قول ماتن ح کا الا ان یکون معہن تتمہ چوتھے حال سے ہے بوجہ ہونے اوس کے استثنا اوس سے پس ہوگی وہ پانچوین حالت لیکن چونکہ مثل اس کے گذر چکا ہے بنات الابن کے احوال کے بیان مین لہذا ماتن ح نے اسجگہ اکتفا کیا فقط شہادت معنی کے ساتھ ف بیان شہادت معنی یہ ہے کہ اگر اس جگہ استثنا یعنی الا ان یکون قرار دیجاوے تتمہ حالت رابعہ سے تو ظاہر ہے کہ مابعد اوس کے پانچوین حالت قرار دیجاویگی اور بعد اوس کے کوئی حال مذکور ہوا نہین جو چھٹا حال قرار دیا جاوے حالانکہ بنات الابن کے چھ حال ہین تو اس سے یقینی معلوم ہو گیا کہ استثنا یعنی الا ان یکون پانچوان حال ہے لہذا ماتن ح نے تصریح کر دی اس جگہ چھٹے حال کے ساتھ ف خلاصہ ان سب مسائل کا یہ ہے کہ بہن علاتی کہ ایک باپ اور دوسری

مان سے ہو بجاے بنت الابن کے ہے یعنی جو حکم بنت الابن کی میراث کا بنت کے ساتھ ہے کذا فی حاشیۃ السعد
وہی حکم میراث علاتی بہن کا حقیقی کے ساتھ ہے پس جیسے کہ بنت الابن بحالت نہونے بنت کے بجائے بنت کے ہو جاتی ہے
اور ایک اور رائد نشان باقی ہے اور اپنے بھائی کے ساتھ میراث بعصوبت پاتی ہین یہی حال بعینہ علاتی بہنون کا
بروقت ہونے حقیقی بہن کے ہے اور جس طرح ایک بنت کے ساتھ بنت الابن کو سدس ملتا ہے ایسے ہی ایک
علاتی بہن کو حقیقی بہن کے ساتھ اور جس طرح دو بنت کے ساتھ بنات الابن بالکل محروم ہو جاتی ہین ایسے ہی دو
حقیقی بہنون کے ساتھ علاتی بہنین بالکل محروم ہو جاتی ہین اور جس طرح محروم پوتیان بسبب ہونے مذکر کے
اون کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہین اسی طرح باوصف ہونے دو بہنون حقیقی کے اگر علاتی بہنون کے ساتھ بھائی
علاتی پایا جاوے تو یہ بہنین بھی عصبہ ہو جاوین گی البتہ اتنا فرق ہے کہ پوتیون مین مذکر اسفل کا بھی عصبہ
کر دیتا ہے یہان یہ بات نہین ہے پس اگر ایک شخص مرے اور دو بہنین حقیقی اور ایک بہن علاتی اور ایک بھتیجا
چھوڑے تو دو ثلث حقیقی بہنون کو ملین گے اور باقی ابن الاخ کو اور علاتی بہن کو کچھ نملے گا انتہی و بنو الاعیان
و بنو العلات کلہم یسقطون بالابن و ابن الابن وان سفل و بالاب بالاتفاق و بالجد عند
ابی حنیفۃ اور بنو اعیان اور بنو علات سب ساقط ہوتے ہین ابن اور ابن الابن کے ساتھ مین اگرچہ سافل
ہو اور باپ کے ساتھ مین بالاتفاق اور جد کے ساتھ مین حضرت ابو حنیفہ کے نزدیک ش یعنی سگے اور سوتیلے بھائی
اور سگی اور سوتیلی بہنین سب ساقط ہوتے ہین ابن اور ابن الابن کے ساتھ مین اور اسجگہ جو ذکر کیا حکم سقوط کا تو
یہ شامل ہے سگی بہنون کے پانچوین حال کو اور سوتیلی بہنون کے ساتوین حال کو م اور تفصیل اس سقوط کی
یہ ہے کہ ساقط ہونا بھائیون کا ابن کے ساتھ مین بدلیل قول حق تعالی ہے وھو یرثہا ان لم یکن لہا ولد اور
مراد ولد سے ابن ہے جیسا کہ گذر چکا بیان اس کا اور ساقط ہونا اخوات کا ابن کے ساتھ مین بدلیل اس قول حق
تعالی کے ہے لیس لہ ولد ولہ اخت فلہا نصف ما ترک اور اس جگہ بھی ولد سے مراد ابن ہے جیسا کہ مذکور
ہو چکا اور بنی اعیان اور بنی علات کا ابن الابن کے ساتھ مین ساقط ہونا بوجہ اس کے ہے کہ ابن الابن تحت
ابن داخل ہے اور بصورت ہونے ابن کے ابن الابن قائم مقام ابن کے ہوتا ہے اور ساقط ہونا اون کا باپ کے
ساتھ مین یہ اس واسطے کہ اس صورت مین سگے بھائی بہن کلالہ ہین اور کلالہ کی نوریت مشروط ہے ہونے ولد
و والد کے ساتھ جیسا کہ پہچانا تو نے اور ساقط ہونا بنی اعیان و بنو علات کا جد کے ساتھ مین حضرت امام کے نزدیک
بوجہ اوس دلیل کے ہے جو قریب مذکور ہوگی باب مقاسمہ جد مین انشاء اللہ تعالی اور یہ مسئلہ اون مسائل مین سے ہے

کہ جن کا مصنفؒ نے استثنا کیا تھا اول باب مین یعنی ہونا جد صحیح کے باپ کی مثل ہونے سے اور ابو یوسفؒ و محمدؒ دونو
نہین قرار دیتے جد کو مسقط مانند باپ کے واسطے اون اخوہ اور اخوات کے **ویسقط بنو العلات اصابالاخ**
لاب وام اور ساقط ہوتے ہین سوتیلے بھائی بہن سگے بھائی کے ساتھ بھی اور ان کا ساقط ہونا دمی کلیل
کے ساتھ ہے جو پہچان چکا ہے تو وہ یہ کہ سگے بھائی بھنون کی میراث قائم مقام میراث اولاد صلبی کے ہے اور
سوتیلے بھائی بھنون کی میراث مانند میراث اولاد الابن کے ہے ذکور اون کے اون کے ذکور کی مانند اور اناث
اون کی اونکی اناث کے مانند ہین پس جیسے کہ ابن کی موجودگی مین اولاد الابن محجوب ہوتی ہے ایسے ہی علاتی
اولاد عینی بھائی کی وجہ سے محجوب ہوتی ہے پس اگر کہے کوئی کہ یہ جو حال اسجگہ ذکر کیا گیا یہ شامل ہے سوتیلی بھنون
کے آٹھوین حال پر یعنی ساقط ہونا اون کا سگے بھائی کے ساتھ میں پس کیسے کہا ماتنؒ نے کہ سوتیلی بھنون کیواسطے
سات حال ہین کہین گے ہم **م** یعنی اس شبھہ کے جواب مین کہ یہ حالت اون کے ساتوین حال کی تتمہ ہے تو گویا
کہ ماتنؒ نے یون کہا کہ بنو العلات کل ساقط ہوتے ہین ابن سے اور ابن الابن سے اور اب سے اور اخ عینی سے
م مگر اس جواب پر پھر یہ نقض وارد ہوتا ہے کہ اون سب کے ساتھ میں اخ عینی کو بھی ذکر کر دیا ہوتا بلکہ یعنی اس کے
تطویل کلام بھی نہ لازم آتی پس اس کے جواب مین شارحؒ فرماتے ہین مگر یہ کہ مصنفؒ نے ہرگاہ کہ ذکر کیا اولا بنی الاعیان کو
بنی علات کے ساتھ تو اس صورت مین نہیں ممکن تھا ماتنؒ کو کہ اس جگہ ذکر کرتا اخ عینی کو بھی کما لا یخفی **م** کیونکہ
صورت مین لازم آتا سقوط بنی اعیان کا بھی اخ عینی کے ساتھ میں اور یہ صورت استقاط شی بنفسہ ہے اور یہ
غیر ممکن ہے کیونکہ ساقط اور مسقط دونو کا متحد ہونا بدیہی البطلان ہے کذا فی حاشیۃ سعدیہ اسی واسطے
ماتنؒ نے حرف بنی علات کا پیچھے بیان کیا اور بعض نسخوں مین **م** اخ عینی کے ذکر کے بعد یہ قول پایا جاتا ہے
وبالاخ لاب وام اذا صارت عصبۃ یعنی بنی علات ساقط ہوتے ہین سگی بہن کے ساتھ میں جبکہ ہوئے بہن
عصبہ **م** یعنی نہ مطلقاً بلکہ جبکہ ہو سگی بہن عصبہ بنات کے ساتھ بنات یا بنات الابن کے ساتھ جیسا کہ معلوم
کر چکا ہے تو اس مسئلہ کو اور سوا اس کے بہین کہ ساقط ہوتے ہین بنی علات اخت لاب کے ساتھ میں اسواسطے
کہ اس حالت مین سگی بہن مانند بھائی کے ہے عصبہ قریب تر ہونے مین میت کیطرف جیسا کہ قریب آوے گا
بیان اس کا باب عصبات مین **واما للام فاحوال ثلث السدس مع الولد** ۱۲ ور ماں کے واسطے تین
حال ہین چھٹا حصہ ولد کے ساتھ مین ہے **م** بدلیل قولہ تعالیٰ **ولابویہ لکل واحد منہما السدس مما ترک**
ان کان لہ ولد اور لفظ ولد کا شامل ہے مذکر و مونث کو اور نہیں ہے کوئی قرینہ اس جگہ جو خاص کر دے دونو

مین سے ایک کو او ولد الابن وان سفل یا ولد الابن کے ساتھ اگرچہ سافل ہو تش اور یہ ہم یعنی ملنا سدس کا
واسطے ام کے اس حالت مین اس کی دو دلیلین ہین یا اس واسطے کہ لفظ ولد کا شامل ہے ولد الابن کو بھی یا
یہ کہ بوجہ ہونے اجماع کے اسپر کہ ولد الابن اگرچہ سافل ہو قائم مقام ہوتا ہے ولد صلبی کے مان کے توریث مین
ہم خلاصہ یہ کہ اگر مان کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی ہے توان سب صورتون مین مان کو چھٹا حصہ ملیگا
او مع الاثنین من الاخوۃ والاخوات فصاعدا من ای جھۃ کانا یا دو بھائی اور دو بہنون یا زیادہ
کے ساتھ مین کسی جہت سے ہون وہ دونوں یعنی برابر ہے کہ وہ دونو سگے ہون یا سوتیلے یا اخیافی بدلیل
قولہ تعالیٰ فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس اور لفظ اخوۃ کا بھی شامل ہے کل کو بوجہ مشترک ہونیکے اخوۃ مین
اور اسی طرف گئے ہین اکثر صحابہؓ اور جمہور فقہا ف خلاصہ یہ کہ بھائی بہن کسی طرح کے ہون عینی یا علاتی یا اخیافی
اون مین سے جب دو یا زیادہ پائے جاوین خواہ ایک قسم کے مثلاً دونو عینی ہون یا دو قسم کے مثلاً ایک عینی ہو
اور ایک علاتی یا اخیافی خواہ دونو بھائی ہون خواہ دونو بہن خواہ ایک بھائی ایک بہن مان کو ثلث سے طرف
سدس کے محجوب کر دیتی ہین ف بعض شارحین سراجی من ای جہۃ کی شرح مین اکیس صورتین لکھتے ہین بدین
تصریح کہ یا دونو بھائی ہون گے یا دو بہنین یا ایک بہن ہوگی اور دوسرا بھائی ہوگا اور ہر واحد دو قسمون اول سے
عینی ہون گے یا علاتی یا اخیافی یا ایک اون دونو کا علاتی اور دوسرا اخیافی پس یہ مجموع بارہ صورتین ہوئین
اور تیسری قسم مین نو صورتین ہین بدین تصریح کہ اگر بھائی عینی ہے تو بہن یا علاتی ہے یا اخیافی اور اگر بھائی
علاتی ہے تو بہن یا عینی ہے یا اخیافی اور اگر بھائی اخیافی ہے تو بہن یا عینی ہے یا علاتی پس ان سب صورتون
مین مان کو سدس ملیگا کذا فی حاشیۃ سعد انتہیٰ اب حضرت شارح فرماتے ہین خلافا لابن عباسؓ یعنی اونہون نے
تین بھائی بہنون کو مان کیواسطے حاجب قرار دیا ہے نہ دو کو یعنی دو کی حالت مین اون کے نزدیک مان کو ثلث
ملیگا نہ سدس اس بنا پر کہ اخوۃ صیغہ جمع کا ہے م اور اقل جمع کیلئے تین ہین پس نہین شامل ہوگا تثنیہ کو۔
اب معلوم کرنا چاہیئے کہ رد کیا گیا ہے م یعنی قول ابن عباسؓ کا اس طور پر کہ میراث مین حکم دو کا حکم جماعت کا ہے
م اور سند کے لئے یہ نظائر ہین کہ آیا نہین دیکھتا تو کہ استحقاق دو ثلث مین دو بیٹیان مانند بنات کے ہین اور دو اخت
مانند اخوات کے ہین استحقاق ثلثین مین پس اسی طرح حجب مین ہے۔ اور رد ثانی یہ ہے کہ جمع مطلق مشترک ہے
درمیان اثنین اور مافوق الاثنین کے اور اس مقام مین م یعنی مقام ارث وحجب مین دلالت جمع مطلق پر مناسب
ہے پس دلالت کی لفظ اخوۃ نے اوس اطلاق پر م اب حضرت شارح نے بیان اختلاف شروع کیا اور وہ یہ ہے کہ

بھر دو سدس کہ جس سے اخوۃ اور اخوات نے مان کو محجوب کیا ہے وہ واسطے باپ کے ہے جمہور صحابہ کرامؓ کے
نزدیک اور مروی ہوا حضرت ابن عباسؓ سے م بروایت شاذہ یہ کہ وہ سدس واسطے بھائیون کے ہے اسواسطے
کہ بھائیون نے جو محجوب کیا ہے مان کو اوس سدس سے وہ اسیواسطے ہے کہ تا وہ لیوین اوس سدس کو کیونکہ
غیر وارث نہین حاجب ہوتا ہے مثلاً جبکہ بھائی کافر ہون یا غلام م توان کے ساتھ ہین مان کو پورا ثلث ملیگا
بالاتفاق بوجہ ہونے بھائیون کے محروم الارث بسبب پائیجانے مانع ارث کے لئے وہ ہین کہ وہ کفر اور رقیت ہے
تو اس سے صریح معلوم ہوگیا کہ غیر وارث نہین حاجب ہوتا ہے کذا فی حاشیۃ القاضی ف توضیح مقام یہ ہے
کہ مثلاً جبکہ چھوڑا میت نے باپ اور مان کو تو مسئلہ تین سے ہوگا ثلث واسطے مان کے ہے بالفرضیت اور
باقی واسطے باپ کے ہے بالعصوبت اور جبکہ ہون گے اس صورت مین اخوہ یا اخوات تو مسئلہ اس صورت مین
چھ سے ہوگا سدس مان کو ملیگا اور سدس سے محجوب کردین گے وہ مان کو اور باقی رہے گا واسطے اوس کے
ثلث سے وہ کہ حصہ اوس کا ہے سدس اسواسطے کہ ثلث مجموع دو سدس کا ہے پس جمہور گئے ہین طرف
اس کے کہ وہ سدس کہ جس سے مان کو اخوۃ یا اخوات نے محجوب کیا ہے وہ واسطے باپ کے ہے پس جمہور
کے نزدیک باپ کو پانچ ملین گے چھ مین سے اور اخوہ اور اخوات کو کچھ نہ ملے گا اور حضرت ابن عباسؓ اسطرف
گئے ہین کہ وہ سدس واسطے اخوہ اور اخوات کے ہے پس واسطے مان کے سدس ہے اور واسطے باپ کے
دو ثلث ہین اور سدس باقی اون اخوہ یا اخوات کو ملے گا کذا فی حاشیۃ سعدا اور کبھی استدلال کیا جاتا ہے قول ابن
عباس پر بروایت حضرت طاؤس مرسلاً وہ یہ کہ رسول مقبول صلعم نے بھائیون کو سدس دیا مان باپ کے
ساتھ مین ۔ اور واسطے ہمارے یعنی علمائے حنفیہ کا یہ جواب ہے کہ فرمایا حق تعالیٰ نے فان لم یکن لہ ولد
وورثہ ابواہ فلامہ الثلث فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس اور مراد اول کلام الٰہی م یعنی وورثہ
ابواہ سے یہ ہے کہ میت کی مان کیواسطے ثلث ہے اور باقی واسطے باپ کے ہے پس ایسا ہی حال ہے آخر
قول مین م یعنی فان کان لہ اخوۃ مین م تو حاصل کلام یہ ہوا کہ گویا یون ارشاد ہوا فان کان لہ اخوۃ وورثہ
ابواہ فلامہ السدس وللاب الباقی یعنی اگر ہے واسطے میت کے بھائی اور وارث ہون مان باپ
اوس میت کے تو اوس کی مان کیواسطے سدس ہے اور باقی واسطے باپ کے ہے م اب معلوم کرنا چاہئے
کہ چونکہ یہی مذہب جمہور صحابہؓ کا ہے بالنص اور اسی پر فتویٰ ہے لہذا حضرت شارحؒ بعد اثبات مذہب حنفیہ
بدلائل قویہ ابن عباسؓ کے استدلال مذکور کے جواب مین بطور تردید ارشاد فرماتے ہین کذا فی حاشیۃ القاضی

کہ شرط حاجب مین یہ ہے کہ وہ وارث ہو محجوب کے حق مین اور بھائی مسلمان وارث ہین مان کے حق مین بخلاف بھائیون
رفیق و کافر کے ہم کہ وہ بوجہ مانع ارث محروم الارث ہین پس بھائی مسلم بصورت ہونے مان باپ کے مان کو محجوب
کرین گے اور وہ بھائی محجوب ہونگے باپ کی وجہ سے ہم اور دلیل محجوب ہونے بھائیون کے باپ کے ساتھ مین یہ ہے کہ آیا نہین دیکھتا تو
کہ بھائی اصلا نہین وارث ہوتے باپ کے ساتھ مین بحالت نہ ہونے مان کے اسواسطے کہ وہ اس صورت مین
کلالہ مین پس نہین ملے گی اون کو میراث باپ کے ساتھ مین اور نہین ہے حال بھائیون کا مان کے ساتھ مین
زیادہ قوی اوس حال سے کہ جب وہ مان کے ساتھ مین ہون اور استدلال ثانی حضرت ابن عباسؓ کا یہ جواب
ہے کہ بتحقیق مروی ہوا حضرت طاؤسؒ سے کہ اونہون نے کہا کہ مین نے ملاقات کی ایک شخص کے ابن سے
کہ وہ اون بھائیون مین سے تھا کہ آنحضرت صلعم نے مان باپ کے ساتھ مین اوس کو سدس دیا تھا اور پوچھا مینے
اوس رجل کے ابن سے ہم یعنی یہ کہ کس سبب سے آپنے سدس دیا تو اوس نے کہا کہ تھا یہ سدس باعتبار وصیت
کے تو اب اس صورت مین یہ حدیث ہمارے واسطے دلیل ہوگئی کیونکہ نہین جائز ہے وصیت واسطے وارث کے
اور ظاہر یہ ہے کہ روایت ملنے سدس کی بھائیون کو حضرت ابن عباسؓ سے صحت کو نہین پہونچی اسواسطے کہ ابن
عباسؓ جد کے ساتھ بھائیون کے محجوب ہونے مین حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے موافق ہین تو اب وہ کیسے کہین گے
کہ بھائی باپ کے ساتھ مین وارث ہون گے کذا فی شرح الامام السرخسی اور قبیلہ زیدیہ کا یہ مذہب ہے کہ بھائی
اخیافی نہین محجوب کرنے مان کو ثلث سے طرف سدس کے بخلاف غیر اخیافی کے اسواسطے کہ انکے حجب بوجہ ایک
معنی معقول کے ہے وہ یہ کہ جب ہون گے اونکے یعنی وارثون مین سگے بھائی یا سوتیلے تو بہت ہو جاویگا کنبہ
باپ کا پس ضرورت ہوگی زیادہ مال خرچ کرنے کی طرف اور یہ معنی نہین پائے جاوین گے جبکہ ہون گے بھائی اخیافی
اسواسطے کہ اون کا نفقہ باپ پر نہین ہے اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ نہین تفریق ہے بھائیون کے درمیان مین
کیونکہ اسم ہم یعنی لفظ اخوہ کا حقیقۃً تینون اقسام کو شامل ہے ہم یعنی عینی و علاتی و اخیافی کو اور یہ حکم غیر معقول
المعنی ہے کہ ثابت ہوا ہے نص کے ساتھ ہم یعنی حکم حاجب ہونے اخوہ اور اخوات کا مطلقًا واسطے مان کے
غیر معقول المعنی ہے پس وہ معنی کہ زیدیہ نے ذکر کیے بغیر معقول ہین آیا نہین دیکھتا تو کہ بھائی اخیافی محجوب کرتے ہین
مان کو بعد مرنے باپ کے اور نہین ہے نفقہ اون کا باپ پر بعد مرنے باپ کے اور محجوب کرتے ہین وہ مان کو
بڑے عمر ہونے کی حالت مین اور حال یہ کہ نہین ہے باپ پر نفقہ اون بڑی عمر والون کا **ف** خلاصہ یہ کہ اگر محجوب
کرنا واسطے مان کے بوجہ کثرت عیال اور وجوب نفقہ باپ پر قرار دیا جاتا تو ان دونو صورتون مین کو وہ نہین مان محجوب

نہوتی ہیں زیدیہ کا یہ قول کہ اخوہ اور اخوات اخیافی نہین محجوب کرتے مان کو غیر صحیح ہے کذا فی حاشیۂ سعد و للام
ثلث الکل عند عدم ھؤلاء المذکورین اور مان کے واسطے کل ترکہ کا ثلث ہے بحالت نہونے مذکورین کے
ش یعنی بصورت نہونے ولد اور ولد الابن کے اگرچہ سافل ہو اور بصورت نہونے دو بھائی اور دو بہنون کے یا
زیادہ کے ف خلاصہ یہ کہ اگر میت کے بیٹا بیٹی نہو اگرچہ سافل ہو یا دو بھائی اور دو بہنین یا زیادہ نہون تو ان
صورتون مین کل ترکہ کی تہائی مان کو ملے گی اور یہ حکم بدلیل قول حقتعالی کے معلوم ہوا فان لم یکن له ولد
و ورثه ابواه فلامه الثلث فان کان له اخوة فلامه السدس اب معلوم کرنا چاہیئے کہ مان کے واسطے
احکام مذکورہ اوس صورت مین جاری ہون گے کہ جبکہ میت کی مان یا باپ کے ساتھ احد الزوجین نہو اور
اگر احد الزوجین ہو تو اس صورت مین یہ حکم ہے ولها ثلث ما بقی بعد فرض احد الزوجین و ذلک فی
مسئلتین پس واسطے مان کے ثلث مابقی کا ہے بعد دینے فرض احد الزوجین کے اور یہ دو مسئلون مین ہے ش
گویا کہ ارادہ کیا مصنفؒ نے دو مسئلون سے دو صورتون مین اسواسطے کہ بصورت شمار کرنے ان دونو کے دو مسئلہ حقیقۃً
تو یہ امر باعث اس کا ہوگا کہ جد کے باب مین جو مسائل مستثنیٰ کئے گئے ہین وہ چار سے زیادہ ہو جاوین گے م
یعنی پانچ ہو جاوین گے جیساکہ ہم اس کی طرف اشارہ کر چکے ہین اگلے بیان مین اور ممکن ہے یہ کہ کہا جاوے م
مراد یہ کہ ممکن ہے کہ ماتنؒ کا قول اپنے حال پر باقی رکھا جاوے اور تاویل مذکورہ نہ کیجاوے بدین تصریح کہ ممکن
ہے قرار دینا ان دونو کا دو مسئلے نوریث ام مین اب کے ساتھ مین اور ایک مسئلہ قرار دیا جاوے وارث ہونے ام کے
جد کے ساتھ مین اسواسطے کہ ہر واحد دونو صورتون کے فرض کیواسطے وجہ ظاہر ہے زوج و ابوین او زوجة
و ابوین شوہر اور مان باپ یا زوجہ اور مان باپ ش اور یہی مذہب جمہور صحابہؓ و فقہا کا ہے ف توضیح دو مسئلون
مذکورۂ متن کی یہ ہے کہ مان کو ملتا ہے ثلث اوس قدر کا جو باقی رہے بعد حصہ عورت یا مرد کے سے اگر ہووے مان باپ
کے ساتھ اور ایک کے ان دونو مین سے یعنی اگر ایک مرد مرے اور اپنے مان باپ اور زوجہ چھوڑے تو بعد دینے
فرض زوجہ کے جسقدر باقی رہے اوس کی تہائی مان کو ملے گی کل مال کی نہ ملے گی۔ اور اگر عورت مرے اور
اپنے مان باپ اور شوہر کو چھوڑے تو بعد دینے حصہ شوہر کے جو بچے اوس کی تہائی مان کو پہونچے گی نہ کل مال کی
چنانچہ پہلی صورت یہ ہے مسئلہ ۱۲ شرح اس کی یہ ہے کہ بارہ
زوجہ ۳ ام ۳ اب
مین سے عورت کو جب چوتھائی یعنی تین نکال دئے باقی رہے نو اوس کی تہائی مان کو دی اور چھ باپ کو پہونچے
اور اگر کل کی تہائی مان کو دیتے تو اوس کو چار پہونچتے اور باپ کو پانچ اور دوسری صورت یہ ہے۔

مسئلہ ٦ — شرح اس کی یہ ہے کہ چھ مین سے نصف یعنی تین زوج کو دیجے
باقی رہے تین اس کا ثلث یعنی ایک ماں کو دیا اور دو باپ کو پہونچے اور اگر کل کی تہائی ماں کو دیتے تو اوس کو دو دیجے
اور باپ کو ایک انتہی اور یہی مذہب جمہور صحابہؓ و فقہا کا ہے اور حضرت ابن عباسؓ یہ فرماتے ہین کہ دونوں صورتون
مین ہم یعنی بحالت ہونے باپ کے اور احدالزوجین کے ماں کو کل ترکہ کا ثلث دیا جاویگا باین دلیل کہ حقتعالی نے
اولا ماں کے واسطے ولد کے ساتھ مین کل ترکہ کا سدس مقرر فرمایا بدلیل قولہ تعالی ولابویہ لکل واحد منہما السدس
مما ترك ان كان له ولد اور پھر ذکر فرمایا یہ کہ ماں کیواسطے بصورت نہونے ولد کے ثلث ترکہ کا ہے بدلیل قولہ تعالی
فان لم یکن له ولد و ورثه ابواه فلامه الثلث پس اس سے سمجھا جاتا ہے یہ کہ اس جگہ بھی ثلث اصل ترکہ کا
مراد ہے ہم جیسے کہ سدس کے ساتھ سدس کل ترکہ کا مراد تھا اور اس معنی کو یہ امر مؤید ہے کہ کل سہام مفروضہ لقبا
کل ترکہ کے ہین بعد وصیت اور دین کے اور ابوبکر اصمؒ فقیہ یہ فرماتے ہین کہ ماں کیواسطے زوج کے ساتھ مین بعد دینے
فرض زوج کے مابقی کا ثلث ہے اور زوجہ کے ساتھ مین کل ترکہ کا ثلث ہے اسواسطے کہ اگر زوج کے ساتھ مین ماں
کو کل ترکہ کا ثلث دیا جاویگا تو ماں کا حصہ باپ کے حصہ سے زیادہ ہو جاویگا ہم اور وجہ زیادت یہ ہے کہ اسوقت
مین مسئلہ بوجہ جمع ہونے نصف اور ثلث کے چھ سے ہوگا پس نصف یعنی تین واسطے زوج کے اور ماں کو بتقدیر
دینے ثلث کل ترکہ کے دو ملینگے پس باقی ایک سہم واسطے باپ کے تو اس مین مؤنث کی تفضیل مذکر پر لازم آتی ہے
اور اگر مابقی فرض زوج کا ثلث ماں کو دیا جاویگا تو ماں کو ایک اور باپ کو دو پہونچینگی ہم یعنی بالعصوبت
اور اگر زوجہ کے ساتھ مین ماں کو کل ترکہ کا ثلث دیا جاویگا تو یہ تفضیل نہین لازم آتی ہے اسواسطے کہ اس حالت
مین بوجہ جمع ہونے ربع اور ثلث کے مسئلہ بارہ سے ہوگا پس جبکہ ماں نے چار لیئے اور زوجہ کو ربع یعنی تین دیئے
تو باپ کے واسطے پانچ سہام باقی رہے تو اس مین تفضیل مؤنث کی مذکر پر نہین ہوتی اور واسطے ہمارے ہم
یعنی حنفیہ کے یہ جواب ہے کہ معنی آیت شریف فان لم یکن له ولد و ورثه ابواه فلامه الثلث کے یہ
ہین کہ ماں کے واسطے ثلث اوس کا ہے کہ وارث اوس کے ہوں ماں باپ اوس کے برابر ہے کہ وہ ہو تمام مال
یا بعض مال ہوا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اگر ثلث اصل کا مراد لیا جاوے تو اس کے بیان کے لیئے اسقدر کافی
تھا فان لم یکن له فلامه الثلث ہم یعنی ماں باپ کی توریث کے ذکر کی کچھ ضرورت نتھی جیسا کہ فرمایا حق
تعالی نے بنات کے حق مین وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ بعد اس قول کے فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ
فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ پس اس صورت مین لازم آتا ہے کہ قول حق تعالی کا و ورثه ابواه خالی فائدہ سے ہو

اور اگر کہا جاوے کہ اس صورت مین ہم حمل کرین گے قول مذکور کو اس معنی پر کہ فقط وراثت واسطے ماں باپ کے ہے
م مراد یہ کہ ذکر ابوین کا واسطے حصر وراثت کے ہے تو کہین گے ہم م اس کے جواب مین کہ نہین ہے عبارت مین
م یعنی قول حق تعالیٰ مین کسی قسم کی دلالت اوپر حصر کرنے ارث کے ابوین مین م تو جبکہ نہوئے آداہ حصر کے اور اگر
تسلیم کیا جاوے م یعنی حصر مذکور تو آیت مذکورہ مین نہین دلالت ہے صورت نزاع پر اصلاً نہ نفیاً اور نہ اثباتاً م
مخفی نرہے کہ چونکہ اندرین صورت نہ جمہور صحابہؓ وفقہا کا قول نص سے ثابت ہوتا ہے اور نہ قول ابن عباسؓ کا پس
ایسے موقع مین لامحالہ مفسر کو بیان کرنا حکم کا ایسے معنی معقول کے ساتھ ضرور ہے کہ وہ سب کے نزدیک معقو
و مقبول ہو لہٰذا اس باب مین حضرت شارح فرماتے ہین اسی کہ اب اس صورت مین صورت نزاع کی رجوع کر گئی
طرف اس کے کہ میت کے ماں باپ اصول مین ایسے ہیں کہ جیسے فروع مین ابن اور بنت ہین اسواسطے کہ مذکر و
مونث کی وراثت مین سبب واحد ہے اور ہر واحد ان دونو کا بلا واسطہ میت سے متصل ہوتا ہے تو اس صورت
مین مابقی فرض احد الزوجین کا ماں باپ مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا جیساکہ بیچ حق ابن اور بنت کے اور جیساکہ
بیچ حق ماں باپ کے جبکہ ہوں وہ دونو منفرد توریث مین م یعنی زوج اور زوجہ سے پس نہین زائد ہوگا حصہ
ماں کا باپ کے نصف حصہ پر جیساکہ مقتضائے قیاس ہے پس نہین ہے قوت وگنجائش اوس قول کو کہ جس
طرف گیا ہے فقیہ اصم وہ اصم کہ نہین سنے اوس نے معنی آیت مذکورہ کے جو ہمنے بیان کئے م شارح کے اس
بیان مین غایت درجہ کی لطافت ہے کما لایخفی اب حضرت شارحؒ ایک مسئلہ عجیب نادر بیان فرماتے ہین وہ یہ کہ
جان تو کہ جب ماں کو زوجہ کے ساتھ مین ثلث باقی کا دیا جاویگا تو اس صورت مین مسئلہ مین حقیقۃً دو ربع جمع ہوں گے
نہ لفظاً اسواسطے کہ اس حالت مین ثلث اوس کا حقیقت مین ربع ہے ف تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب
باپ اور زوجہ کے ساتھ مین ماں ہوگی تو مسئلہ بتصریح صدر بالا چار سے ہوگا پس ربع اس کا کہ ایک ہے زوجہ کو ملیگا
باقی رہے تین اسکا ثلث کہ وہ بھی ایک ہوتے ہین ماں کو دئے جاوین گے اور وہی ایک اصل مسئلہ کا بھی ربع ہے اور
باقی باپ کو پہونچا پس جمع ہوے مسئلہ مین دو ربع حقیقۃً نہ لفظاً کیونکہ ماں کا حصہ لفظاً ثلث مابقی کے ساتھ تعبیر
کیا جاتا ہے نہ ربع کے ساتھ اور زوج کے ساتھ مین دو ربع نہین جمع ہوں گے اسواسطے کہ سہم زوجہ کا ربع ہوگا اور
زوج کا حصہ نصف ہوگا نہ ربع فافہم کذا فی حاشیۃ الاجمال ولو کان مکان الاب جد فللام ثلث جمیع المال
اور اگر بجاے باپ کے دادا ہو تو ماں کیواسطے کل مال کا ثلث ہے م مثلاً باینطور کہ وارثوں مین ماں ہو اور احد الزوجین
ہو اور جد ہو تو ثلث یہی مذہب ہے سیدنا ابن عباسؓ کا اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے دو روایتوں مین ایک یہی روایت ہے

اور بھی اسی کو روایت کیا اہل کوفہ نے ابن مسعودؓ سے بصورت ہونے زوج کے ھ یہ زوجہ ہونے کی صورت میں ف
خلاصہ یہ کہ اگر ہو بجائے باپ کے دادا تو ماں کو تمام ترکہ کا ثلث ملے گا حضرت امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ کے نزدیک اور
صحیح ہوگا مسئلہ بتقدیر ہونے زوج کے چھ سے مدین تصریح کہ تین واسطے زوج کے اور دو واسطے ماں کے اور ایک
واسطے جد کے اور بتقدیر ہونے زوجہ کے بارہ سے ہوگا تین واسطے زوجہ کے اور چار واسطے ماں کے اور پانچ
واسطے جد کے سیدنا صدیق اکبرؓ کے نزدیک کذا فی حاشیۃ سعد الا عند ابی یوسف فان لھا ثلث
الباقی مگر نزدیک ابو یوسفؒ کے یہ ہے کہ ماں کیواسطے ثلث باقی کا ہے ش یعنی اون کے نزدیک جد کے ساتھ
مین بھی م ماں کو ثلث باقی کا ملے گا جیسا کہ باپ کے ساتھ مین اور یہ دوسری روایت سیدنا صدیق اکبرؓ سے ہے تو
اس روایت ثانی کی بنا پر دادا باپ کی مانند قرار دیا گیا پس وہ عصبہ کردیگا ماں کو جیسے کہ باپ عصبہ کردیتا ہے
ماں کو اور پہلی روایت پر یہ وجہ ہے کہ ہمنے چھوڑ دیا ظاہر قول حقتعالی فلامہ الثلث کو باپ کے حق مین اور تاویل
کی ہمنے بتصریح صدر کہ تا نہ لازم آوے تفضیل ماں کی باپ پر باوجود مساوی ہونے اون دونو کے قرب مین اور
سوئیکیا ہمنے اس تاویل کو اکثر صحابہ کے قول کے ساتھ م کہ وہ گئے ہین طرف ثلث باقی کے ولیکن جد کے حق
مین پس جاری کیا ہمنے قول حق تعالی کو ظاہر پر م اور وہ یہ کہ مراد ثلث کل کا ہے بوجہ ہونے مساوات کے قرب
مین اور ہونے قوت اختلاف کے درمیان صحابہ کرامؓ کے م کیونکہ پہلی روایت پر صحابہ بہت ہیں م اس جگہ یہ شبہہ وارد
ہوتا ہے کہ اس صورت مین بھی تفضیل مونث کی مذکر پر لازم آتی ہے اس کے جواب مین حضرت شارحؒ فرماتے ہین
کہ نہین ہے قباحت تفضیل مونث کی مذکر پر بصورت ہونے تفاوت کے درجہ مین مثلاً جبکہ چھوڑا میت نے زوجہ
کو اور سگی بہن اور سوتیلے بھائی کو تو اس صورت مین واسطے زوجہ کے ربع ہے اور بہن کو نصف اور باقی بھائی
کو پہاں تحقیق کہ اس جگہہ تفضیل دیگئی مونث کو مذکر پر بوجہ زیادہ قرب اوس کے کے اور بھی م یعنی دوسری وجہ ماں
کو نہیں مال ہے ثلث ملنے کی جد کے ساتھ مین یہ ہے کہ ماں سبب حقیقی ولادت کی ہے جیسا کہ باپ ہے پس
باپ عصبہ کردیگا ماں کو بخلاف جد کے اگرچہ وہ بھی حکماً سبب ولادت ہے مگر نہ حقیقۃً لہذا جد نہین عصبہ کریگا ماں
کو اس واسطے کہ عصبہ کرنا اختلاف سبب کی حالت مین نہین ہوتا ہے بلکہ اتفاق سبب مین ہوتا ہے اور یہ مسئلہ م
یعنی لینا ماں کا ثلث کل ترکہ کو بحالت ہونے جد کے اون چار مسئلون مین سے ہے کہ جس کا استثنا کیا تھا ماتنؒ نے
اول باب مین پس تحقیق کہ حضرت ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ دونو نے اس جگہہ دادا کو باپ کی مانند نہین قرار دیا ہے و
للجدۃ السدس م کانت اولاب واحدا کانت اواکثر اذا کن ثابتات اور واسطے جدہ کے سدس ہے

مان کیجانب سے ہو یا باپ کیجانب سے ہوا ایک ہو یا بہت ہون جبکہ ہون وہ جدات ثابتہ مثل یعنی صحیحہ مان کی جانب سے
ہو مانند ام الام یا باپ کیجانب سے ہو مانند ام الاب ایک ہو وہ جدہ یا بہت جبکہ ہون وہ جدات صحیحہ مانند دو جدہ مذکورہ کے پس تحقیق کہ جدات
فاسدہ ذوی الارحام سے ہین جیسا کہ قریب آویگا بیان اس کا مع حوادیات فی الجدۃ اور متفاضل ہون درجہ مین
مثل اس واسطے کہ جدۂ قریبہ محجوب کریگی جدۂ بعیدہ کو جیسا کہ قریب جان لیگا تو اس کو ف منحازیات جبر لعد خبر سے
یا صفت ہے ثابتات کی کذا ذکر القاضی خلاصہ یہ کہ دوسری شرط جدہ کے سدس ملنے کی یہ ہے کہ سب جدات
درجہ مین برابر ہون اور دینا ایک جدہ کو سدس بدلیل اوس حدیث کے ہے کہ روایت کیا اوس کو حضرت حذری
و مغیرہ بن شعبہ و قبیصہ بن ذویب نے وہ یہ کہ رسول مقبول صلعم نے جدہ کو سدس دیا اور کئی جدات کو سدس مین
شریک گردانا جبکہ ہون وہ صحیحہ اوس کی یون روایت ہے کہ ایک شخص کی مان کی مان یعنی نانی سیدنا صدیق
اکبر کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری نانی کا حصہ مجھ کو دیجیئے آپ نے فرمایا کہ صبر کر تو یہانتک کہ مین مشورہ کرتا ہون اصحاب
سے کیونکہ مین تیرا حصہ کتاب اللہ مین منصوص نہین پاتا ہون اور نہ تیرے باب مین رسول اللہ صلعم سے بیشے کچھ
سنا پھر آپ نے پوچھا اصحاب سے پس گواہی دی حضرت مغیرہ بن شعبہ نے سدس دینے کی آپنے فرمایا کہ تیرے ساتھ
کوئی اور ہے تو حضرت محمد بن مسلمہ نے گواہی دی پس دیا آپنے جدہ کو سدس پھر آئی اوسی میت اول کی دوسری
جدہ یعنی باپ کی مان اور آپ سے کہا کہ میری پوتی کی میراث مجھ کو دیجیئے آپنے فرمایا کہ مین دیکھتا ہون کہ وہی
سدس تم دونو مین مشترک ہے ہم یعنی ام الام اور ام الاب مین اور وہ سدس واسطے اوس کے ہے جو منفرد ہو تم
دونو مین سے پس شریک کیا آپنے اون دونو کو اوس سدس مین اور دوسری روایت مین یون وارد ہوا کہ باپ
کی مان سیدنا عمر کے پاس آئی اور کہا کہ مین مان کی مان یعنی نانی سے میراث مین اولی ہون اسواسطے کہ اگر وہ مرگئی
تو اوس کا ناتی اوس کے ترکہ کا وارث نہوگا اور اگر مین مرون گی تو میرا پوتا میرا وارث ہوگا آپنے فرمایا کہ یہ تو اوس
سدس کو ہم یعنی جو دیا ہے سیدنا ابوبکر نے پس اگر تم دونو جمع ہو تو وہی سدس تم دونون مین مشترک ہے اور جونسی
کہ تم دونو مین سے منفرد ہو پس وہ سدس واسطے اوس کے ہے پس دونو خلیفہ کا اجماع ہو گیا اسپر کہ جدات صحیحہ
مساوی درجہ والیان اوسی سدس مین شریک ہون گے برابر اور حضرت ابن عباس اس طرف گئے ہین کہ جدہ
ام الام قائم ہوگی مقام مان کے بحالت نہونے مان کے پس لیگی وہ جدہ ثلث جبکہ نہوگا واسطے میت کے ولد
اور بھائی ہم کسی جہت سے ہون وہ اور سدس لیگی وہ جدہ جبکہ ہوگا واسطے اوس میت کے ایک اون دونو کا
جیسے کہ جد یعنی باپ کا باپ قائم ہوتا ہے مقام باپ کے بحالت نہونے باپ کے اور ابن الابن قائم ہوتا ہے

مقام ابن کے بحال ہوے اس کے اور پھر جیسے کہ ماں کے حصۂ فرضی مین جدات مین سے کوئی نہین مزاحم ہوتی ایسے
ہی ام الام کے حصۂ فرضی مین بھی نہین مزاحم ہوگی کوئی اون جدات مین سے ھ پس لیگی ام الام حق ام کا بلا شرکت
غیرے اور رد کیا گیا ہے قول ابن عباسؓ کا باس تصریح کہ منسوب ہونا میت کی طرف بواسطہ مونث کے نہین
سبب ہے واسطے استحقاق مدلی کے مدلی بہ کے حصۂ فرضی لینے مین ف خلاصہ یہ کہ منسوب ہونا میت کیطرف
بواسطۂ مونث حصا سیہ فرض کے یہ سبب اس کا نہین ہو سکتا کہ قائم ہوجاوے مدلی یعنی منسوب ہونے والا مقام
مدلی بہ کے انتہی مانند بنات البنات اور بنات الاخوان کے کہ بواسطہ بنت کے اور اخت کے منسوب ہین مگر مستحق
حصۂ فرضی بنت کے اور حصۂ فرضی اخت کی نہین ہوئیں ھ اس جگہ یہ شبہہ وارد ہوتا ہے کہ ام الام بھی ماں کیساتھ
منسوب ہوتی ہے بواسطۂ مونث کے بس بمقتضاے قاعدۂ مذکورہ یہ ہے کہ مانند بنات البنات اور بنات الاخوات
کے ام الام بھی نہ وارث ہو اس کے جواب مین حضرت شارحؒ فرماتے ہین کہ چھوڑ دیا ہمنے اس قیاس کو جدات کے
حق مین بوجہ وارد ہونے حدیث شریف کے اور سدس پر نہین زیادہ کیا ہمنے اون کے حق مین پس اکتفا کیا ہمنے
سدس کے ساتھ ویسقطن کلھن بالام اور ساقط ہونگی سب جدات ماں کے ساتھ مین مثل برابر ہے کہ وہ سب
جدات پدری ہوں یا مادری جدات کے پس مادری جدات کے ساقط ہونیکی یہ وجہ ہے کہ وہ ماں کیواسطے مدلی ہوتی ہین اور مجہہ
ہونے سبب کے کہ وہ ماں ہونا ہے اور جدات پدری کا ساقط ہونا صرف بوجہ اتحاد سبب کے ہے ھ کیونکہ وہ ماں کے
واسطہ سے مدلی نہین ہین والسقط الابویات ایضاً بالاب اور ساقط ہوتی ہین جدات پدری بھی باپ کے ساتھ مین مثل
نہ جدات مادری اور یہی قول سیدنا عثمانؓ وسیدنا علیؓ وسیدنا زید بن ثابتؓ وغیرہم کا ہے اور سیدنا عمرؓ وسیدنا ابن
مسعودؓ وسیدنا ابی موسی اشعریؓ سے منقول ہوا کہ ام الاب وارث ہوتی ہے باپ کے ساتھ مین اور اسی قول کو قبول
کیا ہے حضرت شریحؒ وحسن البصری وابن سیرینؒ نے بدلیل اوس حدیث کے کہ روایت کیا اوس کو ابن مسعودؓ نے وہ
یہ کہ رسول مقبول صلعم نے دادی کو سدس دیا باپ کے ساتھ مین ھ اور اس حالت مین دادی کے سدس دینے
مین یہ سر و نکتہ ہے کہ جدات کی توریث نہین ہے باعتبار اولاد کے ھ یعنی منسوب ہونیکے اس واسطے کہ منسوب ہونا
مونث کے واسطہ سے نہین باعث ہوتا اسکا کہ مدلی بہ کے حصۂ فرضی کے لینے کا مستحق ہوجاوے جیساکہ ابھی گذر
ہو چکا ہے بلکہ اون جدات کا استحقاق واسطے ارث کے جدہ کے نام کے ساتھ ہے اور اس نام مین ام الام اور
ام الاب دونو برابر ہین پس جیسے کہ باپ نہین محجوب کرتا پہلی کو یعنی ام الام کو اسیطرح نہین محجوب کرتا دوسری کو بھی
یعنی ام الاب کو مگر یہ قول ھ کہ استحقاق جدات کا باسم الجدہ ہے یہ قول مردود ہے کیونکہ صرف اسم موجب استحقاق

اور قرابت کا نہین ہوتا ہے بلکہ ضرور ہے اعتبار ولا کا یعنی منسوب ہونا طرف میت کے ھم برابر ہے کہ مذکر کے ساتھ
ہو یا مونث کے ساتھ ہو کذا فی حاشیۃ السعد۔ اب علماء حنفیہؒ بعد منع مذکور و تردید نقل ابن مسعودؓ کے مذہب مفتی بہ کا
اثبات کرتے ہین جو متن مین مذکور ہوا وہ یہ کہ اس جگہ ھم یعنی مطلقاً جدات کا محجوب ہونا مان کے ساتھ مین اور صرف
جدات پدری کا محجوب ہونا باپ کے ساتھ مین اس کی دو وجہین ہین ایک اتحاد سبب اور دوسرا ولا یعنی منسوب ہونا
میت کیطرف اور ہر واحد ان دونون کو تاثیر ہے محجوب کر دینے مین پس جیسے کہ اتحاد سبب جبکہ بدون ولا پایا جاوے
تو وہان محجوب ہونیکا حکم متعلق ہو جاتا ہے آیا نہین دیکھتا تو کہ محجوب ہوتے ہین بنات الابن دو بنت کے ساتھ مین
بوجہ اتحاد سبب کے ھم کہ وہ سبب بنتیت ہے باوجود نہونے ولا کے یعنی باوجود نہ منسوب ہونے بنت الابن کے
میت کے واسطہ سے ایسے ہی جبکہ ولا بدون اتحاد سبب پایا جاویگا تو وہان بھی محجوب ہونا ثابت ہوگا پس جدہ کہ
وہ منسوب ہوتی ہے بواسطہ باپ کے یعنی ام الاب وہ محجوب ہوگی باپ کے ساتھ مین بوجہ پائے جانے ولا کے
اگرچہ اتحاد سبب معدوم ہے اور بھی جدہ محجوب ہوگی مان کے ساتھ مین بوجہ اتحاد سبب کے اور وہ جدہ کہ جانب
مان سے ہے یعنی ام الام وہ وارث ہوگی باپ کے ساتھ مین بوجہ معدوم ہونے ولا اور اتحاد سبب دونون کے
ھم اس جگہ یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ اگر ولا محجوب ہونیکا سبب ہے تو اخیافی بھائی بہن مان کے واسطے سے مدلی مین
پس مقتضاے قاعدہ یہ ہے کہ وہ مان کے ساتھ محجوب ہون اسکے جواب مین حضرت شارحؒ فرماتے ہین کہ بھائی اخیافی
جو وارث ہوتا ہے مان کے ساتھ مین باوجود ہونے اوس بھائی کے مدلی مان کیواسطے پس تحقیق کہ اوسکے جواب مین
یون کہا گیا ہے کہ اس جگہ نہین پایا جاتا ہے اتحاد سبب کا اور مشارکت کا حصہ مین ف حاصل جواب یہ ہے کہ
حجب کے سبب دو امر ہین ایک متحد ہونا سبب کا اور دوسرا ولا اور اس جگہ یہ دونون معدوم ہین مثلاً ہونا اتحاد
سبب کا ظاہر ہے کہ بھائی بہن اخیافی کے وارث ہونیکا سبب بھائی ہونا اور بہن ہونا ہے اور مان کا سبب
وارث مان ہونا ہے اور یہ دونون متغایر ہین اسیطرح اس جگہ سبب ولا بھی معدوم ہے کیونکہ ولا سبب ہوتا ہے
واسطے حجب کے بوجہ مشارکت کے درمیان مدلی اور مدلی بہ کے حصہ مین باینطور کہ ہو مدلی شریک مدلی بہ کے
حصہ مین اور یہ اس صورت مین ہوگا کہ جب مدلی نہ عصبہ ہو کر مستحق ہو واسطے تمام ترکہ کے اور اخ اور اخت اخیافی
اور اون دونون کی مان مین مشارکت حصہ مین نہین حاصل ہے کیونکہ مان اپنا حصہ لیگی اور نہین ہے اوسکو عصوبت
کہ جو لیوے تمام ترکہ پس مدلی بالام نہین مزاحمت کرینگی مان کے حصہ مین بخلاف ام الاب کے کہ اگر اوس کو
دیا جاویگا سدس تو اوسکے حصہ مین باپ مزاحمت کریگا اسواسطے کہ اوسکو تمام مال بعصوبت پہونچتا ہے کذا فی حاشیۃ السعد ۱۲

اور بعض کا یہ قول ہے کہ یہ صورت یعنی بھائی بہن اخیافی کا وارث ہونا ماں کے ساتھ مین مستثنی ہے اوس قاعدہ سے کہ مدلی بالغیر محجوب ہوتا ہے اوس غیر کے ساتھ یعنی مدلی بہ کے ساتھ یہان اس نقض کو گنجائش ہے کہ کہا جاوے کہ جبکہ بروایت حضرت ابن مسعودؓ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے باپ کی موجودگی مین ام الاب کو سدس دیا تو بصورت صحت و قوت اس روایت کے بیان مصرحہ صدر اثبات مدعی کو کافی نہین ہوسکتا اسکے جواب مین حضرت شارح فرماتے ہین کہ روایت ابن مسعودؓ کی یہ تاویل ہے کہ وہ محتمل ہے اسکو کہ باپ اوس میت کا رقیق ہو یا کافر ہو اور محروم المیراث شیئین حاجب ہوتا ہے بالاتفاق وکذلک بالجد الا ام الاب وان علت فانها ترث مع الجد لانها لیست من قبله اور ایسے ہی جد کے ساتھ مین مگر باپ کی ماں اگرچہ عالی ہو پس تحقیق کہ وہ وارث ہوگی جد کے ساتھ مین اسواسطے کہ وہ نہین ہے جد کی جانب سے ش یعنی اسیطرح ساقط ہونگی جدات پدری یعنی دادیان میراث سے دادا کے ساتھ مین مگر ام الاب یعنی دادی اگرچہ عالی ہو مانند ام ام الاب یا ام ام ام الاب اور اسیطرح کہ یہ وارث ہوگی جد کے ساتھ مین اسواسطے کہ ام الاب کی قرابت جد کی جانب سے نہین ہے بلکہ ام الاب زوجہ ہے جد کی پس وہ نہین ساقط ہوگی بسبب جد کے بلکہ وہ وارث ہوگی جد کے ساتھ مین جیسے کہ وارث ہوتی ہے ماں ساتھ باپ کے ف خلاصہ یہ کہ ام الاب دادا کے ساتھ مین نہین ساقط ہوگی جیسے کہ ماں نہین ساقط ہوتی ہے باپ کے ساتھ مین پس جد اور جدہ ماں باپ کے مانند ہوگئے اصلی قرابت مین تو جیسے ماں باپ وارث ہوتے تھے ویسے ہی جد اور جدہ وارث ہون گے انتہی اور یہ یعنی ساقط ہونا جدات پدری کا جد کے ساتھ مین اور بغا سکر نہ ساقط ہونا ام الاب کا اوس صورت مین ہے کہ جب دادا میت سے درجۂ واحد کے ساتھ بعید ہوا اور جبکہ دو درجون کے ساتھ بعید ہو مانند اب اب الاب کے تو اس صورت مین اسکے ساتھ مین دو جدہ پدری وارث ہون گے یعنی ایک ام اب الاب کہ وہ جد مذکور یعنی اب اب الاب کی زوجہ ہے اور دوسری ام ام الاب کہ وہ جد کی زوجہ کی ماں ہے اس صورت پر

مسئلہ من ۶ و التصحیح من ۱۲

زید

اب اب الاب	ام اب الاب	ام ام الاب
۱۰	ہی زوجۃ للجد اب الاب	ہی زوجۃ اب الاب

ف توضیح اس مسئلہ کی یہ ہے کہ مسئلہ ہوا چھ سے اور سدس چھ کا یعنی ایک دو جدہ پر مستقیم نہین ہے اور ایک اور دو مین تباین کی نسبت ہے لہذا دو کو چھ مین ضرب کیا بارہ ہوئے چھٹا حصہ کہ دو ہوتے ہین دو جدہ کو دے

یعنی ایک ایک اور باقی دس جدہ کو دے انتہی اور جبکہ جد میت سے بعید ہو تین درجوں کے ساتھ تو اوسکے ساتھ
وارث ہونگی تین جدۂ پدری م یعنی ام ام اب الاب دوسری ام ام ام الاب تیسری ام اب اب الاب اس صورت پر

ام ام ام الاب	ام ام اب الاب	ام اب اب الاب	اب اب اب الاب
ہذہ جدۃ من الام الزوجۃ اب الاب	ہی ام زوجۃ اب الاب	زوجۃ الجد المذکور	ہذا جد ۱۵

ف توضیح اس صورت کی یہ ہے کہ صورت ہذا میں جد کے ساتھ تین جدہ جمع ہیں اور بالاشتراک مستحق سدس کی ہیں پس
سدس اصل مسئلہ یعنی چھ کا ایک ہے تین جدہ پر مستقیم نہیں ہے لہذا بوجہ تباین کے تین کو اصل مسئلہ میں چھ میں ضرب کیا
اٹھارہ ہوئے تین تینوں جدہ کو ایک ایک پہونچا باقی رہے پندرہ وہ جد کو پہونچے انتہی اور اسیطرح جیسے جیسے زیادہ
ہوں گے درجہ جد کے بعید ہونیکے اوسیطرح موافق اوسکے زیادہ ہوں گی جدات پدری عدد میں کہ جو وارث ہوتی ہیں
جد کے ساتھ میں ف خلاصہ یہ کہ اس باب میں یہ قاعدہ ہے کہ اگر میت بعید ہو جد سے ایک درجہ کے ساتھ میں تو
وارث ہوگی جد کے ساتھ میں ایک جدۂ پدری اور اگر دو درجہ کے ساتھ بعید ہو تو وارث ہونگی اوس کے ساتھ میں دو
جدہ پدری غرض جسقدر درجوں کا بُعد زیادہ ہوگا اسیقدر عدد میں زائد ہوگی توریث جدہ پدری کی کذا فی ضوء السراج
والقربیٰ من ای جہۃ کانت تحجب البعدیٰ من ای جہۃ کانت اور قریبہ کسی جہت سے ہو محجوب کریگی جدۂ بعیدہ کو کسی
جہت سے ہو وہ ش یعنی خواہ قریبہ ماں کی جہت سے ہو خواہ باپ کی ہو وہ محجوب کریگی جدۂ بعیدہ کو کہ وہ بھی کسی جہت سے
ہو پس ثابت ہوگا حجب اسجگہ چار قسم میں اور یہی مذہب ہے سیدنا علی کا اور دو روایتوں میں سے ایک روایت سیدنا
زید بن ثابت رض کی ہے ف وہ چار صورتیں یہ ہیں ایک یہ کہ جدۂ قریبہ مادری جدۂ بعیدہ مادری کو محجوب کریگی دوسری یہ کہ
جدۂ قریبہ مادری جدہ بعیدہ پدری کو محجوب کریگی تیسرے یہ کہ جدہ قریبہ پدری جدۂ بعیدۂ پدری کو محجوب کریگی چوتھی
یہ کہ جدۂ قریبۂ پدری جدۂ بعیدہ مادری کو محجوب کریگی اور دوسری روایت سیدنا زید بن ثابت رض میں یہ ہے کہ جدۂ قریبہ
اگر ہو پدری اور جدہ بعیدہ ہو مادری تو وہ دونوں حکم میں برابر ہوں گی م یعنی اس صورت خاص میں قریبہ بعیدہ کو
نہیں محجوب کریگی پس بنظر اس روایت کے حجب صرف تین قسموں میں ہوگا اون چار میں سے اور اسی روایت ثانی پر
عمل کیا ہے مالک و شافعی نے دو قولوں شافعی سے اصح قول پر اور ثانی روایت کے قوی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ
استحقاق جدہ کا ماں ہونیکے ساتھ ہے اور ظہور صفت ماں ہونیکا اوسمیں زیادہ ظاہر ہے کہ جو ماں کی جانب سے ہے
کیونکہ وہ ماں ہے کہ منسوب ہوتی ہے ماں کے ساتھ میں اور دوسری جدہ یعنی وہ کہ باپ کی جانب سے ہے کہ وہ بھی ماں
ماں ہے مگر منسوب ہوتی ہے باپ کے ساتھ پس جبکہ جدۂ قریبہ مادری ہوگی تو ماں بوجہ ہونے زیادہ قرب کے اور

ظہور صفت امومت کے اوسکو غلبہ ہوگا پس وہ ہوگی اولیٰ ھم یعنی جدۂ بعیدۂ پدری سے اور جبکہ ہوگی جدۂ قریبہ پدری
اور جدۂ بعیدہ مادری تو اس جگہہ بوجہہ پائے جانے ظہور صفت امومت کے جدہ مادری مین اور زیادہ قرب کی
جدہ پدری مین دونون استحقاق ارث مین برابر ہون گی۔ اور علماء حنفیہ کا اسجگہہ یہ قول ہے کہ استحقاق جدہ کا باعتبار
امومت یعنی ماں ہونیکے ہے اور وہی اصلیت ہے اور معنی اصلیت کے جدہ قریبہ مین ظاہر و قوی تر ہین اوس
معنی سے کہ جدہ بعیدہ مین ہین برابر ہے کہ ہون وہ دونون ھم یعنی قریبہ و بعیدہ ایک جہت سے یا دو جہت سے
پس ہوگی وہ قریبہ مقدم بعیدہ پر مطلقاً اور اگر ظہور صفت امومت کا یعنی ماں ہونیکا سبب مقدم ہونیکا ہوتا تو البتہ
ہوتی ام الام مقدم ام الاب پر باوجود مساوی ہونے دونون کے درجہ مین اور یہ باطل ہے بالاتفاق ھم کذا فی شرح السراجی حسنی
وارثۃ کانت القربیٰ او محجوبۃ وارث ہو جدہ قریبہ یا محجوبہ ہو ش یعنی وہ جدۂ قریبہ خواہ وارثہ ہو مانند ام الاب کے
بحالت نہونے باپ کے ام الاب کے ساتھ مین اور مانند ام الام کے ام ام الاب کے ساتھ مین یا وہ محجوبہ ہو ھم یعنی
بسبب غیر کے مانند ام الاب کے بحالت ہونے باپ کے کہ وہ محجوب ہوتی ہے بسبب باپ کے مگر باوجود محجوب ہونیکے
محجوب کرتی ہے ام الاب ام ام الام کو پس اس صورت مین کہ چھوڑے میت باپ کو اور ام الاب کو اور ام ام الام کو
تو اس صورت مین حنفیہ کے نزدیک سب ترکہ باپ کو ملے گا اسواسطے کہ بعیدہ یعنی ام الام تو محجوب ہوئی جدۂ قریبہ ھم
یعنی ام الاب کے سبب سے اور ام الاب محجوب ہوئی باپ کے سبب سے اور نظیر اسکی کہ محجوب حاجب ہو غیر کو یہ ہے
کہ اخوات محجوب کرتی ہین ماں کو ثلث سے طرف سدس کے باوجود اسکے کہ وہ محجوب ہوتی ہین بسبب باپ کے اور
کہا حسن بن زیاد نے کہ اسجگہہ ھم یعنی صورت مذکورہ صدر مین جدات کی میراث ام ام الام یعنی پرنانی کو ملیگی اگرچہ وہ
زیادہ بعید ہے ام الاب سے اور یہ قول اونکا حضرت سیدنا علیؓ کے قول کے قیاس پر ہے اور وہ قول یہ ہے کہ جدۂ قریبہ
بشرطیکہ وارثہ ہوگی محجوب کریگی جدۂ بعیدہ کو ھم اور اسجگہہ وہ وارث نہین ہے بلکہ وہ محجوب ہے **ف** خلاصہ یہ ہے کہ
ساقط ہوجاتی ہین سب دور والیاں بسبب ہر ایک قریب والی کے خواہ وہ قریب والی بعید والی کے ساتھ ہم سلسلہ ہو
جیسے دادی اور پردادی کہ دونون باپ کی طرف کی ہین خواہ دوسرے سلسلہ کی ہو جیسے نانی اور پردادی کہ نانی
ماں کی طرف کی ہے اور پردادی باپ کی طرف کی ہے پس چونکہ نانی اور دادی جدہ قریبہ ہین انکے ہوتے ہوئے پردادی کو کچھہ نہ ملیگا اور اسیطرح دادی کے
ہوتے نانی کی ماں کو اور باپ کی دادی کو کچھہ نہ ملیگا انتہیٰ **واذا کانت الجدۃ ذات قرابۃ واحدۃ کام الاب واخرى ذات**
قرابتین او اکثر کام ام الام وهی ایضاً ام اب الاب بهذه الصورۃ اور جبکہ ہو جدہ صاحب ایک قرابت کی مانند ام الاب کے اور دوسری
ہو صاحب دو قرابتوں کی یا زیادہ کی مانند ام ام الام کے کہ وہ ام الاب بھی ہے ساتھہ اس صورت کے۔

بیان صورت قرابت واحدہ و متعددہ

ام ام جدہ ذات قرابتین

ام ام جدہ ذات قرابتین

ام

اب

ام

ابن الابن زوج

ام

بنت البنت زوجہ

ش اور توضیح اس صورت کی یہ ہے کہ ایک عورت نے اپنے ابن الابن کا نکاح کیا اپنی ناتن سے اور اون دونون سے ایک ولد پیدا ہوا تو یہ عورت جدہ ہے واسطے اوس ولد متوفی کے جانب باپ سے اسواسطے کہ وہ ام اب الاب اوسکی ہے اور جانب مان سے اسواسطے کہ وہ ام ام الام اوسکی ہے م مطلب یہ کہ عورت مذکورہ اوس ابن ابن کے والد کی جدہ ہے یعنی اوسکے باپ کی دادی اور مان کی نانی ہے تو وہ جدہ صاحب دو قرابتون کی یہ ہے پھر کہین گے ہم کہ سمجھو ایک دوسری عورت ہے کہ جسنے اپنی بنت کا نکاح پہلی عورت کے ابن سے کیا سو اوسکی بنت سے پہلی عورت کا پوتا پیدا ہوا جو باپ ہے میت کا تو یہ دوسری عورت میت کے باپ کی ام ام الاب ہے یعنی نانی ہے اور وہ عورت ایک قرابت والی جدہ ہے پس یہ دونون جدہ ایک مرتبہ مین ہین تو جبکہ یہ دونون جدہ جمع ہوئین تو دو قرابت والی جدہ اور ایک قرابت والی جدہ پائی گئی اور صورت اکثر کی م یعنی صورت ہونے جدہ کی صاحب قرابت زیادہ دو سے اوسکی توضیح یہ ہے کہ تحقیق کہ وہ عورت کہ جسنے اپنے ابن الابن کا نکاح اپنی بنت البنت سے کردیا تھا اونسے مذکر پیدا ہوا جبکہ یہ مذکر نکاح کریگا بنت بنت البنت دوسری عورت کے ساتھ اور پیدا ہوا اون دونون سے ولد تو ہوگی وہ عورت واسطے ولد ثانی کے ام ام ام الام اور ام ام ام الاب اور ام اب اب الاب اور ہوگی صاحبہ اوسکی یعنی مان زوجہ ابن عورت پہلی کے واسطے مولود ثانی کے ام ام اب الاب ہوگی ف تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مثلاً دو عورتین ہین زینب اور کلثوم زینب نے اپنے ابن الابن یعنی شاکر بن حامد بن زینب کا نکاح اپنی بنت البنت یعنی راضیہ بنت صابرہ بنت زینب سے کردیا اونسے محمود پیدا ہوا تو زینب محمود کی دو قرابت والی جدہ ہے یعنی اوسکے باپ شاکر کی دادی ہے اور اوسکی مان راضیہ کی نانی ہے اور مسماۃ کلثوم نے اپنی بنت یعنی حلیمہ بنت کلثوم کا حامد بن زینب سے نکاح کردیا اونسے شاکر زینب کا پوتا پیدا ہوا تو کلثوم محمود سے فقط ایک قرابت رکھتی ہے یعنی اوسکے باپ شاکر کی نانی ہے اور تین قرابت والی جدہ کی مثال یہ ہے کہ زینب مذکورہ کی ایک بنت اور ہے جس کا نام سلیمہ ہے سو زینب نے سلیمہ کی بنت البنت یعنی عظیمہ بنت کریمہ بنت سلیمہ کا محمود مذکور سے نکاح کردیا اونسے قاسم پیدا ہوا تو زینب قاسم کی نانی کی یعنی کریمہ کی نانی ہوئی اور قاسم کے دادا کی یعنی حامد کی دادی ہوئی اور قاسم کی دادی یعنی راضیہ کی نانی ہوئی تو زینب قاسم کی جدہ ٹھہری تین طرح کی قرابت سے اور کلثوم مذکورہ فقط ایک قرابت رکھتی ہے یعنی قاسم کے دادا یعنی

قاعدہ نکالنے جدات کثیرہ کا

شناکرکی نانی ہے انتہی ف اکثر اشخاص کو یہ خلجان ہوتا ہے کہ توریث جدات مین دو سے زیادہ کا اجتماع ممکن نہیں اسواسطے کہ ساتھ ام الاب اور ام الام کے سب اون سے اعلی رتبہ کی ہونگی مثلاً ام ام الام ہو یا ام اب الاب ہو اور دور والی نزدیک والی کے ساتھ محجوب ہوتی ہے پھر مثالون مین جو کہین چھ جدہ کہین زیادہ لکھدیتے ہین یہ کیسے ہو سکتا ہے سو دفع اس خلجان کا یہ ہے کہ جسقدر جدہ بعید ہو اوسی قدر اوسمین کثرة ممکن ہے اول مرتبہ مین دو ہین ام الاب اور ام الام اور دوسری مرتبہ مین تین ام ام الام اور ام ام الاب اور تیسری مرتبہ مین چار ام ام ام الام اور ام ام ام الاب اور ام ام اب الاب اور ام اب اب الاب اور اسیطرح ہر مرتبہ مین بڑھتے جاتے ہین **قاعدہ** عینی شرح کنز مین ایک قاعدہ واسطے نکالنے جدات کثیرہ ایک مرتبہ کے خوب لکھا ہے وہ یہ ہے کہ جسقدر جدات ایک مرتبہ کے مسطور ہون اوسقدر لفظ ام لکھ جائے پھر آخر ام کے جگہ اب لکھے باقی ام رہنے دے پھر آخر سے اوپر والی ام کی جگہ بھی لفظ اب لکھے اور اسطرح اوپر کو اب بڑھاتا جائے یہانتک کہ فقط ایک ام اوپر کی رہجائے باقی سب اب ہو جائین پس اوسقدر جدات ایک مرتبہ کی حاصل ہو جائینگی مثلاً چھ جدہ ایک مرتبہ کی دریافت کرنی منظور ہین پس ہمنے لکھا ام ام ام ام ام ام اور ام ام ام ام ام اب اور ام ام ام ام اب اب اور ام ام ام اب اب اب اور ام ام اب اب اب اب اور ام اب اب اب اب اب پس یہ جدہ صحیحہ ہین ایک رتبہ کی اور سبب اس کا یہ ہے کہ ام اب الام جدہ فاسدہ ہے پس مان کی جانب سے کسی مرتبہ مین ایک ایک جدہ صحیحہ سے زیادہ ممکن نہین اور باپ کی جانب سے باین وجہ کہ ہر اب کی ام الاب اور ام الام جدۂ صحیحہ ہے انتہی **یقسم السدس بینہما عند ابی یوسف انصافا باعتبار الابدان وعند محمد رح ثلاثا باعتبار الجہات** تقسیم کیا جاویگا سدس درمیان اون دونون کے ابو یوسف رح کے نزدیک باعتبار ابدان کے اور امام محمد کے نزدیک تین تہائی کرکے باعتبار جہتون کے **ش** ھ یعنی جبکہ میت کی ایک جدہ ہو صاحب ایک قرابت کی اور دوسری جدہ دو قرابت والی ہو اون دونون مین وہ سدس بالمناصفہ تقسیم ہوگا باعتبار ابدان کے ھ یعنی باعتبار روس کے ابو یوسف کے نزدیک اور یہی قول حضرت سفیان کا ہے ھ اور اسی پر فتوی ہے کذا فی المضمرات اور امام محمد رض کے نزدیک باعتبار جہات کے تین تہائی کرکے تقسیم ہوگا اور یہی قول امام زفر رح کا ہے ھ اور یہی قول حسن بن زیاد کا ہے کذا فی ضوء السراج ھ اور ارباعا تقسیم ہوگا جبکہ ہو جدہ صاحب تین جہتون کی کذا قال البہشتی وجہ قول امام محمد رح کی یہ ہے کہ استحقاق ارث کا باعتبار اسباب کے ہے ھ نہ باعتبار اشخاص کے ہے پس جبکہ جمع ہون گے ایک مین دو سبب متفق مانند جدہ دو جہت والیکے تو ہو گی وہ صورت مین تو ایک اور معنی کے اعتبار سے کئی ہو گی ھ یعنی باعتبار سبب کے پس مستحق ہوگی وہ میراث کی دونون سبب کے اعتبار سے یعنی مانند اوسکے کہ جسمین دو سبب مختلف ہون ھ تو دونون جہت سے حق ملتا ہے یا نہین

غور کرنا تو کہ جب میت چھوڑے دو ابن عم کہ ایک اون دونون کا واسطہ اوس میت کے بھائی اخیافی ہے پس تحقیق کہ
وہ سدس تو لیگا بالفرض اور باقی ترکہ اوسمین اور دوسری ابن عم مین بالعصوبت بالمناصفہ تقسیم ہوگا **ف** صورت اس
مسئلہ کی یہ ہے کہ زید اور عمرو دو بھائی تھے اور اونکے دو ابن تھے پس مرگیا زید اور نکاح کیا عمرو نے اپنے بھائی کی زوجہ سے
اور پیدا ہوا اون سے دوسرا لڑکا پھر مرا بیٹا زید کا اور چھوڑے اوسنے دو ابن عم کہ ایک اون دونون کا اوسکا بھائی
اخیافی بھی ہے تو اس صورت مین بوجہ جمع ہونے دو سبب مختلف کے تصریح صدر ترکہ تقسیم ہوگا انتہی اور اسیطرح
جبکہ چھوڑی عورت نے دو ابن عم کہ ایک اونمین کا اوس کا شوہر ہے پس وہ لیگا نصف بالفرضیت اور نصف باقی مین
دوسرے کے ساتھ مقاسمہ بالعصوبت ہوگا۔ اور ایسے ہی جبکہ چھوڑا مجوسی نے اپنی مان کو کہ وہ اوسکی بہن علاتی بھی ہے
پس تحقیق کہ وہ وارث ہوگی دونون سبب کے اعتبار سے **ف** صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ نکاح کیا مجوسی نے
اپنی دختر کے ساتھ کہ اون شیاطین کے نزدیک یہ جائز ہے پس پیدا ہوا اون سے ولد اور مرا وہ ولد اور چھوڑا اوسنے
مان کو اور وہ مان اس صورت مین علاتی بہن اوسکی ہے اسیطرح قیاس کر لے تو اسپر دوسری صورتون کو مثلاً جبکہ
چھوڑا مجوسی نے اپنی زوجہ کو حال یہ کہ وہ مان اوسکی ہے پس تحقیق اونکے نزدیک نکاح مان کا ابن کے ساتھ جائز ہے
لعنہم اللہ تعالی۔ نہ کہا جاوے **م** یعنی اس جگہ یہ نہ اعتراض کیا جاوے کہ سگا بھائی دو جہتون کے اعتبار سے
میراث نہین پاتا ہے اسواسطے کہ کہین گے ہم **م** اسکے جواب مین کہ ہمنے اونکے اخیافی بھائیون مین اعتبار کیا اوس
جہت کا ترجیح مین حتی کہ اخیافی مقدم کیا جاویگا علاتی پر تو اب اوس جہت کا استحقاق مین اعتبار نہ ہوگا بخلاف جدۂ مذکورہ کے
م کہ اوس مین دو جہتون کا اعتبار واسطے توریث کے ہے نہ واسطے ترجیح کے۔ اور امام ابو یوسف رح کے قول کی یہ وجہ ہے
کہ تعداد جہت کا اگر مقتضی تعدد اسم کو ہو جیسے کہ تین مثالون مذکورۂ مین تو ہوگا وہ مقتضی واسطے تعدد استحقاق کے
باعتبار تعدد اوسکے کے اور جبکہ نہ تقاضا کرے تعدد اسم کو تو وہ جہت واحدہ کے حکم مین ہے اور ہم جس مبحث مین ہین وہ
اسی قبیل سے ہے پس تحقیق کہ وہ قرابت والی کو بھی جدہ کہتے ہین مانند ایک قرابت والی کے **م** مطلب یہ کہ تعدد جہت
کے ساتھ نام کا بھی تعدد ہو البتہ استحقاق میراث کا بھی متعدد ہوگا اور نام متعدد نہین تو جہت کا تعدد جہت واحدہ
کے مانند ہے اور اسجگہ اسی طرح ہے کہ دو قرابت والی کو بھی جدہ بولتے ہین ایک قرابت والی کے مانند اور جبکہ جمع ہوتین
قرابت والی جدہ ایک قرابت والی کے ساتھ تو ان دونون جدہ کے درمیان ہین سدس بالمناصفہ تقسیم کیا جاویگا
امام ابو یوسف رح کے نزدیک اور امام محمد کے نزدیک سدس کے چار حصہ ہونگے **م** ایک حصہ ایک قرابت والی کو اور تین حصے
تین قرابت والی کو ملین گے گویا کہ جدات چار ہین۔ کہا امام سرخسی نے کہ امام سے بصورت تعدد قرابت احدی الجدتین کے

کچھ روایت نہین ہی ولیکن حسن بن عبد الرحمن بن عبد الرزاق شاشی شافعی المذہب کے فرائض مین یون مذکور ہوا کہ قول ابو حنیفہ رح
ومالک رح وشافعی رح کا مانند قول ابو یوسف رح کے ہی **ف** خلاصہ یہ کہ ایک جہت والی جدہ اور کئی جہت والی برابر ہین
یعنی دونون سدس مین سے برابر بانٹ لین یہ نہین کہ کئی جہت والیکو زیادہ ملے مثال کئی جہت والی جدہ کے ساتھ ایک جہت والی
کی یہ ہی مثلاً ہندہ ایک عورت ہی اوسنے اپنے ابن الابن زید کا اپنی بنت البنت سلمی کے ساتھ نکاح کیا اور زید کی نانی صالحہ
ہی اور زید بیٹا ہوا سلمی سے عمرو پس ہندہ اُس عمرو کی دو جہت سے جدہ ہے اسواسطے کہ اوسکی ام ام الام یعنی پرنانی بھی ہے
اور ام اب الاب یعنی پردادی بھی ہے اور صالحہ اوسکی ایک جہت سے جدہ ہے کہ ام ام الاب ہے سوان دونون کو ترکہ عمرو
مین سے برابر ملے گا یہ نہ ہوگا کہ ہندہ کو زیادہ دلوین اور صورت اس مثال کی واسطے سمجھانے کے بطور شجرہ کے حاشیہ پر
لکھی ہی **تم** بعونہ وفضلہ وتوفیقہ تعالی وتقدس چھ فروض معنیہ مذکورہ کتاب اللہ کا تفصیلی بیان ہو چکا اب اسجگہ
ایک فائدہ جلیلہ لکھا جاتا ہے جو سب ذوی الفروض کے حقوق کو حاوی ہی حضرات ناظرین بعد حصول افادہ واستفادہ
دعاء خیر حسن عاقبت فقیر سے دریغ نفرماوین **فائدۂ جلیلہ** عالمگیری مین خزانۃ المفتین سے منقول ہوا کہ فروض
مقدرہ قرآن مجید مین چھ ہین نصف ربع ثمن ثلثین ثلث سدس۔ سو نصف تو پانچ اصناف کا فرض ہے زوج کا
فرض ہے جبکہ زوجہ کا بیٹا بیٹی اور پوتا پوتی نہو اور بنت صلبیہ کا فرض ہی اور بنت الابن کا فرض ہے جبکہ بنت صلبی نہو اور
سگی بہن کا فرض ہے اور سوتیلی بہن کا فرض ہے جبکہ سگی بہن نہو اور ربع دو صنف کا فرض ہی زوج کا فرض ہی جبکہ
میت کا ولد اور ولد الابن ہو اور ایک زوجہ اور چند زوجات کا فرض ہی جبکہ میت کا ولد اور ولد الابن نہو اور ثمن صرف
ایک صنف کا فرض ہے یعنی ایک یا چند زوجہ کا جبکہ ولد یا ولد الابن ہو اور ثلثین چار اصناف کا فرض ہی دو صلبی بنتون
یا زیادہ کا فرض ہی اور دو پوتیون یا زیادہ کا فرض ہے جبکہ بنت صلبی نہو اور سگی دو بہنون یا زیادہ کا فرض ہے اور
سوتیلی دو بہنون یا زیادہ کا فرض ہی جبکہ سگی بہن نہو اور ثلث دو صنف کا فرض ہی مان کا فرض ہے جبکہ میت کا ولد
اور ولد الابن نہ ہو اور نہ دو بھائی ہون اور نہ دو بہنین اور اولاد مادری کا فرض ہے دو ہون یا زیادہ ہون ذکور ہون
یا اناث۔ اور سدس سات اصناف کا فرض ہے باپ کا فرض ہے جبکہ میت کا ولد اور ولد الابن ہو اور جد صحیح کا
اسی طرح فرض ہی جبکہ میت کا باپ نہو اور مان کا فرض ہے جبکہ میت کا ولد اور ولد الابن ہو خواہ دو بھائی ہون یا دو بہنین
اور جدۂ صحیحہ کا فرض ہے خواہ ایک ہو یا کئی ہون اور بنت الابن کا فرض ہے بنت صلبی کے ساتھ تکملۃ للثلثین اور سوتیلی
بہن کا فرض ہے سگی بہن کے ساتھ تکملۃ للثلثین اور ایک شخص کا فرض ہی اولاد مادری سے مرد ہو یا عورت ہو اُنہی

باب العصبات یہ باب ہے عصبات کے بیان مین **ش** عصبۂ رجل کا لغت مین باپ کے جانب کے قرابتی اور

باب العصبات

کہتے ہین اور گویا کہ وہ جمع ہے عاصب کی اگرچہ نہین سنا گیا ھ یعنی استعمال محاورات عرب مین یہ کہ عصبۃ جمع ہے عاصب کی
چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت شارحؒ نے اسکو کلمۂ شک کے ساتھ بیان کیا بوجہ فتور جمعیت کے اور یہ ماخوذ ہے محاورۂ اہل
عرب سے کہ کہتے ہین وہ عصب القوم بفلان جبکہ گھیر لیتی ہے قوم اوس فلان کو اسی طرح میت کو عصبات ہر طرف سے گھیرے
ہین یعنی ایک طرف باپ ہے اور ایک طرف ابن ہے اور ایک طرف عم ہے اور ایکطرف اخ ہے ھ مطلب یہ کہ عصبہ مطلقًا
لغت مین عبارت ہے محیط بالشی سے اور معنی بتصریح صدر احاطہ عصبہ شرعی مین موجود ہین پھر نام رکھا گیا عصبہ کے
ساتھ واحد اور جمع کا اور مذکر و مؤنث کا ھ یعنی گویا کہ وہ ہوگیا عصبہ اسم جنس کذا فی حاشیہ سعد او کہا اصحاب لغت
نے کہ مصدر عصبہ کا عصوبت ہے ھ اور وہ لازمی ہے اسیواسطے کبھی وہ متعدی ہوتا ہے بارجارہ کے ساتھ جیسا
کہا جاتا ہے عصب القوم بفلان اور کبھی وہ متعدی ہوتا ہے تضعیف عین کے ساتھ پس کہا جاتا ہے المذکر یعصب
الانثی یعنی مذکر عصبہ کردیتا ہے مؤنث کو کذا فی حاشیہ سعد ف مخفی نہ رہے کہ عصبات جمع سلامت ہے اور مفرد
اوسکا عصبۃ ہے کہ جو جمع ہے عاصب کی مانند طلبۃ و فجرۃ و ظلمۃ کے کہ جمع ہے طالب فاجر ظالم کی پس عصبات الجمع جمع
ہے اور مصدر اوسکا عصوبت ہے کہ جسکے معنی لغوی و شرعی مذکور ہوچکے کذا فی حاشیۃ القاضی العصبات النسبیۃ
ثلث عصبۃ بنفسہ وعصبۃ بغیرہ وعصبۃ مع غیرہ اما العصبۃ بنفسہ فکل ذکر لاتدخل فی نسبتہ الی المیت انثی
عصبات نسبیہ تین ہین عصبہ بنفسہ اور عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ ولیکن عصبہ بنفسہ پس وہ ہر مذکر ہے کہ اوسکی نسبت کرنے
مین طرف میت کے مؤنث نہ داخل ہو ش مقدم کیا عصبہ بنفسہ کو اسواسطے کہ وہ زیادہ قوی ہے عصبہ نسبی سے
جیسا کہ گذر چکا ھ بیان اسکا عصبات نسبیہ کی شرح مین ماتن نے اعتبار کیا قید ذکورۃ کا اسواسطے کہ مؤنث عصبہ
بنفسہا نہین بلکہ عصبہ بغیرہا یا مع غیرہا ہوتی ہے پس جبکہ کہ میت کی طرف نسبت کرنے مین مؤنث داخل ہوگی تو وہ عصبہ
نہوگا مانند اولاد الام کے کہ وہ ذوی الفروض سے ہین اور مانند اب الام اور ابن البنت کے کہ وہ دونون ذوی الارحام
ہین پس اگر کہے تو کہ سگا بھائی عصبہ بنفسہ ہے باوجود اسکے کہ میت کیطرف اوسکی نسبت کرنے مین ماں داخل ہے بجواب
اوسکے کہین گے ہم کہ قرابت پدری اصل ہے استحقاق عصوبت مین کیونکہ اگر صرف قرابت پدری ہوگی تو کافی ہوگی اثبات عصوبت
مین بخلاف قرابت مادری کے کہ اوسمین علت واسطے اثبات عصوبت کی تنہا صلاحیت نہین حاصل ہے پس وہ استحقاق
عصوبت مین لغو ہے ھ اب اس جگہ یہ نقض وارد ہوتا ہے کہ بصورت لغو ہونے کے اوسکے اعتبار و تسلیم کی کچھ ضرورت نہتھی
اسکے جواب مین حضرت شارحؒ فرماتے ہین لیکن قرار دیا ہم نے قرابت مادری کو بمنزلہ وصف زائد کے پس ترجیح دی ہمنے
عینی بھائی کو علاقہ بھائی پر وھو اربعۃ اصناف جزء المیت و اصلہ وجزء ابیہ وجزء جدہ اور اون کی

بیان اسکا کہ عصبات نسبیہ تین ہین و العصبہ بنفسہ

بیان اسکا کہ عصبہ بنفسہ کی چار قسمین ہین

چار قسمیں ہیں جزء میت کا ہے اور اصل میت ہی ہے اور میت کے باپ کا جزء ہے اور میت کے دادا کا جزء ہے **ش** یعنے
عصبہ بنفسہ کی جماعت چار قسم ہیں اول میت کا جزء **ھ** یعنی بیٹا اور پوتا اور دوسری قسم میت کی اصل ہے **ھ** جیسے باپ اور دادا
تیسری قسم میت کے باپ کا جزء **ھ** مثلاً بھائی اور بھتیجہ چوتھے میت کے دادا کا جزء **ھ** مثلاً چچا اور اوسکی اولاد پس مقدم کیا جاویگا
ان اصناف میں اور جو داخل ہونیوالے ہیں ان صنافمین الاقرب فالاقرب یرجحون بقرب الدرجۃ اعنی
اولاھم بالمیراث جزء المیت ای البنون ثم بنوھم وان سفلوا ثم اصلہ ای الاب ثم الجد ای اب الاب وان علا یعنی جو قریب ترین
پس وہی قریب ترہین کہ ترجیح دئے جاوینگے وہ قرب درجہ کے ساتھ میں مراد رکھتاہوں مین کہ اولی عصبات کا میراث
مین میت کا جزء ہے یعنی ابناء میت اور اولاد الابن اگرچہ سافل ہوں پھر اصل میت کی یعنی باپ ہے پھر دادا میت کا ہے
یعنی باپ کا باپ اگرچہ عالی ہو **ش** اور جزاین میت کہ مقدم کئے گئے ابناء اب پر اسواسطے کہ ابناء فروع ہیں میت کے
اور اب اصل ہے میت کا اور اتصال فرع کا اصل میت سے زیادہ ظاہر ہے اتصال اصل سے ساتھ فرع اوس میت کے آیا
نہیں دیکھتا تو کہ فرع تابع ہوتی ہے اصل کے اور اصل کے ذکر سے فرع مذکور ہوجاتی ہے بخلاف عکس کے **ھ** یعنی فرع کے
ذکر سے اصل نہیں مذکور ہوتی چنانچہ ظاہر ہے کہ زمین کی بیع میں مکان اور درخت سب داخل ہوجاتے ہیں اور مکان
و درخت کی بیع میں زمین نہیں داخل ہوتی پس ظہور اتصال اونکا صریح اسپر دلالت کرتا ہے کہ ابناء قریب تر ہیں
میت کی طرف درجہ میں حکماً اگرچہ یہ نہیں ہے حقیقۃً کیونکہ جانبین سے اتصال بغیر واسطے کے ہے۔ اور مقدم کیا بنوالبنین
کو اگرچہ سافل ہوں باپ پر اسواسطے کہ اونکے استحقاق کا بھی سبب بنوۃ ہے کہ وہ بتصریح صدر مقدم ہے ابوۃ سے
ف شارح اکمل نے کہا کہ تقدیم ابن کی باپ پر میراث میں نقلاً اور عقلاً ثابت ہے دلیل نقلی تو قرآن مجید میں موجود
ہے یعنے باپ کا حصہ مقرر فرمایا اور ابن کا حصہ نہیں مقرر فرمایا تاکہ وہ باقی مال بطریق عصوبت کے پاوے اور دلیل
عقلی یہ ہے کہ انسان ولد کو اپنے والد پر مقدم جانتا ہے صرف مال میں اور محنت کشی سے مال کو حاصل کرتا ہے فرزند
کیواسطے تو مقتضا اسکا یہ ہے کہ اوسکا مال فرزند سے تجاوز کرکے اوسکی باپ کو نپوہنچے لیکن نص قرآنی سے بمقدار
حصۂ پدری کے اوسکے مقتضا کو ترک کیا اور باقی مال میں اوسکی خواہش دلی کو باقی رکھا کذا فی الطحطاوی اور ہو تا
باپ کا قریب تر درجہ میں جد سے جیسا کہ ابن اور ابن الابن کے درمیان میں ظاہر ہے اور مقید کرنا جد کو اب الاب
کے ساتھ اسواسطے ہے کہ تا نکلجاوے اوس سے اب الام کہ وہ جد فاسد ہے **ھ** مگر اسجگہ یہ نقض وارد ہوتا ہے کہ
اس تقیید کی کچھ حاجت نہ تھی واسطے اخراج جد فاسد کے اسواسطے کہ نکلنا جد فاسد کا معلوم ہوچکا تھا عصبہ بنفسہ
کی تعریف سے اسکے جواب میں شارح نے فرمایا کہ اس صورت میں ہوگی یہ تقیید تصریح واسطے اوس امر کے

جو معلوم ہو چکا ہے ضمناً ماتن کے قول وجل ذکر اللہ عن اللہ سے مطلب یہ کہ اگرچہ اس تقیید پر عصبہ بنفسہ کی تعریف
سے ضمناً علم آچکا تھا مگر اس تقیید کو اسجگہ ماتن کے قول کے اجمال کی تصریح سمجھنا چاہیے بوجہ مزید اہتمام شان اجداد
کے کہ وہ اثبات توریث جد ہے اور حرمان جد کا ہے بغیرہ یعنی بوجہ اب کے پس اجداد عالیہ جبکہ وہ متعدد ہوں گے
تو مقدم کیا جاویگا اونمین سے وہ کہ جوز یادہ قریب ہوگا درجہ مین ثم جزء ابیہ ای الاخوۃ ثم بنوهم وان سفلوا
پھر میت کے باپ کا جزو ہے یعنے سگے بھائی پھر ابناء اون کے اگرچہ سافل ہون ش مؤخر ہونا بھائیون کا جد سے
اگرچہ جد عالی ہو یہ قول حضرت ابو حنیفہ رح کا ہے بخلاف صاحبین رح کے جیسا کہ قریب واقف ہوگا تو اس مسئلہ پر
مقاسمۂ جد کے باب مین پس حضرت ماتن رح نے جو اسجگہ مطلقاً حکم بیان کیا بغیر آگاہ کرنے اختلاف کے هم یعنے
مابین امام رح اور صاحبین رح کے یہ اسواسطے کہ قول امام رح کا فتوے کے واسطے اختیار کیا گیا ہے۔ اور موخر کیا
بھائیون کی بیٹیون کو بھائیون پر بوجہ قریب ہونے درجہ بھائیون کے ثم جزء جدہ ای الاعمام ثم بنوهم وان سفلوا
پھر دادا کی اولاد یعنی سگے چچا پھر اونکے ابناء اگرچہ سافل ہون ش موخر ہونا اعمام کا بھائیون سے اور موخر ہونا
اعمام کی بیٹیون کا اعمام سے بوجہ بعید ہونا اونکے درجہ کے ہے هم پس احکام متذکرہ صدر سے ظاہر ہوا کہ اسباب عصوبت
بنفسہ حاصل ہونے کی چار قسم ہین بنوۃ یعنی بیٹا ہونا بغیر واسطہ ہو یا بواسطہ ہو هم جیسے کہ ابن الابن ہین اور ایسے ہی
ابوۃ یعنی باپ ہونا بغیر واسطہ یا بواسطہ ہو اخوۃ یعنی بھائی ہونا اور فرع اونکی چوتھی عمومت یعنی چچا ہونا اور فرع
اونکی اور ترتیب وہی ہے جو پہچان لی ہے تونے ف خلاصہ ان سب احکام متذکرہ صدر کا یہ ہے کہ اولی میراث مین
باعتبار استحقاق عصوبت کے میت کا جزء ہے یعنے بیٹا پھر پوتا اگرچہ سافل ہو یعنی پردتا اور ابن الابن کا ابن الابن اور
انکے بعد اصل میت کا یعنی باپ مقدم ہوگا مراد یہ کہ اگر میت کا بیٹا یا پوتا یا پردتا کوئی باقی نہین ہے تو میت کا باپ
عصبہ ہوکر ترکہ لیگا پھر باپ کے بعد جد صحیح یعنی باپ کا باپ مقدم ہے اگرچہ جد اونچا ہو یعنی پردادا سردادا الی غیر نہایۃ
پھر ان مذکورین کے بعد میت کے باپ کا جزء ہے یعنی میت کا سگا بھائی مقدم ہے اوسکے بعد سوتیلا بھائی مقدم
ہے بھتیجون پر پھر بھائی کے بعد سگے بھائی کا بیٹا مقدم ہے پھر اوسکے بعد سوتیلے بھائی کا بیٹا مقدم ہے اگرچہ بھتیجا
سافل ہو یعنی بھتیجے کا بیٹا پوتا پھر بھائیون کے بعد دادا کی اولاد یعنی سگا چچا مقدم ہے پھر اوسکے بعد سوتیلا چچا پھر
اعمام کے بعد سگے چچا کا بیٹا مقدم ہے پھر اوسکے بعد سوتیلے چچا کا بیٹا اگرچہ چچیرے بھائی سافل ہون اعمام پدری سے
مقدم ہین پھر بنی اعمام کے بعد باپ کا سگا چچا مقدم ہے پھر اوسکا سوتیلا چچا ہے پھر اعمام پدری کے بعد باپ کے
سگے چچا کا بیٹا مقدم ہے پھر اوسکے بعد باپ کے سوتیلے چچا کا بیٹا جد کے اعمام پر مقدم ہے پھر بنی اعمام پدری کے بعد

داداکا سگا چچا مقدم ہے پھر اوسکے بعد سوتیلا چچا دادا کا پھر جد کے اعمام کے بعد اون کا بیٹا اوسی طرح مقدم ہے یعنی
سگا سوتیلے پر مقدم ہے اگرچہ عم پدری کے فرزند اور عم جدی کے فرزند سافل ہون ہکذا فی العالمگیریہ عن المبسوط
ھ اور اگر ایک درجہ کے عصبات کی جماعت مجتمع ہو تو مال متروکہ اون پر باعتبار اونکے ابدان کے قسمت ہوگا نہ باعتبار اونکے
اصول کے مثلاً میت کا ایک بھتیجا ہے اور دس بھتیجے اور بہن یا ایک چچیرا بھائی ہے اور دس چچیرے بھائی اور بہن تو مال کے
گیارہ حصے ہونگے ہر شخص کو ایک حصہ ملیگا کذا فی عالمگیریہ عن الاختیار شرح المختار ویرجحون بقوۃ القرابۃ اعنی بہ ان
ذا القرابتین اولیٰ من ذی قرابۃ واحدۃ ذکرا کان او انثی لقولہ ان اعیان بنی الام یتوارثون دون بنی العلات ۹
پھر ترجیح دئے جاوینگے قوت قرابت کے ساتھ مراد اس سے یہ کہ دو قرابت والا اولیٰ ہوگا ایک قرابت والے سے مرد ہو یا عورت
ہو بدلیل قول ام کے کہ سگے وارث ہونگے نہ سوتیلے ش یعنے بعد دینے ترجیح کے قرب درجہ کے ساتھ مین ترجیح دئے جاوینگے قوت قرابت
کے ساتھ مراد اور کہتے ہین ہم مذکور کے ساتھ کہ وہ مذکور ترجیح بقوۃ القرابۃ یہ ہے کہ عصبات مین سے دو قرابت والا ایک
قرابت والے سے میراث مین اولیٰ ہوگا با وجود ہونے اون دونون عصبون کے درجہ مین برابر اور دو قرابت والا مذکر ہو
خواہ مؤنث ہو بدلیل قول ام کے کہ سگے وارث ہونگے نہ سوتیلے یعنی سگے اولیٰ ہین میراث مین سوتیلون سے اور اسجگہ ھ یعنی نظم حدیث
شریف مین مان کے ذکر کرنے سے مقصود ہے اظہار اس امر کا کہ ترجیح دئے جاتے ہین سگے سوتیلون پر کالاخ لاب وام مانند
سگے بھائی کے ش کہ وہ مقدم ہوگا سوتیلے بھائی پر بالاتفاق اور یہ مثال ہے مذکر دو قرابت والے کی والاخت
لاب وام اذا صارت عصبۃ مع البنت اولیٰ من الاخ والاخت لاب اور سگی بہن جبکہ ہوگی وہ عصبہ بنت کے ساتھ مین تو
ہوگی وہ اولیٰ سوتیلے بھائی اور سوتیلی بہن سے ش یعنے سگی بہن جبکہ ہوگی وہ عصبہ بنات صلبیہ کے ساتھ مین یا
بنات الابن کے ساتھ مین تو وہ بھی اولیٰ ہوگی سوتیلے بھائی اور سوتیلی بہن سے بخلاف ابن عباس رض کے کہ اونکے
نزدیک بہن عصبہ نہین ہوتی بنات کے ساتھ مین جیسا کہ مذکور ہو چکا اور یہ مثال ہے مؤنث دو قرابت والی کی
ھ اسجگہ یہ نقض وارد ہوتا ہے کہ یہ بحث ہے عصبات بنفسہ کا پس سگی بہن کا ذکر بنت کے ساتھ بے محل ہے کیونکہ
مؤنث عصبہ بنفسہا نہین ہوتی اسکے جواب مین شارح نے فرمایا کہ ماتن رح نے جو اسجگہ بہن کا ذکر کیا اگرچہ وہ نہین ہے
عصبہ بنفسہا مگر یہ اسواسطے کہ بسبب مشارک ہونے بہن کے عصبہ بنفسہ کے حکم مین اور جبکہ وہ نہوگی عصبہ بلکہ ہو وہ
صاحبہ فرض ھ مثلاً بحالت نہ ہونے بنت کے ساتھ مین تو اس صورت مین بہن کو اوسکا حصہ فرضی ملیگا او
باقی سوتیلے بھائی کو ھ مطلب یہ کہ اخت اگرچہ عصبہ بنفسہا نہین ہے بلکہ عصبہ مع غیرہا ہے مگر اعتراض مذکور کا
یہ جواب ہوسکتا ہے کہ اوسکا بھائی البتہ عصبہ بنفسہ ہے تو اوسکی ذیل مین بہن کی بھی قوت قرابت کا بھی ذکر کر دیا

کذا فی الطحطاوی ملخصا و ابن الاخ لاب و ام اولی من ابن الاخ لاب اور سگا بھتیجا اولی ہے ابن الاخ لاب سے ش
اسواسطے کہ یہ دونوں درجہ میں مساوی ہیں مگر اول بوجہ ہونے صاحب دو قرابتوں کے مقدم ہوگا ف توضیح مقام
یہ ہے کہ عصبات بعد ترجیح دئے جانے قرب درجہ کے ترجیح دئے جاوینگے قوت قرابت کے ساتھ یعنی جبکہ اون میں
تفاوت ہو سکے سوتیلے کا تو سگا مقدم ہوگا سوتیلے پر اگرچہ عصبہ قوی القرابہ عورت ہو جیسے سگی بہن بنت کیساتھ جہت
ساتھ مقدم ہے سوتیلے بھائی پر اور درجہ سے مراد قرابت کی جہت ہے یعنی تقدیم میں جہت معتبر ہے تو جزء میت کی
میت کی اصل کی جہت پر مقدم ہے پھر جبکہ متحد ہو جہت اور دو عصبوں میں سے ایک عصبہ زیادہ تر قریب ہو
میت سے مثلاً جزئیت میں ابن اور ابن الابن یکسان ہے مگر چونکہ ابن الابن کی بہ نسبت ابن زیادہ قریب ہے تو اب
تقدیم قرب کی وجہ سے معتبر ہوگی پھر جبکہ قرب میں بھی عصبات برابر ہوں تو اب تقدیم میں قرابت کی قوت معتبر
ہوگی یعنی سگا سوتیلے پر مقدم ہوگا جیسے بنت کے ساتھ سگی بہن مقدم ہے سوتیلے بھائی پر ف عصبات کی
توریث میں دو باتوں پر لحاظ رہے ایک یہ کہ چار قسمیں جو ترتیب کے ساتھ بیان کیں انمیں سے مقدم قسم والا گنا
ہے بعید ہو مؤخر قسم والے پر اگرچہ قریب ہو مقدم ہے مثلاً قسم اول میں سے پر پوتا ہو کہ میت سے دو واسطہ کر علاقہ
رکھتا ہے دوسری قسم کے بلا واسطہ پر یا ایک واسطہ والے پر بھی اوسکو تقدیم ہے پس اوسکے ہوتے ہوئے باپ
یا دادا کو باعتبار عصوبت کچھ نہ ملیگا یا مثلاً تیسری قسم میں بھائی کا پوتا ہو کہ کئی واسطہ کر میت سے منسوب ہے
اور قسم چوتھی میں سے چچا ہو کہ میت سے بہ نسبت ابن ابن الاخ کے قریب زیادہ ہے تو ابن ابن الاخ ہی وارث
ہے اور چچا محروم ہے وعلی ہذا القیاس اور بھی مقدم قسم والے کو اگرچہ قرابت ضعیفہ رکھتا ہو ترجیح ہے اوپر مؤخر
قسم والے کے جس میں قرابت قوی ہو مثلاً بھائی علاتی کو ترجیح ہے عینی چچا پر حالانکہ علاتی قرابت بہ نسبت عینی کے
ضعیف ہے پس علاتی بھائی کے ہوتے چچا کو کچھ نہ ملے گا۔ دوسرے یہ کہ ایک درجہ والوں میں باعتبار شدت اتصال
کے اور قوت قرابت کے ترجیح ہے پس ابن کے ہوتے ابن الابن محروم اور اب کے ہوتے جد محروم اور سگے بھائی یا سگے
چچا کے ساتھ سوتیلے بھائی اور سوتیلے چچا محروم ہیں اسواسطے کہ عینی کی قرابت قوی ہے بہ نسبت علاتی کے انتہے
وکذلک الحکم فی اعمام المیت ثم فی اعمام ابیہ ثم فی اعمام جدہ اور اسیطرح حکم ہے میت کے اعمام میں پھر میت کے
باپ کے اعمام میں پھر میت کے جد کے اعمام میں ش یعنے ایسا ہی اعتبار کیا جاویگا درمیان ان اصناف
اعمام کے قرب درجہ کا اولاً اور قوت قرابت کا ثانیاً پس میت کا عم مقدم ہوگا اوپر عم باپ میت کے جو مقدم ہے
اوپر عم جد میت کے اور یہ تقدیم بوجہ قرب درجہ کے ہے اور ہر واحد ان اصناف میں دو قرابت والا مقدم ہوگا

ایک قرابت والے پر باوجود مساوی ہونے درجے کے پس میت کا سگا عم اولی ہوگا میراث میں سوتیلے عم میت سے
اور یہی حکم ہے بیچ عم باپ میت کے اور عم جد میت کے اور اسیطرح حکم ہے ان اصناف کی فروع مین یعنی اولاً قرب
درجہ کا اور ثانیاً قوت قرابت کا اعتبار کیا جاویگا پس میت کا ابن العم مقدم ہوگا اوپر ابن العم میت کے ھم لوجہ
قرب درجہ کے اور میت کا ابن العم سگا مقدم ہوگا اوپر سوتیلے ابن عم میت کے ھم لوجہ قوت قرابت کے اب ماتن نے
شروع کیا بیان عصبہ بغیرہ پس کہا واما العصبۃ بغیرہ فاربع من النسوۃ وھن اللاتی فرضھن النصف والثلثان اور عصبہ
بغیرہ عورتون مین سے چار ہین اور وہ وہ ہین کہ جنکا حصہ فرضی نصف ہے اور ثلثان ہے **ش** اون چار مین سے
پہلے بنت ہے اسواسطے کہ ایک کے واسطے نصف ہے اور دو یا زیادہ کیواسطے دو ثلث ہین دوسری بنت الابن ہے
کہ حال اوسکا مانند حال بنت صلبی کے ہے بحالت نہونے بنت صلبی کے اور تیسری سگی بہن ہے کہ اوسکا حکم بھی ایسا
ہی ہے جبکہ نہ پائی جاوین بنات صلبی اور بنات الابن اور چوتھی سوتیلی بہن ہے کہ اوسکا حکم بھی ایسا ہی ہے جبکہ
نہ پائی جاوین تینون مذکورین متقدمہ ھم یعنی بنت الابن اور اخت عینی پس یہ چارون یصرن عصبۃ باخوتھن
کما ذکرنا فی حالاتھن **متن** ہو جاتی ہین عصبہ اپنے بھائیون کے ساتھ مین جیساکہ ذکر کیا ہم نے اونکے حالات مین
ش چنانچہ دو پہلون کے عصبہ ہونے پر یہ قول حقتعالی کا دلالت کرتا ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر
مثل حظ الانثیین اور پچھلیون کے عصبہ ہونے پر یہ قول حق تعالی کا دلالت کرتا ہے وان کانوا اخوۃ رجالا
ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین **ف** خلاصہ یہ کہ بنات ابنا کے ساتھ مین اور بنات الابن بنوالبنین کے ساتھ مین
اگرچہ سافل ہون عصبہ ہوجاتی ہین اسیطرح سگی اور سوتیلی بہنین اپنے بھائیونکے ساتھ مین عصبہ ہوجاتی ہین
پس یہ چارون عورتین بتصریح صدر عصبہ بغیرہ ہوتی ہین ومن لا فرض لھا من الاناث واخوھا عصبۃ لا تصیر عصبۃ
باخیھا اور جن اناث کا کہ حصہ فرضی نہین ہے اور اوسکا بھائی عصبہ ہے تو وہ اپنے بھائی کے ساتھ
مین عصبہ نہ ہوگی **ش** اور یہ ھم یعنی دلیل عصبہ نہ ہونے کی یہ ہے کہ مردون کے ساتھ عورتون کے
عصبہ ہونے مین جو نص وارد ہوئی ہے وہ مخصوص ہے دو جگہون مین بنات کا بنین کے ساتھ مین
اور اخوات کا اخوہ کے ساتھ مین عصبہ ہونا جیساکہ ابھی پہچانا تونے اور یہ عورتین ان دو جگہون مین
ذوات فروض سے ہین پس ظاہر ہے کہ جن عورتون کے لئے حصہ فرض نہین ہے اونکو نص نہین شامل ہی
اور بھی ھم یعنی دوسری وجہ یہ ہے کہ بھائی جو عصبہ کردیتا ہے بہن اپنی کو یعنی اوسکے حصۂ فرضی کو جو بحالت انفراد مین
ہے منتقل کردیتا ہے طرف عصوبت کے یہ اسواسطے ہے کہ تانہ لازم آوے تفضیل مؤنث کی مذکر پر بامساوات درمیان ان

دونون کے **ف** مثال تفصیل کی یہ ہے کہ مثلاً میت نے دو ابن اور دو بنت وارث چھوڑے پس اگر اس حالت مین
بنات عصبہ نہون گی تو دو بنت کو دو ثلث بسبیل فرضیت ملینگے اور باقی ثلث دو ابن کو ملیگا تو اس صورت مین تفضیل مؤنث
کی مرد پر ظاہر ہے اور مثال مساوات کی یہ ہے کہ مثلاً میت نے چھوڑا اک ابن اور ایک بنت پس اگر اس حالت مین بنت عصبہ
نہوگی تو اوسکو حصہ فرضی نصف دیا جاویگا اور باقی ابن کو ملیگا تو اسصورت مین فیمابین مذکر و مؤنث کے مساوات
لازم آتی ہے کذا فی حاشیۃ سعد پس جبکہ مؤنث بحالت انفراد صاحبہ فرض نہوگی تو نہین لازم آتی معنی مذکور اپنے بھائی
کے ساتھ عصبہ نہونے مین کالعم والعمۃ کان المال کلہ للعم دون العمۃ مانند عم اور عمہ کے تو کل مال واسطے عم کے ہے
نہ واسطے عمہ کے **ش** یعنی جبکہ ہون عم اور عمہ دونون عینی یا علاتی تو سب مال عم کو ملیگا عمہ کو کچھ نہ ملیگا اور یہی حال ہے جبکہ
ابن العم ہو بنت العم عینی یا علاتی تک کے ساتھ اور ابن الاخ ہو بنت الاخ علاتی کیساتھ **ف** عصبہ بغیرہ مین بھائی سے مراد وہ ہے جو
برادر حقیقی اور حکمی دونون کو عام ہو سو حقیقی برادر تین مین ہوتا ہے بنت صلبی اپنے بھائی کے ساتھ اور سگی بہن اپنے
بھائی کے ساتھ اور سوتیلی بہن اپنے بھائی کے ساتھ اور برادر حکمی بنات الابن مین ہوتا ہے تو پوتا اپنی بہنونکو عصبہ کر دیتا
ہے اور چچیری بہنون کے جو درجہ مین برابر ہیں اور بنات الابن کو وہ برادر حکمی بھی عصبہ کر دیتا ہے جو اون سے اسفل ہے
درجہ مین تو اون مین سے اوس عورت کو بھی عصبہ کر دیتا ہے جسکا کچھ حصہ نہین جیساکہ مسئلہ تشبیب مین مذکور ہو چکا ہے
کذا فی الطحطاوی واما العصبۃ مع غیرہ فکل انثی تصیر عصبۃ مع انثی اخری کالاخت مع البنت کما ذکرنا اور عصبہ مع غیرہ
پس وہ ہر عورت ہے کہ جو ہوتی ہے عصبہ دوسری عورت کے ساتھ مین مانند اخت کے بنت کے ساتھ مین جیساکہ ذکر
کیا ہم نے **ش** مانند سگی یا سوتیلی بہن کے کہ وہ بنت کے ساتھ مین عصبہ مع غیرہا ہوتی ہے برابر ہے کہ بنت صلبی ہو
یا بنت الابن ہو اور برابر ہے کہ ایک ہو یا بہت ہون جیساکہ ذکر کیا ہم نے قول ع کا کہ قرار دو بہنون کو بیٹیون کیساتھ
مین عصبہ **ھ** اس جگہ یہ شبہہ وارد ہوتا ہے کہ ایک بہن ایک بنت کے ساتھ بھی عصبہ ہوتی ہے اور ظاہر لفظ جمع خواہ
اور بنات کا اسکے خلاف پر دلالت کرتا ہے لہذا شارح نے اسکا جواب دیا کہ اس جگہ مراد دونون جمع سے جنس مراد ہے
واحد ہو یا متعدد ہو **ھ** مطلب یہ کہ جمع پر الف لام جنس کا ہے تو قلیل اور کثیر سب کو شامل ہے انتہی اور فرق درمیان عصبہ
بغیرہ اور مع غیرہ کے یہ ہے کہ عصبہ بغیرہ مین وہ غیر عصبہ بنفسہ ہوتا ہے پس متعدی ہوتی ہے نسبت اوسکی عصوبت طرف
انثی کی اور عصبہ مع غیرہ مین وہ غیر اصلا نہین عصبہ ہوتا ہے بلکہ عصوبت اوس عصبہ کی غیر کے ساتھ جمع ہونے سے
حاصل ہوتی ہے **ف** بعض شارحین سراجی لکھتے ہین کہ عصبات نسبیہ تین قسم مین اسواسطے منحصر ہوئے کہ اگر ثبوت عصوبت
مین غیر کے ملنے کی حاجت نہین تو وہ عصبہ بنفسہ ہے اور اگر عصبہ غیر کا محتاج ہے تو اگر عصوبت مین یہ غیر بھی اوسکا شریک ہے تو وہ

بیان عصبہ مع غیرہ

عصبہ لغیرہ ہے اور اگر غیر اوسکے ساتھ شریک نہین ہے تو وہ عصبہ مع غیرہ ہے اور مطلق عصبہ کی دو قسمین ہین نسبی اور دوسرا سببی
ف فتاوی محیط مین مذکور ہوا کہ جبکہ جمع ہون کئی عصبات یعنی بعض ہون عصبہ بنفسہا اور بعض ہون عصبہ لغیرہا اور بعض
ہون عصبہ مع غیرہا تو ایسی صورت مین باعتبار قرب میت کے ترجیح دیجاویگی نہ باعتبار ہونے اوسکے کے عصبہ بنفسہا
یہان تک کہ جب ہوگا عصبہ مع غیرہا اقرب میت کی طرف عصبہ بنفسہا سے تو ہوگا عصبہ مع غیرہا اولی میراث مین بیان اسکا
یہ ہے کہ مثلاً میت نے چھوڑے وارث ایک سگی بنت اور ایک سگی بہن اور سوتیلا بھتیجا تو اس صورت مین نصف ترکہ بنت کو
ملیگا اور نصف اخت کو اور ابن الاخ محروم ہوگا کیونکہ اس حالت مین بہن عصبہ ہو گئی بنت کے ساتھ مین اور وہ زیادہ
قریب ہے میت کی طرف ابن الاخ سے اور اسیطرح جبکہ ابن الاخ کے ساتھ عم ہو تو عم کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اسیطرح جبکہ
بجاے ابن الاخ کے اخ الاب ہو تو اس حالت مین اخ کو کچھ نہ ملیگا کذا فی عالمگیریہ وضوء السراج ، واخر العصبات
مولی العتاقۃ اور آخر عصبات کا مولی عتاقہ ہے ش حنفیہ کے نزدیک مولی عتاقہ کا مقدم ہے ذوی الارحام پر اور رد کرنی
ذوی الفروض پر اور یہی قول ہے سیدنا علی مرتضی رض و سیدنا زید بن ثابت کا اور کہا ابن مسعود رض نے کہ مولی عتاقہ کا ذوی الارحام
سے بھی موخر ہے اور وہ دلیل لائے ہین اس آیت شریف کو واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ یعنی قرابت والے لوگین
سے بعض اونکا اقرب ہے اون بعض سے کہ جنکو نہین حاصل ہے قرابت اور میراث مبنی ہے قرب پر اور بھی دلیل لائے ہین وہ
اس حدیث کے ساتھ کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے اوسکے کہ جسنے آزاد کیا غلام کو یہ کہ وہ تیرا مولی ہے
پس اگر شکر کرے تیرا وہ تو بہتر ہے واسطے اوسکے اور اگر کفران نعمت کرے وہ تیرا تو شر ہے واسطے اوسکے اور اگر مرا وہ
یعنی آزاد شدہ اور نہ چھوڑا اوسنے کوئی وارث اپنا ہوگا تو عصبہ اوسکا اس حدیث سے صریح ظاہر ہو گیا کہ نبی صلعم
مولی عتاقہ کی وراثت مین یہ شرط فرمائی کہ نہ چھوڑے آزاد کیا گیا کسی وارث کو اور ذوی الارحام قبیل وارثون سے ہین
علماء حنفیہ ابن مسعود رض کی استدلال آیت مذکورہ کے جواب مین فرماتے ہین کہ سبب نزول آیت شریف کا جو مروی
ہوا وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم مدینہ طیبہ مین تشریف فرما ہوئے تو آپ نے حضرات مہاجرین رض و انصار رض کے فیما بین
مواخات قرار دی پس یہ بنا اوس مواخات کے باہم ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے پس منسوخ فرمایا حقتعالی
نے اس حکم کو اس آیت کے ساتھ اور بیان فرمادیا کہ قرابت مقدم ہے مواخات اور موالات پر اور نہین ہے نزاع ہم کو اسمین کہ
ذوی الارحام مقدم ہین مولی موالات پر اور استدلال بالحدیث کا یہ جواب ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارادہ فرمایا اپنے
اس قول کے ساتھ کہ نہ چھوڑے وہ آزاد کیا ہوا کوئی وارث کہ نہ چھوڑے وہ ایسا وارث کہ عصبہ ہو اوسکا آیا نہین
غور کرتا تو کہ پھر آپنے آخر حدیث شریف مین فرمایا کہ اوس حالت مین تو ہوگا عصبہ اوسکا اور نہ فرمایا یہ کہ ہوگا تو وارث

اوسکا پس جبکہ مولی عتاقہ کا عصبہ ہونا ثابت ہوا کہ وہ آخر عصبات ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اوسپر حدیث مذکور تو ہوگا
وہ مقدم ذوی الارحام اور ردّ دونون پر بوجہ مقدم ہونے عصبات کے اون دونون پر ف اب معلوم کرنا چاہئے کہ آزاد کرنیوالا
وارث ہوگا اپنے آزاد کیے ہوئے کے ترکہ کا برابر ہے کہ آزاد کیا ہو اوسکو بوجہ اللہ تعالی یا بواسطہ شیطان کے ف یعنی یہ کہا اوسکو
کہ مینے تجکو آزاد کیا واسطے شیطان کے یا آزاد کیا اوسکو اسپر کہ وہ سائبہ ہے یا اس شرط پر کہ نہین ہے حق ولا اوسپر یا
آزاد کیا اوسکو مال پر یا بلغیر مال کے یا آزاد کیا اوسکو بطریق کتابت کے وغیر ذلک اور حضرت امام مالک رحمہ نے کہا کہ اگر
آزاد کیا غلام کو واسطے شیطان کے یا بالشرط اسکے کہ نہو ولا اوس آزاد کرنے والے کے تو نہوگا وہ مستحق ولا کا ف یعنی ان
دونون صورتون مین اسواسطے کہ ولا صلہ شرعی ہے اور جو قصد کرنے والا وجہ شیطان کا ہے وہ مرتکب ہوا اس عتاق
کے ساتھ معصیت کا پس محروم ہوگا وہ اس صلہ سے ف اور دوسری صورت مین یہ وجہ ہے کہ جبکہ اوسنے تصریح کردی
نفی ولا کی تو گویا اوسنے اپنا حق رد کردیا تو اب ولا مستحق نہوگا۔ اور حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ سبب ولا کا عتاق ہے یعنے آزاد
کرنا ہے بدلیل حدیث شریف کے الولاء لمن اعتق یعنی ولا واسطے اوس شخص کے ہے کہ جس نے آزاد کیا اور یہ سبب متحقق ہے
ان سب صورتون مین پس سبب بھی سب صورتون مین ثابت ہوگا ف ماتن نے عصبہ سببی پر اختتام کیا یعنی بعد عصبات
نسبیہ کے میت کا مال دیا جائے آزاد کرنے والے کو کہ وہ سبب سے عصبہ ہے یعنی بسبب آزاد کرنے کے اوسکو عصوبت حاصل
ہوتی ہے نہ بسبب قرابت کے مثلاً اگر میت اصل مین کسیکا غلام ہو اور اوسکے مولی نے اوسکو آزاد کردیا ہو اور وہ اپنا کوئی
عصبہ نسبی نہ چھوڑے تو اوسکا مال اوس آزاد کرنیوالے کو کہ وہ مرد ہو یا عورت ہو بطور عصوبت کے ملیگا اگر اصحاب فرائض کے
کے ساتھ ہوگا تو باقی ملیگا اور تنہا ہوگا تو کل مال پہونچیگا معتق کو یعنی آزاد کرنیوالے کو مولی عتاقہ بھی کہتے ہین انتہی۔

ثم عصبتہ علی الترتیب الذی ذکرنا پھر عصبہ اوس مولی عتاقہ کا اوس ترتیب پر جو ذکر کی ہم نے ش عصبات مین پس
ہونگے عصبات نسبیہ اوسکے مقدم عصبات سببی پر یعنی آزاد کرنے والے کے پر اور مراد عصبات نسبیہ سے فقط عصبہ بنفسہ
ہے جیسا کہ قریب پہچانیگا تو اسکو اور ان سب عصبات کے درمیان مین ترتیب اوس قاعدہ پر ہے جو مذکور ہو چکا پس ہوگا
آزاد کرنیوالیکا ابن اولی عصبات اوسکے سے پھر ابن الابن اوسکا اگرچہ سافل ہو پھر باپ اوسکا پھر جد اوسکا اگرچہ عالی ہوتا
آخر اوسکے جو بیان کیا ہم نے اول اسباب مین بدلیل قول م الولاء لحمۃ کلحمۃ النسب یعنی ولا خویشی ہے مانند خویشی نسب کے ف
مطلب یہ کہ مولی عتاقہ کے بعد اوسکا عصبہ بنفسہ ہے بنا بر مقدم مذکور بدلیل حدیث شریف کے کہ ولا قرابت ہے نسب کی قرابت کے
مانند صاحب در مختار نے اسجگہ عصبہ کے ساتھ بنفسہ کی بھی قید لگائی ہے اسواسطے کہ مولی عتاقہ کا عصبہ بنفسہ مقدم ہے اوسکے
عصبہ سببی پر یعنی آزاد کرنیوالے کا آزاد کرنیوالا موخر ہے عصبہ نسبی سے اور بموجب ترتیب مذکورہ کے عمل کیا جاوے گا الولاء

لحمة کلحمة النسب ولا خویشی ہے مانند خویشی نسب کے **ش** معنی اسکے یہ ہین حریت یعنے آزادگی انسان کے واسطے زندگی ہے اسواسطے
کہ بسبب اس حریت کے ثابت ہوتی ہے واسطہ انسان کے صفت مالکیت کی کہ اوس سے انسان اپنے ماسوٰی سے یعنی سب
حیوانات وجمادات سے ممتاز ہوا اور رقیت یعنی بندگی بمنزلہ تلف وہلاک کے ہے پس آزاد کرنے والا سبب ہے واسطے زندہ
کرنے معتق کے جیسے کہ باپ سبب پیدائش فرزند کا ہے پس جیسے کہ فرزند منسوب ہوتا ہے باپ کی طرف بسبب نسب کے
اور باپ کے اقربا کی طرف بہ تبعیت باپ کے ایسے ہی آزاد شدہ منسوب ہوتا ہے اپنے آزاد کرنے والے کی طرف بسبب ولا کے
اور اوسکے عصبہ کیطرف بہ تبعیت پس جیسے کہ ثبوت ارث کا ہوتا ہے نسب کے ساتھ ایسا ہی ثبوت ارث کا ہوتا ہے بالولا
ف مخفی نرہے کہ آزاد کرنیوالے کی میراث غلام آزاد نہین پاتا جمہور کے نزدیک خلافاً لاسحاق بن راہویہ والحسن بن زیاد
اور حدیث الولا لحمة کلحمة النسب مین ولا سے مراد ولاء عتاقہ ہے نہ ولاء میراث یعنے ولاء عتاقت قرابت حاصلہ ہے عتق کے
سبب سے مانند قرابت حقیقی نسبی کے کذا فی الطحطاوی ملتقطا **ولا شئ منه للاناث من ورثة المعتق** اور نہین ملیگا
کچھ ولا مین سے واسطے عورتون کے وارثون کے آزاد کرنے والے مین سے **ش** پس نہین ہے واسطے آزاد کرنے والے کے
عصبہ مین کہ جو وارث ہون آزاد شدہ سے بالولا عصبہ بغیرہ یا مع غیرہ جیسا کہ آگاہ کر چکے ہین ہم تجکو اسپر ابھی **ف**
یعنی آزاد کرنیوالیکے عصبات مین سے جو غلام آزاد شدہ کے ترکہ مین وارث ہوتے ہین باعتبار حق ولا کے اونہین سے
آزاد کرنے والے کے عصبات بغیرہ اور مع غیرہ کو حق ولا کچھ نہ ملیگا در صورت نہ ہونے آزاد کرنیوالے کے مال دیا جاوے
اوسکے عصبات کو جو مرد ہون مثلاً اگر ایک شخص مرے اور اپنا کوئی عصبہ نسبی نہ چھوڑے اور آزاد کرنیوالا بھی نہ رہا ہو
تو اوس آزاد کرنیوالیکے عصبہ مذکر کو وہ مال بطور عصوبت کے ملیگا عصبہ موٴنث کو نہ ملیگا مثلاً اوس آزاد کرنیوالے کے ایک ابن ہے اور ایک
بنت ہے تو کل مال ابن کو ملیگا بنت کو کچھ نہ ملیگا حالانکہ وہ بھی ابن کے ساتھ عصبہ ہی بدلیل قول ؑ کے لیس للنساء من الولاء
الا ما اعتقن او اعتق من اعتقن او کاتبن او کاتب من کاتبن او دبرن او دبر من دبرن او جر ولاء معتقهن او معتق معتقهن نہین ہے
واسطے عورتونکے ولا مین سے کچھ مگر ولا اوسکا کہ جسکو عورتون نے آپ آزاد کیا ہو یا ولا اوسکا کہ عورتونکے آزاد کئے ہوئے نے جسکو آزاد کیا ہو یا جسکو
عورتون نے آپ مکاتب کیا ہو یا اونکے مکاتب کئے ہوئے نے جسکو مکاتب کیا ہو یا جسکو عورتون نے مدبر کیا ہو یا اونکے مدبر کئے ہوئے نے
جسکو مدبر کیا ہو یا اوس ولا نے اپنی طرف کھینچا ہو آزاد کئے ہوئے اونکے کو یا اونکے آزاد کئے ہوئے کے آزاد کئے ہوئے کو **ش** اس حدیث مین اگرچہ
نوعی سند وہی لیکن چونکہ وہ متاکد ہوگئی ہی بوجہ اسکے کہ مثل اسکے صحابہ کرامؓ مثل سیدنا حضرت عمرؓ وسیدنا علی مرتضیؓ وسیدنا حضرت ابن مسعودؓ
نے مثل اس روایت کے کہا تو اب یہ حدیث بمنزلہ حدیث مشہور ہوگئی **ف** شاذ وہ حدیث ہے جسکو ثقہ راوی اور راویون کے
مخالف بیان کرے تو جس کی روایت مین راوی متفرد ہو تو اوس کو نظر کرنا چاہیئے اگر اسکی روایت اوس راوی کے

مخالف ہو جو اوس سے زیادہ تر حافظ اور ضابط ہے تو اوسکی روایت شاذ قبول کرنے کے لائق نہین ہے اور اگر اوسکی
روایت ثقات کے مخالف نہین ہے تو اگر اوس راوی کے حفظ و اتقان پر اعتماد ہے تو وہ مقبول ہے اوسکا انفراد
صحت حدیث مین قادح نہین ہے اور اگر اوسکے حفظ اور اتقان پر اعتماد نہین تو اوسکی حدیث خارج ہے حدیث صحیح سے
اور حدیث مشہور وہ ہے جو قرن اول مین احاد ہو پھر قرن ثانی مین اور بعد اوسکے متواتر ہو گئی ہو اور چونکہ قرن اول یعنے
صحابہ کرام رض ثقات اور عدول ہین تو اونکی گواہی بمنزل متواتر کے حجت ہے خصاص نے کہا کہ مشہور متواتر کی دوسری
قسم ہے کذا فی الطحطاوی معنی اس حدیث کے یہ ہین کہ نہین ہے واسطے عورتون کے حق ولا مین سے کچھ مگر ولا اوسکا
کہ جسکو اونھون نے آزاد کیا یا اونکے آزاد کئے ہوئے نے جسکو آزاد کیا ہو الی آخرہ م اس جگہ شبہہ وارد ہوتا ہے
کہ کلمہ ما کا استعمال کیا جاتا ہے غیر عقلا مین اور اسجگہ آزاد کیا ہوا جنس عقلا سے ہے تو کیون جائز ہوا استعمال کلمہ
ما کا اس جگہ اسکے جواب مین شارح فرماتے ہین کہ کلمۂ ما کا مذکورہ یا مقدرہ اسجگہ عبارت ہے مرقوق سے یعنے غلام
سے کہ جسکے ساتھ آزاد کرنا متعلق ہوتا ہے اور وہ بمنزلہ جمیع مملوکات ہے اوس قبیل سے کہ نہین ہے عقل واسطے اوس کے
م اسواسطے کہ ظاہر ہے کہ لونڈی غلام کی خرید و فروخت ہوتی ہے بازارون مین مانند غیر عقلا کے جیسا کہ قول حقتعالے
مین وارد ہوا کلمہ ما کا اس موقع مین او ما ملکت ایمانکم اور کلمہ من کا عبارت ہے اوس سے کہ جو ہو گیا آزاد مالک
پس مستحق ہوا اسکا کہ تعبیر کیجاوے اوسکی ذات ایسے کلمہ کے ساتھ جو واسطے عقلا کے موضوع ہے کہ وہ کلمہ من کا ہے اور
قول ما تن کا او جر محتاج ہے طرف اسکے کہ مقدر کیا جاوے اوسکے ساتھ اَنْ م یعنی کلمہ ان مصدریہ کا تاکہ جملہ کی تاویل بالمصدر
صحیح ہو جاوے یعنی نہین ہے واسطے عورتون کے حق ولا مین سے کچھ مگر ولا مذکورین حدیث کا پس ولا اون عورتون کے آزاد
کئے ہوئے کا یا اونکے مکاتب کئے ہوئے کا ظاہر ہے م یعنی مثال اوسکی ظاہر ہے ف بنظر فائدۂ عام و توضیح مقام مثال
لکھی جاتی ہے مثلاً ایک عورت نے غلام آزاد کیا اور وہ غلام مرا اور اوسنے اپنا کوئی عصبہ نسبی نہ چھوڑا تو اوسکا مال اوس
آزاد کرنیوالی عورت کو بطور عصوبت ملے گا یعنی اصحاب فرائض کے ساتھ مابقی اور بحالت انفراد کل مال ملیگا اور
مکاتب بعد ادا ء مال کتابت کے ہو جاتا ہے مانند معتق کے پس جو صورت اوسکی ہے وہی صورت اوسکی ہے اور
مثال ولاء معتق معتقین کی یہ ہے کہ مثلاً ایک عورت مسماۃ فاطمہ نے ایک غلام نامی زید آزاد کیا اب زید نے
زمانہ حریت مین ایک غلام نامی عمرو کو خرید کیا پھر زید نے آزاد کیا اب مرگیا معتق اول یعنی زید اور نہ چھوڑا
اوس نے کوئی عصبہ پھر مرا معتق ثانی یعنی عمرو تو اس صورت مین عمرو کی میراث واسطے فاطمہ معتقہ اول کے ہے بالعصوبت
من جہۃ الولاء اور ایسا ہی حکم کاتبن اور کاتب من کا تبن مین ہے ف مثال کاتب من کاتبن کی یہ ہے کہ مثلاً

مسماۃ زینب نے مکاتب کیا اپنے غلام نامی بکر کو یعنی یہ کہا کہ اگر تونے مجکو سو درم دیے تو تو آزاد ہے چنانچہ اوسنے سو درم
ادا کیئے اور آزاد ہوا اب مکاتب کیا بکر نے اپنے غلام نامی خالد کو چنانچہ خالد نے بھی مال کتابت کا بکر کو ادا کیا اور آزاد
ہو گیا اب مرا مکاتب ثانی بعد موت مکاتب اول کے اور اوسنے عصبات نسبی مین سے کیسکو نہ چھوڑا تو اسصور تمین
میراث اوسکی مکاتبہ یعنی زینب کے واسطے ہے انتہے اور مثال ولاء مدبر اونکے کی یہ ہے کہ مثلاً مسماۃ عظیمہ نے
اپنے غلام نامی عبد اللہ کو مدبر کیا ھم یعنی یہہ کہا کہ جب مین مرون تو تو آزاد ہے پھر وہ مرتدہ ہو گئی اور ملگئی
دار الحرب مین اور قاضی نے اوس غلام مدبر کی حریت کا حکم کیا اور پھر اسلام لائی وہ عورت اور دار الاسلام مین آگئی
پھر مرا وہ مدبر اور نہ چھوڑا اوس نے کوئی عصبہ نسبی تو یہی عورت عصبہ اوسکی ہوگی۔ اور اسیطرح حکم ولاء مدبر المدبر کا ہے یعنے
جبکہ قاضی نے اوس مدبر کی آزادی پر حکم کیا بوجہ لاحق ہو جانے اوسکے دار الحرب مین اور پھر اوس مدبر نے ایک غلام خرید کیا
اور اوسکو مدبر کیا اور پھر مرا ھم یعنی غلام مدبر اول کا اور اس حالت مین وہ عورت دار الاسلام مین پھر آکر مسلمان ہو گئی
پہلے موت مدبر اپنے کے یا بعد موت مدبر اول کے پھر مرا مدبر ثانی اور نہ چھوڑا اوسنے کوئی عصبہ نسبی تو حق ولاء عورت مذکورہ
کو پہونچیگا اور مثال جر ولاء معتقہن کی یہ ہے کہ ایک عورت کے غلام نے باجازت اپنی مالکہ کے کسی لونڈی آزاد شدہ
سے نکاح کر لیا اور اوس سے لڑکا پیدا ہوا تو وہ آزاد ہوگا بہ تبعیت ماں کے کیونکہ غلامی اور آزادگی مین بچہ ماں کا
تابع ہوتا ہے اور ولا اوس بچہ کا واسطے مولی ماں اوسکی کے ملیگا پس جبکہ آزاد کیا اوس عورت نے اپنے غلام کو
ھم کہ جسکا نکاح کرا دیا تھا لونڈی آزاد شدہ سے تو اس غلام نے بوجہ آزادگی ولاء فرزند کو مولی مادر فرزند کو رسے
اپنی طرف کھینچ لیا اور پھر اپنے موالات کی طرف یہانتک کہ جب وہ غلام آزاد مرے اور پھر مرے اوسکا فرزند اور
اوس عورت کو چھوڑے جسنے اسکے باپ کو آزاد کیا ہے تو ولا اوس فرزند کا اوس عورت کو پہونچیگا اور مثال جر ولاء
معتق معتقہن کی یہ ہے کہ ایک عورت نے ایک غلام آزاد کیا اور پھر اوس غلام آزاد شدہ نے ایک غلام خرید کیا
اور ایک لونڈی آزاد شدہ غیر سے اوسکا نکاح کر دیا اور اوسنے لڑکا پیدا ہوا ھم کہ وہ بتصریح صدر آزاد ہے اور ولا
اس فرزند کا اس فرزند کی ماں کے مولی کو پہونچیگا پس جبکہ اوس غلام آزاد شدہ نے اپنے غلام کو آزاد کیا یعنی
جسنے نکاح کیا تھا معتقہ مذکورہ کے ساتھ تو کھینچ لیا اوس غلام نے بوجہ آزاد کرنے اوسکے ولاء ولد معتق اپنے کو
طرف نفس اپنے کے اور پھر اپنے مولاۃ کیطرف یعنی اوس عورت کی طرف کہ جس نے اوس غلام کو آزاد کیا تھا اور کبھی
استدلال کیا جاتا ہے بھی جر ولاء پر بروایت ہذا کہ حضرت زبیرؓ نے دیکھے چند جوان کہ تعجب مین ڈالا حضرت زبیرؓ کو اونکی
شجاعت و کرم ہونے نے دران حالیکہ ماں اون کی لونڈی تھی رافع بن خدیج کی اور باپ اون جوانون کا غلام تھا

کسی دوسرے کا پس حضرت زبیر رضہ نے اونکے باپ کو اوس دوسرے سے خرید کر لیا اور آزاد کر دیا اور پھر فرمایا آپ نے
اون جوانون کو کہ تم میریطرف منسوب ہو ہم مراد یہ کہ تا ہووے حق ولا تمھارا میری طرف پس حضرت زبیرؓ اور حضرت رافعؓ مین
منازعت واقع ہوئی کہا حضرت رافع رضہ نے کہ یہ سب میرے موالی ہین پس حکم فرمایا سیدنا عثمان رضہ نے حق ولا کا واسطے
حضرت زبیرؓ کے پس دلالت کی اس حکم نے اسپر کہ ولد منسوب ہوتا ہے طرف مولی مان اپنی کے جبتک کہ نہ ثابت ہو واسطے
اوسکی ولا اوسکے باپ کی جانب سے اور جب ثابت ہوگا تو کھینچ لیگا باپ ولد کی ولا کو طرف موالی اپنے کے اور کیسے نہ کھینچے
اور حال یہ ہے کہ نسبت طرف مان کی بضرورت ہے مانند ولد الزنا اور ولد ملاعنہ کے یہان تک کہ جب جھٹلاوے ملاعن
اپنے نفس کو تو ہوگا ولد منسوب طرف اوسکے **ف** ولد الزنا اور ولد الملاعنہ کا عصبہ اونکی مان کا مولی ہے ولد ملاعنہ کیہ
ایک عورت کے لڑکا پیدا ہوا اوسکے زوج نے کہا کہ یہ میرا بیٹا نہین ہے پھر باہم لعنت کرکے زوجین مین فراق ہوگیا تو وہ لڑکا
ولد الملاعنہ ہے طحطاوی نے منح الغفار سے نقل کیا کہ رسول مقبول صلعم نے ولد الملاعنہ کو اوسکی مان کے ساتھ ملایا تو وہ اوس
شخص کے مانند ہوگیا جسکو باپ کی جانب سے کچھ قرابت نہین تو اب یہ واجب ہوا کہ اوسکی مان کے موالی اوسکے وارث ہون
اور وہ اون کا وارث ہو تو اگر ولد الملاعنہ مرگیا اور اوسنے ایک بنت اور ام اور ملاعن کو چھوڑا تو بنت کو نصف
اور مان کو سدس اور باقی مال پھر بنت اور ام کو دیا جاویگا بطریق فرض اور رد کے گویا کہ اوسکا باپ ہی نہ تھا انتہیٰ
ف ولد الزنا اور ولد اللعان فقط اپنی مان کی جہت سے وارث ہوگا اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اون دونوں کا
باپ نہین یعنی احکام شرعی مین نہ واقع مین پس اگر مثلا ولد الزنا کا اخیافی بھائی ہو نکاح سے یا زنا سے تو یہ بھائی
اوسکا عصبہ نہوگا مادری بھائی کی میراث لیگا یعنی صاحب فرض ہوگا اور ولد الزنا کی ارث اوسکی مان لیگی فرضاً و
ردًا اور اگر مان نہ ہو تو مان کی ذوی الارحام وارث اوسکے ہونگے کذا فی الطحطاوی **ف** ولد مشترک کا نسب مشترک
لونڈی سے ثابت ہوگا تو وہ ہر مولی سے ابن کامل کی میراث پاویگا اور دونون مولی ایک باپ کی میراث ولد مشترک کے
مال سے پاوینگے اور ہر مولی کے قرابت دار اوسکی میراث مین باہم شریک ہونگے گویا کہ ایک باپ کے قرابت دار ہین اور
اگر مولی مرگیا تو دوسرا باقی مولی ولد مشترک کے مال متروکہ سے پدر کامل کی میراث لیگا کذا فی الطحطاوی عن الدر المنتقی
اور اسجگہ مولی سے مراد وہ ہے جو آزاد کرنیوالے اور عصبہ دونون کو شامل ہو تاکہ اگر ولد الزنا یا ولد الملاعنہ کی مان حرہ
اصلی ہو تو اوسکو بھی شامل رہے چنانچہ علامہ قاسم نے اسکو مشرح بیان کیا ہے مان کا مولی اسواسطے عصبہ ہوا
کہ ولد الزنا اور ولد الملاعنہ کا کوئی باپ نہین ہے شرعاً جس سے اون کا نسب ثابت ہو اور وہ اوسکے وارث ہون
اور ولد الزنا اور ولد الملاعنہ ایک مسئلہ مین جدائی رکھتے ہین وہ مسئلہ یہ ہے کہ ولد الزنا اپنے توام سے مادری بھائی کی میراث

لیتا ہے اور ولد الملاعنہ اپنے توام سے سگے بھائی کی میراث پاتا ہے کذا فی الدر المختار و لو ترک ابا المعتق وابنه کان عند ابی یوسف رح سدس الولاء للاب والباقی للابن وعند ابی حنیفة و محمد رح الولاء کله للابن اور اگر چھوڑا آزاد کرنیوالیکے باپ کو اور ابن کو تو ابو یوسف رح کے نزدیک سدس ولا کا باپ کو ملیگا اور باقی ابن کو اور حضرت ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک سب ولا ابن کو ملیگا ش یعنی اگر غلام آزاد شدہ مرگیا اپنے مولی کا باپ اور بیٹا چھوڑکر تو ابو یوسف رح کے نزدیک سدس ولا کا باپ کو ملیگا اور باقی ابن کو اور یہ روایت اخیر ہے اون دو روایتون مین سے جو ابن مسعود رح سے مروی ہوئی ہین اور یہی قول حضرت شریح اور نخعی رح کا ہے اور حضرت ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کے قول کو اختیار کیا ہے سعید بن المسیب نے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رح کا اور یہی ہے قول اول ابو یوسف رح اور وجہ قول اخیر حضرت ابو یوسف کی ھم جو متن مین اول مذکور ہوا ہے یہ ہے کہ ولا اثر ملک ہے پس وہ لاحق ہوگا حقیقت ملک کے ساتھ اور اگر چھوڑتا آزاد کرنیوالا مال ھم اور وارثون مین باپ اور بیٹا تو باپ کو سدس ملتا اور باقی ابن کو ملتا پس ایسا ہی حکم ہوا جبکہ چھوڑا آزاد کرنیوالے نے حق ولا کو ھم اور حضرت ابو یوسف رح کے استدلال کا یہ جواب ہے کہ ولا اگرچہ اثر ملک ہے لیکن نہین ہے وہ مال اور نہ واسطے اوسکے حکم مال کا ہے مانند قصاص کے کہ جائز ہے عوض لینا اوس سے مال کے ساتھ بخلاف ولا کے ھم کہ اوسمین بالمال عوض نہین جائز ہے پس نہین جاری ہونگے ولا مین سہام وارثون کے بالفرضیت جیسے کہ جاری ہوتے ہین مال مین بلکہ ولا سبب ہے کہ وارث کیا جاتا ہے بسبب اوسکے وہ شخص بطریق عصوبت کے پس اعتبار کیا جاویگا حکم الاقرب فالاقرب کا اور ظاہر ہے کہ ابن اقرب تمام عصبات کا ہے ھم اب حضرت شارح بعد جواب دینے اونکے استدلال کے بطور رد فرماتے ہین کہ اگر ولا مین جاری ہوتے سہام وارثون کی فرضیت کی راہ سے مثل مال کے تو البتہ عورتونکو بھی حصہ ملتا ولا مین سے بالارث علاوہ اسکے یہ کہ قول الولاء لحمة کلحمة النسب لایباع ولا یوہب ولا یورث دلیل واضح ہے حضرت ابو یوسف رح کے قول اول کے ثبوت پر جو مذہب حضرت ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کا ہے ھم اور وجہ قول اول ظاہر ہے کہ عصوبت مین بنوت مقدم ہے ابوۃ پر ولو ترک ابن المعتق وجده فالولاء کله للابن بالاتفاق اور اگر چھوڑا غلام آزاد نے آزاد کرنے والے کے ابن کو اور جد کو تو سب ولا ابن کو ملیگا بالاتفاق ش اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ اب مانند ابن کے ہے عصوبت مین باعتبار ظاہر کے اسواسطے کہ ہر واحد اون دونون کو میت کے ساتھ اتصال بلا واسطہ حاصل ہے اور ہونا ابن کا اقرب ھم یعنی باپ سے محتاج ہے طرف اوس بیان کے جو گذر چکا وہ یہ کہ زیادتی قرب ابن کی امر حکمی ہے ھم لہذا بتصریح صدر اس جگہہ اختلاف واقع ہوا ھم درمیان ائمہ کرام کے بخلاف جد کے کہ اتصال اوسکا میت کے ساتھ بواسطہ باپ کے ہے

پس ہوگا باپ اقرب جد سے اور ابن زیادہ قریب ہوگا اب سے بلا شبہہ تو اس صورت مین ابن سے حق ولا مین جد مزاحم ہوگا بالاتفاق اور یہ مسئلہ اون مسائل اربعہ سے ہے جو مستثنے کیا گیا ہے بہ بناء قول اخیر ابو یوسف رح کے اسواسطے کہ حضرت ابو یوسف رح نے ولا مین جد کو باپ کے مانند نہین قرار دیا ہے **ف** خلاصہ یہ کہ سب حق ولا ابن کو ملنا جد کے ساتھ مین باتفاق امام رح اور صاحبین کے ہے اور باپ کے ساتھ مین بتصریح صدر اختلاف ہے انہنے کہا شیخ الاسلام خواہر زادہ نے کہ اگر غلام آزاد نے اپنے آزاد کرنے والے کا دادا اور اوسکا بھائی چھوڑا تو سب ولا جد کو ملیگا حضرت ابو حنیفہ رح کے نزدیک اسواسطے کہ جدیت کی طرف عصوبت مین بھائی سے زیادہ قریب ہے بمذہب امام رح اور صاحبین کے نزدیک حق ولا اون دونون مین بالمناصفہ تقسیم ہوگا **م** اسواسطے کہ ہر واحد اون دونون کا منسوب ہوتا ہے میت کیطرف بالواسطے **ف** خلاصہ یہ کہ اگر غلام آزاد مرگیا اپنے مولی کا باپ اور بیٹا چھوڑکر تو سب مال مولا کے فرزند کا ہے اور ابو یوسف رح کے نزدیک باپ کے واسطے سدس ہے اور اگر غلام آزاد نے اپنے مولی کا دادا اور اوسکا بھائی چھوڑا تو تمام مال جد کا ہے بنا براوس ترتیب کے جو عصبہ بنفسہ مین مذکور ہو چکی اور صاحبین نے فرمایا کہ دونون کے درمیان مین مال مقسوم ہوگا میراث کے مانند۔ انتہی اور ذکر کیا امام محمد رح نے کتاب الولا مین صحابہ کبار سے مثل سیدنا حضرت عمر و سیدنا حضرت علی رض و سیدنا حضرت ابن مسعود رض و سیدنا زید بن ثابت رض و سیدنا ابی ابن کعب رض وغیرہم سے کہ اونھون نے فرمایا کہ کل ولا واسطے بڑے کے ہے **م** مثلاً ولا واسطے ابن کے ہے نہ واسطے ابن الابن کے اور استدلال کیا بعض فقہا نے ظاہر روایت کے ساتھ اسپر کہ بعد مرنے آزاد کرنے والے کے حق ولا اوسکو ملیگا کہ جو آزاد کرنیوالے کی اولاد مین بڑی عمر کا ہوگا یعنی وہ قائم مقام ہوگا خویشی مین مگر بمذہب حنفیہ مراد بڑائی سے قرب ہے یعنی مقدم کیا جاویگا استحقاق ولا مین جو زیادہ قریب ہوگا آزاد کرنے والے کی اولاد مین دن مرنے اوسکے کے یہان تک کہ اگر مرا آزاد کرنیوالا ابن اور ابن الابن چھوڑکر تو حق ولا اوسکے ابن کو ملیگا اسواسطے کہ وہ زیادہ قریب ہے **ومن ملک ذا رحم محرم عتق علیه ویکون ولاءہ لہ** اور جو مالک ہوا اپنے ذی رحم محرم کا تو آزاد ہو جاتا ہے وہ ذی رحم محرم اوسپر اور ہوتا ہے ولا اوس ذی رحم محرم کا واسطے اوسکے جو مالک ہوا ہے **ش** یہ مبحث عصبات نسبیہ کے مباحث کا تتمہ ہے اور اوسکے بیان مین آگاہی ہے اسپر کہ آزاد کرنا اگرچہ اختیاری نہ ہو سبب ہے واسطے ولا کے تفصیل کلام اسمقام مین یہ ہے کہ قرابت کی تین قسمین ہین اول قریبا اور وہ قرابت ذی رحم محرم کی ہے جہت پیدائش سے خواہ بطریق اصلیت ہو مانند ابوین اور اجداد کے اگرچہ عالی ہون وہ یا بطریق فرعیت ہو مانند اولاد اور اولاد الاولاد کے اگرچہ سافل ہون پس جو شخص کہ مالک ہوا ان مذکورین مین سے ایک کا تو وہ اوسپر آزاد ہو جائیگا

بالاتفاق خواہ اوسکی آزادی کا ارادہ کیا ہو یا نکیا ہو دوسرے متوسطہ ہے اور وہ قرابت محارم غیر عمودین کی ہے م مراد
عمودین سے اصول اور فروع ہین کہ وہ دونون میت کے واسطے بمنزلہ دو عمود کے ہین یعنی قرابت بھائیون کی اور بہنون کی
اور اونکی اولاد اگرچہ فرو تر ہون اور قرابت اعمام اور عمات کی اور اخوال وخالات کی نہ اون کی اولاد م یعنی اگرچہ
وہ بھی ذوی الارحام سے ہین لیکن وہ محارم سے نہین ہین کذا فی حاشیۃ السعد پس اس قسم متوسطہ کے محارم مین سے
اگر کوئی شخص مالک ہوا ایک کا تو وہ بھی آزاد ہو جاویگا اوپر ہمارے نزدیک خلافاً للشافعی رح قسم تیسری بعیدہ ہے
اور وہ قرابت ذی رحم غیر محرم کی ہے مانند اولاد اعمام کے اور اخوال وخالات کے پس اگر اس قسم مین سے کوئی شخص
کسیکا مالک ہو جاوے تو وہ اوپر آزاد نہو گا بلا خلاف م حنفیہ وشافعیہ کے۔ اور مسئلہ خلافیہ یعنی قرابت متوسطہ مین
شافعی رح کی یہ دلیل ہے کہ اوس صورت مین مالک ومملوک مین جزئیت نہین حاصل ہے جیسے کہ اصول وفروع مین ہے تو
وہان ایک دونون کا اپنے صاحب پر آزاد نہ ہو گا مانند اولاد اعمام کے م اور اولاد اعمام کے ساتھ تشبیہ دینے کی سند
یہ ہے۔ کہ آیا نہین دیکھتا تو کہ قرابت اخوۃ اور اخوات کی احکام مین مانند قرابت اولاد عم کے ہے اسواسطے کہ قبول
کی جاتی ہے گواہی ہر واحد اون دونون کی واسطے صاحب اوسکے کے م یعنی گواہی بھائی کی بھائی کے حق مین قبول
کیجاتی ہے اور جائز ہے ہر واحد اون دونون بھائیون کو کہ دیوے ایک دوسرے کو زکوۃ اور جاری ہوتا ہے قصاص
جانبین سے اور حلال ہے منکوحہ ایک بھائی کی واسطے دوسرے بھائی کے م یعنی بعد طلاق وموت کے بخلاف والدین
اور مولودین کے م کہ اون مین قرابت جزئیہ اور ولا متحقق ہے اور یہ دونون صیغہ جمع کے ساتھ ہین انتہی ف مطلب
یہ کہ قرابت متوسطہ وبعیدہ سے بوجہ نہ مشترک ہونے دو پچھلی قسمون کے پہلی قسم کے ساتھ ارحام مین اور بتصریح صدر
دلیل مسئلہ مختلف فیہ مذکور ہو چکی کذا فی حاشیۃ السعد اور حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ حضرت ابن عباس رض سے مروی ہوا
کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مینے پایا اپنے بھائی کو کہ وہ بک رہا تھا بازار مین مینے
اوسکو خرید لیا اب مین ارادہ کرتا ہون اوسکی آزادگی کا آپنے فرمایا کہ بتحقیق کہ اوسکو آزاد کر دیا اللہ نے م یعنی تیری
آزادگی کی کچھ حاجت نہین ہے اور اس ارشاد فرمانے مین یہ معنی ہین کہ جو قرابت کہ موید ہو محرمیت کے ساتھ وہ علت
ہے آزادگی کی بصورت مالک ہونے کے جیسے کہ آبا اور اولاد مین ہے اور توضیح معنی مذکور کی م یعنی توضیح اسکی کہ
قرابت مویدہ بالمحرمیت علت آزادگی کی ہے یہ ہے کہ یہ آزادگی بطریق صلہ ہے م یعنی انعام واحسان ہے اون
اشخاص پر کہ بجہت رحم کے قرابت رکھتے ہون۔ اور واسطے قرابت مذکورہ کے م یعنی جو موید بالمحرمیۃ ہے تاثیر ہے
استحقاق صلہ مین آیا نہین دیکھتا تو م یعنی ظہور اس امر کا کہ یہ حرمت مناکحت کی اس قرابت مین ثابت ہوتی ہے

واسطے حفظ منکوحہ کے ذلت استفراش واستخدام سے اوجو جانب زوج سے قہراً ہوا اور یہ امر بدیہی ہے کہ غلام ہونا زیادہ
قوی ہے استدلال مین استفراش سے اور بہی یہ امر کہ جمع کرنا دو بہنون کا نکاح مین حرام ہے بوجہ محفوظ رکھنے قرابت کے
قطعیت رحم سے بسبب اسکے کہ ہوتی ہے درمیان سوتون کے منافرت وخصومت اور ظاہر ہے یہ کہ معنی قطعیت رحم کے دوام
ملک کے باقی رہنے مین زیادہ متحقق ہین اور نہین ہے شبہہ اس مین کہ واسطے ملک کے تاثیر ہے استحقاق صلہ مین پس یہ
دونوان وصف یعنی ملک وقرابت مؤیدہ بالمحرمیت دونون سبب عتق کے ہین پس بعد ثابت ہونے ان دونون وصفو نکے
نہوگی کوئی مضرت ھم یعنی ثبوت عتق مین بوجہ منتفی ہونے جزئیت کے اور بھی یہ کہ اتصال ایک دونون بھائیون کا دوسرے
ساتھہ بواسطہ اب کے ہے جیسے کہ اتصال نافلہ کا ھم یعنی اولاد ابن وبنت کا جد کے ساتھ ایسا ہی ہے ھم پس ہوگا
حکم دونون بھائیون کا مانند جد کے نافلہ کی آزادگی مین۔ اور اسی جگہ سے بعض علمانے مشابہت دی ہے جد کی
نافلہ کے ساتھ مین ایک درخت کے ساتھ کہ نکلی اوس سے شاخ اور اوس شاخ سے دوسری شاخ پس دونون
بھائی دو شاخین ہین ایک درخت سے اور بعض نے جد کی نافلہ کے ساتھ ہین مشابہت دی ہے ایک جنگل کے ساتھ
کہ اوس سے ایک نہر نکلی اور اوس نہر سے ایک جدول یعنی چھوٹی نہر نکلی اور دو بھائیون کی مشابہت دو نہر دو کے
ساتھ بیان کی کہ نکلے ایک وادی سے تو اس اعتبار سے ہونگے معنی قرب کے درمیان دونون بھائیون کے زیادہ
ظاہر بوجہ حاصل ہونے اون دونون کے ایک شعبہ سے اور محتاج ہونے جد کے اور نافلہ کی طرف دو شعبون کے پس
ہوگا ھم قرب دونون بھائیون کا۔ آزادگی کی قتضا کے واسطے اولی ھم اب اسجگہ یہ نقض وارد ہوتا ہے کہ جبکہ اخ اقرب
ہوا جد سے تو احق یہ ہے کہ اوسکو ولایت نکاح کر دینے کی حاصل ہو جد کے ساتھ مین اور یہ کہ نہو وہ محروم جد کے ساتھ
مین اسکے جواب مین شارح فرماتے ہین کہ حکم ولایت مین اخ جد کے مانند نہین قرار دیا گیا اسواسطے کہ مدار ولایت کا
شفقت وقرابت دونون پر ہے ھم یعنی فقط قرابت پر مدار نہین ہے۔ اور نہین ہے شفقت اخ کے مانند شفقت جد کے
ھم یعنی کمتر ہے اوس سے اور نہ ھم بھائی قرار دیا گیا ہے جد کے مانند حکم ارث مین حضرت ابو حنیفہ رح کے نزدیک اسواسطے کہ
جد کو نوعی ولایت وخلافت ملک وتصرف مین حاصل ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ھم یعنی ماتن کے قول واختلاف الدارین کی
شرح مین ھم اور تیسری قرابت یعنی اولاد اعمام واخوال مین ھم علاوہ معدوم ہونے جزئیت کے بوجہ کثرت وسائط
کے قرابت بعیدہ ہوگئی چنانچہ بوجہ اسی بعد کے اس قسم کی قرابت مین نہ حرمت نکاح کی ثابت ہوئی اور نہ حرمت جمع
فی النکاح کے ھم مثلاً اگر زید نکاح مین جمع کرے بنت عم اور بنت عم دوسرے کو تو جائز ہے اسحضرت ماتن رح لایا ایک
مثال تفصیلی اس مسئلہ کے بیان مین کثلث بنات للکبری ثلثون دینارا وللصغری عشرون دینارا فاشترتا اباھما

بالخمسين ثم مات الاب وترك شيئا فالثلثان بينهن اثلاثا بالفرض والباقي بين مشتريتي الاب اخماسا) مانند تین بنات کے کہ بڑی دختر کے تیس دینار ہین اور چھوٹی دختر کے بیس دینار ہین پس خرید کیا اُن دو دخترون نے اپنے باپ کو پچاس دینار مین پہر مرا باپ اور چھوڑا کچھ مال پس دو ثلث اُن لڑکیون مین تین حصہ ہوکر از روئے فرضیت کے تقسیم ہونگے اور باقی پانچ حصے ہوکر تین خمس بڑی دختر کو اور دو خمس چھوٹی دختر کو دئے جاوین گے **ش م** یہ مثال اسکی ہے کہ وارثون مین سے ایک یا دو نے اپنے ذی رحم محرم کو خرید کیا تو وہ بلا ارادہ وقصد اُسکے اُسپر آزاد ہوجاویگا اور اُسکے مال مین سے حق ولا خرید کرنے والیکو بقدر ملک کے پہونچے گا **شرح** اس مثال کی یہ ہے کہ ایک غلام نے نکاح کیا آزاد عورت سے اور اُس حرہ وعبد سے تین لڑکیان پیدا ہوئین تو وہ بحکم شرعی آزاد ہونگی کیونکہ حریت ورقیت مین لڑکا مان کے تابع ہوتا ہی انتہی اب اُن مین سے دو لڑکیون نے تصحیح بقصد اپنے باپ کو خرید کیا پچاس دینار مین کہ اسمین تیس دینار بڑی دختر کے تھے اور بیس چھوٹی دختر کے تو یہ باپ اُن دونون لڑکیون پر آزاد ہوگیا بعد اسکے وہ باپ کچھ مال چھوڑکر مرگیا تو اس صورت مین اول تو اُس مال کے دو ثلث ان تینون مین اثلاثا بطور فرضیت تقسیم ہونگے اور باقی کہ وہ ثلث دوسرا ہے صغریٰ وکبریٰ کے درمیان مین اخماسًا بالولا تقسیم ہوگا یعنی تین خمس تو کبریٰ کو ملین گے بحق ولا اسواسطے کہ کبریٰ نے تیس دینار مین تین خمس باپ کے آزاد کئے اور صغریٰ کو دو خمس اسواسطے کہ اس نے بیس دینار مین دو خمس باپ کے آزاد کئے وتصحیح من خمسة واربعين اور صحیح ہوگا یہ مسئلہ ۴۵ سے **ش** اسواسطے کہ اصل مسئلہ تین سے ہے کیونکہ اقل عدد کہ جس سے دو ثلث صحیح نکلین پس تین مین دو ثلث یعنے دو تینون دخترون کو بالفرضیت دے اور باقی ثلث یعنی ایک صغریٰ وکبریٰ دونون بنت کو بالولا دیا اور دو تین پر غیر مستقیم ہین اور اُن دونون مین نسبت تباین کی ہے پس محفوظ رکہا ہمنے جمیع عدد روس کو یعنی تین کو اسی طرح باقی بہی کہ وہ ایک ہے نہین مستقیم ہے سہام ولا پر کہ وہ پانچ ہین اور یہ اس دلیل سے ہے کہ ہمنے کبریٰ وصغریٰ دونون مال کے درمیان مین **م** یعنی تیس اور بیس مین موافقت بالعشر پائی اسواسطے کہ دس اکثر عدد ہے جو تیس اور بیس دونون کو فنا کردیتا ہے پس دسوان حصہ تیس کا تین ہین اور دسوان حصہ بیس کا دو ہین اور مجموع ان دونون کے پانچ ہوئے اور وہ پانچ بمنزلہ عدد روس ورثہ کے ہین اسواسطے کہ تقسیم ثلث باقی کی کبریٰ وصغریٰ پر واجب ہے کہ ہو باعتبار لحاظ نسبت اُن دونون کے مال کی اور وہ نسبت بعینہا نسبت دونون وفق کی ہے **م** اور دو وفق اسجگہ دو ہین اور تین ہین اور پانچ اور ایک مین جو ثلث باقی ہے مباینت ہے پس لیا ہمنے مجموع پانچ کو بہی اور اس سے پہلے ہمارے پاس محفوظ تھے تین کہ وہ عدد روس بنات ہین اور اُن

دونون رؤس یعنی پانچ اور تین مین مبائنت ہے پس ضرب کیا ہمنے ایک اُن دونون کو دوسرے مین حاصل ہوے
پندرہ پھر ضرب کیا ہمنے انکو اصل مسئلہ مین کہ وہ تین ہین حاصل ہوئے پینتالیس اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی بدین
تصریح کہ بنات کو اصل مسئلہ سے دو ملے تھے جب ہمنے انکو مضروب یعنی پندرہ مین ضرب کیا تو حاصل ہوئے تیس سہم
کو دس پہونچے اور صغری وکبری کو اصل مسئلہ سے ایک سہم ملا تھا اُسکو بھی ہمنے مضروب مذکور مین ضرب کیا تو نتیجہ ہوا
م یعنی وہی پندرہ حاصل ہوئے پس تقسیم کیا ہمنے پندرہ باقی کو سہام ولا پر جو پانچ ہین تو پہونچے ہر سہم کو تین پس
بنت کبری کو پندرہ مین سے نو پہونچے اسواسطے کہ سہام اُس کے تین تھے اور تحقیق کہ تھے واسطے اُسکے بطریق
فرضیت کے دس تو اس صورت مین اُسکو انیس ملے م یعنی دس باعتبار فرضیت کے اور نو باعتبار حق ولا کے
تو کل سہام واسطے کبری کے ۱۹ ہوئے اور صغری کو پندرہ مین سے چھہ پہونچے اسواسطے کہ سہام اُسکے دو تھے اور
بطریق فرضیت کے واسطے اُسکے دس تھے مجموع اُن دونون کا سولہ ہوئے اور نہین ہے واسطے وسطی کے مگر دس
کہ جو اسکو بالفرضیت پہونچے ہین ف یعنی بنت وسطی جو باپ کے خریدنے مین نہین شامل تھی اُسکو فقط فرضیت
کے اعتبار سے دس ملے صورت اس مسئلہ کی یہ ہے۔

بنت کبری	بنت صغری	بنت وسطی
۱۹	۱۶	بالفرضیت ۱۰

م مخفی نرہے کہ بنات کو ولایت نکاح کردینے کی نہین حاصل ہے اسواسطے کہ بموجب احکام فقہیہ کے عصبہ کو
ولایت بترتیب الارث حاصل ہے لیکن حضرت شارح اس مقام مین فرماتے ہین کہ بصورت مبتلا ہوجانے باپ کے
جنون مطبق کی بیماری مین صغری وکبری دونون کو پہونچتا ہے کہ اپنے باپ کا نکاح کردین م کیونکہ یہ دونون
بوجہ عتق اور ولا کے عصبہ سببی ہوگئین لہذا ان دونون کو ولایت نکاح کردینے کی حاصل ہوگئی انتہی ف
جنون کی قید اسواسطے لگائی کہ بصورت عاقل ہونے کے وہ خود متصرف ہوگا اپنے نفس پر ولایت نکاح مین
غیر کا محتاج نہوگا اور جنون مطبق اُسکو کہتے ہین کہ جو مریض کو زیادہ سال سے گھیرے ہو کذا فی حاشیۃ السعد کما شیخ الاسلام خواہر
زادہ نے کہ تھے شیخ ہمارے ابوبکر جندی کہ حکایت کرتے تھے ابی اسحاق حافظ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ یہ مسئلہ مسائل غریبہ سے
ہے کہ سوال کیا جاوے اُس سے اور وہ یہ کہ کسی رجل کی دختر ولیہ ہو جاوے اُسی رجل کی واللہ اعلم **باب الحجب** یہ باب ہے حجب کے بیان مین
م مخفی نرہے کہ ہرگاہ ماتن فارغ ہوا ذوی الفروض و عصبات کے بیان سے تو شروع کیا بیان اسکا کہ بعض وارث بعض صورتون مین مطلقا ترکہ سے
محجوب ہوتے ہین اور بعض صورتون مین کچھہ حصہ کم ہوجاتا ہے انتہی حجب کے معنی لغت مین مانع ہونے کے ہین اور اسکے مشتق ہے حجاب کیونکہ

وہ چھپا دیتا ہے اوس شے کو اور روکتا ہے نظر کرنے کو طرف اوسکی اور اصحاب فرائض کی اصطلاح مین کہتے ہین روکنا
شخص معین کو اوسکی میراث سے خواہ کل سے ہو جیسے کہ حجب حرمان ہین - یا بعض سے بوجہ ہونے دوسرے شخص کے
ہو جیسے کہ حجب نقصان ہین الحجب علی نوعین حجب نقصان وھو حجب عن سہم الی سہم وذلک لخمسة نفر
للزوجین والام وبنت الابن والاخت لاب وقد مر بیانه حجب دو قسم پر ہے ایک اون مین کا حجب نقصان ہے اور وہ محجوب ہوتا ہے
ایک سہم سے طرف دوسرے سہم کی اور یہ پانچ شخصون کو ہوتا ہے واسطے زوج اور زوجہ کے اور مان کے اور بنت الابن کے
اور سوتیلی بہن کے اور یہ تحقیق کہ گذرچکا ہے بیان اسکا ش یعنی حجب نقصان اسکو کہتے ہین کہ وارث محجوب ہو زیادہ سہم سے
طرف کمتر سہم کی اور یہ وارثون مین سے پانچ شخصون مذکورین کو حاصل ہوتا ہے اور اسکا تفصیلی بیان اون مذکورین
کے احوال مین گذرچکا ہے یعنی شوہر محجوب ہوتا ہے نصف سے طرف ربع کے ہو بصورت ہونے اولاد کے اور زوجہ محجوب ہوتی
ہے ربع سے طرف ثمن کے بصورت ہونے ولد اور ولد الابن کے اور مان محجوب ہوتی ہے ثلث سے طرف سدس کے بصورت
ہونے ولد کے یا ولد الابن کے یا بصورت ہونے دو بھائی اور بہنون کے ہو یا محجوب ہوتی ہے ثلث کل ترکہ سے طرف ثلث باقی
کے بصورت ہونے میت کے باپ اور احد الزوجین کے اور بنت الابن محجوب ہوتی ہے بنت صلبی کے ساتھ مین نصف سے
طرف سدس کے تکملۃ للثلثین اور بھی سوتیلی بہن محجوب ہوتی ہے سگی بہن کے ساتھ مین نصف سے طرف سدس کے جیسا کہ
ظاہر ہو چکا ہے تجھپر تفصیلی بیان اسکا پہلے وحجب حرمان والورثة فیه فریقان فریق لا یحجبون بحال البتة
وھو ستة الابن والاب والزوج والبنت والام والزوجة اور حجب حرمان ہی اور اسمین وارث دو فریق ہین
ایک فریق تو ایسا ہے کہ وہ کسی حالت مین قطعاً نہین محجوب ہوتے اور وہ چھ ہین بیٹا ہے باپ ہے زوج ہے بنت ہے مان ہے
زوجہ ہے ش اور دوسرا اون دونون کا حجب حرمان ہے اور وہ یہ ہے کہ وارث محجوب ہو میراث سے تمام وکمال
پس ہوگا وہ محروم بالکلیہ اور وارث اسمین دو فریق ہین ہو اسجگہ یہ شبہہ وارد ہوتا ہے کہ جو فریق کسی حال مین نہین
محجوب ہوتا وہ فریق کیسے حجب مین داخل ہوگا پس ماتن کا یہ کہنا کہ وارث اسمین دو فریق ہین کیسے درست اور صحیح ہوگا
اسکے جواب مین شارح رح نے فرمایا کہ وارث اسمین یعنی حجب حرمان مین اور ساتھ قیاس کرنے طرف اوسکی دو فریق ہین
ایک فریق تو ایسا ہے کہ نہین محجوب ہوتے وہ اس حجب کے ساتھ ہو یعنی حجب حرمان کے ساتھ کسی حال مین یقینی
اگرچہ بعض انمین سے محجوب ہوتے ہین حجب نقصان کے ساتھ اور وہ چھ ہین تین تو مردون مین سے ہین ابن آب
زوج اور تین عورتون مین سے ہین بنت ام زوجہ ہو اور تفصیلی بیان اسکا پہلے مذکور ہو چکا ہے - اگر اسجگہ یہ کہے تو
کہ کبھی اس فریق کے وارث محجوب ہوتے ہین بوجہ قتل یا ارتداد یا رقیت کے تو اسصورت مین یہ کہنا ماتن رہ کا کہ

کسی حال مین وہ قطعاً نہین محجوب ہوتے ہین غیر صحیح ہے اسکے جواب مین کہینگے ہم کہ اسجگہ کلام ہمارا وارثون مین ہے
اور وہ بتقدیر حرمان کے نہین ہین وارث و فریق یہ تون بحال و محجوبین بحال اور ایک فریق ایسا ہے جو ایک حال مین
وارث ہوتے ہین اور دوسری حالت مین محجوب ہوتے ہین **ش** اس فریق کے وارث اون چھ اشخاص مذکورین کے
علاوہ مین برابر ہے کہ ہون وہ عصبات یا ذوی الفروض **هم** عصبات تو مانند ابن الابن کے ابن کے ساتھ مین یا بھتیجا
بھائی کے ساتھ مین اور ذوی الفروض مانند ام الام کے ام کے ساتھ مین یا جیسے سگی اور سوتیلی بہنین وهذا
مبنی علی اصلین احدهما ان کل من یدلی الی المیت بشخص لا یرث مع وجود ذلک الشخص و یہ محجب مبنی ہے دو قاعدون
ایک اون دونون مین کا یہ ہے کہ کل وہ شخص جو منسوب ہوتا ہو میت کی طرف بواسطہ کسی شخص کے تو وہ وارث نہو گا
اوس شخص متوسط کی موجودگی مین **ش** اور یہ یعنی محجاب حرمان فریق ثانی مین مبنی دو قاعدون پر ہے **ف** خلاصہ یہ کہ
محجوب ہونا پایا جاتا ہے دو قاعدون کے پائے جانے سے یا ایک قاعدے کے پس جن قریبون مین قاعدے یا ایک
قاعدہ پایا جاویگا تو وہ قریب محجوب ہو گا ایک قاعدہ یہ ہے کہ جس کی قرابت بواسطہ کسی شخص کے لگی ہو وہ اوس
شخص کے ساتھ مین وارث نہو گا مثلاً ابن الابن وہ وارث نہو گا ابن کے ساتھ مین سوائے اولاد الام فانهم یرثون
معها سوی اولاد مادری کے پس تحقیق کہ وہ وارث ہوتے ہین مان کے ساتھ مین بوجہ نہ مستحق ہونے مان کے
سب ترکہ کو **ش** اور تحقیق اس قاعدہ کی یہ ہے کہ شخص مدلی بہ **هم** یعنی جس سے کہ قرابت لگی ہوئی ہے اگر وہ مستحق ہے
تمام ترکہ کا تو اس صورت مین نہ وارث ہو گا مدلی مدلی بہ کی موجودگی مین برابر ہے کہ وہ دونون متحد ہون سبب ارث مین
جیسے کہ اب اور جد مین اور ابن اور ابن الابن مین **ف** یعنی جد منسوب ہوتا ہے میت کی طرف باپ کے ساتھ مین اور
متحد ہے سبب ارث مین کہ وہ سبب ابوۃ یعنی باپ ہونا ہے اسیطرح ابن الابن منسوب ہوتا ہے میت کی طرف باپ کے
ساتھ مین اور متحد ہے سبب ارث مین کہ وہ بنوۃ ہے یعنی بیٹا ہونا ہے اور ماتن رحمہ نے جو یہ کہا کہ سوی اولاد الام کے
اسکا مطلب یہ ہے کہ باوجودیکہ اولاد الام منسوب ہوتی ہین میت کی طرف بواسطہ مان کے مگر وہ وارث ہوتی ہین
بدلیل مذکورہ متن کے انتہی یا نہ متحد ہون وہ دونون **هم** یعنی سبب ارث مین جیسے کہ اب اور اخوۃ اور اخوات مین اور اس
حالت مین دلیل عدم توریث کی یہ ہے کہ جبکہ مدلی بہ نے سب ترکہ لے لیا تو نہین باقی رہا واسطے مدلی کے کچھ اصلا اور اگر
مدلی بہ مستحق سب ترکہ کا نہین ہے **هم** تو اسکی دو صورتین ہین اگر مدلی اور مدلی بہ دونون سبب ارث مین متحد ہین تو حکم
ایسا ہی ہے **هم** یعنی اسحالت مین بطور سابق کے مدلی بہ کے ساتھ مین مدلی وارث نہو گا جیسا کہ ام اور ام الام مین اسواسطے
کہ جب مدلی بہ یعنی مان نے اپنا حصہ لے لیا اوس سبب کے ساتھ تو اب نہ باقی رہا واسطے مدلی کے کچھ حصہ کہ جسکے سبب سے

وہ مستحق تھا اور نہین ہی واسطے اُسکے دوسرا حصہ پس ہوگا وہ محروم اور اگر مدلی اور مدلی بہ دونون سبب ارث مین متحد
نہین ہین جیسے کہ ام مین اور اولاد الام مین تو اس صورت مین مدلی اپنا حصہ لیگا اس سبب کے ساتھہ کہ جسکے ساتھہ
وہ منسوب ہے ھم اور وہ سبب امان ہونا ہی اور مدلی اپنا حصہ دوسرا لیگا کہ جس دوسرے سبب کے ساتھہ وہ منسوب ہی اور وہ سبب
اخوۃ یعنی بھائی ہونا ہی پس محروم نہوگا اگر اس جگہ یہ کہا جاوے کیا نہین مستحق ہوتی مان تمام ترکہ کی جبکہ وہ ذوی الفروض
اور عصبات سے خالی ہو ھم تو اس صورت مین اولاد الام کی وراثت کے ثبوت مین یہ دلیل لانا کہ مان کو استحقاق جمیع ترکہ
کا معدوم ہی یہ غیر مسلم ہے کیونکہ بصورت نہونے اصحاب فرائض و عصبات کے مان تمام ترکہ کی مستحق ہوتی ہے -
اسکے جواب مین شارحؒ فرماتے ہین کہ جواب دینگے ہم یہ کہ نہین ہی یہ استحقاق مان کا جمیع ترکہ کو ایک جہت سے کیونکہ اس
حالت مین مان بعض ترکہ کی ھم کہ وہ ثلث ہی مستحق ہوگی فرضیت کی راہ سے اور بعض ترکہ کی بطریق رد کے
اور اس بحث مین استحقاق جمیع ترکہ کا جہت واحدہ سے مراد ہے جیسا کہ عصبہ مین - والثانی الاقرب فالاقرب
کما ذکرنا فی العصبات اور دوسرا قاعدہ الاقرب فالاقرب کا ہی جیسا کہ ذکر کیا ہمنے عصبات مین ش
یعنی گذر چکا ہی باب عصبات مین یہ کہ عصبات ترجیح دئے جاوینگے قرب درجہ کے اعتبار سے پس قریب تر ابعد
کا محجوب کر دیگا بعید تر کو حجب حرمان کے ساتھہ برابر ہی کہ وہ دونون متحد ہون سبب مین یا نہ متحد ہون
اور یہ قاعدہ ثانی حجب کا جاری ہے غیر عصبات مین بھی ھم یعنی جیسے کہ عصبات مین جاری ہی ویسے ہی اصحاب
فرائض مین بھی جاری ہی مگر چونکہ جریان اس قاعدہ ثانی کا اصحاب فروض مین مشروط ہی بشرط اتحاد سبب کے لہذا حضرت
شارحؒ نے فرمایا و لیکن جبکہ ہو اُسجگہ اتحاد سبب کا جیسے کہ جدات مین ساتھہ ام کے اور بنات الابن مین صلبیتین کے
ساتھہ اور اخوات علاتی مین اختین عینی کے ساتھہ ھم اور عدم اتحاد سبب کی مثال جیسے بھائی باپ کے ساتھہ مین
حضرت مصنف نے جو صرف قاعدہ اول پر نہین اکتفا کیا اس وجہ سے کہ تا نہ وہم پیدا ہو اسکا کہ ولد الابن مذکور ہو یا
مونث وارث ہوگا اُس ابن کے ساتھہ کہ جو نہین ہی وہ ابن باپ اُس ولد الابن کا پس تحقیق کہ وہ ابن نہین
مدلی ہی اسکے ساتھہ سا اور نہ اکتفا کیا صرف قاعدہ ثانی کے ذکر پر تا کہ نہ پیدا ہو وہم اسکا کہ ام الام نہین وارث ہوگی
ھم بوجہ زیادہ بعد کے باپ کے ساتھہ مین اسی طرح کہا گیا ہی ف توضیح مقام یہ ہی کہ اگر ماتن اکتفا کرتا صرف قاعدہ اولی
اور نہ ذکر کرتا قاعدہ ثانی کا تو اس صورت مین یہ وہم پیدا ہوتا کہ ولد الابن وارث ہوگا اُس ابن کے ساتھہ مین کہ جو نہین ہی وہ
ابن اسکا باپ بلکہ وہ چچا اُسکا ہی اور وجہ واہمہ کی یہ ہی کہ اس جگہ حجب کا پہلا قاعدہ منتفی ہی اسواسطے کہ ولد الابن نہین ہی مدلی
اُس ابن کے ساتھہ مگر جبکہ قاعدہ ثانی بھی ذکر کیا تو یہ واہمہ رفع ہوگیا اسواسطے کہ صورت مذکورہ مین اگرچہ قاعدہ اولی

نہین پایا جاتا ہی لیکن قاعدۂ ثانی یقینی موجود ہی پس محجوب ہوگا ولد الابن ساتھ ابن دوسرے کے بوجہ قریب ہونے اوسکے کے
اُس سے اور اگر صرف قاعدۂ ثانی کے ذکر پر ماتنؒ اکتفا کرتا اور نہ ذکر کرتا قاعدہ اول کا تو البتہ یہ وہم پیدا ہوتا کہ ام الام
نہین وارث ہوگی اب کے ساتھ مین بوجہ متحقق ہونے قاعدہ ثانی کے اسواسطے کہ باپ زیادہ قریب ہی طرف
میت کے مگر جبکہ ذکر کر دیا قاعدہ اول تو یہ وہم رفع ہوگیا اسواسطے کہ اس جگہہ نہین پایا جاتا ہی ولا لیس منتفی
ہوگیا نہ وارث ہونا انتہی کذا فی الشروح والحواشی اور اس تقریر مین شبہہ ہی اسواسطے کہ قاعدۂ ثانی الاقرب فالاقرب کا
اگر جاری کیا جاوے ظاہر پر اور وہ یہہ کہ اقرب درجہ والا مطلقاً محجوب ہونا ام الام کا اب کے ساتھ مین اور ابن الاخ عینی کا محجوب ہونا
اخیافی بہائی کے ساتھ مین اسواسطے کہ اول ابعد ہی ثانی سے اگرچہ نہین ہو مدلی اُسکے ساتھ اور اگر قاعدۂ ثانی مقید کیا جاوے
اس طور پر کہ ہو بعید تر مدلی اقرب کے ساتھ تو اس صورت مین قاعدۂ ثانی بعینہ قاعدۂ اول ہوا جاتا ہی معنی اگرچہ لفظاً اختلاف
تو اس حالت مین دو قاعدونکا قرار دینا بے معنی ہوا جاتا ہی اور پھر وہی شبہہ پہلا لازم آتا ہی کہ اولاد الابن وارث ہونگی ساتھ ابن
کے ساتھ مین کہ نہین ہی باپ اُنکا اسواسطے کہ اس جگہہ ابعد نہین مدلی ہی اقرب کے ساتھ مین باوجود اسکے کہ وہ نہین
وارث ہوتے ہین اُسکے ساتھ تو اس صورت مین ضرور ہی کوئی دوسرا قاعدہ کہ جسپر انکی عدم توریث مبنی ہو کذا فی حاشیۃ السعد
پس اگر کہے تو ہم یعنی اس نقض کے جواب مین یہ کہ اس جگہہ مراد ہماری یہ ہی کہ جو عصبات مین سے اقرب باعتبار درجہ کے
ہوگا وہ محجوب کریگا ابعد تر کو چنانچہ یہی مراد پر ماتنؒ کا قول کما ذکرنا فی العصبات دلالت کرتا ہی تو کہینگے ہم
یعنی اس جواب کی تردید مین کہ قاعدۂ ثانی جو مذکور ہوا ہے وہ واسطے اُس فریق ثانی کے ہے جو کبھی وارث ہوتے ہین
اور کبھی محروم ہوتے ہین پس مندرج ہوجاوینگے اُنمین عصبات وغیر عصبات پس ذکر عصبات کا اس جگہہ
علی سبیل التمثیل ہو نہ واسطے تخصیص کے م جیسا کہ سمجھا ہی اُسکو مجیب چنانچہ یہی معنی کی طرف اشارہ کیا ہمنی اپنے
اس قول کے ساتھ کہ یہ قاعدہ جاری ہے غیر عصبات مین بہی والمحروم لا یحجب عندنا اور محروم نہین حاجب
ہوتا ہے ہمارے نزدیک ش یعنی جو کہ محروم المیراث ہے بالکلیہ وہ حنفیہ کے نزدیک اصلا نہین
حاجب ہوتا ہے غیر کا نہ حجب حرمان کر اور نہ حجب نقصان کر اور یہی قول ہے عامہ صحابہؓ کا م اور سند مذہب
حنفیہ پر یہ روایت ہے کہ مروی ہوا کہ ایک عورت مسلمان نے شوہر مسلمان اور دو بہائی اخیافی
مسلمان اور ابن کافر کو چھوڑا پس حکم کیا اس مسئلہ مین سیدنا علیؓ و سیدنا زید بن ثابتؓ نے کہ زوج کے
لئے نصف ہے اور دونون بہائیون اخیافی کے واسطے ثلث ہے اور مابقی پس وہ واسطے عصبہ کے
ہے ف خلاصہ یہ کہ اس صورت مین ابن کافر محروم نہ حاجب ہوا زوج کا محجوب

تھین اور نہ حاجب ہوا اخوۃ کا حجب حرمان اور باقی واسطے عصبہ کے ہے بعض شارحین اس قول کی شرح مین کہتے ہین کہ اگر ہووے عصبہ نہ واسطہ ابن محروم کے ورنہ باقی اون دونون بھائیون پر رد ہوگا بلکہ فی زماننا زوج پر کذا فی حاشیۃ السعد وعند ابن مسعود یحجب حجب النقصان اور ابن مسعود کے نزدیک حاجب ہوگا حجب نقصان کے ساتھ ش یعنی محروم حاجب ہوگا حجب نقصان کے ساتھ نہ حجب حرمان کے ساتھ پس مسئلہ مذکورہ مین اونکے نزدیک زوج کو ربع ملیگا ھ پس ابن کافر حاجب ہوا زوج کا حجب نقصان کے ساتھ اور دونون بھائیون کو ثلث ملیگا ھ پس نہ حاجب ہوا محروم حجب حرمان کے ساتھ اور باقی واسطے عصبہ کے ہے اور یہ ھ یعنی ہونا ربع کا واسطے زوج کے صورت مذکورہ مین نہ ربع اور واسطے دونون بھائیون کے حصہ اون دونون کا باعتبار مقتضائے روایت متن کے ہے اور بھی ابن مسعودؓ سے مروی ہوا کہ اونھون نے صورت مذکورہ مین زوج کو ربع دیا اور دو نو اخیافی بھائیون کو کچھ نہین دیا بلکہ حکم کیا باقی واسطے عصبہ کے ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ محروم کے حاجب ہونے مین غیر کے واسطے حجب حرمان ابن مسعودؓ سے دو روایتین منقول ہین ھ ایک روایت مین یہ ہے کہ محروم غیر کا حاجب ہوتا ہے بحجب حرمان اور ایک روایت مین ہے کہ نہین حاجب ہوتا بحجب حرمان کذا فی حاشیۃ السعد کالکافر والقاتل والرقیق مانند کافر اور قاتل اور رقیق کے ش یہ سب مثالین اوس محروم کی ہین جو حنفیہ کے نزدیک نہین حاجب ہوتا غیر کا اصلا اور ابن مسعودؓ کے نزدیک حاجب ہوتا ہے غیر کا حجب نقصان کے ساتھ اور دلیل ابن مسعودؓ کی اسپر یہ ہے کہ حجب نقصان ثابت ہوا ہے نص سے ولد اور اخ کے نام کے ساتھ ھ قولہ تعالی فان کان لکم ولد فلھن الثمن وقولہ تعالی فان کان لھن ولد فلکم الربع وقولہ تعالی وان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس اور یہ اسم ھ یعنی ولد اور اخ کا شامل ہے مسلم وکافر کو اور حر وعبد کو اور قاتل وغیر قاتل کو تو اس صورت مین ولد اور اخ کے نام کے ساتھ وارث کی قید لگانا زیادت ہے نص پر اور زیادت نسوخ ہے پس نہ ثابت ہوگی زیادت مگر اوس سے کہ جس سے نسخ ثابت ہوتا ہے ھ اور وہ نص اور اجماع اور خبر مشہور ہے سوائے احاد کے کذا فی حاشیۃ السعد اور دلیل حجب حرمان نہونیکی یہ ہے کہ وہ حجب باعتبار تقدیم اقرب کے ہے ابعد پر اور یہ ذہن لقصور کیا جاویگا کہ جب ہوگا وہ اقرب مستحق بخلاف حجب نقصان کے کہ وہ نقل ہے اکثر سہم سے طرف اقل سہم کے اور اس معنی مین کچھ تفریق نہین ہے کہ حاجب وارث ہو یا غیر وارث ہو اور علماء حنفیہ کیواسطے اثبات دعوی کے لیے یہ دلیل ہے کہ اسم ولد اور اخ کا اگرچہ بتصریح صدر عام ہے لیکن چونکہ حق تعالی نے ذکر فرمایا ہے اونکا آیت مواریث مین تو یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ ولد اور اخ دونون سے مراد وارث ہے کیونکہ جو میراث کی اصلا صلاحیت نہین رکھتا مانند کافر کے مثلا تو وہ استحقاق ارث مین میت کے مانند

قرار دیا گیا پس اسیطرح وہ حق حجب مین بھی بمنزلہ میت کے قرار دیا جاویگا بوجہ فوت ہونے اہلیت کے ہم اسجگہ یہ نقض وارد
ہوتا ہے کہ بھائی باپ کے ساتھ مین باوجودیکہ میراث سے محروم ہوتے ہین مگر میت کے مانند نہین قرار دیے جاتے ہین
کیونکہ وہ محجوب کرتے ہین مان کو حجب نقصان کے ساتھ اسکے جواب مین حضرت شارحؒ فرماتے ہین کہ بخلاف بھائیون کے
باپ کے ساتھ مین پس بتحقیق کہ بھائی محجوب کرتے ہین مان کو ہم یعنی حجب نقصان کے ساتھ اور نہین قرار دئے جاتے
میت کے مانند اگرچہ وہ نہین وارث ہوتے باپ کے ساتھ مین اس کی یہ وجہ ہے کہ اونکو اہلیت ارث کی ثابت ہے
اور اسحالت مین جو وہ نہین وارث ہوتے بوجہ معدوم ہونے شرط کے ہے کہ وہ عدم موجودگی باپ کی ہے اور نہی جبکہ
نہ حاجب ہوگا کافر بحجب حرمان جیسا کہ ابن مسعودؓ سے روایت مشہور ہ مین ہے پس ایسا ہی نہین حاجب ہوگا
حجب نقصان کے ساتھ اسواسطے کہ دونون حجبین ہی فرق ہے کہ حجب حرمان مین تقدیم اقرب کی ابعد پر کل حصہ
مین ہوتی ہے اور حجب نقصان مین تقدیم حاجب کی محجوب پر بعض مین ہوتی ہے پس جبکہ صفت وراثت کی حاجب مین
حجب حرمان مین شرط ہوئی تو حجب نقصان مین بھی شرط کی جاوے گی ہذا یعنی خذ ہذا او بتحقیق طحاویؒ نے کتاب
اختلاف العلما مین بیان کیا کہ بتحقیق کہ اتفاق کیا ہے علماؒ نے اسپر کہ جس نے چھوڑا باپ مملوک کو یا باپ کافر کو اور دادا
آزاد مسلمان کو تو اسصورت مین دادا میت کا وارث ہوگا پس بتحقیق کہ قرار دیا گیا باپ بمنزلہ عدم کے پس نہ محجوب
ہوگا جد اصلا بوجہ اب کے والمحجوب یحجب غیرہ بالاتفاق کالاثنین من الاخوۃ والاخوات فصاعدا من ای جھۃ
کانا فانھما لایرثان مع الاب ولکن یحجبان الام من الثلث الی السدس اور محجوب حاجب ہوتا ہے غیر کا بالاتفاق مانند دو بھائیون
اور بہنون کے یا زیادہ کے کسی جہت سے ہون وہ دونون پس بتحقیق کہ وہ دونون نہین وارث ہون گے باپ کے ساتھ
مین لیکن محجوب کرینگے وہ دونون مان کو ثلث سے طرف سدس کے ش یعنی جو کہ محجوب بحجب حرمان ہے وہ غیر کو
محجوب کرتا ہے دونون حجب کے ساتھ باتفاق حنفیہ و ابن مسعودؓ مانند دو بھائیون اور بہنون کے کہ وہ کسی جہت سے
ہون یعنے عینی ہون یا علاتی یا اخیافی کہ وہ بتصریح صدر محجوب کرینگے اور اسیطرح حال حجب حرمان مین ہے
مثلا ام الاب محجوب ہوتی ہے باپ کے ساتھ مین مگر وہ حاجب ہوتی ہے بحجب حرمان ام ام الام یعنی نانی کی مان کو
پس باعتبار ابن مسعودؓ کے تو اسصورت مین یہ وجہ ہے کہ اونکے نزدیک محروم المیراث بالکلیہ حاجب ہے باوجود
اسکے کہ محروم المیراث بالکلیہ نہین ہے وارث اصلا پس ایسا ہی محجوب بلکہ بطریق اولی وہ حاجب ہوگا اسواسطے کہ
محجوب تو وارث ہے ایک وجہ سے یعنی باعتبار اصل کے سواے دوسری وجہ کے یعنی باعتبار وجود حاجب کے اور
حنفیہ کے نزدیک یہ وجہ ہے کہ جب ہم نے قرار دیا محروم کو بمنزلہ معدوم کے اسواسطے کہ محروم مین اہلیت ارث کی

بہمہ وجوہ معدوم ہے بخلاف محجوب کے کہ وہ اہل ہے ارث کا من وجہ دون وجہ پس وہ استحقاق ارث مین تو مانند میت کے
قرار دیا جاویگا یعنی کچھ نہ پاویگا وہ محجوب میراث بوجہ ہونے حاجب اوسکے کے اور حق حجب غیر مین زندہ سمجھا جاویگا
پس وہ یعنی محجوب وارث ہوگا حق محجوب اپنے مین اگر نہ ہوتا حاجب اوس محجوب کا تو حاجب ہوتا وہ اپنے محجوب کا ٭
ف توضیح مقام یہ ہے کہ مبحث ہذا مین اثبات مطلوب محجوبیت حاجب ہے پس یہ امر ابن مسعودؓ کے نزدیک تو
غیر مشکل ہے اسواسطے کہ جب اون کے نزدیک محروم حاجب ہوتا ہے تو محجوب حاجب ہوگا بطریق اولی البتہ ہم حنفیہ
کے نزدیک یہ امر مشکل ہے اور لامحالہ ضرورۃ اور احتیاج پڑے گی طرف اسکے کہ بیان کیا جاوے فرق درمیان
اوس محروم کے کہ جسکو ہم نہین قرار دیتے حاجب اور درمیان اوس محجوب کے کہ جسکو ہم نے حاجب قرار دیا ہے پس
آگاہ کیا حضرت شارحؒ نے اپنے اس قول کے ساتھ توضیح مقام پر کہ بخلاف محجوب کے کہ وہ اہل ہے واسطے میراث کے
ایک وجہ سے یعنی باعتبار اصل کے سوائے دوسری وجہ کے تو اسصورت مین اعتبار کیا ہم نے دونون طرف کا یعنے
استحقاق ارث مین تو مانند میت قرار دیا گیا اور حق حجب غیر مین زندہ قرار دیا گیا ف محروم المیراث مثلاً کافر یا قاتل
حنفیہ کے نزدیک اصلا نہین حاجب ہوتا نہ حجب حرمان کے ساتھ نہ حجب نقصان کے ساتھ کیونکہ جب محروم مین
صلاحیت میراث کی اصلا نہ رہی تو وہ استحقاق ارث مین میت کے مانند ہوگیا تو اسیطرح حق حجب مین وہ بمنزلہ
میت کے ہے اہلیت فوت ہونے کی وجہ سے اور محجوب حاجب ہوتا ہے باتفاق حنفیہ و ابن مسعودؓ مثلاً دادی محجوب
ہوتی ہے باپ کے ہونے سے ولیکن محجوب کرتی ہے نانی کی مان کو پس اخوۃ اور اخوات محجوب ہوتی ہین باپ کے
ہونے سے یہ مثال حجب حرمان کی ہے اور وہ محجوب کرتی ہین مان کو ثلث سے طرف سدس کے یہ مثال حجب نقصان کی
ہے اور باقی حالات حجب کے ہر ایک وارث کے حالات مین مشرح مذکور ہوچکے ہین

باب مخارج الفروض

یہ باب ہے مخارج فروض کے بیان مین ـ مخفی نہ رہے کہ اب مصنفؒ نے اون اصول کا بیان شروع کیا کہ جنکے مستحقین پر
قسمت فروض مین حاجت و ضرورت پڑتی ہے اور چونکہ سب فروض کسور ہین تو اونکے مخارج بھی کسور کے مخارج ہین
اور مخرج ہر کسر مفرد کا وہ اقل عدد ہے جس عدد سے یہ کسر واحد صحیح ہو پس مخرج نصف کا اثنین ہے اور مخرج ثلث کا
ثلثہ ہے وعلی ہذا القیاس مخرج ربع کا اربعہ ہے ف مخارج جمع ہے مخرج کی یعنی جای خروج فروض ستہ کی اور
مخارج کو تصحیح پر اسواسطے مقدم کیا کہ تصحیح مسئلہ کی تصحیح مخارج پر موقوف ہے اعلموا ان الفروض الستۃ فی کتاب اللہ تعالیٰ
نوعان الاول النصف والربع والثمن والثانی الثلثان والثلث والسدس علی التضعیف والتنصیف
جان لو کہ چھہ فروض جو مذکور ہوئے قرآن مجید مین وہ دو قسم کے ہین نوع اول مین نصف ہے اور ربع ہے اور ثمن ہے

اور دوسری نوع مین ثلثان اور ثلث اور سدس ہے باعتبار تضعیف وتنصیف کے سِتّ یعنی چھ فروض مذکورہ مین سے تین ایک نوع کے مین نصف ربع ثمن اُنکا نوع اول نام رکھا گیا اور دوسری نوع مین ثلثان اور ثلث اور سدس ہے ارادہ کیا ماتن رحمہ نے تضعیف سے یہ کہ ثمن کو جب دونا کیجئے تو ربع حاصل ہوتا ہے اور ربع کو جب دونا کیجئے تو نصف حاصل ہوتا ہے اسیطرح جب سدس کو دونا کیجیے تو ثلث ہوتا ہے اور ثلث کو جب دونا کیجیے تو ثلثین ہوتا ہے اور ارادہ کیا ماتن رحمہ نے تنصیف سے یہ کہ نصف کو جب نصف کیجئے تو ربع حاصل ہوتا ہے اور ربع کو جب نصف کیجیے تو ثمن ہوتا ہے اور ایساہی حال ہے ثلثین اور ثلث کے نصف کرنے مین ھ یعنی ثلثین کا نصف ثلث ہوتا ہے اور ثلث کا نصف سدس ہوتا ہے اور حاصل یہ کہ جب اعتبار کیا جاویگا ہر واحد ان دونون نوعون مذکورہ سے تو اوسیجگہ ممکن ہے اونکی تعبیر کے لئے دو عبارتین یعنی نوع اول مین کبھی یون کہا جاوے کہ نصف اور نصف النصف یعنی ربع اور نصف نصف النصف یعنی ثمن اور کبھی یون کہا جاوے کہ ثمن اور دُگنا اوسکا یعنی ربع اور اوسکے دُگنے کا دُگنا یعنی نصف اور نوع ثانی مین کبھی یون کہا جاوے کہ ثلثان اور نصف اوسکا یعنی ثلث اور اوسکے نصف کا نصف یعنے سدس اور کبھی یون کہا جاوے کہ سدس اور دُگنا اوسکا یعنی ثلثان اور اوسکے دُگنے کا دُگنا یعنی ثلث ف اس مقام مین صاحب درمختار لکھتے ہین کہ سب عبارتون سے مختصر عبارت یہ ہے کہ یون کہا جاوے کہ ربع اور ثلث اور ہر ایک کا نصف اور ہر ایک کا دوچند تو اس عبارت مین چھون فرض جمع ہوگئے نہایت اختصار کے ساتھ کما لایخفی ھ خلاصہ یہ کہ اِن دونوعون کی تعبیر مین مختلف عبارتین مذکور ہوئی ہین مگر حاصل سبکا ایک ہے جو مذکور ہوا مخفی نہ رہے کہ اہل فرائض نے جو فروض ستہ کو دو قسم کیا ہے اوسکا سبب یہ ہے کہ اونھون نے اِن فروض مین سے اوس فرض کو تلاش کیا جو مقدار مین کمتر ہو تو پایا اونھون نے ثمن کو جسکا مخرج ثمانیہ ہے اور پایا اونھون نے ربع اور نصف کو کہ یہ دونون ثمانیہ سے بلاکسر نکلتے ہین پس قرار دیا اونھون نے اِن تینون فروض کو ایک نوع پھر ثمن کے بعد اقل فرض کو تلاش کیا تو سدس کو پایا جسکا مخرج ستہ ہے اور پایا اونھون نے ثلث اور ثلثین کو کہ دونون اوس سے بلاکسر نکلتے ہین تو ان تینون کو دوسری قسم قرار دیا۔ اور کبھی کہا جاتا ہے کہ فروض سہ گانہ اول کا جو نوع اول نام رکھا گیا اس جہت سے کہ موجودات مین سے اول نصیب آدمیون کا ہے یعنی زوجین آدم و حوّا کیونکہ حصہ اِن دونون کا نہین پایا جاتا ہے مگر اسی نوع اول مین فاذا جاء فی المسائل من ھذہ الفروض احاد احاد فمخرج کل فرض سمیہ الا النصف فھو من اثنین کالربع من اربعۃ والثمن من ثمانیۃ والثلث من ثلثۃ والسدس من ستۃ پس جبکہ مسائل فرائض مین اِن چھ فرضون سے ایک ایک فرض آئے تو ہر فرض کا مخرج اوسکا ہمنام ہے مگر نصف کہ اوسکا مخرج اثنین ہے مانند ربع کے اربعہ سے اور ثمن کے

ثمانیہ سے اور ثلث کے ثلثہ سے اور سدس کا ستہ سے ثمن کفایت کرتا تھا یہ کہ ماتن لفظ احاد کا ایکبار کہتا کیونکہ اسکے معنی مین خود تکرار ہے مگر ماتن رحمۃ نے نظر کی طرف لفظ کے پس مکرر کیا اوسکو اور نظیر اسکی یہ ہے کہ حدیث شریف مین وارد ہوا صلوۃ اللیل مثنی مثنی پس مخرج ہر فرض کا جو منفرد ہو سب فرضون سے ہمنام اوسکا ہے اعداد سے مگر نصف کہ مخرج اوسکا اثنین ہے اور نہین ہے اثنین ہمنام اوسکا بخلاف اسکے مخرج ہر کسر کا اوس کسر کا ہمنام ہے مثلاً ربع نکلا ہے اربعہ سے اسی طرح باقی مین ہم ایسے ہندی زبان مین کسر اور مخرج ہمنام ہین مثلاً تہائی تین سے اور چوتھائی چار سے سوائے آدھے کے کہ وہ ہمنام سے نہین ہے کیونکہ اوسکا مخرج دو ہے اور مقدم کیا ماتن رحمۃ نے تمثیل مین ربع کو اور ثمن کو ثلث پر اسواسطے کہ وہ دونون نوع اول سے ہین مانند نصف کے اور نہین ذکر کیا ماتن رحمۃ نے ثلثین کو اسواسطے کہ وہ تکرار ثلث کے حکم مین ہے اور چھوڑ دیا سدس کو بوجہ معلوم ہوجانے حال اوسکے کے تصریح صدر سے مخفی نہ رہے کہ اگر مسئلہ مین فقط نصف آوے مثلاً میت نے چھوڑی بنت اور سگا بھائی تو وہ مسئلہ دو سے ہوگا اور اگر مسئلہ مین فقط ربع آوے مثلاً میت نے چھوڑا شوہر ابن کے ساتھ تو مسئلہ ہوگا چار سے اور اگر مسئلہ مین فقط ثمن آوے مثلاً میت نے چھوڑی زوجہ اور ابن تو مسئلہ آٹھ سے ہوگا اور اگر مسئلہ مین فقط ثلث آوے مثلاً میت نے چھوڑی مان اور سگا بھائی یا فقط دو ثلث آوین مثلاً میت نے چھوڑین دو بنت اور عم تو مسئلہ دونون صورتوں مین تین سے ہوگا اور اگر صرف سدس آوے مثلاً میت نے چھوڑا باپ اور بیٹا تو مسئلہ چھہ سے ہوگا۔ واذا جاء مثنی او ثلث وهما

من نوع واحد فکل عدد یکون مخرجا لجزء فذلک العدد ایضا مخرج لضعف ذلک الجزء ولضعف ضعفه کالستة هی مخرج للسدس ولضعفه ولضعف ضعفه اور جبکہ کسی مسئلہ مین فروض مذکورہ سے دو یا تین فرض آوین اور حال یہ ہو کہ وہ دونون ایک ہی قسم سے ہون تو جو عدد کہ جزء کا مخرج ہے سو وہی عدد اوسکے دو چند اور سہ چند فرض کا مخرج ہے مانند چھہ کے کہ وہ مخرج ہے سدس کا اور اوسکے دو چند کا یعنی ثلث کا اور دو چند کے دو چند کا یعنی ثلثین کا حاصل یعنی اقل فرض کا مخرج وہی اکثر فرض کا مخرج ہے بشرطیکہ فروض مجتمع ایک نوع سے ہون مثلاً ستہ کہ مخرج ہے سدس کا اور وہی ثلث اور ثلثین کا بھی مخرج ہے اور ثمن کا مخرج ثمانیہ ہے اور وہی ربع اور نصف کا بھی مخرج ہے اور سبب اتحاد مخارج یہ ہے کہ اکثر کا مخرج اقل مین موجود ہے بلا کسر تو اقل کے مخرج مین استغنا ہے اکثر کے مخرج سے مثلاً ثلث اور ثلثین کا مخرج ثلثہ ہے سو یہ سدس کے مخرج مین یعنی ستہ مین موجود ہے اور ثمن ثمانیہ ہے اور وہی ثمانیہ ربع اور نصف کا بھی مخرج ہے پس جبکہ جمع ہون مسئلہ مین سدس اور ثلث مثلاً چھوڑا میت نے مان کو اور دو بہنون اخیافی کو تو مسئلہ چھہ سے ہوگا اور جبکہ جمع ہوں مسئلہ مین سدس اور دو ثلث مثلاً چھوڑا میت نے مان کو اور دو سگی بہنون کو یا جمع ہوت مسئلہ مین سدس اور دو ثلث اور ثلث مثلاً چھوڑا میت نے مان کو اور دو سگی بہنون کو اور دو بہنون اخیافی کو تو دونون صورتون مین مسئلہ چھہ سے ہوگا اور اگر جمع ہون مسئلہ مین ثلث اور دو ثلث مثلاً چھوڑا میت نے دو بہنون اخیافی کو

اور دو سوتیلی بہنون کو اور مان کو تو مسئلہ تین سے ہوگا۔ اور جبکہ جمع ہون مسئلہ میں ثمن نصف کے ساتھ مثلاً چھوڑا
میت نے زوجہ اور بنت کو تو مسئلہ ہوگا آٹھ سے۔ اور جبکہ جمع ہو مسئلہ مین ربع اور نصف مثلاً چھوڑا میت نے زوج اور
بنت کو تو مسئلہ ہوگا چار سے ہرگاہ کہ مصنف فارغ ہوا بیان کرنے اختلاط حال دو تین سے درمیان فرضون نوع واحد کے تو
شروع کیا بیان اختلاط دو دو تین تین فرضون میں ایک نوع کا دوسری نوع کے ساتھ پس کہا واذا اختلط النصف
من الاول بکل الثانی او ببعضه فهو من ستة اور جب مختلط ہو نصف کہ نوع اول سے ہے کل نوع ثانی کے ساتھ
یا بعض کے ساتھ تو مخرج انکا چھہ سے ہوگا شش یعنی نصف نوع اول کا مختلط ہو کل نوع ثانی کے ساتھ یعنی ثلثین اور
ثلث اور سدس کے ساتھ مثلاً جبکہ چھوڑا میت نے زوج کو اور مان کو اور دو سگی بہنون کو اور دو اخیافی بہنون کو۔ یا مختلط ہو
نصف فقط ثلث کے ساتھ مثلاً چھوڑا میت نے زوج کو اور دو اخیافی بہنون کو۔ یا نصف مختلط ہو فقط ثلثین کے ساتھ
مثلاً چھوڑا میت نے زوج کو اور دو سگی بہنون کو یا نصف مختلط ہو فقط سدس کے ساتھ مثلاً چھوڑا میت نے مان کو اور بنت کو
یا نصف مختلط ہو ثلث اور ثلثین دونون کے ساتھ مثلاً چھوڑا میت نے زوج کو اور دو سگی بہنون کو اور دو اخیافی بہنونکو
یا نصف مختلط ہو ثلث اور سدس دونون کے ساتھ مثلاً چھوڑا میت نے زوج کو اور دو سگی بہنون کو اور مان کو۔ یا
مختلط ہو نصف ثلث اور سدس کے ساتھ مثلاً چھوڑا میت نے زوجکو اور دو اخیافی بہنونکو اور مان کو پس ان سب صورتون
اختلاط مین مسئلہ چھہ سے ہوگا یعنی مخرج ان فروض کا چھہ ہوگا اسواسطے کہ مخرج نصف کا دو ہین اور مخرج ثلث اور ثلثین
کا تین ہین اور یہ دونون مخرج داخل ہین چھہ مین پس وہی چھہ مخرج ہوگا بصورت مختلط ہونے نصف کے فروض نوع
ثانی کے ساتھ جمیع وجوہ مذکورہ پر۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ درمیان دونون مخرجون نصف اور ثلث کے مباینت ہے
پس جبکہ ضرب کیا ایک کو دوسرے مین تو حاصل ہوئے چھہ پس وہی مخرج اون دونون کا ہے واذا اختلط الربع
بکل الثانی او ببعضه فهو من اثنے عشر اور جب مختلط ہو ربع کل نوع ثانی کے ساتھ یا بعض کے ساتھ تو مخرج او سکا
بارہ سے ہے یعنی جبکہ مختلط ہو نوع اول سے ربع تمام نوع ثانی کے ساتھ یعنی ثلثین اور ثلث اور سدس کے ساتھ
مثلاً میت نے چھوڑا زوجہ کو اور مان کو اور دو سگی بہنون کو اور دو اخیافی بہنون کو یا ربع مختلط ہو بعض نوع
ثانی کے ساتھ مثلاً ربع مختلط ہو فقط ثلثین کے ساتھ مثلاً میت نے چھوڑا زوج کو اور دو بنت کو یا ربع مختلط ہو فقط
ثلث کے ساتھ مثلاً چھوڑا میت نے زوجہ کو اور مان کو۔ یا ربع مختلط ہو فقط سدس کے ساتھ مثلاً میت نے چھوڑا
زوجہ کو اور اولاد مادری سے ایک شخص کو۔ یا ربع مختلط ہو ثلثین اور سدس دونون کے ساتھ مثلاً میت نے چھوڑا
زوجہ کو اور مان کو اور دو سگی بہنون کو۔ یا ربع مختلط ہو ثلثین اور ثلث کے ساتھ مثلاً میت نے چھوڑا زوجہ کو

اور دو سگی بہنون کو اور دو اخیافی بہنون کو - یا ربع مختلط ہو ثلث اور سدس دونون کے ساتھ مثلا میت نے چھوڑا
زوجہ کو اور مان کو اور اخیافی بہنون کو پس ان سب صورتون مین اختلاط ثنائیہ و ثلاثیہ و رباعیہ کا مخرج بارہ ہوگا اسواسطے
کہ مخرج اقل سدس کا نوع ثانی سے ستہ ہے اور اوسمین ثلث اور ثلثین دونون کا مخرج داخل ہے پس اکتفا کیا ہمنے
سدس پر کہ وہ مخرج واسطے کل کے ہے پھر لیا ہم نے مخرج ربع کا کہ وہ چار ہے پس پایا ہم نے چار اور چھ مین توافق
بالنصف تو ایک کے نصف کو دوسرے کے کل مین ضرب کیا تو بارہ حاصل ہوئے - اور بھی یہ وجہ ہے کہ مخرج ثلث
اور ثلثین کا تین ہین اور یہ مباین ہین واسطے چار کے پس ضرب کیا ہم نے کل کو کل مین تو بھی حاصل ہوئے بارہ لہذا
ان سب فروض مختلط مذکورہ کا مخرج یہی بارہ ہوئے اور اسی سے سب مسائل مذکورہ نکل آئے واذا اختلط الثمن بکل
الثانی او ببعضہ فهو من اربعة وعشرین اور جبکہ مختلط ہو ثمن کل نوع ثانی کے ساتھ یا بعض کے ساتھ پس وہ چوبیس سے
ہوگا ش یعنی جبکہ نوع اول کا ثمن مختلط ہو کل نوع ثانی کے ساتھ یعنی ثلثین اور ثلث اور سدس کے ساتھ تو
مخرج چوبیس ہوگا اور یہ اختلاط نہین متصور ہوگا مگر ابن مسعودؓ کے مذہب پر اسواسطے کہ اونکے نزدیک محروم
حاجب ہوتا ہے جب نقصان کے ساتھ مثلا جبکہ میت نے چھوڑا ابن کافر اور زوجہ اور مان کو اور دو سگی بہنون اور
دو اخیافی بہنون کو تو ابن محروم اون کے نزدیک حاجب ہوگا زوجہ کا ربع سے طرف ثمن کی اور مذہب حنفیہ مین
یہ متصور نہین اسواسطے کہ جب زوجہ کا ثمن ہوا تو واجب ہوا کہ صاحب ثلثین کے دو بنت ہون گے اور صاحب
سدس کی مان ہوگی یا جدہ تو اسوقت مین صاحب ثلث معدوم ہوگا اسواسطے کہ صاحب ثلث یا مان ہے یا اوسکی
اولاد ہے اور وہ اخیافی بہنین ہین اور مان یہان محجوب ہو چکی ہے ثلث سے سدس کی طرف اور اولاد اوسکی جمیع
ثلث سے محجوب ہین - م بوجہ ہونے ولد یعنی دو بنت کے تو ثمن کا اختلاط فقط ثلثین اور سدس کے ساتھ ہوا نہ ثلث
کے ساتھ یا مختلط ہو ثمن بعض نوع ثانی کے ساتھ - یا ثمن مختلط ہو ثلثین اور سدس کے ساتھ مثلا چھوڑا
میت نے زوجہ کو اور دو بنت کو اور مان کو - یا ثمن مختلط ہو ثلث اور سدس کے ساتھ ابن مسعودؓ کے مذہب پر
مثلا میت نے چھوڑا زوجہ کو اور مان کو اور دو اخیافی بہنون کو اور ابن محروم کو - یا ثمن مختلط ہو فقط دو ثلث
اور ثلث کے ساتھ یہی ابن مسعودؓ کے مذہب پر مثلا میت نے چھوڑا زوجہ کو اور ابن کافر کو اور دو سگی بہنون کو دو
اخیافی بہنون کو - یا ثمن مختلط ہو فقط دو ثلث کے ساتھ مثلا میت نے چھوڑا زوجہ اور دو بنت کو - یا ثمن مختلط ہو فقط
سدس کے ساتھ مثلا میت نے چھوڑا زوجہ کو اور مان کو اور ابن کو کہ وہ عصبہ ہے یا ثمن مختلط ہو فقط ثلث کے ساتھ
مثلا میت نے چھوڑا زوجہ کو اور ابن رقیق کو اور دو اخیافی بہنون کو بھی ابن مسعودؓ کے مذہب پر غرض مقصود

بیان اختلاط ثمن

ماتن رح کا یہ ہے کہ ان سب اختلاطون مذکورہ مین مخرج سب فرائض کا بھی عدد چوبیس کا ہے - اور بیان اسکا یہ ہے کہ
اقل جز نوع ثانی سے کہ وہ سدس ہے داخل ہے اوسمین مخرج ثلث اور ثلثین کا پس واجب ہوا اکتفا چھہ پر جیسا کہ بیان ہوا
تو نے اور درمیان چھہ کے اور مخرج ثمن یعنی ثمانیہ کے توافق بالنصف ہے پس ضرب کیا ہم نے ایک کے نصف کو دوسرے کے
کل مین تو حاصل ہوئے ۲۴ - اور بھی دوسری دلیل یہ ہے کہ درمیان مخرج ثلث اور ثلثین کے یعنے تین کے اور مخرج ثمن
یعنی آٹھہ کے مباینت ہے پس ضرب کیا ہم نے ایک کو دوسرے مین تو حاصل ہوئے چوبیس پس اسی سے سب فروض
جو مختلط ثمن کے ساتھہ ہونگے نکل آوینگے **ف** مخرج اوس عدد کو کہتے ہین جس سے کوئی کسر یعنی حصہ جیسے نصف یا
ثلث یا ربع صحیح نکل سکے اور اوس سے کم ہو تو بغیر ٹوٹے نہ نکلے اور حصہ کو کسر کہتے ہین پس مخرج نصف کا دو ہے اور
اور حصون کا ہمنام اونکا جیسا کہ مذکور ہو چکا پس اگر مسئلہ مین ایک ہی حصہ ہو اور اگر ایک سے زیادہ ہون ایک
نوع کے تو مخرج ہمنام چھوٹے حصے کا ہے مطلب یہ کہ مخرج نصف کا یعنی ایسا عدد جس سے نصف صحیح نکلے اور اوس سے
کم سے بغیر ٹوٹے نہ نکلے دو ہے کہ نصف اوسکا ایک ہے اور دو سے کم ایک ہے اوسکا نصف عدد صحیح نہین نکلتا بلکہ
آدھا نکلتا ہے اور مخرج باقی حصون کا جیسے ثلث ربع ثمن ہمنام ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا پس اگر ایک شخص عصبہ کے
ساتھ ایک بنت کہ مستحق نصف ہے چھوڑے تو مسئلہ اوسکا دو سے ہوگا مثلا میت بنت اور اخ کو چھوڑے اور جو زوجہ
بے اولاد کی کہ مستحق ربع ہے چھوڑے تو مسئلہ اوسکا چار سے ہوگا مثلا میت نے چھوڑا زوج اور عم کو - اور جو زوجہ
اولاد کے ساتھ کہ مستحق ثمن ہے چھوڑے تو مسئلہ اوسکا آٹھہ سے ہوگا مثلا میت نے چھوڑا زوجہ اور ابن کو - اور
اگر مسئلہ مین ایک حصہ سے زیادہ ہون جیسے نصف اور ربع یا ربع اور ثلث تو اوسکا یہ قاعدہ ہے کہ اگر وہ سب
حصہ ایک نوع کے ہین جیسے نصف اور ربع یا ربع اور ثمن کہ یہ سب نوع اول کے ہین یا ثلثان اور ثلث یا ثلث اور
سدس کہ یہ سب نوع ثانی کے ہین تو چھوٹے حصہ کا ہمنام مخرج ہے پس نصف اور ربع مین چار مخرج ہے اور
نصف اور ثمن مین آٹھہ اور ثلث اور سدس مین چھہ پس اگر میت عصبہ کے ساتھہ بنت اور زوج چھوڑے کہ ان مین
نصف اور ربع یکجا ہے تو اوسکا مسئلہ اسطرح ہے زوج بنت اخ مسئلہ چار سے ہوگا اور اگر بنت اور زوجہ اور
اخ کو چھوڑا کہ اس مین ثمن اور نصف یکجا ہے تو مسئلہ آٹھہ سے ہوگا اور جو دو اخیافی بھائی اور جدہ چھوڑی کہ ثلث
اور سدس جمع ہے مثلا چھوڑا دو اخ الام کو اور جدہ کو اور عم کو تو مسئلہ چھہ سے ہوگا اور نصف اگر مجتمع ہو کل نوع
دوسری کے ساتھہ یا بعض کے ساتھہ ان سب کی مثالین پہلے مشرح مذکور ہو چکی ہین **باب العول** یہ باب ہے
عول کے بیان مین - **ش م** مخفی نہ رہے کہ عول بفتح اول و سکون ثانی لغت مین استعمال کیا جاتا ہے بمعنی

میل کرنا طرف ظلم کے چنانچہ محاورہ اہل عرب مین کہا جاتا ہے کہ فلان شخص عول کرتا ہے مجھپر یعنی میل ظلم کی کرتا ہے مجھپر
یا عول بمعنی غلبہ کے ہے جیسا کہ محاورہ اہل عرب مین کہا جاتا ہے عیل صبرہ یعنی غالب ہوا از روی صبر کے۔ یا عول
بمعنی اونچا کرنیکے ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے بوقت اونچا کرنے ترازو کے عال المیزان اور اسی معنی اخیر سے لئے گئے ہین معنی
اصطلاحی ھم یعنی اخیر معنی زیادہ مناسب ہین معنی اصطلاحی سے اسیواسطے کہا ماتنؒ نے العول ان یزاد علی المخرج شئی
من اجزائہ اذا ضاق عن فرض عول یہ ہے کہ زیادہ کیا جاوے مخرج پر کچھہ اجزا اوسکے سے جبکہ مخرج تنگی کرے ادا
فرض سے ش ھم یعنی عول اس سے عبارت ہے کہ جب مخرج ادا ے فرض سے تنگی کرے تو مخرج پر کچھہ اوسکے اجزا سے
زیادہ کیا جاوے مثلا سدس اوسکا یا ثلث اوسکا وغیرہ اون اجزا مین سے یعنی اون کسور مین سے جو مخرج مین
موجود ہون حاصل یہ کہ مخرج جو اصل مسئلہ ہے جبکہ تنگ ہو جاوے وفا کرنے فروض مجتمعہ سے جو اوسمین ہین تو ترکہ
مرتفع کیا جاوے طرف عدد و اکثر کے اوس مخرج سے پھر تقسیم کیا جاوے تاکہ جمیع وارثون کے فرائض مین داخل
ہو جاوے نقصان ایک نسبت پر ھم یعنی کمی یکسان ہو بقدر حصون کے۔ جیسے کہ قریب آویگی تفصیل اسکی۔
اور بعض نے کہا کہ عول ماخوذ ہے معنی اول سے کیونکہ مسئلہ نے رجوع کیا اپنے اہل کی طرف جور کے ساتھہ اسوجہ سے کہ
گھٹا دئیے اونکے حصے مفروضہ۔ یا عول ماخوذ ہے معنی ثانی سے یعنے گویا مسئلہ غالب آگیا اپنے اہل پر بوجہ داخل کرنے
نقصان کے اوپر ف صاحب طحطاوی لکھتے ہین کہ جتنا نقصان ہر واحد پر داخل ہوتا ہے اوسکا اندازہ معلوم
ہوتا ہے کسر زائد کی نسبت کرنے سے عدد اکثر کی طرف مثلا اگر زوج اور دو سگی بہنین وارث ہون تو نصف اور ثلثین جمع
ہوئے پس مسئلہ چھہ سے ہوا اور عول کیا طرف سات کے تو زوج پر نقصان داخل ہوگا ہر سہم مین سبع یعنی ساتوان
حصہ کا تو وہ چھہ مین سے دو سہم اور چار سبع پاویگا اور بہنون پر چار ربع کا نقصان داخل ہوگا تو وہ تین سہم اور تین
سبع پاوین گی انتہی ھم خلاصہ یہ کہ ایک چھہ کا سدس تھا جب چھہ پر ایک زیادہ کیا تو سات ہوگئے تو ایک کو سات
کے ساتھہ سبع کی نسبت ہے تو بقدر سبع ہر وارث کے ہر سہم مین کمی ہوگئی انتہی اور پہلے جسنے کہ عول کا حکم کیا امیر المومنین
سیدنا عمر فاروق رضؓ تھے یعنی آپ کے عہد مبارک مین ایک صورت واقع ہوئی جسکا مخرج ادا ے فرض سے تنگ تھا
تو آپ نے اصحاب کبار رضؓ سے مشورہ کیا تو حضرت عباسؓ بن مطلب نے اشارہ کیا طرف عول کی پس فرمایا آپ نے
کہ عول کرو تم فرائض مین سو سب صحابہ کرامؓ نے اسپر اتفاق کیا اور کسی نے اسپر انکار نہ کیا مگر ابن عباسؓ نے اونکی
موت کے بعد کسی نے کہا ابن عباسؓ سے کہ آپ نے سیدنا عمر رضؓ کے عہد مین کیون نہ انکار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اونکی
ہیبت کی وجہ سے اور تھے سیدنا عمر رضؓ رجل مہیب ف فتاوی عالمگیری مین مذکور ہوا کہ عول کا پہلا مسئلہ جو اسلام مین

صدر خلافت فاروقی مین واقع ہوا وہ یہ تھا کہ زوج اور مان اور سگی بہن وارث ٹھیرے تو نصف اور ثلث اور نصف یکجا
ہوئے اصل مسئلہ چھہ سے ہے اور عول کیا اوسے آٹھہ کی طرف انتہی ایک شخص نے کہا ابن عباس رضؓ سے کہ پھر آپ کیا کرو گے
مسئلہ عائلہ مین آپنے فرمایا کہ مین عول نہین کرونگا بلکہ داخل کرونگا ضرر اوسپر کہ جو زیادہ بدہوگا از روی حال کے کہ وہ
بنات اور اخوات ہین کیونکہ اونکو ایک حصہ پر قرار نہین ہے بلکہ وہ منتقل ہوتی ہین فرض مقدر سے طرف فرض غیر مقدر کے
پس کہا اوس شخص نے کہ یہ فتوی تیرا تجکو کچھہ فائدہ ندے گا اسواسطے کہ تو اپنی رای مین تنہا ہے اور بعد تیری وفات کے
ترکہ تیرا خلاف تیری راے کے تقسیم ہوگا تیرے وارثون مین یہ سنکر حضرت ابن عباسؓ غصہ ہوئے اور کہا کہ کیون نہین
جمع ہوتے ہم یعنی عول کرنیوالے حتے کہ مباہلہ کرین ہم فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ بتحقیق کہ وہ ذات کہ جسنے شمار کیا
میدان کی ریگ کو ذرہ ذرہ کرکے نہین مقرر کیا اوسنے کسی مال مین دو نصف اور ثلث اور اونکے اس کلام کی تائید کرتا ہے
یہ امر کہ جب متعلق ہوتے ہین حقوق ایسے مال کے ساتھہ جو وفا نکرے سب کو تو ایسی صورت مین اوس ترکہ سے وہ حقوق
مقدم کیئے جاتے ہین جو ہوتے ہین اقوی مثل تجہیز و تکفین اور دین اور وصیت اور میراث کے پس جبکہ تنگی کرتا ہے
ترکہ ادای فروض سے تو اسصورت مین مقدم کیا جاتا ہے اقوی اور نہین ہے شک اسمین کہ جو وارث منتقل ہوگا فرض
مقدر یعنی حصہ معین سے طرف دوسرے فرض مقدر کے تو ہوگا وہ صاحب فرض ہر وجہ سے پس ہوگا وہ اقوی اوس
وارث سے کہ جو منتقل ہوتا ہے فرض مقدر سے طرف فرض غیر مقدر کے اسواسطے کہ وہ من وجہ صاحب فرض ہے اور
من وجہ عصبہ ہے پس داخل کرنا نقصان کا یا حرمان کا اس نوع ثانی پر اولی ہے اسواسطے کہ ذوی الفروض مقدم
ہین عصبات پر اور دلیل حنفیہ کی یہ ہے کہ اصحاب فرائض جو ترکہ مین مجتمع ہین وہ سب مساوی ہین سبب استحقاق مین
اور سبب استحقاق نص ہے پس وہ سبب مساوی ہوئے استحقاق مین اور اسوقت مین ہر واحد اون اصحاب فرائض کا
اپنا پورا حق لیگا بصورت گنجایش محل کے یعنی ترکہ کے اور بصورت تنگی محل کے اپنے تمام حق لینے سے ہر واحد نقصان
پاویگا مانند قرضدارون کے ترکہ مین ہم بصورت نہ وفا کرنے ترکہ کے پس جبکہ حق تعالے نے مال مین دو نصف اور ثلث واجب کیا مثلاً تو
معلوم ہوگیا اس سے کہ یہ فروض ضرب کیئے جاوین اوس مال مین بوجہ محال ہونے وفا کرنے مال کے سب فروض کو حکم ابن عباسؓ نے جو بتصریح صدر
اوسکی تشبیہ دی حقوق کے ساتھہ اسکے جواب مین حضرت شارح فرماتے ہین کہ بخلاف تجہیز وغیرہ حقوق کے کہ وہ حقوق مرتب ہین یعنی بعض انکا
مقدم ہے جیساکہ مذکور ہوچکا ہم شروع کتاب مین پس قیاس حقوق اصحاب فرائض کا حقوق تجہیز وغیرہ پر قیاس مع الفارق ہے
اور منتقل ہونا فروض سے عصوبت کی طرف یہ موجب ضعف و بدحالی ہونیکا نہین ہے اسواسطے کہ عصوبت اقوی اسباب ارث ہے
پس کیسے ثابت ہوگا نقصان یا حرمان باعتبار عصوبت کے بعض احوال مین تو اب حق وہ ہے کہ جس پر عامہ صحابہ رضؓ

بیان اس کا کہ مجموع مخارج سات ہیں

اور جمہور فقہا کہتے ہیں ہم کہ وہ حق ہونا عول کا ہے اعلموان مجموع المخارج سبعۃ جان تو کہ سب مخارج سات ہیں شؔ
اسواسطے کہ کتاب اللہ میں جو فروض مذکور ہوئے ہیں وہ چھہ ہیں ہم یعنی نصف ربع ثمن ثلثان ثلث سدس اور مخارج
انکے پانچ ہیں یعنی دو اور تین چار چھہ آٹھہ اور یہ بوجہ اسکے ہے کہ ثلث اور ثلثین کا ایک ہی مخرج ہے جیساکہ مذکور ہو چکا
اور بتحقیق کہ پہچان چکا ہے تو بحث سابق میں یہ کہ وہ اختلاط جو ہوتا ہے نوع واحد میں وہ نہیں تقاضا کرتا اوس مخرج
کو کہ جو خارج ہو اون پانچ مذکورہ سے اور وہ اختلاط کہ جو درمیان دو نوع کے ہو وہ تقاضا کرتا ہے تین مخارج کو
کہ وہ چھہ ہیں اور بارہ ہیں اور چوبیس ہیں اور مخرج چھہ کا مخارج خمسہ مذکورہ سے باہر نہیں ہے پس باقی رہے دو
یعنی بارہ اور چوبیس تو جبکہ شامل کیا ان دونون کو پانچ مین تو مجموع سات ہوگئے اربعۃ منہا لا تعول وہی الاثنان

بیان اس کا کہ چار مخارج میں عول نہیں ہوتا

والثلثۃ والاربعۃ والثمانیۃ چار ان میں سے نہیں عول کرتے کہ وہ دو اور تین اور چار اور آٹھہ ہیں شؔ یعنی اون
سات مخارج میں سے چار میں نہیں عول ہوتا اصلا یعنی نہ طاق اور نہ جفت اور یہ حصر باعتبار استقرا کے ہے۔ اور
دلیل اسکی یہ ہے کہ ان چار مخرجون مذکورہ کے ساتھہ جو فروض متعلق ہونگے یا یہ کہ وفا کر جائیگا مال اون فروض کے ساتھہ
یا باقی رہے گا اوس مال سے کچھہ زائد اوسپر ہم مثلاً اگر کچھہ باقی رہا زائد فروض سے تو وہ زائد بصورت ہونے عصبہ کے
دیا جاویگا ورنہ ذوی الفروض پر رد کیا جاویگا تو دونون صورتون میں عول کی کچھہ حاجت نہوگی کذا فی حاشیۃ السعد
پس نہ عول ہوگا دو میں اسواسطے کہ مسئلہ دو سے جب ہوگا کہ جب مسئلہ میں دو نصف جمع ہونگے مانند زوج اور اخت
عینی کے یا نصف اور مابقی ہوگا مثلاً زوج اور سگا بھائی ہم اور اسمین احتیاج عول کی نہوگی کذا قال البہشتی۔ اور
نہ تین میں عول ہوگا اسواسطے کہ نکلنے والا اسمین سے یا تو ثلث اور مابقی ہوگا مانند ام اور اخ عینی کے یا ثلثین اور
مابقی ہوگا مانند دو بنت اور اخ عینی کے۔ یا ثلث اور ثلثان ہوگا مانند دو اخت اخیافی اور دو اخت عینی کے۔ اور
نہ چار میں عول ہوگا اسواسطے کہ نکلنے والا چار سے یا ربع اور مابقی ہوگا مانند زوج اور ابن کے۔ یا ربع اور نصف
اور مابقی ہوگا مانند زوج اور بنت اور اخ عینی کے یا ربع اور ثلث اور مابقی ہوگا مانند زوجہ اور ام اور اب کے
اور نہ آٹھہ میں عول ہوگا اسواسطے کہ نکلنے والا آٹھہ سے یا ثمن اور مابقی ہوگا مانند زوجہ اور ابن کے۔ یا ثمن اور
نصف اور مابقی ہوگا مانند زوجہ اور بنت اور اخ عینی کے پس ان مخارج اربعہ مذکورہ میں کسی مسئلہ میں عول

بیان اس کا کہ تین مخارج میں کبھی عول ہوتا ہے

نہوگا وثلثۃ منہا قد تعول اما الستۃ فانہا تعول الی عشرۃ وترا وشفعا تین اون میں کو کبھی عول ہوتا ہے پس چھہ میں عول ہوتا ہے
دس تک طاق میں اور جفت میں شؔ یعنی چھہ عول کرتا ہے سدس کے ساتھہ کہ وہ ایک ہے طرف سات کے جس
حالت میں کہ جمع ہون مسئلہ میں نصف اور دو ثلث مانند زوج اور دو اخت عینی کے۔ یا جمع ہون دو نصف اور

سدس مانند زوج اور اخت عینی یا اخت علاتی کے یا اخت اخیافی کے ھم ان صورتون مین سدس کے ساتھ عول ہوا یعنی سدس کے زیادہ کردینے سے سات ہوگئے اور چھہ عول کرتا ہی ثلث کیسے ساتھ کہ وہ دو ہین طرف آٹھہ کے کہ جس حالت مین کہ جمع ہو نصف اور دو ثلث اور سدس مانند زوج اور دو اخت عینی کے۔ یا جمع ہون دو نصف اور ثلث مانند زوج اور اخت عینی کے اور دو اخت اخیافی کے ھم اسصورت مین ثلث کے ساتھ عول ہوا یعنی چھہ کی تہائی دو ہے جب اوسکو چھہ پر زیادہ کیا تو آٹھہ ہوگئے تو وارثون کے ہر سہم مین ربع کا نقصان ہوگا اسواسطے کہ دو ربع ہے آٹھہ کا اور چھہ عول کرتا ہے نصف کے ساتھہ کہ وہ تین ہین طرف نو کی جس حالت مین کہ جمع ہو نصف اور دو ثلث اور ثلث مانند زوج اور دو اخت عینی اور دو اخت اخیافی کے۔ یا جمع ہون دو نصف اور ثلث اور سدس مانند زوج اور اخت عینی اور دو اخت اخیافی اور ام کے ھم ان صورتون مین نصف کے ساتھہ عول ہوا کیونکہ تین نصف ہے چھہ کا جب اوسکو چھہ پر زیادہ کیا تو نو ہوگئے تو یہان وارثون کے سہام مین تہائی کا نقصان واقع ہوا اسواسطے کہ تین تہائی ہے نو کی ف صاحب طحطاوی لکھتے ہین کہ اس مسئلہ کو مروانیہ کہتے ہین اسواسطے کہ یہ صورت اول زمانہ بنی امیہ مین واقع ہوئی اور زوج مروانی تہا اوسنے چاہا کہ مین نصف مال لون تو علماء حجاز سے اسکا سوال ہوا اونھون نے فرمایا کہ ثلث مال اوسکا حق ہے وہکذا فی ضوء السراج اور چھہ عول کرتا ہے طرف دو ثلث کے کہ وہ چار ہین طرف دس کے جس حالت مین کہ جمع ہو نصف اور دو ثلث اور ثلث اور سدس مانند زوج اور دو اخت عینی اور دو اخت اخیافی اور ام کے ھم اس صورت مین ثلثین کے ساتھہ عول ہوا یعنی چار دو ثلث ہین چھہ کے جب اونکو چھہ پر زیادہ کیا تو دس ہوگئے اس مسئلہ کو شریحیہ کہتے ہین یعنی منسوب ہے طرف قاضی شریح کے اسواسطے کہ اسمین حضرت قاضی شریح نے دس سہم مین سے زوج کیواسطے تین سہم کا حکم کیا تو زوج شہرون گہومتا پھرتا تھا اور لوگون سے پوچھتا تھا کہ ایک عورت مرگئی زوج چھوڑکر اور اوسنے کوئی بیٹا یا پوتا نہین چھوڑا اسوقت زوج کا کیا حصہ ہے لوگ کہتے تھے کہ نصف ہے وہ کہتا تھا کہ شریح قاضی نے نہ مجکو نصف دیا نہ ثلث دیا یہ خبر قاضی کو پہونچی تو آپنے اوسکو طلب کیا پھر جب وہ آیا تو آپ نے اوسکو تعزیر دی اور فرمایا کہ بتحقیق کہ اس حکم کی مجہ سے پہلے امام عادل متقی نے سبقت کی ہے یعنی عول کے حکم کی ارادہ کیا اسکے ساتھہ سید ناعمؓ کو ف مطلب یہ کہ وہ شخص جاہل تھا عول کی حقیقت نہ سمجھتا تھا لہذا اس حکم کو حق نہ جانتا تھا اور قاضی کی شریعت پر طعن کرتا تھا اور واجبی حکم کو ظلم کیطرف نسبت کرتا تھا لہذا آپ نے اوسکو تعزیر دی اور اس مسئلہ کو ام الفروخ بھی کہتے ہین بوجہ ہونے کثرت عول کے اوسمین کذا فی ضوء السراج ف فتاوی عالمگیری مین خزانۃ المفتیین سے منقول ہوا کہ جب کہ

چھ دس یا نو یا آٹھ کی طرف مسئلہ عول کری تو میت عورت ہے اور اگر سات کی طرف عول کرے تو احتمال ہے کہ میت عورت ہو یا مرد انتہی اور ماتن رح نے لفظ قد کے ساتھ جو بمعنی تقلیل ہے اشارہ کیا اسکے ساتھ کہ مخارج ثلثہ مذکورہ مین عول لازم نہین ہے انتہی واما اثنا عشر فہي تعول الی سبعة عشر وترا لا شفعا اور بارہ عول کرتا ہی سترہ تک طاق عدد مین نہ جفت مین ش یعنی بارہ عول کرتا ہے نصف سدس کے ساتھ طرف تیرہ کے جبکہ جمع ہو ربع اور دو ثلث اور سدس مانند زوجہ اور دو اخت عینی اور اخیافی اخت کے م اس صورت مین عول ہوا نصف سدس کے ساتھ یعنی ایک کے ساتھ کیونکہ بارہ کا سدس دو ہین اور اوسکا نصف ایک ہے - اور بارہ عول کرتا ہے ربع کے ساتھ کہ وہ تین ہین پندرہ کی طرف جبکہ جمع ہو ربع اور دو ثلث اور ثلث مانند زوجہ اور دو اخت عینی اور دو اخت اخیافی کے - یا جمع ہو ربع اور دو ثلث اور دو سدس مانند زوجہ اور دو اخت عینی اور اخت اخیافی کے اور مان کے - م اسصورت مین بارہ کا عول ہوا ربع کے ساتھ کہ وہ تین ہین - اور بارہ عول کرتا ہے ربع اور سدس کے ساتھ طرف سترہ کے جبکہ جمع ہو ربع اور دو ثلث اور ثلث اور سدس مانند زوجہ اور دو اخت عینی اور دو اخت اخیافی اور ام کے م اسصورت بارہ کا عول ہوا ربع کے ساتھ کہ وہ تین ہین اور سدس کے ساتھ کہ وہ دو ہین ف جب بارہ کا عول سترہ کی طرف ہوتا ہے تو میت مرد ہے اور تیرہ اور پندرہ کے عول مین عورت و مرد دونون کا احتمال ہے کذا فی العالمگیریہ واما

اربعة وعشرون تعول الی سبعة وعشرين عولا واحدا كما في المسئلة المنبرية وهي امرءة وبنتان وابوان

اور چوبیس ۲۴ عول کرتا ہے فقط ستائیس کی طرف ایک عول جیسے کہ مسئلہ منبریہ مین اور وہ یہ ہے کہ زوجہ اور دو بنت اور مان باپ وارث ہون ش اس مسئلہ مین ثمن اور دو ثلث اور دو سدس جمع ہین اور منبریہ اسواسطے کہتے ہین کہ امیر المومنین سیدنا علی المرتضی رض سے اسکا سوال ہوا اور آپ اوسوقت کوفہ کی مسجد مین منبر پر خطبہ پڑھتے تھے سو آپنے بلا تامل جواب دیا سائل نے گھبرا کر کہا زوجہ کا ثمن کیا فرض نہین ہے آپ نے فرمایا کہ اوس کا آٹھوان حصہ نوان ہو گیا اور خطبہ پڑھنے مین مشغول ہو گئے لوگون کو کمال تعجب ہوا آپ کی فطنت و ذکاوت کا ف توضیح مقام یہ ہے کہ زوجہ کے لئے ثمن ہے اور وہ چوبیس سے تین ہین پس جب کہ عول ہوا ستائیس کی طرف تو وہ نوان حصہ اوسکا ہو گیا یہ بروایت معتبرہ مذکور ہوا کہ جس خطبہ مین آپ سے یہ سوال ہوا وہ خطبہ یہ تھا الحمد لله الذي يحكم بالحق قطعا ويجزي كل نفس بما تسعى واليه المعاد والرجعى - شرح خواہرزادہ مین مذکور ہوا کہ سیدنا علی مرتضی رض علم حساب مین کمال حاذق و ماہر تھے چنانچہ ایک نصرانی نے آپ سے سوال کیا کہ اصحاب کہف کے قصہ مین تم اپنی کتاب یعنی قرآن مجید مین پڑھتے ہو

"ثلثمائۃ سنین وازدادوا تسعا" اور ہماری کتاب مین ثلثمائۃ سنین مذکور ہوا اور یہ مستقیم نہین تو ہماری کتاب
تمھاری کتاب کے مخالف ہے۔ آپ نے جواب مین فرمایا کہ تمھاری کتاب مین جو تین سو مذکور ہوئے ہین وہ یونانی یعنی حساب
کی موافق ہے یعنی شمسی حساب پر ہے اور ہماری کتاب مین عرب کے حساب سے ہے یعنی قمری حساب کے موافق ہے اور تین سو شمسی
یونانی عرب کے قمری حساب پر تین سو نو ہوتے ہین وہ نصرانی کمال متحیر ہوا آپ کے بلا تامل جواب دینے سے اور اسی وقت
مسلمان ہو گیا اسیجگہ سے کہا گیا ہے کہ علی مرتضیٰ معجزہ تھے رسول مقبول صلعم کے معجزات سے اسواسطے کہ باوجود اسقدر
تبحر کے علوم مین اور غایت درجہ کی شجاعت کے محارب و معارک مین مطیع و منقاد تھے رسول مقبول صلعم کے اور مقر تھے
آپ کی نبوت و رسالت کے اور یہ ایسا کلام ہے جیسا کہ بعض علماء رح نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ معجزہ تھے معجزات نبویہ سے
کذا فی الطحطاوی والمنتقی وغیرہما انتہی ولا یزاد علی ھذا العدد الا عند ابن مسعود رض فان عندہ تعول الی احد و ثلثین
اور نہین زائد ہوتا عول اسپر مگر نزدیک ابن مسعود رض کے کہ اونکے نزدیک چوبیس کا عول ہوتا ہے طرف اکتیس کے۔
ش یعنی چوبیس کا عول ستائیس سے زیادہ نہین ہوتا ہے مگر ابن مسعود رض کے نزدیک اکتیس کی طرف عول ہوتا ہے
ساتھ زیادہ کرنے اوسکے سدس کے اوسپر کہ وہ چار ہین اور ساتھ زیادہ کرنے ثمن اوسکے کے اوسپر کہ وہ تین ہین مانند
زوجہ اور ام اور دو اخت عینی اور دو اخت اخیافی اور ابن محروم کے اسواسطے کہ اونکے نزدیک ابن محروم حاجب ہوگا
زوجہ کا ربع سے طرف ثمن کے پس یہ مسئلہ اون کے نزدیک چوبیس سے ہوگا بوجہ اختلاط ثمن نوع اول کے
کل نوع ثانی کے ساتھ اور اس مسئلہ نے ۳۱ کی طرف عول اسواسطے کیا کہ صورت مذکورہ مین بتصریح صدر زوجہ
کے لئے ثمن ہے کہ وہ تین ہین اور ماں کے لئے سدس ہے کہ وہ چار ہین اور دو اخت عینی کے لئے دو ثلث ہین کہ وہ
۱۶ ہین اور اخیافی بہنون کو ثلث ہے کہ وہ آٹھ ہین پس مجموع سہام اکتیس ہوئے اور سوائے حضرت ابن مسعود رض
کے یہ مسئلہ بارہ سے ہوگا اور عول ہوگا سترہ کی طرف اور دلیل انحصار عول بر لوجہ مذکور استقراء
ہے صورتون اجتماع فروض مین کما لا یخفی۔

فصل فی معرفۃ التماثل والتداخل والتوافق والتباین بین العددین

یہ فصل ہے دو عددون کے درمیان مین تماثل وتداخل وتوافق وتباین کی شناخت کے بیان مین۔
ش یہ مقدمہ ہے کہ احتیاج و ضرورت پڑتی ہے اسکی شناخت کی طرف ترکہ کی تقسیم مین اعداد مستحقین پر
بلا کسر ہم یعنے اعداد مستحقین پر ترکہ کی تقسیم بلا کسر ہونا بدون علم و عمل چارون نسبتون مذکورہ کے ممکن نہین ہے لہذا
ماتن نے بطور مقدمہ اس فصل مین چارون نسبتون کا بیان شروع کیا کہ بدون یاد رکھنے مقدمہ ہذا کے تصحیح مسئلہ کی

بیان معرفت نسب اربعہ

بیان نسبت تماثل

نہین ہوسکتی انتہی تماثل العددین کون احدہما مساویا للاخر تماثل دو عددون کا یہ ہے کہ ایک اون دونون کا مساوی ہو واسطے دوسرے کے مثل مانند تین تین کے مثلاً اور یہ دونون عدد نام رکھے جاتے ہین متماثلین ھم مطلب یہ کہ دو عددونکا یکسان اور برابر ہونا اسکو تماثل کہتے ہین اور وہ دونون عدد متماثلین کہلاتے ہین اسجگہ یہ نقض وارد ہوتا ہے کہ تماثل ایک نسبت ہے جو درمیان دو عددون متغایرہ کے ہوتی ہے اور تین تین یا چار چار مین کسی طرح کا تغایر نہین ہے اگرچہ کہا جاوے ہزار بار اسکے جواب مین حضرت شارح فرماتے ہین کہ ضرور ہے تعریف تماثل مین اعتبار کرنا دو عددون کا دو محل مین ورنہ مطلق عددتین کا جو مجرد ہو محل سے نہین ہے تعدد اوسمین پس مساوات کے ساتھ متصف نہ ہوگا قطعاً ھم مطلب یہ کہ اس تعریف مین اعتبار اس امر کا ضروری ہے کہ وہ دونون عدد دو محل مین واقع ہون مثلاً وہ تین جو پائے جاتے ہین دراہم مین متغایر ہین اوس تین کے جو قائم ہین دنانیر کے ساتھ یا مثلاً رؤس و سہام مین اور اگر محل کا اعتبار نکیا جاویگا تو مطلق تین مین تعدد نہین انتہی وتداخل العددین

بیان نسبت تداخل

المختلفین ان یعد اقلہما الاکثر ای یفنیہ ھ اور تداخل دو عددون مختلف کا یہ ہے کہ تمام کردے اقل اون دونون کا اکثر کو یعنی فنا کردے ش اور معنی فنا کردینے کے یہ ہین کہ جب اقل عدد کو اکثر عدد مین سے دو بار یا زیادہ گرائین تو اوس زیادہ اکثر عدد مین سے کچھہ نہ باقی رہے مانند تین اور چھہ کے کہ جب تین کو چھہ مین سے دو بار نکالینگے تو چھہ فانی ہوجاوینگے بالکلیہ اور ایسے ہی جب تین کو نکالینگے نو مین سے تین بار تو نو فانی ہوجاوینگے پس ایسے دو عدد نام رکھے جاتے ہین متداخلین اصطلاح فرائض مین بخلاف آٹھہ کے کہ جب گرائے تو اسمین سے تین کو دو بار تو باقی رہینگے دو پس فنا ہونا آٹھہ کا تین سے ممکن نہین ولیکن جب گرائے تو اوس آٹھہ مین سے دو چار بار تو آٹھہ فانی ہوجاوینگے پس یہ دونون عدد بھی یعنی آٹھہ اور دو متداخلین ہین اور اختلاف دو عددون کا اون دونونکے نفس یعنے ذات مین قلت و کثرت کے ساتھہ تماثل مین متصور نہین بلکہ تداخل مین ہے اور مابعد اوس تداخل کے ہے ھم یعنی تباین و توافق مین ہے۔ ھم ماتن نے جو قید لگائی عددین کی تداخل مین قلت و کثرت کے اختلاف کے ساتھہ سوای تماثل کے سو اس تقیید کا یہ فائدہ حضرت شارح نے بیان کیا کما لا یخفی کذا فی حاشیۃ السعد مگر یہ کہ ماتن رح نے صرف تداخل کی تعریف مین اختلاف کے ذکر کے ساتھہ تصریح کردی اور مابعد یعنی مابقی نسبتون مین اس معنی پر اشارہ کردیا ف اگر کہا جاوے کہ تداخل باب تفاعل سے ہے پس سزاوار ہے یہ کہ ہو فعل جانبین سے جیسا کہ تماثل اور توافق و تباین مین فعل جانبین سے ہے کہینگے ہم اسکے جواب مین کہ جانب اقل عددین مختلفین سے دخول حقیقۃ ہے اور جانب اکثر عددین مختلفین سے قبول دخول ہے پس گویا کہ ہوگیا فعل جانبین سے کما لا یخفی کذا فی ضوء السراج

اب حضرت ماتن رح تداخل کے دو معنی دوسرے بیان کرتے ہین جو معنی اول کے واسطے لازم ہین پس کہا اونقولہ تداخل العددین
هوان یکون اکثر العددین منقسماً علی الاقل قسمة صحیحة یا کہین ہم کہ تداخل دو عدد دون کا وہ
یہ ہے کہ ہو اکثر دو عدد دون کا منقسم اقل پر قسمت صحیحہ کر کے مثل یعنی تقسیم ہو جاوے بغیر کسر کے مانند چھہ کے کہ وہ تین پر
اور بھی دو پر منقسم ہوتا ہے بغیر کسر کے یعنی چھہ مین سے تین کے ہر واحد کو دو اور دو کے ہر واحد کو تین پہونچتے ہین اور اسی پر
قیاس کر لے تو سب اعداد متداخلین کو م اور ہونا اکثر دو عدد دون متداخلین کا منقسم اقل اون دونون پر قسمت صحیحہ
کے ساتھہ۔ اسمین سبب یہ ہے کہ جب فنا کر یگا کوئی عدد جو اکثر ہوگا اوس اقل سے تو یا تو وہ عدد اکثر دو مثل اقل کا
ہوگا م جیسے تین اور چھہ یا کئی مثل اقل کا ہوگا جیسے دو اور چھہ۔ تو ظاہر ہے کہ تقسیم مین ہر واحد احاد اقل کو احاد
صحیحہ ہو چکین گے جتنے کہ امثال اقل کے عدد اکثر مین ہونگے اور بھی اسی سبب کو ذکر کیا ماتن نے اپنے اس قول
مین اونقول هوان زید علی الاقل مثلہ اومثالہ فیساوی الاکثر یا کہین ہم کہ تداخل وہ ہے کہ اگر زیادہ کیا جاوے اقل پر
مثل اوسکا یا کئی مثل اوسکے تو وہ مساوی ہو جاوے اکثر کے مثلاً زیادہ کیا جاوے تین پر مثل اوسکا ایکبار
تو چھہ ہو جاوینگے اور دو بار زیادہ کیا جاوے تو نو ہو جاوینگے م یا تین مثل زیادہ کئے جاوین تو بارہ ہو جاوینگے۔
مطلب یہ کہ بتصریح صدر زیادتی مثل اور امثال سے اقل عدد ہو جاوے مساوی واسطے اکثر کے اسکو تداخل کہتے
ہین اونقول هوان یکون الاقل جزءً اللاکثر یا کہین ہم کہ تداخل یہ ہے کہ اقل عدد جزء ہو اکثر کا مثل یہ قول ماتن کا
صرف از قبیل اختلاف فی العبارت ہے م یعنی اس تعریف مین اور تعریف اول مین اختلاف عبارت مین ہے اور معنی مین
اتحاد ہے اور بیان اسکا یہ ہے کہ جو عدد اقل اگر فنا کرنیوالا عدد اکثر کا ہے تو اوس عدد اقل کو اوس اکثر عدد کا جزء
کہتے ہین اصطلاح مین اور اگر اقل عدد مفنی اکثر کا نہ ہو تو وہ واسطے اوسکے اجزاء ہے م مخفی نہ رہے کہ تداخل کی
اس چوتھی تعریف پر یہ نقض وارد ہوتا ہے کہ تعریف مذکور سے لازم آتا ہے کہ چار اور چھہ مین تداخل ہو اسواسطے کہ
اسمین عدد اقل جزء ہے واسطے اکثر کے یقینی باوجودیکہ درمیان ان دونون کے توافق ہے اسیطرح چار اور دس مین
اور تین اور پانچ مین اسکے جواب مین شارح فرماتے ہین کہ ماتن رح کے قول مین جزء سے مراد یہ ہے کہ ہووے جزء واحد
نہ مکرر پس اس حالت مین نہین منقوض ہوگی تعریف مذکور چار کے ساتھہ بقیاس دس کے کیونکہ چار دو خمس ہین
دس کے اور نہ منقوض ہوگی تعریف تین کے ساتھہ قیاس کرنے طرف پانچ کے کیونکہ تین پانچ کے واسطے تین خمس ہین
ف توضیح مقام یہ ہے کہ اصطلاح مین جزء اوسکو کہتے ہین کہ جو اقل عدد فنا کرنے والا اکثر کا ہو اور عدد اقل
غیر مفنی وہ جزء نہین ہوتا بلکہ وہ اکثر کیواسطے اجزاء ہے پس چار بہ نسبت چھہ کی نہین ہے جزء واسطے چھہ کے اسواسطے کہ

چار نہین ہے فنا کرنے والا واسطے اکثر کے بلکہ چار اجزا ہین واسطے چھہ کے یعنی چار دو ثلث ہین واسطے چھہ کے اور اسیطرح
چار نہین منفی ہے واسطے دس کے تو چار نہین ہے جزء واسطے دس کے بلکہ اجزا ہے کیونکہ چار دو خمس ہین واسطے دس کے
اور اسیطرح تین واسطے پانچ کے تین خمس ہین حاصل کلام یہ کہ ان موارد نقوض مین اگرچہ اقل جزء ہے واسطے اکثر
کے لیکن بموجب اصطلاح اہل حساب کے بتصریح صدر نہین جزء ہے واسطے اوسکے لہذا ماتن رح کے جزء کہنے سے
نقض مذکور رفع ہوگیا انتہی مثل ثلثة وتسعة مانند تین اور نو کے سن پس تحقیق کہ تین ثلث ہے نو کا پس وہ تین جزء ہے
واسطے نو کے ھم یہ اشارہ ہے چوتھی تعریف کی طرف اور تین فنا کرتا ہے نو کو تین بار ہین ھم یہ اشارہ ہے اول تعریف کی
طرف ۔ اور مساوی ہونا اوسکا بایطور کہ تین پر مثل اوسکا دو بار زیادہ کیا گیا ہے ۔ ھم یہ اشارہ ہے تیسری تعریف
کی طرف اور نو منقسم ہین تین پر بغیر کسر کے جیسا کہ مذکور ہوچکا ھم یہ اشارہ ہے دوسری تعریف کی طرف پس یہ مثال
واسطے تداخل کے سب معانی مذکورہ متن کو شامل ہے ۔ وتوافق العددین ان لایعد اقلہما الاکثر ولکن یعدہما عدد ثالث اور توافق دو عددون کا یہ ہے کہ نہ فنا کرے کمتر اون دونون کا اکثر کو لیکن اقل اور اکثر دونو کو
تیسرا عدد فنا کرے سن یعنی دو عددون کا موافقت کرنا ایک جزء مین مانند نصف کے اور نظائر اوسکی ھم یعنی
ثلث و ربع وغیرہ باقی کسور تسعہ مین اور توافق کی یہ تعریف اوس حالت مین صحیح ہے کہ جب عدد کی یون تعریف
کیجاوے کہ عدد عبارت ہے کمیت متالف وحدات سے یعنی مقدار مرکب اکائیون سے پس بمقتضای اس معنی کے
واحد نہوگا عدد اور اسی تقدیر پر صحیح ہوگی تعریف مذکور تداخل کی اور جبکہ عدد کی یون تعریف کیجاوے کہ مراتب
عدد مین واقع ہو ھم یا کم ہوکے جواب مین پڑے تو سمین واحد بھی داخل ہوجاویگا مگر اسجگہ ضرورت پڑے گی
طرف اوسکی کہ کہا جاوے تعریف توافق مین یہ ولیکن اون دونون کو تیسرا عدد جو واحد کے سوا ہو فنا کرے اور
اس حالت مین تداخل کی تعریف جو مذکور ہوئی وہ منتقض ہوجاویگی بلاشبہ مگر یہ معتبر کیجاوے مغایرت واسطے داخل
کے ہر واحد دو عددون مختلفین سے ھم شارح رح نے جو ماتن رح کے قول کی صلاح مین بیان کیا اوسکا حاصل یہ ہے
کہ ہم صورت مذکورہ مین اعتبار کرینگے مغایرت ہر واحد دو عددون مین جو کلام ماتن رح مین مذکور ہوئی یعنی اقل
واکثر تداخل کی تعریف مین واسطے واحد کے پس نہین منقوض ہوگی تعریف تداخل کی ۔ اور دلیل احتیاج و انتقاض
تعریف یہ ہے کہ واحد فنا کرتا ہے سب اعداد کو اسواسطے نہین ہے اصطلاح مین درمیان واحد کے اور درمیان
کسی عدد کے تداخل بلکہ تباین ہے ۔ اور بھی نہین ہے توافق درمیان اون دونون عددون کے کہ فنا کرتا ہو
اون دونون کو فقط واحد پس ظاہر یہ ہے کہ مصنف نے نہین قرار دیا واحد کو عدد تو اسصورت مین مص کے مذہب

قطعاً کچھ اشکال نہین وارد ہوتا کالمماسۃ مع العشرین لکن تعدھما اربعۃ فھما متوافقان بالربع مانند آٹھ کے بیس کے ساتھ ہین لیکن فنا کرتا ہی اون دونون کو چار پس وہ دونون متوافق ہین بالربع **ش** یعنی آٹھ بیس کو نہین فنا کرتا ہی اور چار ان دونون کو فنا کرتا ہی یعنی عدد چار کا آٹھ کو دو بار مین اور بیس کو پانچ بار مین فنا کرتا ہی تو آٹھ اور بیس مین توافق بالربع ہی لان العدد العادلھما مخرج لجزء الوفق اسواسطے کہ عدد فنا کردینے والا ان دونونکا مخرج ہی واسطے جزو وفق کے **ش** اور یہ اس دلیل سی ہی کہ عدد چار کا جو فنا کردینے والا اون دونون کا مخرج ہی واسطے جزو وفق کے درمیان دونون کے اور وہ ربع ہی مطلب یہ کہ چار جو فنا کرنیوالا آٹھ اور بیس کا ہی مخرج ہی واسطے ربع کے کہ جزو وفق ہی درمیان آٹھ اور بیس کے انتہی پس جبکہ فنا کردیا اون دونون کو چار نے کہ وہ مخرج ربع ہی تو دونون متوافق بالربع ہووے۔ اگر کہے تو کہ مخرج نصف کا یعنی دو بھی آٹھ اور بیس دونون کو فنا کردیتا ہی پس آٹھ اور بیس مین توافق بالنصف کیون نہین قرار دیا کہین گے ہم اسکی جواب مین کہ اس علم مین بصورت متعدد ہونے عدد فنا کرنیوالے کے معتبر اکثر عدد ہی جو فنا کردے اون دونون کو تاکہ ہووے جزو وفق کا عدد اقل اور آسان ہو حساب آیا نہین غور کرتا تو یہ کہ ربع شے کا اقل ہی نصف اس شے سی ہم کیونکہ ربع نصف النصف ہی اور حساب اوس کا زیادہ آسان ہی اور نہین ہی منافات ایسی صورت مین کہ جس جگہ دو عدد کے درمیان مین توافق کئی وجہونسی ہو مانند بارہ اور اٹھارہ کے کہ یہ دونون متوافق بالنصف اور بالثلث اور بالسدس ہین ہم توافق بالنصف یہ کہ عدد دو کا بارہ اٹھارہ دونون کو فنا کرتا ہی اسیطرح توافق بالثلث مین عدد تین کا اور توافق بالسدس مین عدد چھہ کا دونونکو فنا کرتا ہی۔ مگر یہ کہ بنظر آسانی حساب کے توافق بالسدس کا اعتبار کیا جاویگا وہ سدس کہ وہ ایک ان دونون مین سے یعنی بارہ سے دو ہین اور دوسرے سے کہ وہ اٹھارہ ہین تین ہین **ف** خلاصہ یہ کہ اس علم کے معمولات سی یہ ہی کہ بصورت متعدد ہونے فنا کرنے والیکے اکثر عدد عاد لیا جاویگا اس فائدہ و غرض سے کہ کسر چھوٹی نکلے اور حساب عمل مین آسانی ہو جاوی کیونکہ اگر جزو وفق کا عدد اکثر ہوگا تو حاصل ضرب زیادہ نکلیگا جیسا کہ قریب مذکور ہوگا باب تصحیح مین وتباین العددین ان لایعد العددین معًا عدد ثالث کالتسع مع العشرۃ اور تباین دو عددون کا یہ ہی کہ نہ فنا کرے دو عددون مختلفین کو ساتھ ہی تیسرا عدد مانند نو کے دس کے ساتھ مین **ش** یعنی نو اور دس دونونکو کوئی عدد نہین فنا کرتا سوای واحد کے جو مصنف کے نزدیک عدد نہین ہی اور چونکہ تماثل و تداخل کی معرفت مین پوشیدگی نتھی بلکہ توافق اور تباین کی معرفت مین البتہ پوشیدگی تھی لہذا حضرت ماتن نے کہا وطریق معرفۃ الموافقۃ والمباینۃ بین المختلفین ان ینقص من الاکثر

بیان نسبت تباین

بمقدار الاقل من الجانبین مثلا و موالحتی اتفقا فی درجۃ واحد فان اتفقا فی واحد فلا وفق بینہما وان اتفقا فی عدد
فہما متوافقان فی ذلک العدد اور طریق پہچاننے توافق و تباین کا درمیان دو مقدارون مختلفین کے یہ ہے کہ گھٹایا
جاوے عدد اکثر سے مقدار اقل کے ساتھہ دونون جانب سے ایکبار یا کئی بار یہانتک کہ دونون عدد متفق ہوجاوین درجہ
واحد مین پس اگر متفق ہون وہ دونون واحد مین تو نہین ہے درمیان اون دونون کے توافق اور اگر متفق ہون وہ دونون
کسی عدد مین تو وہ دونون متوافق ہین اوس عدد مین ش مثلا جبکہ دس سے سات کو گرایا تو باقی رہے تین اور جبکہ
تین کو دوبار سات سے گرایا باقی رہا ایک اور جبکہ ایک کو دوبار تین سے گرایا تو بھی ایک ہی باقی رہا تو دس اور سات
بسبب اسقاط اقل کے جانبین سے چندبار متفق ہوگئے واحد مین یعنی ایک ہی باقی رہا ہر واحد اون دونون سے اسقاط
کے بعض درجات مین پس دس اور سات باہم متباین ہین۔ اور جب گرائے تو اٹھارہ مین سے آٹھہ کو دوبار تو باقی
رہتے ہین اوس سے دو اور جب گرائے آٹھہ مین سے دو کو تین بار تو بھی باقی رہتے ہین دو تو اٹھارہ اور آٹھہ
باہم متوافقین ہین اور تفصیل مقام یہ ہے کہ ان نسبتون اربعہ کا یون بیان کیا جاوے کہ جب گھٹائے تو کئی کبھی مثل
اقل اکثر عدد سے پس اگر اکثر عدد فنا ہوجاوے تو وہ دونون عدد متداخلین ہین ہم مانند چار اور چوبیس کے یا
تین اور چھہ کے کہ ان مین عدد اقل اگر اکثر عدد سے گرائین تو اکثر سے کچھہ باقی نہین رہتا ہے تو ایسے عدد ونکو
اصطلاح مین متداخلین کہتے ہین۔ اور اگر باقی رہے اوس سے واحد تو وہ دونون متباین ہین اسواسطے کہ اون
دونون کو نہین فنا کرتا ہے سوای واحد کے ہم مانند نو اور دس کے کہ ان دونون کو سوائے واحد کے تیسرا عدد
اصلا نہین فنا کرتا ہے۔ اور اگر باقی رہے عدد اکثر سے کوئی عدد اقل اقل سے ہم مثلا جبکہ گرایا آٹھہ کو بارہ مین سے
تو باقی رہے چار پس اگر فنا کرے یہ باقی یعنی چار عدد اقل کو یعنی آٹھہ کو تو وہ باقی اکثر عدد ہوگا جو فنا کردیگا دونونکو
یعنی اقل اور اکثر دونون کو باعتبار اس معنی کے کہ نہین ہے اسجگہ کوئی ایسا عدد کہ جو فنا کردے اقل اور اکثر دونونکو
درانحالیکہ وہ عدد اکثر ہو اوس باقی سے ہم مثلا مثال مذکور مین باقی یعنے چار بارہ اور
آٹھہ دونون کو فنا کرتا ہے تو اب اس چار باقی سے کوئی اور عدد اکثر ایسا نہین ہے کہ جو
آٹھہ اور بارہ دونون کو فنا کردے تو آٹھہ اور بارہ مین توافق بالربع ہے۔ اور اگر باقی رہے
اقل سے واحد تو بھی درمیان اُن دو عددون کے تباین ہے اور اگر باقی رہے عدد اقل سے ایسا عدد کہ وہ
اقل ہو باقی اول سے پس اگر فنا کرے باقی ثانی باقی اول کو تو ثانی اکثر عدد ہوگا جو فنا کردیگا دونون
عدد مفروضہ کو باعتبار معنی مذکور کے ہم مثلا بیس اور بارہ کہ جب ہم نے بیس مین سے بارہ گھٹائے تو

آٹھہ باقی رہے یہ باقی اول ہے اور جب ہم نے آٹھہ گھٹائے بارہ مین سے تو باقی رہے چار یہ باقی ثانی ہے اور یہ ایسا عدد
اکثر ہے جو دونون کو فنا کر دیتا ہے پس مین اور بارہ مین توافق ہوگا - اور نہین ممکن ہے یہ کہ باقی رہے ہمیشہ جانبین سے
عدد ایسا ہی بلکہ ضرور ہے یہ کہ یا تو منتہی ہوگا ایسے عدد کی طرف جو فنا کر دیگا اپنے قریب کو یعنی سابق کو پس وہی عدد
فنا کر دیگا جمیع عدد ماقبل اپنے کو پس ہوگا وہ عدد اکثر عدد جو فنا کر دیگا اون دونون عددون کو باعتبار معنی مذکور
کے پس متوافق ہونگے وہ دونون عدد اوس کسر مین کہ جو اوس عدد کی مخرج ہے - یا منتہی ہوگا طرف
واحد کی تو وہ دونون یقینی اقل و اکثر متبائن ہونگے - اور یہ سب احکام مبنی ہین اون قواعد پر جو مذکور ہوئے ہین
کتاب اصول حساب مین اور جو کچھ کہ حضرت مصنف رح نے ذکر کیا ہے وہ سب راجع ہے طرف اسی تحقیق کی جو مذکور ہوئی
اسواسطے کہ جب منتہی ہوگا گرانا دونون عددون مین سے کسی جانب مین طرف واحد کی تو ضرور ہے یہ کہ منتہی ہو اوسکی
طرف دوسری جانب مین تو متفق ہونگے وہ دونون واحد مین ہم جیسے کہ تصریح و تشریح اسکی سات اور دس کی
مثال مین مذکور ہو چکی - اور جبکہ منتہی ہوگی ایک دو جانب طرف ایسے عدد کی جو فنا کر دے ماقبل اپنے کو تو ضرور ہے یہ
باقی رہے مثل اوسکے دوسری جانب مین تو اس حالت مین وہ دونون متفق ہون گے اوس عدد مین پس ہونگے وہ دونون
متوافق اوس کسر مین جو مخرج اوس عدد کا ہو گی ف ماتن رح نے بین المقدارین کہا اور نہ کہا بین العددین پس بیان یہ
ماتن رح کا یا تو از قبیل تفنن فی العبارت ہے یا بغرض حصول فائدہ عموم ہے وہ یہ کہ تا شامل ہو جاوے ایک جانب مین
واحد کو اور دوسری جانب مین عدد کو اسواسطے کہ مقدار عام ہے عدد اور غیر عدد کو مگر اسصورت مین یہ نقض وارد
ہوتا ہے کہ عدد کم منفصل ہے اور مقدار کم متصل ہے جیسا کہ یہ مسئلہ اپنے مبحث مین ثابت ہو چکا ہے تو اب اس حالت مین یہ
کیسے ہوگا عدد شامل عدد اور غیر عدد کو مانند واحد کے کہین گے ہم اسکے جواب مین کہ لغت مین مقدار وہ ہے کہ جس سے
اندازہ شئی کا معلوم ہوتا ہے مانند ذراع اور کیل اور وزن و عدد کے اور اس جگہ یہی مراد ہے نہ معنی اصطلاحی حکما
کے کہ وہ کم متصل قار الاجزا ہے مانند خط اور سطح اور جسم تعلیمی کے اور غیر قار الاجزا مانند زمانہ کے کذا فی حاشیۃ السید

ففی الاثنین بالنصف وفی الثلثۃ بالثلث وفی الاربعۃ بالربع ھکذا الی العشرۃ پس دو مین بالنصف ہے اور تین مین بالثلث ہے
اور چار مین بالربع ہے اسیطرح دس تک اور توافق بالنصف مانند چار اور دس کے ہم کہ ان دونون کو دو فنا کر دیتا ہے
یا مثلاً اگر اٹھارہ سے آٹھہ کو دو بار ساقط کیجئے تو دو باقی رہینگے اور جبکہ دو کو تین بار آٹھہ سے گرائین تو بھی دو ہی باقی
رہتے ہین پس یہ دونون عدد یعنی اٹھارہ اور آٹھہ متوافقین بالنصف ہین اور توافق بالثلث مانند نو اور بارہ کے
کہ تین دونون کو فنا کر دیتا ہے اور توافق بالربع مانند آٹھہ اور بارہ کے کہ چار دونون کو فنا کر دیتا ہے اسیطرح

دس تک درمیان اس کے نو کسور مشہورہ ہین سے کہ وہ نصف ہی عشرہ تک ایک کسر کے ساتھ توافق پایا جاویگا
ف خلاصہ یہ کہ توافق بالنصف ہوتا ہی اگر عدد ثالث فنا کرنے والا دو ہوا اور توافق بالثلث ہوتا ہی اگر عدد
فنا کرنیوالا تین ہو یعنی عدد فنا کرنیوالا جس کسر کا مخرج ہو اسی کسر مین توافق ہوتا ہی اور وہ کسر وفق کہلاتی ہی پس
دو مخرج نصف کا ہی جن دو عددونکا فنا کرنیوالا دو ہو جیسے ۴ اور ۶ یا آٹھ اور ۲۲- انمین توافق بالنصف ہی اور نصف
ہر ایک کا وفق چار اور چھہ مین دو باعتبار چار کے وفق ہی اور تین باعتبار چھہ کی اور تین مخرج ثلث کا ہی پس بارہ
اور پندرہ مین توافق بالثلث ہی بارہ مین چار وفق ہی اور پندرہ مین پانچ اور چار مخرج ربع کا ہی سولہ اور بیس مین کہ مفنی
انکا چار ہی توافق بالربع ہی اور سولہ مین وفق چار ہی اور بیس مین وفق پانچ ہی وعلی ہذا القیاس اگر دو عدد پانچ مین متوافق
ہین تو وہ متوافقین بالخمس ہین جیسے دس اور پندرہ اور اگر چھہ مین متوافق ہین تو وہ متوافقین بالسدس ہین جیسے
بارہ اور اٹھارہ اور اگر سات مین متوافق ہین تو وہ متوافقین بالسبع ہین جیسے چودہ- اور اکیس اور اگر آٹھ مین متوافق
ہین تو وہ متوافقین بالثمن ہین جیسے سولہ اور چوبیس اور اگر نو مین متوافق ہین تو متوافقین بالتسع ہین جیسے اٹھارہ
اور ستائیس اور اگر دس مین متوافق ہین تو وہ متوافقین بالعشر ہین جیسے بیس اور تیس انتہی کذا فی الطحطاوی
اور ان کسور تسعہ کا اور جو کہ مرکب ہو انسے اضافت اور تکریر کے ساتھ نام رکھا جاتا ہی کسور منطقہ ف مطلب یہ کہ
انکو کسور منطقہ کہتے ہین یعنی تعبیر کسر کی بدون اضافت کرنے اسکے مخرج کی طرف ممکن ہی چنانچہ یون کہنا کہ نصف
اور ثلث اور ربع الی آخر الکسور التسعۃ مثال اضافت مجانس کے ساتھ مثلاً نصف النصف اور اضافت غیر
مجانس کے ساتھ مثلاً نصف الثلث اور نصف الربع کے وغیر ذلک و تکریر کے ساتھ مثلاً اربعین ثلثین ثمنین و ہکذا اور اگر
ارادہ کرے تو مخرج مضاف کو مخرج کسر اس مرکب کو جو مضاف ہی طرف مجانس کے یا غیر مجانس کے تو اسکا طریقہ یہ ہی
کہ ضرب کر تو مخرج مضاف کو مخرج مضاف الیہ مین یا مخرج مضاف الیہ کو مخرج مضاف مین پس حاصل مخرج ان
دونونکا ہوگا مثلاً مخرج نصف کا دو ہین جب ضرب کیا ہمنے اسکو مخرج ثلث مین یعنی ثلثہ مین تو حاصل ہوے
چھہ اور یہی مخرج نصف ثلث کا ہی کیونکہ ثلث چھہ کا دو ہین اور نصف اسکا ایک ہی اور مخرج نصف النصف کا
چار ہین اسواسطے کہ مخرج نصف کا دو ہین جب ضرب کیا ہمنے اسکو دو مین تو حاصل ہوئے چار اور قیاس کر لے
تو اسپر کذا فی حاشیۃ السعد وفی ماوراء العشرۃ بجزء اعنی فی احد عشر جزء من احد عشر اور ماسوا دس مین توافق ہوگا جزء
کے ساتھ مین یعنی گیارہ مین سات ایک جزء کے گیارہ سے ش یعنی ماسوا دس مین متوافق ہونگے دو عدد ایک جزء
کے ساتھ کسر اصم مین وہ کسور صم کہ نہین ممکن ہی بغیر اس سے مگر ساتھ اضافت ان کے کی طرف مخارج انکے کے

مراد کہتا ہون کہ گیارہ ہین یعنی جس مین کہ عدد گیارہ کا فنا کرنے والا ہی متوافق ہونگے دونون گیارہ کی جزء کے
ساتھ مانند بائیس کے ۲۲ کے ساتھ ہین کہ اس جگہ فقط گیارہ کا عدد فنا کرتا ہی دونون کو پس وہ مخرج جزء ہی گیارہ
سے اور تیرہ مین متوافق ہونگے دو عدد سات ایک جزء کے تیرہ سے مانند ۲۶ اور ۳۹ کے کہ اس جگہ ان دونون
عددونکا فنا کرنیوالا تیرہ ہی ہم اور وہ مخرج جزء ہے تیرہ کا ف خلاصہ یہ کہ مثلاً دو عدد ون نے توافق کیا گیارہ
مین تو وہ دونون عدد گیارہ کے ایک جزء مین متوافق ہین اور یہ کسر مسمی باصم ہی چنانچہ ۲۲ ۔ اور ۳۳ کو فقط گیارہ
فنا کرتا ہی اور گیارہ گیارہوین جزء کا مخرج ہی تو دونون عدد گیارہوین جزء مین متوافق ہین اور بارہوین جزء مین
چنانچہ ۲۴ اور ۳۶ مین اسیطرح تیرہوین جزء مین مثلاً ۲۶ ۔ اور ۳۹ مین اور اسیطرح انیسوین جزء مین توافق مثلاً
۳۸ اور ۵۷ مین کذا فی الطحطاوی ملخصاً ف کسر اصم اسواسطے کہتے ہین کہ اس سے تعبیر کرنا بدون اضافت
اسکے مخرج کے ممکن نہین چنانچہ یون کہنا جزء من احد عشر یعنی گیارہ کا ایک جزء اسکو صم یعنی گونگا کہا باعتبار
مجاز کے کہ کسر بولنا مسموع نہین کذا فی الطحطاوی و خمسة عشر بجزء من خمسة عشر او پندرہ مین متوافق ہین
دو عدد پندرہ کے ایک جزء کے ساتھ مثل مانند ۳۰ کے ۴۵ کے ساتھ ہین کہ ان دونون عددونکا فنا کرنیوالا پندرہ
ہی پس وہ دونون متوافق ہین پندرہ کی ایک جزء کے ساتھ اور ممکن ہی یہ کہ تعبیر کیجاوی اس خبر سے ہم یعنی پندرہ کی
توافق مین اسطور پر کہ وہ دونون متوافق ہین تین خمس مین کہ جسکا مخرج پندرہ ہی جیسے کہ ۲۴ اور ۳۶ مین کہ ان دونون
کو بارہ فنا کرتا ہی اسطور پر تعبیر کیجاتی ہی کہ یہ دونون متوافق ہین نصف سدس مین کہ مخرج اسکا بارہ ہی یا جیسے کہ اٹھائیس
اور بیالیس مین کہ ان دونونکو ۱۴ فنا کرتا ہی اسطور پر تعبیر کیجاتی ہی کہ یہ دونون متوافق ہین نصف سبع مین کہ مخرج
اوسکا ۱۴ ہین حاصل کلام یہ کہ ماسوی دس مین ممکن ہی تمام ما یہ کہ تعبیر کیجاوے توافق مین اجزا اسکے ساتھ جو
مضاف ہین طرف مخرج کی مثلاً گیارہوین جزء مین یا بارہوین جزء مین یا تیرہوین جزء مین ۔ اور ممکن ہی بعض انکی
مین یہ کہ تعبیر کیجاوے کسور منطقہ مرکبہ کے ساتھ مین م مرد ایہ کہ بعض مین ممکن ہی تعبیر بغیر لفظ جزء کے چنانچہ اسی
امر پر آگاہ کرنیکے واسطے مصنف نے خلط کر دیا کسر منطق کو کسر اصم کے ساتھ یعنی اکھٹا ایک جگہ ذکر کیا گیارہ کو جو اصم ہی
پندرہ کے ساتھ مین کہ وہ منطق ہی فاعتبر ھذا ا پس قیاس کرلے تو اسکو مثل یعنی یہ جو ہمنے ذکر کیا ان اصول
کو سب اعداد مین قیاس کرلے اور پہچان لے توافق اعداد کو کسور منطقہ کی ساتھ اور توافق اجزاء کو جو مضاف ہین
طرف مخارج کی اور منحصر ہونا النسبتونکا درمیان اعداد کے چار اقسام مین جو مذکور ہوئین اسکی وجہ یہ ہی کہ جب نسبت
کرے تو ایک عدد کو طرف دوسری کی اگر وہ دونون مساوی ہین تو دونون متماثلین ہین اور اگر مساوی نہین ہین تو اگر اقل

اکثر کا ہے تو دونون متداخلین ہین اور اگر مفنی نہین ہے تو یا کہ فنا کرتا ہو اون دونون کو عدد سوائے واحد کے تو وہ دونون
متوافقین ہین یا نہ فنا کرے اون دونون کو سوای واحد کے تو وہ دونون متباینین ہین **ف** خلاصہ یہ کہ واحد کے سوا جو دو
عدد ہون اگر دونون برابر ہین تو وہ دونون عدد متماثلین ہین والا اگر اقل اکثر کو فنا کردے تو وہ متداخلین ہین والا
اگر دونون کو تیسرا عدد فنا کردے تو وہ متوافقین ہین اور جس کسر کا وہ عدد ثالث مخرج ہے وہی کسر اون دونون
عددون کا وفق ہے اور اگر عدد ثالث اونکو فنا نکرے تو وہ متباینین ہین پس تماثل تو ظاہر ہے اور تداخل و توافق
و تباین پہچانے جاتے ہین عدد اکثر کے قسمت کرنے سے اقل پر تو اگر قسمت سے کچھ باقی نہ رہے تو وہ متداخلین ہین اور
اگر باقی رہے تو مقسوم علیہ باقی پر قسمت کیا جائے اسیطرح چند بار کیا جائے یہانتک کہ کچھ باقی نہ رہے تو وہ دونون عدد
متوافقین ہین اور پچھلا مقسوم علیہ وہی دونون کا فنا کرنے والا ہے یا باقی رہے ایک تو وہ متباینین ہین کذا فے
خلاصۃ الحساب **باب التصحیح** یہ باب تصحیح کے قاعدون کے بیان مین **ش م** مخفی نہ رہے کہ تصحیح باب تفعیل
سے ہے مشتق ہے صحت سے جو سقم کی ضد ہے اور اس علم مین تصحیح اس سے عبارت ہے کہ جہانتک ممکن ہو کمتر عدد سے
اس طرح پر سہام لئے جاوین کہ وارثون مین سے کسی وارث پر کسر نہ واقع ہو یعنی سب وارثون پر حصہ شرعی بلا کسر
تقسیم ہو جاوے **م** یا تصحیح اس سے عبارت ہے کہ اصل مسئلہ سے جو کسر کہ رؤس اور سہام کے درمیان مین واقع
ہو وہ دور ہو جاوے کذا فی ضوء السراج یحتاج فی تصحیح المسائل الی سبعۃ اصول ثلثۃ منہا بین السہام والرؤس واربعۃ
بین الرؤس والرؤس حاجت پڑتی ہے تصحیح مسائل کے واسطے سات قاعدون کی طرف اونمین سے تین قاعدے تو مابین سہام
اور رؤس کے ہین اور چار قاعدے مابین روس اور روس کے ہین **س** یعنے حاجت پڑتی ہے تصحیح مسائل مین بوجہ
اس معنے کے جو ذکر کئے ہم نے طرف سات عددون کی تین اونمین سے درمیان سہام کے جو لئے گئے ہین مخارج اپنے سے
اور درمیان روس کے کہ وہ وارث ہین۔ اور چار قاعدے اونمین سے درمیان رؤس اور روس کے ہین **ف**
سہام جمع ہے سہم کی بمعنی حصہ اور مراد اس سے وہ حصہ ہے جو ہر وارث کو اصل مسئلہ سے پہونچتا ہے اور رؤس جمع
ہے راس کی اور مراد اس سے اصحاب سہام ہین اما الثلثۃ فاحدہا ان کانت سہام کل فریق منقسمۃ علیہم بلا کسر
فلا حاجۃ الی الضرب کابوین وبنتین لیکن تین پس ایک اون تین مین کا یہ قاعدہ ہے کہ اگر ہون سہام
ہر فریق کے کہ منقسم ہو جاوین اونپر بغیر کسر کے تو کچھ ضرب کی حاجت نہین ہے مانند ماں باپ کے
اور دو بنت کے **ش** یعنے تین قاعدون مین کا ایک یہ ہے جو ذکر کیا ماتن رح نے اپنے اس قول
مین کہ اگر سہام ہر فریق کے وارثونمین سے منقسم ہون رؤس وارثون پر بلا کسر کے تو ایسی صورتمین حاجت

تصحیح ۱۳۱

بیان تین قاعدون تصحیح کا جو سہام و روس کے اعتبار سے عمل مین آتے ہین

ضرب کی ہو کی مانند ماں باپ اور دو بنت کے کہ مسئلہ اسصورت مین بوجہ جمع ہونے ثلثین کے سدس کے ساتھ چھہ سے ہوگا ماں باپ مین سے ہر ایک کو سدس یعنی ایک ایک ملیگا اور دو بنت کے دو ثلث یعنی چار ہر واحد کو دو دو ملین گے پس سہام مستقیم ہوگئے رؤس وارثون پر بغیر انکسار کے ھ یہ پہلا قاعدہ مسمّٰی باستقامت ہے - والثانی ان ینکسر علی طائفة واحدة ولکن بین سہامھم ورؤسہم موافقة فیضرب وفق عدد رؤس من انکسر علیہم السہام فی اصل المسئلة وعولہا ان کانت عائلة کابوین وعشر بنات او زوج وابوین وست بنات دوسرا یہ ہے کہ کسر واقع ہوا ایک گروہ پر لیکن انکے سہام اور روس مین توافق ہو تو یہان وفق عدد اون روس کو کہ جن پر سہام منکسر ہوئے ہین ضرب دینگے اصل مسئلہ مین اور مع عول کے اگر ہوگا مسئلہ عائلہ مانند مثال مذکورہ متن کے ش اور دوسرا قاعدہ تین قاعدون مذکورہ مین سے یہ ہے کہ حصہ وارثون کا جو ترکہ مین سے اونکو ملاہے فقط ایک گروہ پر منکسر ہو ولیکن اونکے سہام اور رؤس مین توافق ہو کسور مین سے کسی کسر کے ساتھ تو اس صورت مین وفق عدد اون روس کو کہ جن پر سہام منکسر ہوئے ہین اور وہ ایک گروہ ہے ضرب کرینگے اصل مسئلہ مین اگر نہوگا مسئلہ عول کا اور اگر ہوگا مسئلہ عائلہ تو اصل مسئلہ اور عول دونون مین ضرب کرینگے مانند ماں باپ اور دس بنت کے ھ یہ مثال ہے اوسکی کہ جس مین عول نہین ہوا ہے اسواسطے کہ یہ مسئلہ بوجہ جمع ہونے سدس اور ثلثین کے چھہ سے ہوگا دو سدس چھہ مین سے کہ دو ہین ماں باپ کو ملے اور دو ثلث کہ چار ہین وہ دس بنت کو پہونچے اور وہ اونپر مستقیم نہین ہین ولیکن درمیان چار اور دس کے توافق بالنصف ہے اسواسطے کہ چار اور دس دونون کا فنا کرنے والا عدد دو ہین پس پھیرا ہم نے عدد رؤس یعنے دس کو طرف نصف اوسکے کہ وہ پانچ ہین اور ضرب کیا ہم نے اون پانچ کو چھہ مین کہ وہ اصل مسئلہ ہے حاصل ضرب ہوئے تیس اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا اس تصریح سے کہ ماں باپ کو اصل مسئلہ سے دو سہم پہونچے تھے اونکو ضرب کیا ہم نے مضروب اصل مسئلہ یعنے پانچ مین تو دس ہوئے پس ہر ایک ماں باپ کو پانچ پانچ ملے - اور دس بنت کو اصل مسئلہ سے چار پہونچے تھے اونکو بھی ہم نے ضرب کیا مضروب مذکور مین تو بیس ہوئے پس ہر ایک بنت کو دو دو ملے - اور دوسری مثال متن کی یعنی زوج اور ماں باپ اور چھہ بنت یہ مثال عول کی ہے کیونکہ اسصورت مین بوجہ جمع ہونے ربع اور سدس اور دو ثلث کے بموجب قاعدہ مذکورہ سابقہ کے اصل مسئلہ بارہ سے ہوا ربع اسکا کہ تین ہوتے ہین زوج کو پہونچے اور دو سدس بارہ کے کہ چار ہوتے ہین ماں باپ کو ملے اور دو ثلث کہ آٹھہ ہوتے ہین چھہ بنت کو پہونچے پس عول کیا مسئلہ نے طرف پندرہ کی پس اس صورت مین فقط چھہ بنات کے سہام کہ آٹھہ ہین عدد رؤس یعنے چھہ پر منکسر ہوتے ہین ولیکن درمیان دو عددون روس و سہام کے توافق بالنصف ہے پس پھیرا ہم نے عدد روس بنات کو

دو سرا قاعدہ

طرف نصف کے یعنی تین کے اور ضرب کیا ہم نے انکو اصل مسئلہ مین مع عول مسئلہ کے یعنی پندرہ مین حاصل ضرب
ہوی ۴۵ اس سے مسئلہ صحیح ہو گیا اس تصحیح سے کہ زوج کو اصل مسئلہ سے تین ملے تھے انکو ضرب کیا ہم نے مضروب اصل
مسئلہ یعنی تین مین حاصل ہوی نو اور مان باپ کو اصل مسئلہ سے چار ملے تھے انکو بھی ضرب کیا ہمنے تین مین حاصل
ضرب ہوے بارہ پس ہر واحد مان باپ کو چھہ چھہ پہونچے اور چھہ بنت کو اصل مسئلہ سے آٹھ ملے تھے انکو بھی ضرب کیا ہم
نے تین مین حاصل ضرب ہوئے ۲۴ ہر ایک بنت کو چار چار پہونچے م یہ قاعدہ ہی توافق کا والثالث ان لاتکون
بین سہامھم ورؤسہم موافقۃ فیضرب جمیع کل عدد رؤس من انکسر علیہم السہام فی اصل المسئلۃ
کزوج وخمس اخوات لاب وام تیسرا یہ ہی کہ نہو درمیان سہام انکے کے اور روس انکے کی توافق پس ضرب کئے جاوین
اسوقت مین کل عدد روس جنپر کہ سہام منکسر ہوی ہین اصل مسئلہ مین مانند زوج اور پانچ اخت عینی کے شش تین
قاعدونمین سی تیسرا قاعدہ یہ ہی کہ بھی منکسر ہون سہام فقط ایک گروہ پر اور اون کے سہام اور روس مین توافق
نہو کسی کسر کے ساتھ بلکہ مباینت ہو تو اسصورت مین کل عدد روس کو جنپر کہ سہام منکسر ہوے ہین ضرب کئے
جاوین اصل مسئلہ مین اگر نہو مسئلہ عول کا اور اگر ہو عول کا تو اصل مسئلہ مین مع عول کے ضرب کرینگے پھر ذکر کی ماتن
نے مثال مسئلہ عائلہ کی مانند زوج اور پانچ سگی بہنون کے پس اصل مسئلہ اس جگہ بوجہ جمع ہونے نصف کے ثلثین
کے ساتھہ چھہ سے ہوگا نصف کہ وہ تین ہین زوج کو ملے اور دو ثلث کہ چار ہین وہ پانچ اخت کو پہونچے پس عول
کیا مسئلہ نے طرف سات کے اور فقط اخوات کے سہام یعنی چار منکسر ہوئے اور درمیان اعداد سہام اور روس
انکے کے یعنی چار اور پانچ کے مباینت ہی پس کل عدد روس کو کہ وہ پانچ ہین ضرب کیا ہمنے اصل مسئلہ مین
کہ وہ چھہ ہین مع عول کے کہ وہ سات ہین حاصل ضرب ہوے ۳۵۔ اس سے مسئلہ صحیح ہو گیا بدین تصحیح
کہ زوج کے سہام تین تھے انکو ہمنے ضرب کیا مضروب مین یعنی پانچ مین حاصل ضرب ہوی پندرہ اور پانچ
اخت کے سہام چار تھے انکو بھی ہمنے مضروب مذکور مین ضرب کیا بیس ہوی ہر ایک اخت کو چار پہونچے اور
مثال مسئلہ غیر عائلہ کی یہ ہی زوج جدہ تین بہنین اخیافی پس بوجہ جمع ہونے نصف کے ثلث اور سدس کے ساتھ
مسئلہ چھہ سے ہوا نصف اسکا کہ تین ہین زوج کو ملے اور سدس اسکا کہ ایک ہی جدہ کو پہونچا اور ثلث اسکا کہ وہ بھی تین ہین بہنو نکو
پہونچے اور دو عدد روس تین پر مستقیم نہین ہین اور درمیان عدد روس اور سہام انکے کے توافق نہین ہے کسی
کے ساتھ بلکہ دونونمین تباین ہی پس ہمنے کل عدد روس اخوات کو ضرب کیا اصل مسئلہ مین حاصل ضرب ہوی اٹھارہ اس سی مسئلہ صحیح
ہو گیا اس تصحیح سے کہ زوج کو اصل مسئلہ سے تین پہونچے تھے ان کو ہمنے ضرب کیا مضروب اصل مسئلہ یعنی

تین مین حاصل ہوئے تو یہ حصہ زوج کا ہوا۔ اور جدہ کا حصہ کہ ایک تھا اوسکو بھی ہم نے ضرب کیا مضروب مذکور مین
حاصل ضرب ہوئے تین یہ جدہ کا حصہ ہوا اور اخیافی بہنون کا حصہ کہ دو سہم تھے بھی ضرب کیا ہم نے مضروب مذکور تین
حاصل ضرب ہوئے چھ ہر ایک بہن کو دو پہونچے۔ اور کبھی کہا جاتا ہے یعنی اس خدشہ کے رفع مین کہ مصنف رح نے اسجگہ ذکر کیا
فقط اصل مسئلہ کا اور مثال فقط عول کی لایا یعنی کیون اکتفا کیا مسئلہ عول پر اور نہ بیان کیا مسئلہ غیر عائلہ یہ جواب
دیا جاتا ہے کہ مصنف رح نے بضمن اس بیان کے اس معنی پر آگاہ کیا مسئلہ مع عول دونون ہوگئے بمنزلہ اصل مسئلہ
کے اسباب مین کہ عدد رؤس کا ضرب کیا جاتا ہے دونون مین جیسے کہ ضرب کیا جاتا ہے اصل مسئلہ مین اور تینون
قاعدون مذکورہ کا حاصل بطور حصر یہ ہے کہ اگر سہام ماخوذہ مخرج وارثون پر تقسیم ہوجاوین تو یہ پہلا قاعدہ ہے
یعنے استقامت کا۔ اور اگر سہام وارثون پر مستقیم نہ ہون تو یا ایک گروہ پر منکسر ہون یا زیادہ پر پس
دوسرا یعنی ایک گروہ سے زیادہ پر سہام منکسر ہون تو اسکا بیان چار باقی قاعدون مین مذکور ہوگا اور اول
یعنی ایک گروہ پر سہام منکسر ہون تو وہ دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ درمیان سہام اوس گروہ کے درمیان
عدد رؤس اونکے کے توافق ہو یا نہو پس اول یعنی اگر توافق ہو تو وہ قاعدہ دوسرا ہے یعنے توافق کا اور دوسرا
یعنی اگر توافق نہو تو تیسرا قاعدہ ہے یعنی مباینت کا ف اگر درمیان عدد رؤس اور سہام کے تداخل ہو تو اوسکی
دو صورتین ہین ایک یہ کہ عدد رؤس کم ہون اور سہام زیادہ تو اس صورت مین حصہ صحیح تقسیم ہوجاویگا ضرب کی ضرورت نہوگی
جیسے اس مثال مین۔ مسئلہ ۶ دوسرے یہ کہ سہام کم ہون اور عدد رؤس زیادہ
ہون تو اوسکا حکم توافق کا سا ہے یعنی وفق عدد رؤس کو اصل مسئلہ مین ضرب کرینگے جیسے اس مثال مین۔
مسئلہ ۱۲ سہام بنات کے چار ہین اور عدد رؤس یعنی آٹھ سے نسبت تداخل کی ہے کیونکہ چار ہین اور آٹھ
زیادہ ہین لہذا موجب قاعدہ توافق کے وفق عدد رؤس یعنی دو کو اصل مسئلہ یعنی چھ مین ضرب کیا بارہ حاصل ہوئے
اوس سے سب وارثون کو صحیح حصہ ملیگا اور باقی تصریح اسکی قریب مذکور ہوگی مخفی نرہے کہ تینون قاعدون مذکورہ
مین اسکا بیان تھا کہ ایک سے گروہ وارثون پر حصہ ٹوٹے اب جو چار قاعدے تصحیح کے ہین رؤس اور رؤس کے
عمل کئے جاتے ہین اونکو حضرت مصنف رح بیان فرماتے ہین انتہی واما الاربعۃ فاحدھا ان یکون الکسر علی طائفتین
او اکثر ولکن بین اعداد رؤسہم مماثلۃ فالحکم فیہا ان یضرب احد الاعداد فی اصل المسئلۃ مثل ست بنات وثلث جدات وثلث اعمام
اور چار قاعدون مین کا ایک یہ ہے کہ کسر واقع ہو اوپر دو گروہ وارثون کے یا اکثر کے ولیکن درمیان اعداد رؤس
اونکے کے مماثلت ہو تو اوسمین حکم یہ ہے کہ اعداد متماثلہ مین سے ایک عدد کو ضرب کرے اصل مسئلہ مین مثلاً

بیان چار قاعدون تصحیح کا جو باعتبار سہام اور رؤس کے عمل کئے جاتے ہین - قاعدہ پہلا

چھہ بنت اور تین جدہ اور تین اعمام کے بیچ یعنی وہ چار قاعدے کہ جو درمیان رؤس اور رؤس کے ہین اونمین کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ سہام منکسر ہون وارثون کے دو گروہ پر یا زیادہ پر اور اون کے اعداد رؤس مین کہ جنپر سہام منکسر ہوئے ہین مماثلت ہو ھم اسجگہ یہ شبہہ وارد ہوتا ہے کہ جبکہ سہام اور رؤس مین توافق ہوتا ہے تو وہان لیا جاتا ہے وفق اور نظر کیجاتی ہے نسبت درمیان اوسکے اور درمیان اعداد رؤس دوسرے کے اور مصر رہنے جو اسجگہ بیان کیا وہ نہیں پایا جاتا ہے اوسجگہ پس اسکے جواب مین حضرت شارحؒ فرماتے ہین کہ مراد اعداد رؤس کے ساتہہ وہ ہے کہ جو شامل ہے عین اون اعداد کو اور بہی وفق اعداد کو ھم حاصل جواب یہ ہے کہ مراد اعداد رؤس کے ساتہہ وہ ہے کہ جو پایا جاوے جانب رؤس مین عام ہے اس سے کہ ہو عدد رؤس کا بعینہ یا وفق اوسکا کیونکہ جب ہو درمیان گروہ اون رؤس کے کہ جن پر سہام منکسر ہوئے ہین اور درمیان سہام اونکے کے مثلاً توافق تو اولاً رد کیا جاویگا عدد رؤس اونکا طرف وفق اوسکے کے اور پھر اعتبار کیا جاویگا مماثلت کا درمیان اوس وفق کے اور درمیان سب اعداد کے جیساکہ قریب آگاہ ہوگا تو اسپر بالجملہ صورت مذکورہ متن مین یہ حکم ہے کہ اعداد مماثلہ مین سے ایک کو ضرب کرے اصل مسئلہ مین پس حاصل ہوگا وہ عدد جس سے مسئلہ صحیح ہوجاویگا سب فریق پر مثلاً چھہ بنت اور تین جدہ اور تین عم اصل مسئلہ چھہ سے ہوا چھہ بنت کو دو ثلث یعنی چار پہونچے اور وہ چھہ پر مستقیم نہین ہین ولیکن سہام اور رؤس یعنے چار اور چھہ مین توافق بالنصف ہے کیونکہ دونون کا فنا کرنے والا دو ہے پس لیا ہم نے نصف عدد رؤس اون کا یعنے تین - اور تین جدہ کو سدس کا یعنے ایک پہونچتا ہے وہ اون پر مستقیم نہین ہے اور ایک مین اور اونکے عدد رؤس مین توافق نہین ہے بلکہ مباینت ہے پس لئے ہم نے سب عدد رؤس اونکے کہ وہ بہی تین ہین اور تین عم کو باقی کا کہ وہ ایک ہے پہونچتا ہے اور بہی اسمین اور عدد روس اونکے مباینت ہے پس لئے ہم نے کل عدد رؤس اونکے پھر ہم نے ان اعداد ماخوذ رؤس کو جو نسبت دی بعض کو بعض کے ساتہہ تو پائی ہمنے ان سب مین نسبت مماثلت کی پس ان اعداد متماثلہ مین سے ایک عدد مماثل یعنی تین کو اصل مسئلہ یعنی چھہ مین ضرب کیا ۱۸ حاصل ہوے اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا اس تصریح سے کہ بنات کے سہام چار کو مضروب یعنی تین مین ضرب کیا بارہ ہوئے ہر ایک بنت کو دو پہونچے - اور جدات کے ایک سہم کو بھی مضروب مذکور مین ضرب کیا سو تین حاصل ہوئے ہر جدہ کو ایک سہم پہونچا اور تین اعمام کے ایک سہم کو بھی مضروب مذکور مین ضرب کیا سو تین حاصل ہوئے ہر ایک عم کو ایک سہم پہونچا - اور اگر فرض کرین ہم صورت مذکورہ مین تین عم کی جگہ ایک عم تو دو گروہ پر انکسار واقع ہوگا - یعنی بنات وجدات پر فقط اور اسصورت مین وفق عدد رؤس بنات کا یعنے تین مماثل ہوگا واسطے عدد رؤس

حدات کے اسواسطے کہ ہر واحد ان دونون کا تین ہے پس ضرب لئے گئے تین اصل مسئلہ مین حاصل ہوئے ۱۸ - اور یہ سہام کل پر بتصریح صدر تقسیم ہوگئے جیسا کہ تفصیلی مذکور ہو چکا **ف** خلاصہ یہ کہ اگر ایک گروہ سے زیادہ پر صحیح حصہ تقسیم نہو تو وہ جتنے فرقے ہون اولاً اونکے باہم عدد روس کی نسبت لحاظ کرینگے کہ ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ سے کیا نسبت ہے اگر باہم عدد روس کی نسبت تماثل ہو تو اس صورت مین ایک کو اونمین سے اصل مسئلہ مین ضرب کرنا چاہیئے۔ اگر عول نہو اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو اصل مسئلہ مین مع اوسکے عول کے ضرب کرے حاصل سے سب کو صحیح حصہ ملجائیگا

والثانی ان یکون بعض الاعداد متداخلا فی البعض فالحکم فیہا ان یضرب اکثر الاعداد فی اصل المسئلۃ مثل اربع زوجات وثلث جدات واثناعشر عما اور دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہون بعض اعداد متداخل بعض مین تو اسصورت مین حکم یہ ہے کہ ضرب کیا جاوے اکثر اعداد کا اصل مسئلہ مین مانند چار زوجہ اور تین جدہ اور بارہ عم کے **ش** چار قاعدون مین سے دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہون بعض اعداد روس وارثون کے کہ جن پر سہام منکسر ہوئے ہین دو گروہ پر یا زیادہ پر متداخل بعض مین تو اسصورت مین حکم یہ ہے کہ ضرب کرے اوسکو جو اعداد متداخلہ مین سے اکثر عدد ہو اصل مسئلہ مین **ف** خلاصہ یہ کہ اگر سہام منکسر ہون وارثون کے تین یا چار گروہون پر تو اول نسبت طلب کرنا چاہیئے مابین سہام اور اعداد روس کے پھر نسبت طلب کرنا چاہیئے مابین اعداد اور اعداد کے پس اگر بعض اعداد بعض مین داخل ہون تو اکثر اعداد کو بسبب اوسکے تداخل کے اصل مسئلہ مین ضرب کرین۔ مانند چار زوجہ اور تین جدہ اور بارہ عم کے اصل مسئلہ **۱۲** بوجہ جمع ہونے ربع کے سدس کے ساتھہ بارہ سے ہوا تین جدہ کا حصہ سدس ہے کہ وہ دو ہین اور غیر مستقیم ہین اونپر اور اونکے روس اور سہام کے درمیان مین مباینت ہے پس لئے ہم نے اونکے تمام عدد روس کو کہ وہ تین ہین اور واسطے چار زوجہ کے ربع ہے کہ وہ تین ہین سو ونمین استقامت نہین ہے اور اونکے عدد روس اور سہام کے درمیان مین مباینت ہے پس لئے ہم نے اونکے تمام عدد روس کہ وہ چار ہین اور واسطے اعمام کے باقی ہے اور وہ سات ہین اور وہ بارہ پر مستقیم نہین ہین بلکہ درمیان سات اور بارہ کے تباین ہے پس لئے ہمنے تمام اعداد روس کے پھر طلب کی ہم نے نسبت درمیان اعداد روس ماخوذہ کے **م** کہ وہ چار اور تین اور بارہ ہین - تو پایا ہم نے تین اور چار کو بارہ مین داخل وہ بارہ کہ وہ اکثر اعداد روس ہے پس ضرب کیا ہمنے اسی بارہ کو اصل مسئلہ مین کہ وہ بھی بارہ ہین حاصل ہوئے ۱۴۴ - اور ان سہام سے مسئلہ صحیح ہو گیا اسواسطے کہ تین جدات کو اصل مسئلہ سے دو ملے تھے اونکو ضرب کیا ہم نے مضروب مین کہ وہ بارہ ہین حاصل ہوئے ۲۴ جو بلیس پس ہر واحد جدہ کو آٹھہ ملے اور چار زوجہ کو اصل مسئلہ سے تین ملے تھے اون کو بھی ضرب کیا

بیان دوسرا قاعدہ کا

ہم نے مضروب مذکور مین تو حاصل ہوئے ۳۴۶ ہر واحد زوجہ کو نو سو پہنچے اور بارہ اعمام کو سات ملے تھے اونکو بھی ضرب کیا ہم نے مضروب مذکور مین حاصل ہوئے ۳۶ ہر واحد کو پہونچے اور اگر فرض کرین ہم اسصورت مین ایک زوجہ بدلے چار زوجہ کے تو اس صورت مین فقط دو گروہ پر انکسار واقع ہوگا یعنی تین جدہ اور بارہ عم پر اور عدد روس جدات کے متداخل ہین عدد روس اعمام مین پس ضرب کیا جاویگا دو عدد متداخلین کا اکثر یعنے بارہ اصل مسئلہ مین پس حاصل ہوگا اس سے وہ مبلغ جو مستقیم ہوگا کل پر بقیاس اسکے کہ پہچان لیا تو نے اوسکو - والثالث ان یوافق بعض الاعداد بعضا فالحکم فیہا ان یضرب وفق احد الاعداد فی جمیع الثانی ثم ما بلغ فی وفق الثالث ان وافق الثالث والا فالمبلغ فی جمیع الثالث ثم المبلغ فی الرابع کذالک ثم المبلغ فی اصل المسئلة کاربع زوجات وثمانی عشرة بنتا وخمس عشرة جدة وستة اعمام + +

بیان تیسرے قاعدہ تصحیح کا

اور تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ بعض اعداد کو بعض کے ساتھ توافق ہو تو اسصورت مین احد الاعداد کے وفق کو دوسرے اعداد کے تمام مین ضرب کرے اور حاصل کو تیسرے اعداد کے وفق مین ضرب کرے اگر مبلغ متوافق ہو تیسرے کو اور اگر نہ ہو تو مبلغ کو جمیع ثالث مین ضرب کرے پھر مبلغ کو چوتھے مین اسیطرح ضرب کرے پھر اوس مبلغ کو اصل مسئلہ مین ضرب کرے مانند چار زوجہ اور اٹھارہ بنت اور پندرہ جدہ اور چھ اعمام کے شش اور چار قاعدون مین سے تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ بعض اعداد روس کے کہ جن پر سہام منکسر ہوئے ہین دو گروہ پر یا زیادہ پر متوافق ہون بعض کے ساتھ تو اس صورت مین یہ حکم ہے کہ ضرب کرے وفق احد الاعداد روس اونکے کو تمام اعداد ثانی مین اور پھر ضرب کرے جمیع حاصل ضرب کو وفق عدد ثالث مین اگر متوافق ہو وہ مبلغ تیسرے عدد کو اور اگر متوافق نہو مبلغ تیسرے عدد کو پس اسوقت مین ضرب کرے مبلغ کو تمام عدد ثالث مین پھر ضرب کرے مبلغ ثانی کو عدد رابع مین ایسے ہی یعنی اوسکے وفق مین اگر مبلغ متوافق ہو ثانی کو یا اوسکے تمام مین اگر مبلغ متوافق نہو پھر ضرب کرے مبلغ ثالث کو اصل مسئلہ مین مانند مثال مذکورہ متن کے اصل مسئلہ ۲۴ سے ہے چار زوجہ کے لئے ثمن ہے یعنے تین وہ اونپر مستقیم نہین ہین اور درمیان عدد سہام اور عدد روس کے تباین ہے تو محفوظ رکھا ہم نے اونکے تمام عدد روس کو اور اٹھارہ بنت کیواسطے دو ثلث ہین اور وہ سولہ ہین اور وہ اونپر مستقیم نہین اور درمیان اونکے سہام اور روس کے توافق بالنصف ہے ہم اسواسطے کہ دو فنا کرتا ہے دونون کو تو لیا ہم نے نصف عدد روس کو کہ وہ نو ہین اور محفوظ رکھا ہمنے اونکو اور واسطے پندرہ جدہ کے سدس ہے کہ وہ چار ہین اور وہ اونپر مستقیم نہین اور درمیان اونکے سہام اور روس کے مباینت ہے پس محفوظ رکھا ہم نے اونکے تمام عدد روس کو اور واسطے چھ اعمام کے ہے یعنی بعد دینے حصہ ذوی الفروض کے باقی ہے کہ وہ ایک ہے وہ اونپر مستقیم نہین اور درمیان اونکے اور درمیان عدد روس اونکے کے مباینت ہے

پس محفوظ رکھا ہم نے اونکے تمام عدد روس کو تو حاصل ہوئے ہمکو اعداد روس محفوظ سے چار اور چھہ اور نو اور پندرہ
پھر طلب کیا ہم نے درمیان چار اور چھہ کے توافق کو تو پایا ہمنے چار کو موافق واسطے چھہ کے بالنصف سوان دونو مین سے
ایک کو اوسکے نصف کی طرف پھیرا ہم نے اور اوسکو دوسرے مین ضرب کیا تو حاصل ہوئے بارہ یہ موافق ہے واسطے
نو کے بالثلث تو ضرب کیا ہمنے ثلث ایک ان دونون کو تمام دوسرے مین حاصل ہوئے ۳۶ - اور درمیان اس مبلغ
ثانی یعنی ۳۶ اور ۱۵ کے بھی توافق بالثلث ہے پس ضرب کیا ہمنے پندرہ کی تہائی کو یعنے پانچ کو ۳۶ مین حاصل ہوئے
ایکسو اسّی پھر ضرب کیا ہمنے اس مبلغ ثالث کو اصل مسئلہ مین یعنی ۲۴ مین تو حاصل ہوئے چار ہزار تین سو بیس اور
اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا اسواسطے کہ زوجات کو اصل مسئلہ سے تین ملے تھے اوسکو ہمنے مضروب اصل مسئلہ مین کہ وہ
ایک سو اسّی ہین ضرب کیا حاصل ہوئے پانچ سو چالیس پس ہر واحد چار زوجہ کو ۱۳۵ پہونچے - اور اٹھارہ بنت کا
حصہ سولہ تھے اوسکو بھی ہمنے مضروب مذکور مین ضرب کیا تو حاصل ہوئے دو ہزار آٹھہ سو اسّی پس ہر واحد بنت کا
حصہ ایک سو ساٹھہ ہوئے اور پندرہ جدہ کا حصہ چار تھے اوسکو ضرب کیا ہم نے مضروب مذکور مین تو حاصل ہوئے
سات سو بیس پس ہر واحد جدہ کو ۴۸ پہونچے اور چھہ اعمام کا حصہ ایک تھا اوسکو بھی مضروب مذکور مین ضرب کیا حاصل
ہوئے ایکسو اسّی ہر ایک عم کو تیس پہونچے اور جبکہ جمع کرے تو سب وارثون کے حصوںکو تو حاصل ہونگے چار ہزار تین سو بیس

والرابع ان تکون الاعداد متباینة لا یوافق بعضها بعضا فالحکم فیها ان یضرب احد الاعداد فی جمیع الثانی ثم ما بلغ فی جمیع الثالث ثم ما بلغ فی جمیع الرابع ثم ما اجتمع فی اصل المسئلة کامرئتین وست جدات وعشر بنات وسبعة اعمام

اور چوتھا یہ ہے کہ ہون اعداد روس کے متباین نہ متوافق ہو بعض اونکا بعض کے ساتھہ تو اسصورت مین حکم
یہ ہے کہ ضرب کرے احد الاعداد کو تمام ثانی مین پھر حاصل کو ضرب کرے جمیع ثالث مین پھر اوس حاصل کو ضرب کرے
تمام رابع مین پھر ضرب کرے اوس حاصل کو اصل مسئلہ مین مانند دو زوجہ اور چھہ جدات اور دس بنات اور سات
اعمام کے یعنے چار قاعدون مین سے چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ اعداد روس کے جنپر کہ سہام منکسر ہوئے ہین دو گروہ کے
یا زیادہ پر باہم متباین ہون بعض اونکا بعض کے ساتھہ متوافق نہو تو اسمین یہ حکم ہے کہ عمل کرے موافق قاعدہ مصرحہ
متن کے پس مثال مذکورہ متن مین اصل مسئلہ ۲۴ سے ہوا پس دو زوجہ کو ثمن ملا کہ وہ تین ہین اور وہ دونون پر
مستقیم نہین ہین اور دونون کے روس اور سہام کے درمیان مین مباینت ہی پس لئے ہم نے دونون عدد روس کے کہ وہ
دو ہین اور چھہ جدہ کا حصہ سدس ہے کہ وہ چار ہین اور وہ اونپر مستقیم نہین اور اونکے روس و سہام کے درمیان مین
توافق بالنصف ہے پس لئے ہمنے نصف عدد روس اونکے کہ وہ تین ہین اور دس بنت کا حصہ دو ثلث ہین کہ وہ

سولہ ہین اور وہ اونپر مستقیم نہین ہین اور اون کے رؤس اور سہام کے درمیان مین توافق بالنصف ہے پس لئے ہم نے نصف عدد رؤس اونکے کہ وہ پانچ ہین اور واسطے سات اعمام کے باقی ہے کہ وہ ایک ہے اور وہ اونپر مستقیم نہین ہے اور اوسمین اور درمیان عدد رؤس اونکے مباینت ہے تو لئے ہم نے اونکے تمام عدد رؤس کہ وہ سات ہین پس حاصل ہوئے ہمکو اعداد ماخوذہ رؤس سے دو اور تین اور پانچ اور سات اور یہ سب اعداد متباین ہین پس ضرب کیا ہم نے دو کو تین مین تو حاصل ہوئے چھ پھر ضرب کیا ہم نے اس مبلغ کو پانچ مین تو حاصل ہوئے تیس پھر ضرب کیا ہم نے انکو سات مین تو حاصل ہوئے دو سو دس پھر ضرب کیا ہم نے اس مبلغ کو اصل مسئلہ مین کہ وہ چوبیس ہین تو مجموع پانچ ہزار چالیس ہوئے اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا سب فریقون پر اسواسطے کہ دو زوجہ کا حصہ اصل مسئلہ سے تین تھے تو اوسکو مفروب اصل مسئلہ مین کہ وہ دو سو دس ہین ضرب کیا تو حاصل ہوئے چھ سو تیس پس ہر زوجہ کو اونمین سے تین سو پندرہ ملے اور چھ جدہ کے چار سہم تھے اوسکو بھی ہم نے مضروب مذکور مین ضرب کیا تو آٹھ سو چالیس حاصل ہوئے ہر ایک جدہ کو چالیس پہونچے اور دس بنت کے سہم سولہ تھے اوسکو بھی مضروب مذکور مین ضرب کیا تو تین ہزار تین سو ساٹھ حاصل ہوئے ہر بنت کو تین سو تیس ملے اور سات عم کا حصہ ایک تھا اوسکو بھی مضروب مذکور مین ضرب کیا تو دو سو دس حاصل ہوئے پس ہر عم کو تیس سہم ملے اور مجموعہ ان حصون کا پانچ ہزار چالیس ہوئے۔ اور ذکر کیا بعض اکابر علما نے کہ استقرا سے معلوم ہوا یہ کہ انکسار سہام کا چار گروہون سے زیادہ نہین واقع ہوتا ھم اسیواسطے ماتن رحمہ نے بھی چار تک ذکر کیا کما لایخفے۔ اسجگہ اگر یہ کہے تو کہ درصورتیکہ اون چار اصول مین جو درمیان رؤس اور رؤس کے ہین اعتبار کیا گیا تماثل کا اور تداخل و توافق و تباین کا حتی کہ بوجہ اعتبار تداخل کے چار اصول ہوگئے پس کیون نہ اعتبار کیا اون اصول مین کہ جو رؤس اور سہام مین ہین تداخل کا جیسے کہ اعتبار کیا گیا اوسکی تین اخوات کا یعنی تماثل و توافق و تباین کا کہ وہ بھی چار اصول ہوجاتے کہین گے ہم اسکے جواب مین کہ درمیان سہام اور رؤس کے تداخل کا نہین اعتبار کیا جاوے گا بلکہ وہ پھیرا جاویگا طرف موافقت کے اگر نہ منقسم ہونگے سہام رؤس پر اور مماثلت کی طرف پھیرا جاوے گا اگر منقسم ہوجاوینگے سہام رؤس پر قصداً للاختصار ھم خلاصہ یہ کہ جس صورت مین کہ سہام رؤس پر صحیح نہ منقسم ہونگے تو اس صورت مین تداخل پھیرا جاوے گا طرف موافقت کے اور اگر صحیح منقسم ہوجاوینگے تو تداخل رد کیا جاویگا طرف تماثل کی لہذا مصنف نے قصداً للاختصار پہلے تین قاعدون مین تداخل کا نہین اعتبار کیا۔ مثال اول کی۔ م یعنی تداخل بحکم توافق کے مثلاً میت نے زوج اور دو ابن اور دو بنت وارث چھوڑے تو اصل مسئلہ اس جگہ چار سے ہوا ایک زوج کو ملا اور تین باقی درمیان دو ابن اور دو بنت کے للذکر مثل حظ الانثیین

لقسیم ہوئے پس چونکہ دو ابن بمنزلہ چار بنات کے ہین اور تین چہہ پر مستقیم نہین ہین ولیکن وہ دونون متوافق ہین بالثلث
ایسا ثلث کہ مخرج اوسکا یعنی ثلثہ اقل ان دونون عددون متداخلین کا ہے پس رد کیا جاویگا عدد روس چہہ کا
طرف وفق اوسکے کے وہ دو ہین اور ضرب کیا جاویگا اصل مسئلہ مین تو حاصل ہوئے آٹھہ اور اس سے مسئلہ صحیح
ہوگیا اسواسطے کہ زوج کو ایک ملا تھا اوسکو ضرب کیا ہمنے مضروب مین کہ وہ دو ہین حاصل ہوئے دو دہ ہمنے
زوج کو دئے اور باقی چھہ مستقیم ہوگئے باقی وارثون پر اور مثال دوسری ھ یعنی تداخل بحکم تماثل کے یہ ہے کہ میت نے
چھوڑے وارث مان باپ اور دو بنت اصل مسئلہ چہہ سے ہوا پس دو سدس کہ وہ دو ہین مان باپ کو پہونچے اور
دو ثلث کہ چار ہین دو بنت کو پہونچے اور وہ سہام دونون بنت پر مستقیم ہوگئے جیسا کہ تماثل کی صورت مین ہوتا ہے
پس ہوگئی درمیان سہام اور روس کے مماثلت حقیقت مین ھ مطلب یہ کہ اگرچہ اس صورت مین مابین سہام یعنے
چار اور روس یعنی دو کے تداخل ہے مگر وقت تقسیم و عمل کے اس جگہ تداخل تماثل کے حکم مین ہے لہذا بتصریح صدر
اصول محتاج الیہا سات مقرر ہوئے نہ آٹھہ ف اسجگہ بعض محققین شارحین لکھتے ہین کہ بتصریح صدر مداخلت تو
رد کیا گیا طرف موافقت کی اور اسکا عکس کیون نہ ہوا یعنی موافقت کیون نہ رد کیا گیا طرف مداخلت کی پس اسکا جواب
یہ دیا گیا ہے کہ توافق لازم ہے واسطے تداخل کے اسواسطے کہ جب دو عدد باہم متداخل ہونگے تو ہونگے وہ دونون
متوافق کسی کسر کے ساتھہ سوائے عکس کلی کے مثلا چار اور آٹھہ مین تداخل ہے جیسا کہ ظاہر ہے ایسا ہی درمیان ان
دونون کے توافق ہے اور کبھی پایا جاتا ہے توافق بدون تداخل کے تو اس حالت مین کیسے رد کیا جاوے گا توافق
کلیتہً تداخل کی طرف بخلاف تداخل کے کہ وہ نہین جدا ہوتا ہے توافق سے پس رد کرنا تداخل کا توافق کی طرف
علی سبیل الکلیتہ ممکن ہے کذا فی حاشیہ السعد - اور اگر یہ کہے تو کہ جبکہ درمیان بعض اعداد روس کے تماثل ہو
اور بعض دوسرونکے تداخل ہو یا توافق ہو یا تباین ہو تو وہان کیا قاعدہ تصحیح عمل مین لایا جاوے گا کہینگے ہم اسکے جواب مین
کہ اگر ایسا اتفاق واقع ہوجاوے تو وہان عمل کرے ہر بعض مین وہ کہ جو عمل کیا ہے اوس بعض کی اصل مین پس متماثلین سے
تو احد المتماثلین پر اکتفا کیا جاویگا اور متوافقین مین احد المتوافقین کا وفق لیا جاویگا اور دوسرے مین ضرب
کیا جاویگا پھر حاصل ضرب نسبت کیا جاویگا طرف احد المتماثلین کی اور پھر جو مقتضائے نسبت ہوگا بتصریح اصول
سبعہ عمل مین لایا جاوے گا **فصل** فاذا اردت ان تعرف نصیب کل فریق من التصحیح فاضرب ماکان لکل فریق من
اصل المسئلۃ فیما ضربتہ فی اصل المسئلۃ فما حصل کان نصیب ذلک الفریق اور جبکہ تو ارادہ کرے یہ کہ پہچانے تو ہر فریق کے حصہ کو تصحیح سے
تو ضرب کر اوس عدد کو کہ اصل مسئلہ سے اوس کل فریق کو ملا تھا اوس عدد مین کہ جسکو ضرب کیا تھا تو نے اصل مسئلہ مین

بیان معرفت انصباء فریق از تصحیح

پس جو کچھ کہ اس ضرب سے حاصل ہوگا وہی حصہ اوس فریق کا ہے ~~ش~~ یعنی جبکہ تو ارادہ کرے ہر فریق کے حصہ کی
پہچان کا مثلا حصہ بنات وجدات و زوجات و اعمام وغیرہم کا اوس تصحیح سے جو مستقیم ہو چکی تمام فریقون پر تو اس
صورت مین جو ہر فریق کو حصہ ملا تھا اصل مسئلہ سے اوسکو ضرب کر اوس مضروب مین جسکو تو نے ضرب کیا ہے اصل
مسئلہ مین تو حاصل اوس ضرب کا اوس فریق کا حصہ ہوگا چنانچہ مکرر بیان ہو چکا ہے پھر یہ عمل چھہ اصول مذکورہ
سابقہ کی مثالون مین وہ چھہ اصول کہ جن مین ضرب کی گئی ہے تو اب اسجگہ اوسکی مثال بیان کرنے کی حاجت نہین

وان اردت ان تعرف نصیب کل واحد من احاد ذلک الفریق من التصحیح فاقسم ما کان لکل فریق من اصل المسئلۃ علی عدد رؤسہم ثم
اضرب الخارج فی المضروب فالحاصل نصیب کل واحد من احاد ذلک الفریق اور جبکہ تو ارادہ کرے یہ کہ پہچانے تو اوس فریق کے ہر ہر
کا حصہ صحیح مسئلہ سے پس تقسیم کر تو اوس عدد کو جو ملا تھا ہر فریق کو اصل مسئلہ سے اونکے عدد رؤس پر پھر ضرب کر تو
خارج قسمت کو مضروب مین پس حاصل ضرب اوس فریق کے ہر ہر واحد کا حصہ ہوگا ~~ش~~ یعنے تصحیح سے ہر فریق کے
ہر ہر واحد کے حصہ پہچاننے کا یہ قاعدہ ہے کہ تقسیم کر تو اوس عدد کو جو ملا ہے ہر فریق کو اصل مسئلہ سے اونکے عدد
رؤس پر پھر خارج قسمت کو ضرب کر اوس مضروب مین کہ جسکو تو نے اصل مسئلہ مین ضرب کیا ہے واسطے تصحیح کے
پس جو کچھ کہ خارج قسمت کے مضروب مین ضرب کرنے سے حاصل ہوا ہے وہی حصہ ہوگا اوس فریق کے ہر واحد
کا مثلا مسئلہ مذکورہ مین اعداد ورثہ متباین ہونیکی وجہہ سے دو زوجہ کا حصہ اصل مسئلہ سے تین تھے پھر جب
تین کو دو زوجہ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کا حصہ ایک اور نصف یعنی ڈیڑھ ہوا سو اوسکو جبکہ مضروب مین کہ وہ
دو سو دس ہین ضرب کیا تو تین سو پندرہ حاصل ہوئے سو یہی حصہ ہوا ہر زوجہ کا۔ اور بنات کو اصل مسئلہ سے
سولہ ملے تھے پس جبکہ تقسیم کیا تو نے اوسکو دس پر کہ وہ عدد رؤس اونکے ہین تو خارج قسمت ہوا ایک اور تین
خمس ایک کے پس جبکہ اس خارج قسمت کو اوس مضروب مذکور مین ضرب کیا تو حاصل ہوئے تین سو چھتیس
یہ حصہ ہوا ہر بنت کا۔ اور جدات کو اصل مسئلہ سے چار ملے تھے پس جب تقسیم کیا تو نے اوسکو چھہ پر کہ جو عدد رؤس
جدات ہین تو خارج قسمت ہوئے ایک سہم کے دو ثلث سو اوسکو جبکہ مضروب مذکور مین ضرب کیا تو ایک سو چالیس
حاصل ہوئے یہی حصہ ہوا ہر جدہ کا اور اعمام کا حصہ اصل مسئلہ سے ایک تھا جب اوسکو تقسیم کیا تو نے سات پر
کہ جو اون کے اعداد رؤس ہین تو خارج قسمت ہوا سبع یعنی ساتوان حصہ ایک کا سو اسکو جبکہ مضروب مین
کہ دو سو دس ہین ضرب کیا تو نے تو حاصل ہوئے تیس یہی حصہ ہوا ہر عم کا۔ اور تصحیح سے ہر فریق کے ہر ہر واحد کے حصہ
پہچاننے کا دوسرا طریقہ یہ ہے وجہ چودھوان تقسم المضروب علی ای فریق شئت ثم اضرب الخارج فی نصیب الفریق الذی

بیان معرفت حصہ ہر واحد

قسمت علیہم المضروب فالحاصل نصیب کل واحد من احاد ذلک الفریق اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تقسیم کرے تو
مضروب کو جس فریق پر کہ تو چاہے پھر ضرب کر تو خارج قسمت کو اوس فریق کے حصہ میں کہ تقسیم کیا ہے تو نے اوپر
اونکے مضروب تو حاصل ضرب حصہ ہوگا اوس فریق کے ہر واحد کا ش دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تقسیم کر تو مضروب کو
یعنی اوس عدد کو کہ جسکو تو نے ضرب کیا ہے اصل مسئلہ میں واسطے تصحیح کے جس فریق پر کہ چاہے تو وارثوں کے
فریقوں میں سے پھر ضرب کر تو خارج قسمت کو اوس فریق کے حصہ میں کہ تقسیم کیا ہے تو نے اوپر اونکے مضروب کو
پس حاصل اس ضرب کا اوس فریق کے ہر واحد کا حصہ ہوگا مثلاً مثال مذکورہ تباین کی صورت میں جبکہ تو نے
تقسیم کیا مضروب کو کہ وہ دو سو دس ہیں دو زوجہ پر تقسیم کیا تو خارج قسمت ایک سو پانچ ہوئے تو جب ضرب کیا تو نے
اس خارج قسمت کو اون دونوں کے حصہ میں کہ جو اصل مسئلہ سے ملا تھا کہ دو تین ہیں تو حاصل ہوئے تین سو پندرہ
یہی حصہ ہوا ہر واحد اون دونوں کا - اور جبکہ مضروب مذکور کو دس بنات پر قسمت کیا تو خارج قسمت اکیس ہوا پھر
جب اوسکو اونکے اصل مسئلہ کے حصہ میں کہ وہ سولہ ہیں ضرب کیا تو تین سو چھتیس حاصل ہوئے یہی حصہ ہوا ہر بنت کا
اور جبکہ اوسی مضروب کو بھی چھہ جدہ پر تقسیم کیا تو خارج قسمت ۳۵ ہوئے پھر جب اوسکو جدات کے حصہ میں جو
اصل مسئلہ سے ملا تھا کہ وہ چار ہیں ضرب کیا تو ایک سو چالیس حاصل ہوئے یہ حصہ ہر جدہ کا ہوا - اور جبکہ
مضروب مذکور کو سات اعمام پر قسمت کیا تو خارج قسمت ہوئے تیس پھر جب اسکو اونکے اصل مسئلہ کے حصہ میں
کہ وہ ایک ہے ضرب کیا تو تیس ہی حاصل ہوئے یہی حصہ ہوا ہر عم کا - اور یہ دونوں طریقہ مذکورہ طریق قسمت کے
ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ طریق اول میں قسمت حصہ کی ہے جو اصل مسئلہ سے ملا ہے اوپر فریق کے اور دوسرے
طریق میں قسمت اوسکی ہے کہ جو اصل مسئلہ میں مضروب ہے اوپر فریق کے و وجہ اخر وهو طریق النسبة وهو
الاوضح وهو ان ننسب سهام کل فریق من اصل المسئلة الی عدد رؤسهم مفردا ثم تعطی بمثل تلک النسبة من
المضروب لکل واحد من احاد ذلک الفریق اور ایک طریقہ اس باب میں اور ہے اور وہ طریقہ نسبت کا
ہے اور وہ واضح تر ہے اور وہ یہ ہے کہ اصل مسئلہ ہر فریق کے سہام کو نسبت کرے تو فقط اونکے عدد رؤس کی طرف
پھر اسی نسبت کے مانند دے تو مضروب اوس فریق کے ہر ایک واحد کو ش یعنی اسجگہ تیسرا طریقہ ہر وارث کے
حصہ کی شناخت میں واضح تر نسبت کا طریقہ ہے اسواسطے کہ اس طریق میں قسمت و ضرب کی حاجت نہیں پڑتی
جیسے کہ پہلے دو طریقوں میں ضرورت پڑتی ہے اور وہ یہ ہے کہ نسبت کرے تو ہر فریق کے سہام کو جو اصل مسئلہ سے
ملے ہیں فقط اونکے عدد رؤس کی طرف نہ عدد رؤس غیر کی طرف پھر دے تو اوسے نسبت کی مانند مضروب سے

اوس فریق کے ہر شخص کو مثلاً جبکہ اصل مسئلہ مذکورہ تباین مین نسبت دے تو سہام دونون زوجہ کو اون کے عدد روس
کی طرف یعنے تین کو دو کی طرف تو مثل اور نصف کی یعنی ڈیوڑھی نسبت ہوئی اور جبکہ دے تو ہر واحد زوجہ کو مضروب سے
اسی نسبت کی مانند یعنی مثل اور نصف اوسکے کی تو ہونگے تین سو پندرہ اسواسطے کہ اگر دو سو دس کو ڈیوڑھا کیجیے
تو تین سو پندرہ ہوتے ہین ھم مطلب یہ کہ دونو زوجہ کو اصل مسئلہ سے تین پہونچتے تھے اور تین نسبت دو کی مثل اور
نصف ہے یعنی ڈیوڑھا پس دو سو دس کا ڈیوڑھا حصہ ہر زوجہ کا ہوا یعنی تین سو پندرہ - اور جبکہ سہام بنات کو
کہ وہ سولہ ہین اونکے عدد روس یعنی دس کی طرف نسبت کیا تو مثل اور تین خمس مثل کے نسبت حاصل ہوئے پھر
جبکہ ہر بنت کو مثل مضروب اور اوسکے تین خمس کی مانند دیا تو نے تو ہر بنت کو تین سو چھتیس پہونچے ھم مطلب
یہ کہ دس بنت کو سولہ پہونچتے تھے تو سولہ نسبت دس کے ایک مثل اور تین خمس ہے سو مضروب یعنی دو سو دس کا
ایک مثل اور تین خمس حصہ ہر بنت کا ہوا یعنی تین سو چھتیس اور جبکہ سہام جدات کو کہ وہ چار ہین نسبت کرے
تو اونکے عدد روس کی طرف کہ وہ چھ ہین تو واحد کے ثلثین کی نسبت پائی گئی اور جبکہ ہر واحد جدہ کو مضروب کی
دو تہائیان دین تو ایک سو چالیس کا حصہ ہوا ھم مطلب یہ کہ چھ جدہ کو چار پہونچتے ہین چار دو ثلث ہین چھ کے -
اس نسبت سے دو سو دس مین سے دو ثلث یعنی ایک سو چالیس ہر جدہ کو پہونچتے ہین - اور جبکہ سہام اعمام
کو اونکے عدد روس کی طرف یعنی ایک کو سات کی طرف نسبت کیا تو سبع یعنی ساتوین حصہ کی نسبت پائی تو
جبکہ مضروب کا ساتوان حصہ ہر عم کو دیا تو تیس تیس پہونچے ھم مطلب یہ کہ سات عم کو ایک پہونچتا ہے تو ایک
سبع ہے سات کا پس ہر عم کو سبع دو سو دس کا یعنے تیس پہونچتے ہین ف چونکہ مواریث سے مقصود یہ ہے کہ
ہر وارث کو اوسکا حق دیا جاوے تو اس اہتمام کے واسطے اکابر علما نے تین طریقے بیان فرمائے ہین -
ایک طریقہ ضرب سہام ہر وارث کا دوسرا طریقہ قسمت مضروب کا تیسرا طریقہ نسبت کا پس اسجگہ اگرچہ حضرت ماتن
نے طریقہ نسبت کو واسطے دریافت کرنے حصہ ہر فرد کے آسان لکھا ہے مگر یہ نسبت اکثر اشخاص کے کہ اونکو
حساب سے مہارت کامل حاصل نہین ہے یہ طریقہ بہت دشوار ہے لہذا اس باب مین طریقہ قسمت کا آسان و
سہل ہے اور باعانت قواعد قسمت کے اوس سے مطلب جلد حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ بعد ضرب کے سہام
فریق کے ٹھیرین اوسکو عدد روس فریق پر قسمت کرین خارج قسمت حصہ ہر فرد کا ہے مثلاً مثال مذکورہ مین تین
چھ سو تیس سہام دونون زوجہ کو دو پر قسمت کیا خارج قسمت یعنی تین سو پندرہ ہر زوجہ کا حصہ ہوا اور
آٹھ سو چالیس سہام جدات کو چھ پر قسمت کیا خارج قسمت یعنی ایک سو چالیس ہر جدہ کا حصہ ہوا - اور

یتین ہزار تین سو ساٹھ سہام بنات کو دس پر قسمت کیا تین سو چھتیس حاصل ہوئے یہی ہر بنت کا حصہ ہوا - اور دو سو دس سہام اعمام کو سات پر قسمت کیا خارج قسمت یعنی تیس حصہ ہر عم کا ہوا جیسا کہ حواشی و شروح سراجی و شریفیہ مین مذکور ہوا بنظر اختصار ملتقطاً لکھا گیا **فصل فی قسمۃ الترکات بین الورثۃ والغرماء** یہ فصل ہے بیچ بیان قاعدون تقسیم کرنے ترکہ کے درمیان وارثون اور قرضخواہون کے **ش** ترکہ بفتح تا و کسر را فعلۃ کے وزن پر مشتق ہے ترک سے کہ وہ بمعنی متروک ہے مانند طلبۃ کے کہ بمعنی مطلوب ہے ہر گاہ کہ مصنف فارغ ہوا تصحیح مسائل کے قاعدون کے ذکر سے اور بیان کرنے تعین حصہ کے اور تصحیح سے واسطے ہر فریق وارثون کے اور واسطے ہر واحد اوس فریق کے تو اب شروع کیا بیان تقسیم ترکات کا درمیان وارثون اور قرضخواہون کے اور معین کرنے اونکے حصون کے ترکہ سے اور بیان اوسکا یہ ہے کہ اگر ہو درمیان ترکہ اور تصحیح کے مماثلت تو امر ظاہر ہے **ف** اسیواسطے مصنف در پے ہوا مماثلت کی صورت کے بیان کا مگر بنظر توضیح مقام ایک مثال لکھی جاتی ہے کہ مثلاً میت نے ماں باپ اور چار بنت کو چھوڑا اور ترکہ چھہ دینار ہے تو ہر ایک کو ایک ایک دینار ملیگا اسواسطے کہ ثلث یعنی دو دینار ماں باپ مین مشترک ہے اور دو ثلث یعنی چار وہ حق بنات کا ہے تو اس صورت مین ترکہ بلا دقت تقسیم ہو گیا کچھہ دیگر عمل کی ضرورت نہین لہذا مصنف نے مماثلت کی صورت سے بحث نکی اور مباینت و توافق کا ذکر شروع کیا فاضرب سہام کل وارث من التصحیح فی جمیع الترکۃ ثم اقسم المبلغ علے التصحیح پس ضرب کر تو سہام ہر وارث کو جو تصحیح سے ملے ہین تمام ترکہ مین پھر تقسیم کر تو مبلغ کو تصحیح پر **ش** یعنی جبکہ ترکہ اور تصحیح مین مماثلت نہو تو اس صورت مین ضرب کر ہر وارث کے سہام کو جو تصحیح سے ملے ہین تمام ترکہ مین پھر تقسیم کر تو مبلغ کو تصحیح پر پس خارج قسمت حصہ اوس وارث کا ہوگا جیسا کہ ماتن عنقریب اسکا ذکر کریگا مثلاً جبکہ چھوڑا میت نے زوج اور ام اور اخت حقیقی کو تو مسئلہ چھہ سے ہوگا اور عول کریگا طرف آٹھہ کے پس تین زوج کو پہونچے اور ایک ماں کو ملا اور ہر واحد دونون اخت کو دو دو سہم ملے پس اگر فرض کرین ہم یہ کہ سب ترکہ ۲۵ دینار ہین تو اس صورت مین ترکہ اور تصحیح مین مباینت ہے پس جبکہ ارادہ کرے تو کہ پہچانے ہر وارث کا حصہ اس ترکہ سے تو ضرب کر تو زوج کے حصہ کو جو تصحیح سے ملا ہے کہ وہ تین ہین کل ترکہ مین کہ وہ پچیس ہین تو حاصل ہونگے ۷۵ پھر تقسیم کر تو اس مبلغ کو تصحیح پر یعنے آٹھہ پر تو نو دینار اور ایک دینار کی تین ثمن خارج قسمت ہوئے تو یہی حصہ ہے زوج کا اوس ترکہ سے اسیطرح ضرب کیا ماں کے حصہ کو جو اوسکو تصحیح سے ملا ہے کہ وہ ایک سہم ہے سب ترکہ مین تو حاصل ہوئے ۲۵ پس جبکہ اونکو آٹھہ پر تقسیم کیا تو نے خارج قسمت ہوئے تین دینار اور ایک دینار کا ثمن تو یہ حصہ

بیان تقسیم ترکہ مابین ورثہ و غرماء

مان کا ہوا ترکہ سے اسی طرح ضرب کر تو ہر اخت کے حصہ کو جو تصحیح سے ملا ہے کہ وہ دو ہین کل ترکہ ہین تو حاصل ہونگے
سجاس پھر جب اونکو آٹھہ پر تقسیم کیا تو چھہ دینار اور ربع دینار خارج قسمت ہوئے سو یہی حصہ ہوا ہر اخت کا ترکہ مذکورہ
سے واذا کانت بین الترکۃ والتصحیح موافقۃ فاضرب سہام کل وارث من التصحیح فی وفق الترکۃ ثم اقسم المبلغ
علی وفق التصحیح فالحاصل نصیب ذلک الوارث فی الوجہین اور جبکہ ہو ترکہ اور تصحیح مسئلہ مین توافق تو ضرب کر ہر وارث
کے سہام کو جو تصحیح سے ملے ہین ترکہ کی وفق مین پھر مبلغ کو یعنی حاصل ضرب کو تقسیم کر تصحیح مسئلہ کے وفق پر خارج
قسمت ہوگا حصہ اوس وارث کا دونون وجہون مین ش وجہ اول مین جیسا کہ اشارہ کیا ہم نے طرف اوسکے
م یعنی جس جگہ کہ کہا ماتن رح نے فالخارج الخ اور وجہ ثانی مین مطلب یہ کہ دونون وجہونمین خارج قسمت ہوگا حصہ
اوس وارث کا ۔ اگر یہ کہے تو کہ ماتن رحہ نے وجہ اول کے ذکر کو مطلقاً بیان کیا اور نہین مقید کیا اوسکو کسی شے کے ساتھ
م یعنی اوسکے ساتھہ توافق وتباین وتداخل کی قید نہین لگائی اور وجہ ثانی کے ذکر کو مقید کیا توافق کے ساتھہ
سو کہینگے ہم اسکے جواب مین کہ وجہ اول کا اطلاق بوجہ اوسکے عموم کے ہے یعنی بوجہ ہونے اوسکے کے شامل ماسوی صورت
مماثلت کے برابر ہے کہ ہو درمیان تصحیح اور کل ترکہ کے مباینت جیسا کہ مسئلہ مذکورہ کی مثال مین اسکا بیان
گذر چکا یا درمیان تصحیح اور کل ترکہ کے موافقت ہو مثلاً جبکہ ہو ترکہ مذکورہ مین پچاس دینار تو تصحیح اور ترکہ مین
توافق بالنصف ہوگا یا ہووے درمیان ترکہ اور تصحیح کے مداخلت مثلاً جبکہ فرض کیا جاوے مسئلہ مذکورہ مین
ترکہ ۴۲ دینار تو جبکہ ان دونون صورتون یعنی توافق وتداخل مین ہر وارث کے حصہ کو جو تصحیح سے اوسکو ملا ہے
ضرب کرے تو ترکہ مین اور پھر تقسیم کرے تو مبلغ کو تصحیح پر جیسا کہ مباینت کی صورت مین عمل کیا تھا تو اس طریقہ سے
بھی نکلیگا حصہ ہر وارث کا اوس ترکہ مفروضہ سے ۔ اور ماتن رحہ نے جو مقید کیا ثانی کو قید موافقت کے ساتھہ م
یعنی جس جگہ کہ کہا ماتن رحہ نے کہ جبکہ ہو ترکہ اور تصحیح مین توافق تو یہ اسوجہ سے ہے کہ اوس قاعدہ کا عمل مخصوص ہے
توافق کے ساتھہ قیاس کرنے طرف تباین کے ولیکن توافق مین تداخل ہی عمل مین شارک ہے بوجہ مشترک ہونے
متداخلین کے کسر مین کہ مخرج اوسکا اقل متداخلین ہے پس وہ دونون متوافقین کے حکم مین ہے جیسا کہ ہمنے
اشارہ کیا اسکی طرف سابقاً پس جاری ہونگے تداخل مین دونون وجہین کہ جو جاری ہین توافق مین ف
یعنی سابقاً مذکور ہو چکا ہے کہ مباینت کا حکم توافق وتداخل دونون مین جاری ہوتا ہے پس اس بنا پر تجکو
اختیار ہے کہ چاہے تو توافق وتداخل مین تباین کا طریقہ اختیار کرے اور چاہے ضرب فی الوفق کا طریقہ پسند
کرے دونون کا حاصل ومآل واحد ہے کذا قال الفاضل البہشتی ۔ آب جان تو کہ یہ قاعدہ عمل کا ماتن رحہ نے

جو ذکر کیا یہ اوس صورت مین ہے کہ ترکہ مین کسر نہو اور جبکہ ترکہ مین کسر واقع ہو تو اوس صورت مین ترکہ کے لبسط کرنیکی احتیاج ہوگی تاکہ ترکہ ایک جنس سے ہو جاوے اور طریقہ لبسط کا یہ ہے کہ ترکہ مین سے عدد صحیح کو مخرج کسر مین ضرب کرے اور پھر حاصل ضرب پر کسر مذکور کو زیادہ کرے اور پھر اوس عدد کو بھی کہ جس سے مسئلہ صحیح ہوا ہے مخرج کسر ترکہ مین ضرب کرے پھر دونون ضربون مذکورہ کے حاصل مین ضرب وقسمت کا وہ عمل کرے کہ جو مذکور ہو چکا خارج قسمت اوس ایک وارث کا حصہ ہوگا مثلا جبکہ ہم نے فرض کیا کہ مسئلہ مذکورہ مین ترکہ ۲۵ دینار اور ثلث دینار ہے تو ضرب کیا ہم نے ۲۵ کو ثلث کے مخرج مین یعنی تین مین تو حاصل ہوئے ۷۵ پھر ہم نے تہائی کو زیادہ کیا تو حاصل ہوئے ۷۶ پھر ہم نے تصحیح مسئلہ سابقہ یعنے آٹھ کو بھی ضرب کیا تین مین تو حاصل ضرب ہوئے ۲۴ پس جبکہ ہم نے ہر وارث کے حصہ کو جو آٹھ سے ملا تھا ۷۶ مین ضرب کیا اور تقسیم کیا ہم نے مبلغ یعنی حاصل ضرب کو ۲۴ پر تو خارج قسمت حصہ اوس وارث کا ہوا تو گویا ترکہ عدد صحیح ۷۶ ہی کا ہے اور گویا کہ اصل مسئلہ ۲۴ سے ہی ہے هذا المعرفة نصیب کل وارث اما المعرفة نصیب کل فریق منهم فاضرب ما کان لکل فریق من اصل المسئلة فی وفق الترکة ثم اقسم المبلغ علی وفق المسئلة ان کان بین الترکة والمسئلة موافقة وان کان بینهما مباینة فاضرب فی کل الترکة ثم اقسم الحاصل علی جمیع المسئلة والخارج نصیب ذلک الفریق فی الوجهین اور یہ جو مذکور ہوا واسطے دریافت کرنے حصہ ہر فرد کے تھا لیکن اونمین سے ہر فریق کے حصہ کی معرفت کا یہ قاعدہ ہے کہ ضرب کر تو ہر فریق کے حصہ کو جو اصل مسئلہ سے ملا ہے وفق ترکہ مین پھر تقسیم کر تو مبلغ کو وفق مسئلہ پر اگر ترکہ اور مسئلہ مین توافق ہو اور اگر مباینت ہو تو ضرب کر ہر فریق کے حصہ کو تمام ترکہ مین پھر تقسیم کر تو حاصل ضرب کو جمیع تصحیح مسئلہ پر پس خارج قسمت حصہ اوس فریق کا ہوگا دونون وجہون مین یعنے یہ جو ہم نے دو وجہین ذکر کی ہین یہ واسطے دریافت کرنے حصہ ہر فرد وارثون کے تھین اب وارثون کے ہر فریق کے حصہ کے دریافت کرنے کا یہ قاعدہ ہے کہ اگر ترکہ اور تصحیح مسئلہ مین توافق ہو تو ضرب کر ہر فریق کے حصہ کو جو اصل مسئلہ سے ملا ہے ترکہ کے وفق مین پھر تقسیم کر تو حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ کے وفق پر اگر ہو درمیان ترکہ اور تصحیح مسئلہ کے توافق اور اگر مباینت ہو درمیان اون دونون کے تو ضرب کر اوسکو جو ملا تھا ہر فریق کو کل ترکہ مین سے پھر تقسیم کر تو حاصل کو جمیع تصحیح مسئلہ پر پس خارج قسمت حصہ ہوگا اوس فریق کا دونون وجہون مین هم یعنے موافقت اور مباینت مین۔ مثال توافق کی یہ ہے کہ میت نے چھوڑا زوج اور چار اخت عینی اور دو اخت اخیافی کو اصل مسئلہ چھ سے ہوگا اور عول کرے گا طرف نو کی پس اگر فرض کرین ہم ترکہ کو تیس تو ترکہ اور تصحیح مین توافق بالثلث ہوگا اسواسطے کہ تیس اور نو دونون کا فنا کرنے والا تین ہے پس جب کہ

بیان معرفت حصص ہر فریق

ضرب ما تم ... زوج کے حصہ کو جو اصل مسئلہ سے ملا تھا کہ وہ تین ہین وفق ترکہ مین کہ وہ دس ہین حاصل ضرب ہوئے تیس
جب تقسیم کیا ہم نے اس حاصل ضرب کو ثلث مسئلہ پر کہ وہ بھی تین ہین خارج قسمت ہوئے دس(۱۰) تو یہی حصہ ہوا
زوج کا۔ اور جب ضرب کیا ہم نے چار اخت عینی کے حصہ کو جو اصل مسئلہ سے ملا تھا کہ وہ چار ہین ثلث ترکہ مین تو
ہوئے چالیس تو جب ہم نے تقسیم کیا چالیس(۴۰) کو ثلث مسئلہ پر تو خارج قسمت ہوئے تیرہ(۱۳) اور ثلث دینار یہی حصہ ہوا
چار اخت بہنون کا۔ اور جب ضرب کیا ہم نے دو اخیافی بہنون کے حصہ کو کہ وہ دو ہین ثلث ترکہ مین یعنی دس مین
تو حاصل ہوئے بیس۔ اور جب اس حاصل ضرب کو تقسیم کیا ہمنے ثلث مسئلہ پر تو خارج قسمت ہوئے چھہ اور دو ثلث
یہی حصہ ہوا دو اخیافی بہنون کا اور تو واقف ہو چکا ہے جو پہلے ہم بیان کر چکے ہین کہ تجکو توافق کی صورت مین اختیار
ہے کہ ضرب کرے تو ہر فریق کے حصہ کو کل ترکہ مین اور پھر حاصل ضرب کو تقسیم کر تو جمیع تصحیح پر تو بھی اونکا حصہ نکل آئے گا۔
اور یہ بھی تجکو معلوم ہو چکا ہے کہ تداخل توافق کے حکم مین ہے۔ اور مثال مباینت کی یہ ہے کہ فرض کرے تو مسئلہ
مذکور مین ترکہ ۳۲ دینار تو اس صورت مین ترکہ یعنے ۳۲۔ اور تصحیح مسئلہ یعنی نو(۹) کے درمیان مین تباین ہوگا پس
جب ضرب کرینگے ہم زوج کے حصہ کو کہ وہ تین ہین کل ترکہ مین تو حاصل ضرب ہونگے ۹۶۔ اور جب ہم نے اس حاصل
ضرب کو تقسیم کیا جمیع مسئلہ پر کہ وہ نو ہین تو خارج قسمت ہوئے دس دینار اور دو ثلث دینار کے تو یہی حصہ ہوا زوج
کا ہے۔ اور جب کہ ضرب کرینگے ہم چارون اخت عینی کے حصہ کو کہ وہ چار ہین کل ترکہ مین تو حاصل ضرب
ہونگے ایک سو اٹھائیس اور جب ہم نے تقسیم کیا اس حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ یعنے ۹ پر تو خارج قسمت ہوئے چودہ(۱۴) دینار
اور دو تسع دینار کے تو یہی حصہ ہوا چارون بہنون کا ترکہ مذکورہ سے۔ اور جبکہ ضرب کیا ہم نے دونون اخیافی بہنون کے
حصہ کو کل ترکہ مین تو حاصل ضرب ہوئے چونسٹھ اور جب ہم نے اس مبلغ کو تقسیم کیا نو پر تو خارج قسمت ہوئے سات
دینار اور تسع دینار کا بس یہی حصہ ہوا دونون اخت اخیافی کا ترکہ مفروضہ سے ھ مخفی نہ رہے کہ اس جگہ ماتن رح
کے بیان پر حضرت شارح ایک نقض وارد فرماتے ہین اپنے اس قول سے۔ کہ یہ امر بدیہات سے ہے کہ وضع طبیعی
تقاضا کرتی ہے تقدیم معرفت نصیب ہر فریق کو اوپر معرفت نصیب ہر واحد کے اون مین سے جیسی کہ رعایت
کی گئی ہے اس ترتیب کے درمیان اون دونون کی فصل سابق مین ھ مطلب یہ کہ وضع طبیعی کا یہ اقتضا تھا کہ
ماتن معرفت نصیب کل فریق کے قاعدہ کو ذکراً مقدم کرتا اوپر قاعدہ معرفت نصیب ہر واحد کے اونمین سے ہو واسطے کہ
معرفت نصیب ہر ایک فرد کی تصحیح سے یا ترکہ سے موقوف ہے اوپر معرفت نصیب اوس فریق کے جیسا کہ اقتضاء
عقل ہے اور بھی اسی ترتیب وضعی کا لحاظ رکھا گیا بیان مین اگلی فصل مین پس بعض شارحین رح واکابر علمانے

شارح کی ایراد مذکور کا یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ ہر واحد کا حصہ دریافت کرنا مقصود اہم تھا لہذا بائن رہنے اوسکے ذکر مقدم کیا اہتماما لشانہ کذا فی حاشیۃ السعد وحاشیۃ القاضی ف اس سب بیان کا خلاصہ جامع بطریق آسان عام فہم یہ ہے کہ جو کچھ مال میت نے چھوڑا ہو از قسم دراہم اور دنانیر یا اور مال کہ حساب اوسکا بھی باعتبار قیمت اوس کے دراہم و دنانیر سے ہوتا ہے پس اگر فیما بین عدد مال اور عدد تصحیح مسئلہ کے مباینت ہو اور حصہ ایک فریق کا منجملہ ورثاء میت کے دریافت کرنا منظور ہو مثلاً بنات کا یا اعمام وغیرہ کا تو حصہ فریق کو کل عدد مال میں ضرب کریں اور حاصل کو کل عدد تصحیح پر قسمت کریں خارج قسمت حصہ اوس فریق کا ہوگا۔ اور اگر ایک فرد کا حصہ دریافت کرنا منظور ہو مثلاً ایک بنت کا یا ایک عم کا تو اوس فرد کے حصہ کو کل مال میں ضرب کریں اور حاصل ضرب کو کل تصحیح پر قسمت کریں خارج قسمت حصہ اوس فرد کا ہوگا مثال اوسکی یہ ہے میت مسئلہ زید ترکہ ۷ دینار شرح اس مثال کی یہ کہ صورت ہذا میں تصحیح اور مال میں مباینت ہے اور دریافت کرنا حصہ ایک فریق کا منظور ہے مثلاً دو بنت کا ہے پس اونکے حصہ یعنی چار کو کل مال یعنی سات میں ضرب کیا ۲۸ ہوئے اوسکو کل تصحیح یعنی چھ پر قسمت کیا خارج قسمت چار اور دو ثلث ہے وہی حصہ دو بنت کا ہے مال سے یعنی سات دینار میں سے دو بنت کو چار دینار اور دو ثلث دینار پہونچتے ہیں۔ اور اگر دونوں عم کا حصہ دریافت کرنا منظور ہو تو دو کو سات میں ضرب کرینگے پھر حاصل یعنی چودہ کو چھ پر قسمت کریں خارج قسمت یعنی دو اور ایک ثلث حصہ دو عم کا ہے اور اگر حصہ ایک فرد کا دریافت کرنا منظور ہو تو دو کو کہ حصہ اوسکا ہے سات میں ضرب کرکے حاصل ضرب یعنی چودہ کو چھ پر قسمت کریں پس خارج قسمت یعنے دو۔ اور ایک ثلث دینار حصہ اوسکا ہے وعلی ہذا القیاس اور اگر عدد مال اور عدد تصحیح میں موافقت ہو اور حصہ ایک فریق کا دریافت کرنا منظور ہو تو اوس فریق کے حصہ کو وفق مال میں ضرب کریں اور حاصل کو وفق تصحیح پر قسمت کریں خارج قسمت حصہ اوس فریق کا ہوگا اور اگر حصہ ایک فرد کا دریافت کرنا منظور ہو تو اوس فرد کے حصے کو وفق مال میں ضرب کرکے حاصل کو وفق تصحیح پر قسمت کریں خارج قسمت حصہ اوس فرد کا ہوگا مثلاً اوپر والی مثال میں جبکہ ترکہ دس دینار ہو تو تصحیح اور مال میں توافق بالنصف ہے پس اگر دو بنت کا حصہ دریافت کرنا منظور ہو تو چار کو پانچ میں کہ دس کا وفق ہے ضرب کریں اور حاصل یعنے بیس کو تین پر قسمت کریں خارج قسمت یعنے چھ اور دو ثلث دینار حصہ دو بنت کا ہے دس دینار میں سے اور اسی قیاس پر حصہ دو عم کا یا جس فرد کا چاہیں نکال لیں اور اگر مال میں کسر ہو تو مال اور تصحیح کو بھی کسر کرلیں

یعنی جو کسر ترکہ مین ہو اوسی کسر کی جنس سے عدد صحیح ترکہ کا اور بھی عدد تصحیح کو کرلین اور بعد اس کسر کرلینے کے جو عدد
دونون مین حاصل ہو اون دونون مین باہم نسبت لحاظ کرکے عمل کرین ف عدد صحیح کو از جنس کسر کرلینا اسکو اصطلاح
حساب مین تجنیس کہتے ہین اور اس سے جو حاصل ہو اوسکو مجنس کہتے ہین اور طریقہ تجنیس کا یہ ہے کہ جس عدد صحیح کا از جنس
کسر کرنا منظور ہو اوسکو اوس کسر کے مخرج مین ضرب کرین پس اگر اس عدد صحیح کے ساتھہ کوئی کسر نہین تو فقط یہی حاصل ضرب
مجنس اوسکا ہے اور اگر کوئی کسر ہے تو اس حاصل ضرب پر عدد کسر کو بڑھالین مثلاً مثال مذکور مین اگر ترکہ ساڑھے چھہ
دینار ہو تو مجنس تصحیح کا بارہ ہوگا اور مجنس ترکہ کا ۱۳ ۔ اسواسطے کہ کسر یہان پر نصف ہے جب اوسکے مخرج یعنی دو مین
چھہ کو ضرب کیا بارہ ہوئے اور تصحیح مین چھہ کے ساتھہ کوئی کسر نہین پس یہی بارہ اوسکا مجنس ہے اور عدد ترکہ بھی چھہ ہے
اوس سے بھی بارہ حاصل ہوئے لیکن اوسکے ساتھہ کسر ہے یعنی ایک نصف لہذا عدد کسر کو کہ ایک نصف تھا اوپر
بڑھایا تیرہ ۱۳ ہوئے پھر نسبت کو مابین بارہ ۱۲ اور تیرہ ۱۳ کے لحاظ کیا تو تباین پایا پس واسطے دریافت کرنے حصہ دو عم کے
دو کو تیرہ مین ضرب کرینگے اور حاصل ضرب یعنی ۲۶ کو بارہ ۱۲ پر قسمت کرینگے خارج قسمت یعنی دو اور ایک سدس حصہ دو
عم کا ہے ۔ اور واسطے دریافت کرنے حصہ دو بنت کے چار کو تیرہ مین ضرب کرینگے اور حاصل یعنی ۵۲ کو ۱۲ پر قسمت کرینگے
خارج قسمت یعنی چار اور ایک ثلث حصہ دو بنت کا ہے اور اسیطرح پر حصہ ہر فرد کا بھی نکال لین اور اگر ترکہ دس
دینار اور دو ثلث ہو تو مجنس ترکہ کا ۳۲ ہوگا اور مجنس تصحیح کا ۱۸ ۔ اور ان دونون مین توافق بالنصف ہے پس
واسطے دریافت کرنے حصہ دو عم کے دو کو وفق ۳۲ یعنی ۱۶ مین ضرب کرینگے پھر حاصل ضرب یعنی ۳۲ کو وفق ۱۸
یعنی ۹ پر قسمت کرینگے خارج قسمت یعنی تین اور ایک ثلث اور دو تسع حصہ دو عم کا ہوا ۔ اور واسطے دریافت کرنے
حصہ دو بنت کے ۴ کو ۱۶ مین ضرب کیا اور حاصل ضرب یعنی ۶۴ کو ۹ پر قسمت کیا خارج قسمت یعنی ۷ دینار اور ایک تسع
دینار حصہ دو بنت کا ہوا پس اسی طرح ہر فرد کا حصہ نکال لیا جاوے جیسے کہ تصریح اسکی شروح وحواشی سراجیہ
وشریفی مین مذکور ہے انتہے واما فی قضاء الدیون فدین کل غریم بمنزلۃ سہام کل وارث فی العمل ومجموع
الدیون بمنزلۃ التصحیح ولیکن اداء دیون مین یہ قاعدہ ہے کہ دین ہر قرضخواہ کا بمنزلہ سہام ہر وارث کے ہے عمل مین
اور مجموع دیون کا بمنزلہ تصحیح کے ہے ش جانو کہ میت کے تجہیز وتکفین کے بعد اگر مابقی ترکہ کفایت کرجاوے سب
قرضخواہون کو تو اس صورت مین کچھہ دقت نہین اسواسطے کہ ہر قرضدار اپنے قرضہ کو پورا پالے گا اور اگر باقی
ترکہ نہین کافی ہوا سب قرضون کو اور قرضخواہ کئی ہین تو اس حالت مین اوس ترکہ قاصرہ مین سے ہر قرضخواہ کے
حصہ کی معرفت کا یہ طریقہ ہے کہ قرار دیا جاوے دین ہر واحد کا اون قرضخواہون مین سے بمنزلہ سہام ہر وارث کے

تصحیح مسئلہ سے اور مجموع دیون کا قرار دیا جاوے بمنزلہ مجموع تصحیح کے اور عمل کیا جاوے اسجگہ اوس قاعدہ کا جو مذکور ہو چکا تعین حصہ ہر وارث کے بیان مین مثلاً اگر مرا کوئی شخص اور اوسنے چھوڑے ۹ دینار اور اوسپر ایک شخص کے دس دینار قرض ہین اور دوسرے شخص کے پانچ دینار تو جمع کئے ہمنے دونون قرض حاصل ہوئے پندرہ دینار پس وہ بمنزلہ تصحیح مسئلہ کے ہین اور نو اور پندرہ مین توافق بالثلث ہے پس جب ضرب کیا ہم نے اوس شخص کے دین کو کہ جسکے میت پر دس دینار تھے نو کے ثلث مین حاصل ہوئے تیس پھر جب تقسیم کیا ہم نے اس حاصل ضرب کو وفق تصحیح پر کہ وہ پانچ ہین خارج ہوئے چھہ تو یہی حصہ ہوا دس دینار کے قرضخواہ کا اور جبکہ ضرب کیا ہم نے قرضہ اوس شخص کو کہ جسکے میت پر پانچ دینار تھے وفق ترکہ مین یعنی تین حاصل ہوئے پندرہ پھر جب تقسیم کیا ہم نے اس مبلغ یعنی پندرہ کو تصحیح کے ثلث پر خارج قسمت ہوئے تین پس یہی ہوا حصہ پانچ دینار والے کا۔ اور اگر فرض کرین ہم صورت مذکورہ مین ترکہ تیرہ دینار تو ہوگی درمیان تصحیح و ترکہ کے مباینت پس اس صورت مین ضرب کیا جاویگا دین دس دینار والیکا کل ترکہ مین یعنی تیرہ مین حاصل ہوئے ایکسو تیس جب تقسیم کیا ہمنے اس مبلغ کو کل تصحیح پر کہ وہ پندرہ ہین خارج قسمت ہوئے آٹھہ دینار اور ایک دینار کے دو ثلث یہی ہوا اوس دینار والے دائن کا اسی طرح ہم نے پانچ دینار والے دین کو بھی تمام ترکہ مین ضرب کیا تو ۶۵ حاصل ہوئے پھر جب ہم نے اس مبلغ کو ۱۵ پر تقسیم کیا تو چار دینار کی تہائی خارج قسمت ہوئے پس یہی حصہ ہوا پانچ دینار والے دائن کا۔ اور اگر اسی صورت مین فرض کرین ہم پانچ دینار کا ترکہ تو ترکہ اور تصحیح مین توافق بالخمس ہوگا باوجودیکہ پانچ اور پندرہ متداخلین ہین جیسا کہ ہم اسپر آگاہ کر چکے ہین ھم وہ یہ کہ متداخلین لامحالہ دونون متوافق ہونگے کسور مین سے کسی کسر کے ساتھہ۔ پس ضرب کرو دس والیکے قرض کو خمس ترکہ مین کہ وہ ایک ہے اور تقسیم کرو حاصل ضرب کو کہ وہ دس ہین خمس تصحیح پر کہ وہ تین ہین خارج قسمت ہوئے تین دینار اور ایک دینار کی تہائی پس یہی حصہ ہوا اوس دینار والے کا اسی طرح ضرب کرو پانچ دینار والے کے دین کو وفق ترکہ مین اور تقسیم کرو حاصل ضرب کو وفق تصحیح پر کہ وہ تین ہین خارج قسمت ہوگا ایک اور دو تہائیاں ایک کی پس یہی حصہ ہوا پانچ دینار والے کا اور پہلے معلوم ہو چکا ہے تجکو یہ کہ جو قاعدہ مباینت مین جاری ہے وہی موافقت اور مداخلت دونون کو شامل ہے ف خلاصہ اس سب بیان کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مرے اور ترکہ سے سب قرض نہ ادا ہو سکے تو ہر قرضخواہ بمنزلہ ایک وارث کے قرار دیا جاوے اور قرض بمنزلہ سہم وارث کے اور مجموعہ سب قرضون کا بمنزلہ تصحیح مسئلہ کے پھر نسبت درمیان اس مجموع کے اور مال متروکہ کے لحاظ کرین اگر مباینت ہو تو ہر قرضخواہ کے قرض کو

کل مال مین ضرب کرین پھر مجموع دیون کے عدد پر قسمت کرین اور اگر موافقت ہو تو وفق مال مین ضرب کرکے وفق مجموع الدیون پر قسمت کرین خارج قسمت حصہ رسدی اوس قرضخواہ کا ہے اوس مال مین سے چنانچہ بنظر توضیح مقام ایک مثال لکھی جاتی ہے۔

مجموع الدیون ۹	زید	ترکہ ۷ دینار
عمرو مقرض ۳ دینار	خالد مقرض ۴ دینار	بکر مقرض ۲ دینار

شرح اس مثال کی یہ ہے کہ ۷ - اور ۹ مین تباین ہے لہذا واسطے دریافت حصہ رسدی عمرو کے ۳ کو ۷ مین ضرب کرینگے اور ۲۱ کو ۹ پر قسمت کرین گے پس خارج قسمت یعنے ۲ - اور ایک ثلث دینار حصہ رسدی عمرو کا نکلیگا اور جب چار کو سات مین ضرب کرکے حاصل ضرب یعنی ۲۸ کو ۹ پر قسمت کرینگے خارج قسمت یعنے ۳ - اور ایک تسع دینار حصہ رسدی خالد کا نکلیگا اور جب دو کو ۷ مین ضرب کرکے ۱۴ کو ۹ پر قسمت کرین گے خارج قسمت یعنی ایک اور ایک ثلث اور دو تسع دینار حصہ رسدی بکر کا نکلے گا - اور اسی مثال مین اگر مال چھہ دینار ہو تو تصحیح یعنے ۹ کے ساتھہ مال کو نسبت توافق بالثلث ہے تو ہر قرض کو دو مین کہ وفق مال ہے ضرب کرینگے اور حاصل ضرب کو تین پر کہ وفق مجموع الدیون ہے قسمت کرینگے خارج قسمت حصہ رسدی ہوگا پس حصہ رسدی عمرو کا دو دینار اور خالد کا دو اور دو ثلث دینار اور بکر کا ایک اور ایک ثلث دینار نکلے گا -

فصل فی التخارج یہ فصل ہے تخارج کے بیان مین **ش** تخارج بروزن تفاعل مشتق ہے خروج سے اور اسجگہ تخارج سے مراد یہ ہے کہ ورثا باہم صلح کرلین بعض وارث کے اخراج پر میراث سے کسی شے معین کے ساتھہ ترکہ مین سے اور یہ جائز ہے بصورت تراضی کے نقل کیا اسکو امام محمد رح نے کتاب الصلح مین ابن عباس رض سے اور عمرو بن دینار سے مروی ہوا کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رض نے طلاق دیا اپنی زوجہ تماضر کلبیہ کو مرض موت اپنے مین پھر انتقال کیا آپ نے حال یہ کہ وہ بی بی عدت مین تھین پس سیدنا عثمان رض نے اون بی بی کو تین دیگر زوجات اون کی کے ساتھہ وارث کیا پس اونکے وارثون نے اون بی بی سے صلح کرلی اوسکے ربع ثمن کیساتھہ یعنی آٹھوین حصہ کی چوتھائی سے تراسی ہزار پر بعض کے نزدیک دراہم ہین اور بعض کے نزدیک دینار ہین مطلب یہ کہ ایک ثمن چار زوجہ کا تھا تو ایک کا حصہ ربع ثمن ہوا پس یہ دلیل صریح ہے تخارج کے جائز ہونے پر **ف** بروایات معتبرہ مذکور ہوا کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رض نے چار بار اپنا تمام مال اپنے زندگی مین نصفا نصف للہ تقسیم کردیا تھا اور نصف باقی رکھا تھا اور یہ دلیل ہے اسپر کہ مال حلال کے جمع کرنے مین کچھہ مضائقہ نہین یعنی بشرط ادا حقوق واجبہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا نعم المال الصالح للرجل الصالح یعنی نیک مال نیک مرد کیواسطے کیا خوب ہے کذا فی الطحطاوی **تنبیہ** اگر اسجگہ یہ شبہہ پیدا ہو کہ سیدنا عثمان رض نے کیسے وارث کیا عورت مطلقہ کو زوج کے مال سے باوجود اسکے کہ مطلقہ کو میراث نہین ملتی جواب اسکا یہ ہے کہ زوجہ فار کی

بیان تخارج کا

وارث ہوتی ہے اور فار وہ شوہر ہے جو طلاق دے زوجہ کو اپنے مرض موت مین گویا کہ وہ بھاگتا ہے زوجہ کی میراث سے
اپنے مال مین سے بعد موت کے لہذا ایسی مطلقہ میراث پاتی ہے کما ھو مصرح فی الکتب الفقہیۃ
من صالح علی شئ من الترکۃ فاطرح سہامہ من التصحیح ثم اقسم باقی الترکۃ علی سہام الباقین جو شخص صلح کرلے شئے معین پر
ترکہ مین سے تو اوس وارث کے سہام کو گرادے تصحیح سے پھر تقسیم کر تو باقی ترکہ کو باقی وارثون کے سہام پر ش یعنے
جو شخص کہ صلح کرلے وارثون مین سے شئے معلوم پر ترکہ مین سے تو اوس وارث کے سہام کو گرادے تصحیح سے یعنے
تصحیح کر تو مسئلہ کی مع ہونے شخص مصالح کے وارثون کے درمیان مین پھر اوسکے سہام کو تصحیح سے گرادے پھر
تقسیم کر تو باقی ترکہ کو یعنی جو کچھہ کہ باقی رہا ہے اوس ترکہ سے بعد لینے شخص مصالح کے باقی وارثون کے سہام پر جو
تصحیح سے باقی ہین ف خلاصہ یہ کہ جو شخص وارثون مین سے یا ارباب دیون مین سے صلح کرلے شئ معین پر ترکہ
مین سے مثلا کوئی وارث اور وارثون کے ساتھہ اسطرح مصالحت کرلے کہ مجکو فلان شئے دیدو یا اتنے روپیہ دیدو تو
مجکو اپنے حصہ سے کچھہ کام نہین مینے اپنا حصہ بدلہ اوس شئ یا روپیون کے چھوڑا تو ایسی صورت مین وہ شئے خاص
یا اوسقدر روپیہ اوس ترکہ مین سے اوسکو دیدینا چاہئے اور اوس وارث کے سہام یا اوس دائن کا دین صحیح سے گرادیا جاویگا
اور یہ قرار دیا جاویگا کہ گویا اوسنے اپنا حصہ بھر پایا اور تصحیح مسئلہ کی بشمول اوس شخص مصالح کے کرینگے مگر پھر اوسکے
سہام کو تصحیح سے گرادینگے اور جس شئ پر اوسنے صلح کی ہو اوسکو ترکہ سے خارج کردینگے طحطاوی مین مذکور ہوا کہ
شئ معلوم کی قید اسواسطے لگائی تاکہ مجہول نکلجائے اسواسطے کہ شئے مجہول پر صلح نہین صحیح ہے انتہی کزوج
وام وعم مانند زوج اور ام اور عم کے ش پس مسئلہ زوج کے ساتھہ مین چھہ سے ہوگا اور وہ سہام مستقیم ہین
وارثون پر نصف اوسکا تین زوج کو ملینگے اور دو سہام مان کو اور باقی یعنی ایک سہم عم کو ملیگا فصالح الزوج
علی ما فی ذمتہ من المہر وخرج من البین فتقسم باقی الترکۃ بین الام والعم اثلاثا بقدر سہامہما
یکون سہمان للام وسہم للعم پھر مصالحہ کرلیا زوج نے اسپر کہ جو اوسکے ذمہ پر زوجہ کا
مہر ہے اور وہ نکل گیا وارثون کے درمیان سے پس تقسیم کیا جاوے گا باقی ترکہ ام اور عم کے درمیان مین تین تہائی
کرکے بقدر اون دونون کے سہام کے یعنی دو سہم مان کے اور ایک سہم عم کا ہوا ش پھر زوج نے وارثون سے
صلح کرلی اپنے حصہ سے کہ وہ نصف ہے اوسپر کہ جو اوسکے ذمہ پر مہر زوجہ کا واجب الادا ہے اور وہ نکل گیا
وارثون کے درمیان سے ہم یعنی اپنے حصہ نصفی سے دست بردار ہوگیا تو اب اس صورت مین تقسیم کیا جاویگا
باقی ترکہ وہ ماسوی مہر ہے درمیان ام اور عم کے تین تہائی کرکے بقدر سہام اون دونون کی جو تصحیح سے ملے ہین

اور اسوقت مین ہونگے اُس باقی مین سے دو سہم ام کو اور ایک سہم عم کو جیسا کہ تھا حال ان دونون کے سہام کا تصحیح سے
مم یعنی جو کچھہ کہ قبل از تخارج کے دونون کے سہام تھے وہی قائم رہے۔ اگر اس جگہ یہ کہے تو کہ کیون قرار دیا گیا زوج
بعد کرنے مصالحہ کے اور لینے مہر کے اور نکلنے اوسکے وارثون مین سے بمنزلہ معدوم کے اور پھر تصحیح مسئلہ مین
زوج کے داخل کرنے مین کیا فائدہ ہے باوجود اسکے کہ وہ کچھہ نہ لیگا ماسوی شئ مصالحہ کے کہینگے ہم اسکے جواب مین کہ
فائدہ اسکا یہ ہے کہ اگر صورت مذکورہ مین ہم زوج کو کان لم یکن قرار دین اور ترکہ قرار دین ہم ماسوی مہر کے تو
مان کا فرض اصل مال یعنی کل مال کی تہائی سے باقی مال کی تہائی کی طرف بدل جاویگا اسواسطے کہ اسوقت مین تقسیم
کیا جاویگا باقی ترکہ مان اور چچا مین تین تہائی کرکے پس ہوگا ایک سہم مان کا اور دو سہم چچا کے اور یہ خلاف اجماع ہے
اسواسطے کہ مانکا حق تہائی کل مال کی ہے اور جبکہ داخل کیا ہم نے زوج کو اصل مسئلہ مین تو چھہ مین سے دو سہم
مانکو ملین گے اور ایک سہم چچا کو پس باقی بہی ان دونون مین اسی طریق پر تقسیم ہوگا تو اس صورت مین مان اپنا
حق میراث مین سے پورا لیلیگی۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ عم نے کسی شئے ترکہ پر صلح کرلی اور نکل گیا وارثون مین سے
تو بہی مسئلہ چھہ سے ہوگا یعنی جبکہ چچا کا حصہ اوسمین سے گرا دیا تو باقی رہے پانچ تین واسطے زوج کے اور دو واسطے
مان کے پس باقی تقسیم کیا جاویگا مال پانچ حصہ ہوکر درمیان زوج اور ام کے تین خمس واسطے زوج کے اور
دو خمس واسطے مان کے۔ اور اگر مان کسی شے ترکہ پر صلح کرکے نکل گئی وارثون مین سے تو بہی مسئلہ چھہ سے ہوگا
پس جبکہ اسمین سے دو سہم مان کے گرا دئے جاوینگے تو چار باقی رہینگے پس تقسیم کیا جاوے گا باقی ترکہ چار حصہ ہوکر
تین اوسمین سے واسطے زوج کے اور ایک واسطے عم کے انتہے ف اسجگہ بنظر توضیح مقام تخارج کے ایک مثال
عام فہم لکھی جاتی ہے تاکہ عمل تخارج کا بخوبی ذہن نشین ہوجاوے مثال میت ۱۲ زوجہ ۳ ام عم

مثال عمل تخارج کی

شرح اس مثال کی یہ ہے کہ مثلا زوجہ نے اسطرح پر صلح کی کہ منجملہ متروکات شوہر کے ایک جوڑی کڑون کی اوسنے
لے لی اور اپنے حصے سے درگذری پس مسئلہ کو تصحیح کرکے تصحیح یعنی بارہ مین سے زوجہ کا حصہ تین نکالڈالے
باقی رہے ۹ بعد نکالڈالنے جوڑی کڑون کے جسقدر ترکہ میت کا ہے اوسکے نو حصہ کرکے چار مان کو دینگے اور پانچ
عم کو ف تخارج کی صورت مین وارث مصالح کو شامل کرکے جو تصحیح مسئلہ کی کرتے ہین اور اوسمین اوسکا حصہ نکالڈالتے
ہین اوسکی یہ وجہ ہے کہ اگر ابتدا سے اوسکو خارج کرین اور مسئلہ کی تصحیح بے شمول اوسکے کرین تو بعض صورتون مین
نقصان وارثون کا بے سبب لازم آوے گا مثلا مثال مذکور مین اگر زوجہ کو معدوم قرار دیکر مسئلہ کی تصحیح
کرین تو بعد نکالڈالنے جوڑی کڑون کے جو بدل الصلح ہین باقی ترکہ کا مسئلہ تین سے ہوگا اور اوسمین سے ایک

مان کو پہونچیگا اور دو عم کو پس مانکو ثلث مابقی ملیگا حالانکہ وہ مسئلہ مذکورہ مین مستحق کل مال کی ہے۔ نہ ثلث مابقی کی
اور جبکہ تصحیح مین زوجہ کو شامل کرلیا تواب اوسکو بارہ مین سے چار پہونچے کہ وہ ثلث کل کے ہین غرض بعوض ربع
زوجہ کے اوسکو جوڑی کڑون کی منجملہ ترکہ کے پہونچ گئی اور باقی مین سے چار جو مان کو پہونچے وہ ثلث کل ترکہ کے ہین
اور باقی جو پانچ رہے وہ عم کو پہونچے انتہی **باب الرد** یہ باب ہے مسائل رد کے بیان مین۔ الرد ضد العول
رد ضد ہے عول کا **ش** اسواسطے کہ عول سے ذوی الفروض کے سہام گھٹ جاتے ہین اور اصل مسئلہ بڑھجاتا
ہے اور رد سے سہام بڑھجاتے ہین اور اصل مسئلہ گھٹ جاتا ہے۔ یا دوسری عبارت سے یون تعبیر کیجاوے کہ
عول مین سہام فاضل ہو جاتے ہین مخرج پر اور رد مین مخرج فاضل ہوجاتا ہے سہام پر **ما فضل عن فرض**
ذوی الفروض ولا مستحق له یرد علی ذوی الفروض بقدر حقوقهم وہ کہ بچ رہے فرض ذوی الفروض سے
اور نہو واسطے اوسکے کوئی حقدار تو وہ رد کیا جاویگا ذوی الفروض پر بقدر اونکے حقوق کے **ش** یعنی اگر مخرج
بڑھگیا فروض سے اور وہان کوئی حقدار عصبہ نہو تو وہ فاضل رد کیا جاویگا اصحاب فروض پر بقدر اونکے
حقوق کے یعنے باعتبار نسبتون کے جو اونکے سہام کے درمیان ہین **الا علی الزوجین** مگر زوج اور زوجہ پر
ش یعنے فاضل مال جمیع ذوی الفروض پر رد ہوگا مگر زوج اور زوجہ پر رد نہوگا اصلا جیسا کہ مذکور ہوچکا اول
کتاب مین **ف** دلیل اونپر رد نہونے کی یہ ہے کہ باہم اون کی قرابت ثابت نہین ہے اور علت رد کی قرابت ہے
اور اگر زوجین باہم قرابت دار ہون تو اونپر قرابت کی وجہ سے رد ہوگا نہ زوجیت کی وجہ سے **وهو قول عامة
الصحابة رض وبه اخذ اصحابنا رحمهم الله** اور یہی قول عامہ صحابہ رض کا ہے اور اسی قول کو لیا ہے ہمارے اصحاب نے **ش**
یعنی رد بطریق مذکور یہ قول جمہور صحابہ رض کا ہے مانند سیدنا علی مرتضے اور اونکے متابعین رح کا ہے
اور اسی کو لیا ہے اصحاب ابو حنیفہ رح نے **وقال زید بن ثابت رض الفاضل لبیت المال وبه اخذ مالک والشافعی رحمه الله**
اور کہا زید بن ثابت رض نے کہ فاضل مال واسطے بیت المال کے ہے اور اسی قول کو لیا مالک رح و شافعی رح نے **ش** یعنی
زید بن ثابت رض نے کہا کہ فاضل مال ذوی الفروض پر رد نہوگا بلکہ وہ واسطے بیت المال کے ہے اور اسی قول کو لیا
مالک رح و شافعی رح و عروہ رح و زہری رح نے ولیکن محققین اصحاب شافعیہ رح نے یہ کہا کہ اگر بیت المال معدوم ہو تو
ذوی الفروض پر رد کیا جاوے ذوی الفروض پر باعتبار نسبت فرائض یعنی حصص اونکے کے
اور اگر بیت المال منتظم ہو تو وہ فاضل بیت المال کا ہے اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہوا ہے کہ نہ رد کیا جاوے تین پر
زوج اور زوجہ اور جدہ پر اور سیدنا عثمان رض نے فرمایا کہ زوجین پر بھی رد کیا جاویگا **ف** توضیح مقام یہ ہے کہ

بصورت جائز ہونے رد کے ابن عباسؓ سے مروی ہوا کہ تین اشخاص پر رد جائز نہوگا زوج زوجہ جدہ اور متقدمین حنفیہ رح نے فرمایا کہ فقط زوجین پر نہ رد کیا جاوے برابر ہے کہ بیت المال منتظم ہویا نہو اور ابن مسعودؓ نے کہا کہ رد کیا جاوے چھ اشخاص پر زوجین اور بنت الابن پر بنت صلبی کے ساتھ مین اور اخت علاتی پر اخت عینی کے ساتھ مین رد نہوگا اور اولاد الام پر ماں کے ساتھ مین رد نہوگا اور جدہ پر ذی سہم کے ساتھ مین رد نہوگا اور اسیکو لیا ہے احمد حنبل رح نے کذا فی ضوء السراج اور بر تقدیر جواز رد کے جمیع ذوی الفروض پر آیا وہ مطلق ہے یا مقید ہے پس فرمایا سیدنا عثمانؓ نے کہ جائز ہے مطلقاً یعنی ہر زمانہ مین برابر ہے کہ بیت المال منتظم ہویا نہو اور متاخرین حنفیہ رح وشافعیہ رح نے یہ کہا کہ جائز ہے رد جمیع ذوی الفروض پر ہمارے زمانہ مین کہ جس مین بیت المال منتظم نہیں ہے اور رد المحتار مین بحوالہ مستصفے واشباہ مذکور ہوا کہ اس زمانہ مین فتوی جواز رد پر ہے زوج وزوجہ پر ولیکن جواز دان دونون پر بحالت نہونے دیگر وارثون کے ہے۔ کما قال فی رد المحتار اور کہا محقق بن احمد یحیی بن سعد التفتازانی رح نے کہ اکثر مشائخ کرام نے اسی پر فتوی دیا ہے کہ زوجین پر رد جائز ہے جبکہ نہو اقارب مین سوا ان دونون کے کذا فی الشروح والحواشی السراجی والشریفی اب معلوم کرنا چاہیئے کہ منکرین رد نے اسطور پر استدلال کیا ہے کہ حقتعالی نے جملہ اصحاب فروض کے حصص نص صریح مین ارشاد فرما دئے ہم آیت مواریث مین۔ تو اب جائز نہین کہ اوسپر زیادت کی جاوے اسواسطے کہ حد شرعی سے تجاوز لازم آتا ہے اور اسباب مین تحقیق کہ حقتعالی فرما چکا ہے وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ الآیۃ دوسری دلیل اون کی یہ ہے کہ جو مال ذوی الفروض کے حصون سے فاضل رہا ہے اوسکا مستحق کوئی نہین ہے ہم یعنی بالنص۔ تو اب اس حالت مین وہ بیت المال کا حق ہے مثل اوس صورت کے کہ میت اصلا کوئی وارث نہ چھوڑے بقیاس بعض کے کل پر ہم مطلب یہ کہ جیسا بحالت نہ چھوڑنے میت کے کسی وارث کو جملہ مال میت کا بیت المال مین دیا جاتا ہے اسی طرح فاضل مال یعنی بعض جو وارثون کے ادار حقوق کے بعد باقی رہا ہے بیت المال مین دیا جاویگا اور واسطے ہمارے ہم یعنی ہم حنفیون کے واسطے بہت دلائل ہین ازانجملہ یہ آیت قرآنی ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ یعنے بعض اہل قرابت میراث مین اولی ہین بعض سے بسبب قرابت رحمی کے پس یہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر مستحق ہونے اونکے کے واسطے جمیع میراث کے بوجہ صلہ رحمی کے اور آیت مواریث نے مال کی جزو معین کا استحقاق واجب کردیا ہر وارث کے واسطے پس واجب ہوا عمل کرنا دونون آیتون پر اسطرح کہ ہر وارث کو حصہ دیا جاوے مواریث کی آیت کے حکم سے پھر باقی مال اونہین وارثون کو پھر دیا جاوے بوجہ صلہ رحمی کے

اس آیت کے حکم سے اور یہی وجہ ہے کہ زوجین پر رد نہو گا بوجہ معدوم ہونے رحم کے حق زوجین مین ھم اور علت رد کی
قرابت ہے اور بھی مسئلہ رد کے ثبوت وصحت پر یہ حدیث ہے کہ جب رسول مقبول صلعم حضرت سعد بن وقاص رض کی
عیادت کو تشریف لے گئے تو سعد رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم سوای اس ایک دختر کے میرا کوئی وارث نہین ہے
آیا وصیت کر دون مین اپنے سب مال کی فرمایا کہ نہین پھر عرض کیا کہ آیا وصیت کرون مین نصف مال کی فرمایا کہ نہین
پھر عرض کیا کہ وصیت کرون مین ثلث مال کی فرمایا کہ ثلث بہتر ہے اور ثلث بہت ہے پس اس حدیث سے ظاہر ہوا
کہ سعد رض نے اعتقاد کیا اسکا کہ دختر سب مال کی وارث ہوتی ہے اور آنحضرت صلعم نے اسکا انکار نفرمایا اور اون کو وصیت
کرنے زائد ثلث سے روکا باوجود اسکے کہ بجز اوس دختر کے کوئی دوسرا وارث اون کا نہ تھا پس صریح دلالت کی اس
حدیث نے رد کی صحت وثبوت پر اسواسطے کہ اگر وہ دختر نہ مستحق ہوتی زائد نصف پر رد کے ساتھ تو جائز ہوتی واسطے
اوسکے وصیت نصف کے ساتھ اور بھی صحت وثبوت رد پر حدیث مروی حضرت عمرو بن شعیب رض دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم
نے وارث کیا ملاعنہ کو یعنی اوس ولد کے تمام مال کا اوسکی مان کو وارث کیا اور یہ نہو گا مگر بطریق رد کے ف اس
اجمال کی یہ تفصیل ہے کہ ایک عورت تھی کہ اوسکے شوہر نے اوسکے ساتھ لعان کیا پس بچہ اوسکا منسوب کیا گیا طرف
اوس عورت کے جیسی کہ تحقیق اسکی مذکور ہو چکی غرض جبکہ مر وہ بچہ اور اوسنے بجز مان کے دوسرا وارث نہین چھوڑا
تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکی مان کو اوسکے کل مال کا وارث کیا پس یہ حدیث بھی صحت وثبوت رد پر ناطق
ہے کیونکہ حق مان کا ثلث ہے پس توریث کل مال کی نہین متصور ہو سکتی بجز رد کرنے ما بقی مال کے ۔ اور بھی صحت و
ثبوت مسئلہ رد پر حدیث مروی واثلہ بن الاسقع رض ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ عورت لیتی ہے میراث اپنے لقیط
اور عتیق کی یعنی مثل ولد ملاعن کے ف لقیط اوس بچہ کو کہتے ہین کہ جو راہ مین ڈالا جاوے اور کوئی راہ چلتا
اوسکو اوٹھالے ایسے بچہ کا بخوف ہلاکت اوٹھالینا واجب ہے اور نفقہ اوسکا بیت المال سے دیا جاویگا ۔ اور
ایسا ہی عتیق کا حکم ہے یعنے اپنے آزاد کئے ہوئے کی میراث بصورت نہونے اوسکے وارث کے عورت لیگی ۔ اور بھی
یہ دلیل ہے کہ اصحاب فرائض اسلام مین تمام مسلمانون کے ساتھ شریک ہین مگر وہ دوسرے مسلمانون سے ترجیح
دئے گئے ہین بوجہ قرابت کے جو اون کو میت کے ساتھ حاصل ہے پس اگرچہ مجرد قرابت اصحاب فروض کے حق مین
علت عصوبت نہین ہے مگر بسبب اوس قرابت کے ثابت ہوگی ترجیح مانند قرابت مان کے عینی بھائی کے حق مین
پس تحقیق کہ قرابت مان کی اگرچہ بانفرادہا علت عصوبت کے نہین ہے مگر یہ کہ بسبب اوسکے حاصل ہوتی ہے
ترجیح ھم مطلب یہ کہ بھائی اور بہنین عینی وارث ہوتے ہین جہت نسب سے مطلقاً لیکن وہ ترجیح دئے جاتے ہین

بیان لقیط و عتیق

بھائی اور بہنون علاتی پر بواسطہ قرابت مان کے پس تصریح صدر سے ثابت ہوگیا کہ منکرین رد کا جو یہ قول ہے کہ
ذوی الفروض سے فاضل مال کا کوئی مستحق نہین پس رکھا جاوے گا وہ مال فاضل بیت المال مین واسطے
مصالح عامہ مسلمین کے اس قول کا بطلان صریح ظاہر ہوگیا اور ہرگاہ کہ ہے یہ ترجیح اوس سبب کے ساتھہ کہ
مستحق ہوئے ہین اصحاب فرائض بسبب اوسکے فریضہ کے تو ہوگی وہ ترجیح مبنی فریضہ پر پس رد کیا جاوے گا فاضل
مال اصحاب فرائض پر بقدر اونکے حصون کے۔ اور اسی جگہ سمجہہ لینا چاہئے کہ جیسے ساقط کرتا ہے اعتبار اقرب کا
غیر اقرب کو اور اقوی غیر اقوی کو اصل فریضہ مین اسیطرح ساقط کرتا ہے استحقاق رد مین بہی ثم مسائل الباب
علی اقسام اربعۃ پھر مسائل باب رد کے چار قسمون پر ہین ش یعنی باب رد کے مسائل قائلین رد کے نزدیک اوپر
چار قسمون کے ہین دلیل حصر و ضبط یہ ہے کہ جن لوگون پر فاضل مال کا رد ہوتا ہے وہ مسئلہ مین ایک صنف کے
ہین یا ایک صنف سے زائد ہین اور دونون تقدیر پر یا یہ کہ ہو مسئلہ مین اونکے ساتھہ من لا یرد علیہ یا نہو پس
منحصر ہوگئے اقسام چار مین احدھا ان یکون فی المسئلۃ جنس واحد ممن یرد علیہ عند عدم من لا یرد علیہ فاجعل
المسئلۃ من رؤسھم کما اذا ترک بنتین او اختین او جدتین فاجعل المسئلۃ من اثنین ایک اون مین کی یہ ہے کہ
ہو مسئلہ مین جنس واحد من یرد علیہ سے بصورت نہونے من لا یرد علیہ کے پس کر تو مسئلہ کو رؤس اونکے سے جیسے
کہ جب چھوڑا میت نے دو بنت کو یا دو اخت کو یا دو جدہ کو پس کر تو مسئلہ دو سے۔ ش یعنی چار مین سے
ایک قسم یہ ہے کہ مسئلہ مین جنس واحد من یرد علیہ ہون یعنی جن پر باقی فروض کا رد کیا جاتا ہے بحالت نہ ہونے
من لا یرد علیہ کے تو اس تقدیر پر قرار دے تو مسئلہ کو رؤس اونکے سے یعنے اوس جنس واحد کے رؤس سے ہوا سطے
کہ سب ترکہ اونہین وارثون کا ہے فرض اور رد دونون راہ سے اور رؤس اونکے یکسان و مماثل ہین پس ایک کو دوسرے پر
زیادتی نہوگی اور اسکی مثال یہ ہے کہ مثلا چھوڑین میت نے دو بنت یا دو اخت یا دو جدہ تو کر مسئلہ اون کا دو سے
اور دے تو ہر واحد اون دونون کو نصف ترکہ بوجہ مساوی ہونے اون دونون کے استحقاق مین اور عائد
ہونے سب مال کے انہین دونون کی طرف علی السویہ پس عدد رؤس پر مساوی تقسیم کیا جاویگا مثل تقسیم عصبات کے
مثلا جبکہ چھوڑے میت نے دو ابن یا دو اخ۔ اور بھی دوسری دلیل یہ ہے کہ حصہ اون کا تقسیم کیا جاویگا
اونکے عدد رؤس پر تو اس صورت مین کل ترکہ پہلے ہی سے اونپر تقسیم کیا جاویگا ھم بوجہ مماثلت رؤس کے تاکہ
تقسیم مین تطویل مسافت قطع ہو جاوے والثانی اذا اجتمع فی المسئلۃ جنسان او ثلثۃ اجناس ممن یرد علیہ عند
عدم من لا یرد علیہ فاجعل المسئلۃ من سہامہم دوسری قسم یہ ہے کہ جب جمع ہون مسئلہ مین دو جنس یا تین جنس

مسائل رد چار قسمین ہین - پہلی قسم

دوسری قسم

من یرد علیہ کے بحالت ہونے من لا یرد علیہ کے پس کر تو مسئلہ اُن کے سہام سے ش استقرا یعنی تتبع
جزئیات کا اسپر دال ہے کہ من یرد علیہ کا اجتماع یا واقع ہوگا درمیان دو جنسوں کے یا تین جنسوں کے اس سے زیادہ
نہوگا مراد یہ کہ تین جنسوں سے زیادہ چوتھی جنس مردود علیہم کی نہیں پائی گئی اسی واسطے ماتن رح نے نہ کہا
دو جنس یا اکثر پس بتقدیر اجتماع کے کر تو مسئلہ مجموع سہام اُن اشخاص مجتمعین سے جو ماخوذ ہے مخرج مسئلہ سے
اعنی من اثنین اذا کان فی المسئلۃ سدسان مراد رکھتا ہوں میں کہ دو سے جبکہ ہوں مسئلہ میں دو سدس ش
یعنے کر تو مسئلہ دو سے جبکہ ہوں مسئلہ میں دو سدس مانند جدہ کے اور بہن اخیافی کے اسواسطے کہ اس صورت
میں مسئلہ چھہ سے ہوگا بوجہ جمع ہونے دو سدس کے۔ اور اُس میں سے دونوں کو بوجہ فرضیت دو ملتے ہیں
لہذا قرار دے تو اصل مسئلہ دو سے اور تقسیم کر تو ترکہ دونوں پر دو نصف کر کے پس ہر واحد اُن دونوں کو نصف
نصف ترکہ کا ہے او من ثلثۃ اذا کان فیہا ثلث و سدس یا تین سے جبکہ ہو مسئلہ میں ثلث و سدس ش
یعنے کر تو مسئلہ تین سے جبکہ ہو مسئلہ میں ثلث و سدس مانند دو اخیافی بھائیوں کے ماں کے ساتھ میں اسواسطے
کہ اس تقدیر پر بھی مسئلہ چھہ سے ہوگا اور سب سہام جو وارثوں مذکور کے واسطے لئے گئے ہیں وہ تین ہیں تو قرار
دے تو اُن سہام کو اصل مسئلہ اور تقسیم کر تو ترکہ تین تہائی کر کے بقدر اُن سہام کے پس دونوں اخیافی بھائیوں
کو دو ثلث مال کے دئے اور ایک ثلث ماں کو او من اربعۃ اذا کان فیہا نصف و سدس یا چار سے جبکہ
ہو مسئلہ میں نصف و سدس ش یعنی کر تو مسئلہ چار سے جبکہ ہو مسئلہ میں نصف و سدس مانند بنت کے اور
بنت الابن کے یا بنت اور ام کے اسواسطے کہ اس صورت میں بھی مسئلہ چھہ سے ہوگا اور مجموع سہام جو لئے گئے ہیں
اُس سے چار ہیں یعنی تین واسطے بنت کے اور ایک واسطے بنت الابن کے یا واسطے ام کے پس قرار دے تو
اصل مسئلہ چار سے اور تقسیم کر تو ترکہ چار حصہ کر کے تین ربع اسکے بنت کو اور ایک ربع واسطے ماں کے یا واسطے بنت
الابن کے او من خمسۃ اذا کان فیہا ثلثان و سدس یا پانچ سے جبکہ ہوں مسئلہ میں دو ثلث اور سدس مانند دو
بنت اور ام کے او نصف و سدسان یا ہو مسئلہ میں نصف اور دو سدس مانند بنت اور بنت الابن اور ام کے او نصف
و ثلث یا ہو مسئلہ میں نصف اور ثلث مانند اخت عینی کے اور دو اخت اخیافی کے یا مانند اخت عینی کے اور ماں کے
ش ان تینوں صورتوں میں بھی مسئلہ چھہ سے ہوگا اور وارثوں کے سہام جو لئے گئے ہیں اُنسے پانچ ہیں
پس پہلی صورت میں واسطے دو بنت کے چار سہام ہیں اور واسطے ماں کے ایک سہم ہے تو ترکہ کے پانچ حصے
کر کے اُن میں سے چار واسطے دو بنت کے اور ایک واسطے ام کے۔ اور دوسری صورت میں تین حصے وارثوں کی

جمع ہوئیں اور منجملہ چھہ سہام کے سہام ماخوذہ بھی پانچ ہین اُنمین سے تین سہم واسطے بنت کے اور ایک سہم
واسطے بنت الابن کے ہم تکملۃ للثلثین۔ اور ایک سہم واسطے ماں کے پس تقسیم کیا جاویگا ترکہ اُنپر پانچ حصہ کرکے
بقدر اُنکے سہام کے پس واسطے بنت کے تین خمس اوسکے اور واسطے بنت الابن کے ایک خمس اور واسطے ماں کے
دوسرا خمس۔ اور تیسری صورت مین بھی چھہ سے پانچ سہم ماخوذ ہین پس واسطے اخت عینی کے تین سہم ہین اور دو سہم
واسطے دو اخیافی بہنون کے۔ اور اسیطرح واسطے ماں کے سگی بہن کے ساتھہ مین دو سہم ہین پس مسئلہ پانچ سے
قرار دیا جاویگا اور متروکہ پانچ حصے کرکے تقسیم ہوگا اور کل یہ ہم یعنی بتصریح صدر صورتون مذکورہ مین قرار دینا مسئلہ
کا بقدر سہام کے واسطے فقر مسافت عمل کے ہے تاکہ دیکھا جاوے قسمت ایک ہی قسمت آیا نہین غور کرتا تو کہ جبکہ
تونے ہر واحد وارث کو بقدر اُسکے استحقاق کے سہام دیئے تو پھر تقسیم کیجاوے گی باقی سہام کی اُنہین بقدر اُن سہام کے
تو ہوگی قسمت دوبارہ۔ پھر اگر تقسیم بوجوہ مذکورہ وارثون پر مستقیم ہوجاوے تو فبہا اور اگر مستقیم نہو مثلاً میت نے چھوڑی ایک
بنت اور تین بنت الابن پس مسئلہ چھہ سے ہوگا تین سہم بنت کو ملینگے اور وہ مستقیم ہین اور بنات الابن کو ایک سہم ملیگا
اور وہ اُنپر مستقیم نہین ہے تو اس صورت مین مسئلہ کی تصحیح کیجاویگی بقیاس اُن اصول کے جو پہچانے تونے باب
تصحیح مین ہم وہ یہ کہ اگر درمیان سہام و رؤس کے توافق ہو تو وفق رؤس کو مسئلہ مین ضرب کرے اور اگر تباین ہو تو جمیع
عدد رؤس کو مسئلہ مین ضرب کرے پس ضرب کر تو تین کو یعنی اُن عدد رؤس کو جن پر کہ سہام منکسر ہوئے ہین اصل مسئلہ
مین اور وہ چار ہے پس حاصل ہوے بارہ ۱۲ اُس مین ۹ سہام بنت کو ملے اور بنات الابن کو تین پہونچے اور وہ مستقیم ہین
اُنپر والثالث ان یکون مع الاول من لا یرد علیہ فاعط فرض من لا یرد علیہ من اقل مخارجہ
فان استقام الباقی علی رؤس من یرد علیہ فبہا کزوج وثلث بنات **سش** اور تیسری قسم یہ ہے کہ ہو
اول کے ساتھہ من لا یرد علیہ پس دے تو فرض من لا یرد علیہ کا اُسکے کمتر مخارج سے پس اگر باقی مستقیم ہوجاوے
رؤس من یرد علیہ پر تو فہو المراد مانند زوج اور تین بنت کے **سش** تیسری قسم اقسام اربعہ مین سے یہ ہے کہ
ہو اول کے ساتھہ یعنے جنس واحد من یرد علیہ کے ساتھہ من لا یرد علیہ ہو مراد یہ کہ ہو مسئلہ مین جنس واحد من یرد علیہ
اور اُسکے ساتھہ من لا یرد علیہ ہو مانند زوج اور زوجہ کے تو اس صورت مین اول دے تو فرض من لا یرد علیہ کا اقل
مخارج اُسکے سے اور تقسیم کر تو باقی اُس مخرج کو اوپر عدد رؤس من یرد علیہ کے یعنی اُس جنس واحد کے جیسا کہ تقسیم
کرتا تھا تو سب مال کو اُنکے عدد رؤس پر جبکہ وہ خالی ہوتے تھے من لا یرد علیہ سے پس اگر باقی مستقیم ہوجاوے عدد
رؤس من یرد علیہ پر جو اُس مسئلہ مین ہین تو حصول مراد ہے ساتھہ اس استقامت کے ہو واسطے کہ حاجت ضرب کی طرف

ہنوگی مانند زوج اور تین بنات کے اقل مخارج فرض من لا یرد علیہ چار ہین پس جبکہ دیا تونے ایک سہم اٹھین
سے زوج کو تو باقی رہے تین اور وہ مستقیم ہین عدد رؤس بنات پر اور نظیر اسکی گزر چکی ہے باب تصحیح مین وہ یہ کہ اگر
سہام کل فریق پر منقسم ہوجاوین بلا کسر تو حاجت ضرب کی نہین ہے فان لم یستقم فاضرب وفق عدد
رؤسھم فی مخرج فرض من لا یرد علیہ ان وافق رؤسھم الباقی کزوج وستۃ بنات اور اگر مستقیم نہو تو ضرب کر تو
وفق رؤس اُنکے کو مخرج فرض من لا یرد علیہ مین اگر توافق ہو رؤس اور باقی مین مانند زوج اور چھہ بنت کے
ش یعنی اگر نہ مستقیم ہو وہ باقی عدد رؤس من یرد علیہم پر تو ضرب کر بقیاس اُسکے کہ مذکور ہوچکا ہے باب
تصحیح مین یعنی ضرب کر وفق رؤس من یرد علیہم کو مخرج فرض من لا یرد علیہ مین اگر متوافق ہون رؤس اُن کے
اُس باقی کو حاصل صحیح ہوجاویگا مسئلہ مانند زوج اور چھہ بنت کے پس اسجگہہ اقل مخرج فرض من لا یرد علیہ کا
چار ہے تو جبکہ دیا تونے زوج کو اٹھین سے ایک سہم تو باقی رہے تین وہ چھہ عدد رؤس بنات پر مستقیم نہین ہین
ولیکن اُن دونون مین توافق بالثلث ہی اسواسطے کہ نہین اعتبار ہے تداخل کا جیساکہ معلوم کرچکا ہے تو پس وفق
عدد رؤس کو کہ وہ دو ہین ضرب کر چار مین حاصل ہوے آٹھہ پس اٹھین سے دو ملے زوج کو اور باقی چھہ سہام چھہ بنات
کو پہونچے والا فاضرب کل عدد رؤسھم فی مخرج فرض من لا یرد علیہ والمبلغ تصحیح المسئلۃ کزوج وخمس بنات
اور اگر نہو توافق تو ضرب کر کل عدد رؤس اُنکے کو مخرج فرض من لا یرد علیہ مین پس مبلغ مسئلہ کی تصحیح ہوگا مانند زوج
اور پانچ بنت کے **ش** یعنی اگر باقی مین اور عدد رؤس مین توافق نہو تو کل عدد رؤس کو ضرب کر مخرج فرض
من لا یرد علیہ مین پس جو مبلغ کہ حاصل ہوگا ضرب کرنے وفق رؤس سے اُس مخرج مین بتقدیر توافق کے یا ضرب کرنے
کل عدد رؤس کے اُس مخرج مین بتقدیر تباین کے وہی تصحیح مسئلہ ہے چنانچہ مثال توافق کی مذکور ہو چکی اور
مثال مباینت کی یہ ہے مانند زوج اور پانچ بنت کے پس یہ صورت مانند دو صورتون سابق کے ہے اصل مسئلہ اسجگہہ
بوجہ جمع ہونے ربع اور دو ثلث کے بارہ سے ہے لیکن وہ رد کیا جائیگا طرف چار کی کہ وہ اقل مخارج فرض من لا یرد
علیہ کا ہے پس جبکہ دیا ہمنے زوج کو اٹھین سے ایک تو باقی رہے تین وہ پانچ بنت پر مستقیم نہین ہین بلکہ تین اور
پانچ عدد رؤس مین تباین ہے پس ضرب کیا ہمنے کل عدد رؤس بنات یعنی پانچ کو مخرج فرض من لا یرد علیہ مین
کہ وہ چار ہین حاصل ہوے بیس ۲۰ اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا اس تصریح سے کہ زوج کو ایک سہم ملا تھا اُسکو ضرب کیا ہمنے
مضروب مین کہ وہ پانچ ہین حاصل ہوے پانچ وہ دیئے ہمنے زوج کو اور پانچ بنت کو تین پہونچے تھے اُنکو بھی ضرب
کیا ہمنے پانچ مین حاصل ہوے پندرہ ہر ایک بنت کو تین پہونچے والرابع ان یکون مع الثانی من لا یرد علیہ فاقسم

اور چوتھی قسم یہ ہے کہ ہو قسم ثانی (ما بقی من مخرج فرض من لا یرد علیه علی مسئلة من یرد علیه فان استقام فبها) کے ساتھ من لا یرد علیہ پس تقسیم کر تو اسکو جو باقی رہا ہے مخرج فرض من لا یرد علیہ سے اوپر مسئلہ من یرد علیہ کے پس اگر مستقیم ہو جاوے تو فبہا **ش** اور چوتھی قسم اقسام اربعہ مین سے یہ ہے کہ ہو قسم ثانی کے ساتھ یعنی جمع ہوئے دو جنسون من یرد علیہ کے ساتھ من لا یرد علیہ ہوا اور اس قسم مین جو ہمنے اکتفا کیا فقط اجتماع دو جنسون کے ساتھ یہ اس بنا پر ہے کہ استقرا یعنے تتبع جزئیات اسپر دال ہے کہ نہین پایا جاتا ہے کوئی مسئلہ ایسا کہ جسمین چار جنسین جمع ہون اور حال یہ کہ وہ مسئلہ ردیہ ہو غرض اس قسم مین فرض من لا یرد علیہ کے مخرج سے جو باقی رہے اسکو قسمت کرانی وارثون کے مسئلہ پر کہ جن پر رد کیا جاتا ہے پس اگر باقی اُس مخرج کا مستقیم ہو جاوے اُس مسئلہ پر تو فہو المراد یعنی حاجت ضرب کی نہین اسواسطے کہ وہ باقی حق من یرد علیہم کا ہے بقدر اُنکے سہام کے پس وہ تقسیم کیا جاویگا اُنکے مسئلہ پر جسکو کہ ایک سہم پہونچا ہے وہ صاحب ایک سہم کا ہے اور جسکو کہ دو سہم پہونچے ہین وہ صاحب دو سہمون کا ہے تو جبکہ وہ باقی مستقیم ہو جاویگا اُنکے مسئلہ پر تو پھر اس جگہ احتیاج دوسرے عمل کی نہوگی ہان ممکن ہے کہ باقی من یرد علیہم کے مسئلہ پر تو مستقیم ہو جاوے اور نہ مستقیم ہو وہ کہ جو پہونچا ہے ہر جنس کو اُنکے عدد رؤس پر تو اس صورتین حاجت ضرب کی ہوگی جیسا کہ قریب معلوم کریگا تو وهذا فی صورة واحدة اور یہ ایک صورتین ہوگا **ش** یعنے یہ جو ہمنے ذکر کیا کہ قسم چوتھی مین باقی کا مستقیم ہونا مسئلہ من یرد علیہ پر تو یہ استقامت باقی کی نہین ہوتی مگر فقط ایک صورتین جو مذکور ہوگی اور صورت واحدہ مین استقامت باقی کی یہ دلیل ہے کہ مخرج فرض من لا یرد علیہ سے یا تو واحد باقی رہیگا باینطور کہ ہو مخرج فرض اُسکے کا اثنین مثلاً جبکہ زوج کو بصورت نہونے ولد کے نصف دیا گیا تو نہین ہے شبہہ اسمین کہ وہ واحد مسئلہ من یرد علیہ پر جب مستقیم ہوگا جبکہ مستحق رد کا ایک شخص ہوگا تو اس صورت مین ہو جاویگا مسئلہ قسم ثالث سے یا مخرج فرض من لا یرد علیہ سے تین باقی رہینگے باینطور کہ ہو مخرج فرض من لا یرد علیہ کا چار مثلاً جبکہ دیا گیا زوج کو ربع بصورت ہونے بنات کے یا زوجہ کو ربع دیا گیا بصورت نہونے بنات کے پس اگر صاحب ربع کا زوج ہے اور اُسکے ساتھ فقط بنات ہین یعنی کوئی دوسرا وارث نہین تھا اس صورت مین بھی مسئلہ ہو جاویگا قسم ثالث سے اور اگر ہین بنات کسی دوسرے ذی فرض کے ساتھ پس اسوقت مین مسئلہ من یرد علیہ کا چار سے ہوگا یا پانچ سے مع چار سے مثلاً میت نے چھوڑا زوج اور بنت اور جدہ کو اور پانچ سے مثلاً میت نے چھوڑا زوج اور دو بنت اور جدہ پس ظاہر ہے کہ باقی یعنی تین نہ چار پر تقسیم ہونگے اور نہ پانچ پر اور اگر ہے صاحب ربع کی زوجہ تو یہان باقی کی استقامت متصور ہے جیسیکہ ذکر کرینگے ہم اسکا یا مخرج

فرض من لا یرد علیہ کا باقی سات ہونگے مثلاً جبکہ ہو مخرج مسئلہ کا آٹھ پس دیا جاویگا ثمن زوجہ کو باقی ہوئے سات
تو اس جگہ بھی باقی کی استقامت نہوگی کیونکہ مسئلہ من یرد علیہ کا پانچ سے نہین متجاوز ہوتا جیسا کہ مذکور ہو چکا پس
غیر ممکن ہے یہ کہ مستقیم ہون سات اوپر عدد اقل اپنے کے حاصل اسکا یہ ہوا کہ مخرج فرض من لا یرد علیہ سے باقی
کا مستقیم ہونا مسئلہ من یرد علیہ پر چوتھی قسم مین غیر ممکن ہے مگر ایک صورت مین اور وہ یہ ہے وھی ان یکون
للزوجات الربع والباقی بین اھل الرد اثلاثا کزوجۃ واربع جدات وست اخوات لام اور وہ یہ ہے کہ ہو واسطے
زوجات کے ربع اور باقی درمیان اہل رد کے تین حصہ ہوکر تقسیم ہوگا مانند زوجہ اور چار جدہ اور چھ بہنون اخیافی کے
ش واسطے زوجات کے یعنی واسطے اس جنس کے ایک ہو یا اکثر ربع ہو م یہ اشارہ ہے اسکی طرف کہ الف
لام واسطے جنس کے ہے جمعیت مراد نہین ہے پس مثال مذکورہ متن مین اقل مخرج فرض من لا یرد علیہ کا چار ہین
پس جبکہ لیا زوجہ نے انمین سے ایک باقی رہے تین تو وہ اس جگہ مستقیم ہین مسئلہ من یرد علیہ پر اسواسطے کہ وہ
بھی تین ہین کیونکہ اخیافی بہنون کا حق ثلث اور حق جدات کا سدس ہے پس دو سہم واسطے اخوات کے اور ایک سہم
واسطے جدات کے بالمجموع تین ہوئے تو اس صورت مین باقی یعنی تین مستقیم ہوگئے مسئلہ من یرد علیہ پر لیکن جو کہ
چار جدہ کو ایک پہونچا ہے وہ انپر مستقیم نہین ہے بلکہ درمیان سہام اور رؤس کے تباین ہے پس محفوظ رکھا ہمنے
انکے عدد رؤس کو یعنی چار کو تمامہا۔ اور اسی طرح چھ بہنون کا حصہ دو سہم تھے وہ بھی انپر مستقیم نہین بلکہ سہام و
رؤس مین توافق بالنصف ہے پھیرا ہمنے عدد رؤس اخوات کو اسکے نصف کی طرف کہ وہ تین ہین پھر طلب کیا ہمنے
توافق کو درمیان اعداد رؤس اور رؤس کے تو نہ پایا ہمنے توافق بلکہ تباین پایا تو ضرب کیا ہمنے وفق عدد رؤس اخوات
کو کہ وہ تین ہین کل عدد رؤس جدات یعنی چار مین حاصل ضرب ہوئے بارہ۱۲ پھر ہمنے اس بارہ۱۲ کو ضرب کیا چار مین کہ وہ
مخرج فرض من لا یرد علیہ ہے حاصل ضرب ہوئے ۴۸ اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا اس تصحیح سے کہ زوجہ کو ایک سہم
ملا تھا اسکو ضرب کیا ہمنے مضروب یعنی بارہ۱۲ مین تو نہ متغیر ہوا یعنی بارہ ہی حاصل ہوئے وہ دئے ہمنے زوجہ کو اور جدات کو
بھی ایک ملا تھا اسکو بھی ضرب کیا ہمنے مضروب مذکور مین تو بارہ۱۲ حاصل ہوئے ہر ایک جدہ کو تین تین پہونچے اور اخیافی
بہنون کو دو ملے تھے اسکو بھی ہمنے مضروب مذکور مین ضرب کیا حاصل ہوئے ۲۴ ہر ایک کو چار پہونچے وان
لم یستقم فاضرب جمیع مسئلۃ من یرد علیہ فی مخرج فرض من لا یرد علیہ فالمبلغ مخرج فروض
الفریقین کاربع زوجات وتسع بنات وست جدات اور اگر باقی مستقیم نہو تو من یرد علیہ کے تمام مسئلہ کو ضرب کر مخرج
فرض من لا یرد علیہ مین پس مبلغ دونون فریق کے حصونکا مخرج ہوگا مانند چار زوجہ اور نو بنت اور چھ جدہ کے

ش یعنی اگر باقی مخرج فرض من لا یرد علیہ کا مسئلہ من یرد علیہ پہ مستقیم نہو تو اس صورت مین ضرب کرجمیع مسئلہ من یرد علیہ کو فرض من لا یرد علیہ مین پس حاصل ضرب فریق من یرد علیہ اور فریق من لا یرد علیہ دونون کا مخرج ہوگا ہم مطلب یہ کہ دونون فریق کے حصہ حاصل ضرب سے نکل آوینگے اگرچہ نہو تصحیح مسئلہ کی اُن دونون فریق کے ہر واحد کے نسبت مانند مثال مذکورہ متن کے۔ اصل یہ مسئلہ بقاعدہ مذکورہ چوبیس سے ہے بوجہ اختلاط ثمن کے ثلثین اور سدس کے ساتھ لیکن چونکہ یہ مسئلہ ردیہ ہے لہذا رد کیا ہے اسکو طرف اقل مخارج فرض من لا یرد علیہ کے کہ وہ آٹھ ہین پس جبکہ دیا ہمنے زوجات کو ثمن اُسکا یعنی ایک تو باقی رہے سات وہ غیر مستقیم ہین پانچ پر وہ پانچ کر اس جگھہ مسئلہ من یرد علیہ سے ہے اسواسطے کہ بنات وجدات کے دو فرض یعنی دو ثلث اور ایک سدس ہے جو کہ سات اور پانچ مین مباینت ہے پس ضرب کیا جاویگا جمیع مسئلہ من یرد علیہ کا یعنی ۵ مخرج فرض من لا یرد علیہ یعنی آٹھ مین تو حاصل ۴۰ ہم پس یہی مبلغ مخرج ہے دونون فریق کے فرضون کا ف من یرد علیہ کے مسئلہ کو پانچ اسواسطے کہا کہ بنات دو ثلث کی مستحق ہین اور جدات سدس کی اور مخرج ثلثین اور سدس کا چھہ ہے تو اسکے دو ثلث کے چار ہوئے اور سدس کا ایک ہوا مجموع پانچ ہوئے جب پانچ کو آٹھ مین ضرب کیا تو ۴۰ ہوئے۔ اور جبکہ ارادہ کرے تو یہ کہ پہچانے تو دونون فریق مین سے ہر فریق کا حصہ اُس مبلغ سے جو مخرج فرض اُن دونون فریق کا ہے پس طریق عمل اُسکا یہ ہے جسکی طرف اشارہ کیا ماتن نے اپنے اس قول کے ساتھ ثم اضرب سہام من لا یرد علیہ فی مسئلہ من یرد علیہ پھر ضرب کر تو سہام من لا یرد علیہ کو مسئلہ من یرد علیہ مین ش یعنی پھر من لا یرد علیہ کے سہام کو جو اقل مخارج فرض اُسکے سے ہے ضرب کر مسئلہ من لا یرد علیہ مین پس حاصل ضرب من لا یرد علیہ کا حصہ ہوگا مبلغ مذکورہ سے اور یہ اسوجہ سے ہے کہ ضرب کیا ہمنے مسئلہ من یرد علیہ یعنی ۵ کو اقل مخارج فرض من لا یرد علیہ مین یعنی آٹھ مین پس ضرب کرنے سہام من یرد علیہ سے کہ جو معین ہوے ہین اس اقل سے اُس مضروب مین کہ وہ مسئلہ ہے حاصل ہوگا حصہ اُس مبلغ سے جو حاصل ہوا ہے ضرب کرنے اس مضروب سے مخرج اقل مین اُس قیاس پر کہ جان چکا ہے تو باب تصحیح مین و سہام کل فریق من یرد علیہ فیما بقی من مخرج فرض من لا یرد علیہ اور سہام کل فریق من یرد علیہ کو ضرب کر اُسمین جو باقی رہا ہے مخرج فرض من لا یرد علیہ سے ش اور بھی ضرب کر تو سہام کل فریق من یرد علیہ کو جو اُنکے مسئلہ سے انکو ملے ہین مخرج فرض من لا یرد علیہ مین پس ہوگا حاصل ضرب حصہ فریق من یرد علیہ کا اور یہ اسوجہ سے ہے کہ من یرد علیہ کے ہر فریق کا حق بقدر اُنکے سہام کے اُسی باقی مین سے ہے جو مخرج فرض من لا یرد علیہ سے باقی رہا ہے پس مسئلہ مذکورہ مین زوجات کو واس مخرج سے ایک ملا ہے تو جب

ہمنے ایک کو مسئلہ من یرد علیہ یعنے پانچ مین ضرب کیا حاصل ہوے پانچ پس یہی چارون زوجہ کا حق ہوا چالیس
مین سے اور بنات کو مسئلہ من یرد علیہ سے چار ملے تھے جب ہمنے اسکو ضرب کیا ما بقی مخرج فرض من لا یرد علیہ
مین کہ وہ سات ہین حاصل ہوے ۲۸ یہ حصہ ہوا چارون بنات کا چالیس مین سے اور جدات کو مسئلہ من یرد علیہ
یعنے پانچ مین سے ایک ملا ہے جب ہمنے اسکو ضرب کیا سات مین حاصل ہوے سات یہ حق جدات کا ہوا چالیس مین سے
پس اس عمل سے مستقیم ہوگیا فرض من لا یرد علیہ اور فرض کل فریق من یرد علیہ دونون کا اگرچہ ہر فریق کے ہر
واحد پر تقسیم غیر مستقیم ہے۔ م مطلب یہ کہ عمل مذکور سے ہر فریق کا حصہ تو درست و راست ہوگیا مگر ہر فریق کے
فرد فرد پر مستقیم نہین ہوا لہذا مص نے اس باب مین یہ قاعدہ تصحیح بیان کیا فان انکسرت علی البعض صححت
المسئلۃ بالاصول المذکورۃ پس اگر سہام منکسر ہون بعض پر تو تصحیح کیجاوے مسئلہ کی اصول مذکورہ کے ساتھ
ش یعنی جو سہام کہ دئے گئے ہین مخرج فرض فریقین سے اگر وہ منکسر ہون بعض پر یا سب پر تو اس صورت
مین تصحیح کیجاوے مسئلہ کی اصول سبع سے جو باب تصحیح مین مذکور ہو چکے ہین پس جس صورت مین کہ ہم ہین یعنی مثال
مذکورہ متن مین چالیس مین سے حصہ چارون زوجات کا پانچ سہام ہین اور درمیان سہام اور روس انکے کے
مباینت ہے تو لئے ہمنے مجموع عدد روس انکے اور نو بنات کے سہام چالیس مین سے ۲۸ تھے انکے سہام اور
روس کے درمیان مین مباینت ہے پس چھوڑ دیا ہمنے عدد روس کو انکے حال پر اور چھ جدات کو ۴۰ مین سے
سات سہام ملے تھے اور انکے سہام و روس کے درمیان مین مباینت ہے پس لئے ہمنے عدد روس انکے تمام
پھر طلب کیا ہمنے درمیان اعداد روس اور روس کے توافق کو تو پایا ہمنے روس جدات اور روس جدات اور روس
زوجات کو متوافق بالنصف پس ضرب کیا ہمنے نصف اربعہ کو یعنے دو کو چھ مین حاصل ہوئے بارہ انمین اور نو روس
بنات مین توافق بالثلث ہے پس ضرب کیا ہمنے نو کے ثلث یعنی تین کو بارہ مین حاصل ہوے ۳۶ پھر ضرب کیا ہمنے
اس حاصل کو چالیس ۴۰ مین م جو مخرج فروض فریقین ہے۔ حاصل ہوے ایکہزار چار سو چالیس اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا
ہر فریق کے ایک ایک فرد پر اس تصریح سے کہ زوجات کا حصہ چالیس مین سے پانچ تھے اسکو ضرب کیا ہمنے مضروب
اصل مسئلہ مین کہ وہ (۳۶) ہین حاصل ہوے ایکسو اسی پس ہر زوجہ کو ۴۵ ملے اور تھا حصہ نو بنات کا چالیس مین
سے ۲۸ اسکو بھی ہمنے مضروب مذکور مین ضرب کیا تو ایکہزار اور آٹھ حاصل ہوے ہر بنت کو ایکسو بارہ ۱۱۲ ملے۔ اور
تھا حصہ جدات کا چالیس مین سے سات اسکو بھی ہمنے مضروب مذکور مین ضرب کیا حاصل ہوے دو سو باون ۲۵۲ ہر ایک
جدہ کو بیالیس پہونچے۔ اگر اس جگہہ یہ کہے تو کہ ردکی تیسری قسم مین درمیان باقی اقل مخارج فرض من لا یرد علیہ

اور درمیان عدد رؤس من یرد علیہ کے تماثل و توافق و تباین تینون نسبتون کا اعتبار کیا اور چوتھی قسم مین درمیان باقی اور درمیان عدد رؤس من یرد علیہ کے صرف تماثل و تباین دو نسبتون پر اقتصار کیا اور توافق کا نہین اعتبار کیا اس اقتصار اور عدم اعتبار توافق کے کیا وجہ ہے لکھینگے ہم اسکے جواب مین کہ یہ اسواسطے کہ مخرج فرض من لا یرد علیہ سے باقی یا ایک ہوگا یا تین ہون گے یا سات ہون گے جیساکہ بیان ہکا اوپر ہوچکا وہ یہ کہ مخرج یا ثنین ہوگا یا اربعہ ہوگا یا ثمانیہ ہوگا اور مسئلہ من یرد علیہ یا ثنین ہوگا یا ثلثہ ہوگا یا اربعہ ہوگا یا خمسہ ہوگا جیسی کہ مثالین انکی مذکور ہوچکین پس نہین ہے توافق اصلا درمیان ان اعداد کے اور درمیان ان رؤس کے بخلاف تیسری قسم کے اسواسطے کہ اسمین ممکن ہے یہ کہ عدد رؤس من یرد علیہ متوافق ہو واسطے باقی مخرج فرض من لا یرد علیہ کے جیساکہ مثال سابق مین ہکا ذکر ہوچکا ف مخفی نرہے کہ ماتن و شارح نے جو چار قسمین مسائل رد کی تفصیلی بیان فرمائین وہ ہمہ وجوہ عمل کے لیے کافی اور وافی ہین زیادہ اس تشریح و توضیح ممکن نہین ہے مگر بااین ہمہ طلبا قاصرین فہم کو وقت عمل فی الجملہ دقت و تشویش واقع ہوگی لہذا بنظر فائدہ عام اس سب بیان کا خلاصہ بطریق سہل و آسان مع چارون قسمون کے مثالون کے کمال بسط و شرح سے لکھا جاتا ہے جاننا چاہیے کہ بصورت ہونے عصبات کے جو کچھ بچ رہے ذوی الفروض سے اُس باقی کو بطور رد کے لیتے ہین ذوی الفروض سوائے زوجین کے اور اسکی دو صورتین ہین اول یہ کہ زوجہ یا زوج اور ذوی الفروض کے ساتھ ہون۔ دوسری یہ کہ فقط اور ذوی الفروض ہون زوجہ یا زوج اُنکے ساتھ نہون اور یہ دونون صورتین دو حال سے خالی نہین یا مستحق رد کی ایک ہی صنف ہین یا کئی صنف پس مسائل رد کی چار صورتین ہوئین پس اگر زوج یا زوجہ اور ذوی الفروض کے ساتھ ہون تو ایسی صورتین زوجہ یا زوج کو انکے اقل مخرج فرض سے حصہ دیکر باقی اور ذوی الفروض مستحق رد کو دیدیوین پھر اگر وہ جنس واحد ہون تو باقی کو اُنکے عدد رؤس پر برابر بانٹ دین مثال زوج ۳ بنت مسئلہ ۱۲ اصل مسئلہ بارہ سے تھا اسلیے کہ زوج مستحق ربع کا ہے اور بنات مستحق ثلثان کی اور بارہ مین سے تین زوج کو پہونچے ہین اور آٹھ بنات کو ایک بچ رہتا ہے لہذا قاعدہ رد اس مین جاری کیا یعنی زوج کو اول اقل مخرج فرض اُسکے سے کہ چار تھے ایک دیا اور تین باقی بنات کو دیدیے چونکہ اہل رد وہی ایک صنف تھے تین اُنکے عدد رؤس پر تقسیم ہوگئے۔ اور اگر مستحق رد کی کئی صنف ہون باقی کو اُنکے سہام پر تقسیم کرین سہام پر تقسیم کرنے سے یہ مراد ہے کہ ایسی صورت فرض کرین جسمین فقط وہی صنفین ذوی الفروض کی جو یہان مستحق رد ہین ہون اور انکی تصحیح مسئلہ کرکے اُسمین

ہر صنف کو حصے ہین جو حصے لیس تصحیح مین سے انکو پہونچتے ہین وہی انکے سہام ہین مثال مسئلہ زوجہ ۱ جدہ ۱ اخت لام ۲ اصل مسئلہ بارہ سے تھا مین سے تین زوجہ کو پہونچتے تھے اور دو جدہ کو اور چار اختین لام کو اور تین بچ رہتے تھے لہذا قاعدہ رد جاری کیا یعنی زوجہ کو اقل مخرج فرض اسکے یعنی چار سے حصہ دیا باقی تین کو سہام جدہ اور اختین لام پر کہ وہ بھی تین تھے تقسیم کر دیا دو سہام اختین لام کو دیئے اور ایک جدہ کو اور انکے سہام اسلیئے تین ہین کہ اگر کوئی شخص فقط جدہ اور اختین لام کو ذوی الفروض چھوڑے مثلاً مسئلہ جدہ ۱ اخت لام ۲ عم سو ان کو بھی تین سہام پہونچتے ہین ۔ اور اگر مسئلہ ردیہ مین زوجہ یا زوج نہو فقط وہی اصحاب فرائض ہون جن پر رد ہوتا ہے تو انکے عدد رؤس سے مسئلہ ہوگا اگر ایک صنف ہون اور انکے سہام سے اگر کئی ہون مثال اول کی مسئلہ بنت ۲ اصل مسئلہ تین سے ہے دو ثلثان کے بنات کو پہونچتے ہین ایک بچ رہتا ہے لہذا قاعدہ رد جاری کیا یس عدد رؤس بنات سے مسئلہ کرکے اونپر بانٹ دیا مثال ثانی کی مسئلہ ام ۱ بنت ۴ اصل مسئلہ چھہ سے ہے ایک ماں کو پہونچتا ہے اور چار دونون بنت کو ایک بچ رہتا ہے لہذا قاعدہ رد جاری کیا یعنی جسقدر کہ سہام اصل تصحیح مین سے انکو پہونچتے تھے اس سے مسئلہ کرکے انپر تقسیم کیا ۔ اب معلوم کرنا چاہیئے کہ اگر مسائل رد مین بھی سہام اور سہام وارثون پر صحیح نہ بٹ سکین تو درست کرنا چاہیئے موافق ان قاعدون کے جو اوپر مذکور ہوچکے ہین پس اگر ایک ہی فرقہ پر انکسار ہو تو درصورت تباین فیمابین رؤس و سہام کے کل عدد رؤس کو مخرج مسئلہ ردیہ مین ضرب کرینگے اور درصورت توافق کے وفق رؤس کو ۔ اور اگر چند فرقون پر انکسار ہو تو درصورت تماثل جمیع رؤس کے ایک کو رؤس مین سے مخرج مسئلہ مین ضرب کرینگے اور درصورت تداخل اکثر کو اور درصورت توافق وفق ایک کا دوسرے مین ضرب کرکے حاصل کو مخرج مین اور درصورت تباین کل ایک کا دوسرے مین ضرب کرکے حاصل کو مخرج مین ضرب کرینگے اس سے سب وارثون کو سہام صحیح منقسم ہو جاوینگے ف جس صورت مین کہ زوجین نہون اور ذوی الفروض ایک ہی صنف ہون وہان انکسار نہوگا اسواسطے کہ مسئلہ اس صورت مین وارثون کے رؤس سے ہوتا ہے جتنے آدمی ہون انپر برابر بٹ جاتا ہے پس انکسار ممکن نہین اور باقی سب صورتون مین انکسار ہوتا ہے چنانچہ چند مثالین بنظر توضیح بیان کیجاتی ہین مثال مسئلہ زوج بنت ۴ اس مثال مین بعد دینے فرض زوج کے اقل مخرج یعنی چار سے تین جو باقی رہے چار بنت پر منکسر ہین اور چار اور تین مین تباین ہے لہذا چار کو کہ عدد رؤس ہے مخرج مسئلہ مین ضرب کیا سولہ حاصل ہوئے اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا چار زوج کو پہونچے اور بارہ بنات کو ہر بنت کو تین پس یہ مثال ہے اسکی کہ ایک صنف پر انکسار ہے اور عدد رؤس اور سہام مین تباین ہے ۔ اور مثال اسکی کہ ایک صنف پر انکسار ہے اور رؤس و سہام مین توافق ہے مسئلہ زوج بنت ۶ اس مثال مین جب زوج کو اقل مخرج فرض اسکے سے ایک دیا تین باقی رہے اور عدد رؤس بنات یعنی ۶ مین اگرچہ تداخل ہے لیکن بایں وجہ کہ باب تصحیح مین بیان ہوچکا ہے کہ تداخل فیمابین رؤس و سہام کے جبکہ سہام کم ہون موافقت قرار پاتا ہے لہذا یہان پر معتبر فیمابین تین سہام اور چھہ رؤس کی موافقت بالثلث ہے

پس چھہ کے ثلث یعنی دو کو چار مین جو مخرج مسئلہ ہے ضرب کیا آٹھ ہوے اُس مین سے دو زوج کو اور چھہ بنات کو پہونچے ہین ہر بنت کو ایک۔ اور مثال اسکی کہ دو صنف پر انکسار ہے اور فیما بین دونون کے رؤس کے تماثل ہے یہ ہے ۲ زوجہ ۲ بنت مسئلہ ۱۶ اس مثال مین اقل مخرج فرض زوجہ یعنے آٹھ مین سے ایک جو دو زوجات کو پہونچتا ہے اُن پر منکسر ہے اور سات باقی عدد رؤس بنات پر منکسر ہین پس دو قسمین منکسر علیہم کی پائی گئین اور دونون کے رؤس مین تماثل ہے لہذا ایک کو اُن دونون مین سے مخرج مسئلہ یعنی آٹھ مین ضرب کیا سولہ۱۶ ہوئے اُس مین سے ۲ دونون زوجہ کو پہونچتے ہین ہر ایک کو ایک اور چودہ۱۴ دونون بنت کو ہر ایک کو سات اور مثال اسکی کہ دو صنف مین انکسار ہے اور فیما بین دونون کے رؤس کے تباین ہے یہ ہے زوجہ ۱۲ جدہ ۱۲ اخت لام ۲۴ مسئلہ

اس مثال مین جبکہ اقل مخرج فرض زوجہ یعنی چار مین سے زوجہ کو ایک دیا تین باقی رہے اور اہل رد یعنی جدات اور اخوات تین سہام کی مستحق ہین دو کی اخوات اور ایک جدات کا ۴ پر مستقیم نہین بلکہ تباین رکہتا ہے لہذا عدد رؤس جدات کل معتبر ٹہیرے اور دو اخوات لام کے عدد رؤس یعنی ۶ سے توافق بالنصف رکہتے ہین لہذا اُنکے عدد رؤس کا نصف لے لیا یعنی تین اور چار اور تین مین نسبت تباین ہی پس چار کو تین مین ضرب کیا ۱۲ ہوے ۱۲ کو ۴ مین ضرب کیا ۴۸ ہوے اُس سے سب کو صحیح حصے مل گئے ف کبھی ایسی صورت واقع ہوتی ہے کہ باقی بعد دینے سہام احد الزوجین کے سہام اہل رد پر مستقیم نہین ہوتا تب مجموع سہام اہل رد کو مخرج فرض احد الزوجین مین ضرب کرنا چاہیے اُس سے سب فرقون پر تصحیح ہو جاویگی پھر اگر انکسار ہو تو موافق قواعد مشرحہ صدر کے عمل کرنا چاہیے مثال ۴ زوجہ ۹ بنت ۶ جدہ مسئلہ ۱۴۴۰ شرح اسکی یہ ہے کہ آٹھ مین سے ایک زوجات کو دیا ۱۸۰ باقی ہے وہ مسئلہ بنات اور جدات پر کہ پانچ ہے مستقیم نہین پس ۵ کو ۸ مین ضرب کیا چالیس۴۰ ہوے اُسمین سے ۵ حق زوجات ہے اور ۳۵ باقی حق بنات وجدات کہ مسئلہ پر مستقیم ہے لیکن ۵ سہام زوجات اور چار اُنکے عدد رؤس مین تباین ہے اور ۲۸ سہام بنات کے اُنکے عدد رؤس یعنی ۹ سے اور ۷ سہام جدات اُنکے عدد رؤس یعنی ۶ سے بھی متباین ہین پس بلحاظ نسبت کا فیما بین ۴ اور ۹ اور ۶ کے کیا تو ۴ اور ۶ مین توافق بالنصف ہے لہذا تین کو چار مین ضرب کیا ۱۲ ہوے اُسمین اور ۹ مین توافق بالثلث ہے پس تین کو ۱۲ مین ضرب کیا ۳۶ ہوے ۳۶ کو ۴۰ مین ضرب کیا ۱۴۴۰ ہوئے اُس سے ہر ایک کو صحیح حصہ ملگیا زوجات کو ۱۸۰ ہر زوجہ کو ۴۵ اور بنات کو ۱۰۰۸ ہر بنت کو ۱۱۲ اور جدات کو ۲۵۲ ہر جدہ کو ۴۲ ف مسائل فرائض کی تین قسمین ہین فریضہ عادلہ فریضہ عائلہ فریضہ قاصرہ فریضہ عادلہ وہ ہے کہ اصحاب فرائض کے سہام مال کے سہام کے ساتھ برابر پڑین مثلاً

میت نے دو سگی بہنین اور دو اخیافی بہنین چھوڑین تو اخیافیون کا فرض حصہ ثلث ہے اور سگی بہنون کا دو ثلث اور اسیطرح اگر اصحاب فرائض کے سہام کم ہون مال متروکہ کے سہام سے اور وہان عصبہ ہو تو اصحاب فرائض سے جو باقی رہیگا اُسکو عصبہ لیگا تو یہ فرائض عادلہ ہے یعنی پورا نہ کم نہ زیادہ اور فریضہ قاصرہ وہ ہے کہ اصحاب فرائض کے سہام مال متروکہ کے سہام سے کمتر ہون اور وہان عصبہ نہو اسطرح پر کہ میت نے دو سگی بہنون اور مان کو چھوڑا تو بہنون کے دو ثلث ہین اور مان کا سدس ہے اور یہان کوئی عصبہ نہین جو باقی سدس کو لیوے تو اسمین حکم ہے رد کا یعنی سدس باقی اُنہین وارثون کو پھیر دیا جاوے اور فریضہ عائلہ وہ ہے کہ اصحاب فرائض کے سہام اکثر ہون مال کے سہام سے چنانچہ اُسکی مثالین عول کے مسائل مین مذکور ہو چکین کذا فی العالمگیریہ باب مقاسمۃ الجد یہ باب ہے مقاسمہ جد کے بیان مین - مخفی نہ ہے کہ مقاسمۃ مفاعلۃ کے وزن پر مشتق ہے قسمت سے اور مذہب ابو حنیفہ رح پر نہین قسمت ہوتی درمیان جد اور بھائیون بہنون کے پس اس صورت مین اس باب کو ملقب کرنا مقاسمہ کے ساتھ مبنی ہے صاحبین اور اُنکے موافقین کے قول پر قال سیدنا ابو بکر الصدیق رض ومن تابعہ من الصحابۃ بنو الاعیان وبنو العلات لا یرثون مع الجد وھذا قول ابی حنیفۃ رح وبہ یفتی فرمایا سیدنا صدیق اکبر رض نے اور آپکے متابعین صحابہ رض نے کہ سگے اور سوتیلے بھائی بہن نہین وارث ہوتے ہین جد کے ساتھ مین اور یہی قول حضرت ابو حنیفہ رح کا ہے اور اسی قول پر فتوی دیا جاتا ہے **ش** یعنے سیدنا صدیق اکبر رض اور آپکے متابعین صحابہ رض کبار مثل سیدنا ابن عباس رض وسیدنا ابن زبیر رض وسیدنا ابن عمر رض و سیدنا حذیفۃ بن الیمان رض وسیدنا ابی سعید خدری رض وسیدنا ابی بن کعب رض وسیدنا معاذ بن جبل رض وسیدنا ابی موسی اشعری رض وحضرت عائشہ صدیقہ رض وغیرہم کا یہی قول ہے کہ سگے اور سوتیلے بھائی بہن جد کے ساتھ مین نہین وارث ہوتے ہین جیسے کہ باپ کے ساتھ مین نہین وارث ہوتے ہین بلکہ جد کل مال لے لیتا ہے مانند باپ کے اور یہی قول حضرت امام اعظم رح کا ہے اور یہی حضرت شریح رح وعطا رض وعروہ بن زبیر رض وعمر بن عبد العزیز رض وحسن بصری رض وابن سیرین رح کا قول ہے اور اسی قول پر فتوی ہے حضرت امام اعظم رح کے نزدیک وقال زید بن ثابت رض یرثون مع الجد وھو قولھما وقول مالک والشافعی اور کہا زید بن ثابت رض نے کہ وارث ہوتے ہین وہ مذکورین جد کے ساتھ مین اور یہ قول صاحبین رح ومالک رح وشافعی رح کا ہے **ش** یعنے فرمایا سیدنا علی رض وسیدنا ابن مسعود رض وسیدنا زید بن ثابت رض نے کہ سگے اور سوتیلے بھائی بہن وارث ہوتے ہین جد کے ساتھ مین اور یہی قول صاحبین رح کا ہے اور مالک رح اور شافعی رح کا ہے اور بنی اخیاف ساقط ہوتے ہین جد کے ساتھ مین اجماعاً جیسا کہ مذکور ہو چکا

ف سگے بھائی اور سگی بہنین ساقط ہوجاتے ہین تین شخصون کے ہونے سے اُنمین سے ایک ابن ہے اور
ابن الابن ہے اگرچہ سافل ہو اور دوسرا باپ ہے باتفاق امام اور صاحبین رح کے اور تیسرا جد ہے حضرت
ابو حنیفہ کے نزدیک کذا فی الدر المختار اور فتاوی و ہدایہ مین مذکور ہوا کہ صاحبین رح نے سگے بھائیون اور سوتیلے
بھائیون کو دادا کے ساتھ مین نہین ساقط کیا ہے البتہ حضرت امام اعظم رح نے انکو ساقط کیا ہے اور یہی قول
امام کا معتمد ہے اور اسی قول پر فتوی ہے انتہی جاننو کہ بعض احکام مین جد مشابہ باپ کے ہے م اور بعض احکام
مین مشابہ بھائی کے ہے پس بعض علماء نے تو اعتبار اول کا کیا ہے یعنی جد مشابہ باپ کے ہے اولاد الام یعنی
بنی اخیاف کے محجوب کرنے مین م یعنے جیسے کہ باپ بنی اخیاف کا حاجب ہوتا ہے بالاتفاق ایسے ہی جد حاجب
ہوتا ہے انکا۔ اور بھی جد مشابہ باپ کے ہے اسمین کہ جب جد نکاح کردے صغیر کا یا صغیرہ کا تو نہین ہے واسطے
اُن دونون کے اختیار فسخ کا جبکہ بالغ ہون وہ دونون م مانند حکم باپ کے۔ اور بھی اس مین مشابہ ہے کہ بھائی کو
ولایت نکاح کی نہین حاصل ہے بحالت قیام جد کے بموجب ظاہر روایت کے مانند حکم باپ کے ف ظاہر روایت
عبارت ہے چھہ کتابون امام محمد رح سے مبسوط زیادات جامع صغیر جامع کبیر سیر صغیر سیر کبیر یہ
من مقدمۃ الہدایہ۔ اور بھی اسمین مشابہ ہے کہ جد نہین قتل کیا جاتا ابن الابن کے قصاص مین م جیسے کہ نہین
قتل کیا جاتا ہے باپ لڑکے کے قصاص مین۔ اور بھی اسمین مشابہ ہے کہ زوجہ ہر واحد کے جانبین سے حرام
ہے دوسرے پر م یعنے زوجہ ابن الابن کی واسطے جد کے اور زوجہ جد کی واسطے ابن الابن کے حرام ہے
جیسے کہ زوجہ ابن الابن کی واسطے باپ کے اور زوجہ باپ کی واسطے ابن الابن کے حرام ہے۔ اور بھی
مشابہ ہے نہ قبول ہونے شہادت مین م یعنے شہادت جد کی واسطے ابن الابن کے غیر جائز ہے جیسے کہ شہادت
باپ کی واسطے ابن کے غیر جائز ہے۔ اور بھی مشابہ ہے صحت استیلاد جد مین بحالت نہونے باپ کے م صورت
اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جبکہ وطی کی باپ نے اپنے ابن کی لونڈی سے پھر دعوی کیا باپ نے اُس ولد کا تو ثابت
نسب اُس سے صحیح ہوگا اور وہ لونڈی انکی ام ولد ہوگی پس اسیطرح حکم جد کا ہے بحالت نہونے باپ کے۔ اور
بھی اسمین مشابہ ہے کہ زکوٰۃ جد کو غیر جائز ہے م جیسے کہ باپ کو غیر جائز ہے اور بھی اسمین مشابہ ہے کہ جد اپنے مال
و نفس مین تصرف کرتا ہے مانند باپ کے۔ اور بعض علماء نے اعتبار ثانی کا کیا ہے یعنی جد مشابہ بھائی کے ہے اسمین
کہ جب ہو واسطے صغیر کے جد اور ام تو نفقہ اُس صغیر کا اُن دونون پر اثلاثاً عائد ہوگا باعتبار میراث کے جیسے کہ
بھائی اور ماں پر م مطلب یہ کہ دو ثلث نفقہ کے جد پر اور ایک ثلث ماں پر بلحاظ میراث کے عائد ہوگا اسواسطے

کہ ماں کیواسطے ثلث ترکہ کا ہے اور باقی یعنی دو ثلث واسطے جد کے ہین بوجہ ہونے عصوبت کے اور بھی اِسمین
مشابہ ہے کہ نہین فرض کیا جاتا ہے نفقہ اوپر محتاج جد کے مانند بھائی کے م یعنے نفقہ ولد الولد کا جد محتاج پر
نہین فرض ہے جیسے کہ نفقہ چھوٹے بھائی کا بڑے بھائی محتاج پر نہین فرض ہے۔ اور بھی مشابہ ہے اسمین کہ
صغیر کا صدقہ فطر جد پر واجب نہین م جیسے کہ چھوٹے بھائی کا صدقہ فطر بڑے بھائی پر واجب نہین۔ اور بھی
اسمین کہ صغیر مسلمان نہین ہو جاتا جد کے مسلمان ہو جانے سے م جیسے کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے اسلام لانیسے
مسلمان نہین ہو جاتا۔ اور بھی اسمین مشابہ ہے کہ جبکہ اقرار کیا جد نے نافلہ کے ساتھ اور ابن اُسکا زندہ ہے تو
نہ ثابت ہوگا نسب بمجرد اُسکے اقرار کے م مطلب یہ کہ اگر جد اقرار کرے کہ فلان میرا ابن الابن ہے اور بیٹا جد کا زندہ
ہے تو بمجرد اقرار کرنے جد کے نسب اُس فلان کا ثابت نہوگا جبتک کہ ابن اُسکا اقرار نکرے جیسے کہ مجرد اقرار بھائی
کا ثبوت نسب کے حق مین غیر صحیح ہے۔ اور بھی اسمین مشابہ ہے کہ جد نہین کھینچتا ولا نافلہ کا طرف موالی اُسکے کے
م یعنے نہین کھینچتا ولا ابن الابن کا طرف موالی اپنے کے بلکہ ولا واسطے موالی اُس ابن الابن کے ہے **ف**
صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ مثلاً جد اور نافلہ دونون مملوک تھے دو شخص کے پس آزاد کیا مالک نافلہ نے اُسکو
پھر مرا نافلہ پس ہوگا ولا اُسکا طرف دونون معتق اُسکے کے اور نہوگا جد وارث بوجہ ہونے اُسکے کے غلام پھر آزاد
کیا مالک جد نے اُسکو پس مرا جد تو اس صورت مین نہین کھینچیگا ولا نافلہ طرف مولا اُسکے کے بلکہ ولا نافلہ
واسطے موالی اُسکے کے ہے جیسے کہ جب دو بھائی مملوک ہون کذا فی حاشیۃ السعد اور کل یہ جیسے کہ بھائی مین م
یعنی کل یہ احکام مصرحۂ صدر متحقق ہین جد مین جیسے کہ بھائی مین پائے جاتے ہین۔ پس بوجہ متعارض ہونے
ان احکام کے اختلاف کیا ہے علماے صحابہؓ و تابعینؒ وغیرہم مین سے مسئلہ جد مین یعنی جبکہ جد بھائی کے ساتھ
ہوا اور بعض علماء نے مسئلۂ جد مین توقف کیا ہے جیسا کہ توقف کیا حضرت ابو حنیفہ رح نے مسئلہ دہر مین اور وقت
ختان مین اور اطفال مشرکین کے باب مین **ف** توضیح مقام یہ ہے کہ مثلاً اگر کسی شخص نے کہا کہ مین نہین کلام
کرونگا فلان شخص سے دہر تک تو فرمایا امام رح نے کہ مین نہین جانتا کہ دہر کیا ہے ایکدن ہے یا ایک برس ہے یا ایک
مہینہ ہے اور صاحبین کے نزدیک چھ ماہ ہین اور بعض نے کہا کہ ہزار برس ہین اور بعض نے کہا کہ وہ ابد ہے
کذا فی شروح السراجی اور وقت ختان مین بعض نے کہا کہ ختان مستحب ہے سات برس سے بارہ۱۲ برس تک اور بعض
نے کہا غیر اسکے اور امام رح نے اسمین توقف کیا اور فرمایا کہ نظر کیجاوے طفل کے حال کیطرف اگر ہے وہ قوی تو
عجلت کیجاوے اور اگر ہے ضعیف تو تاجیل کیجاوے۔ اور حضرت امام رح سوال کیے گئے مشرکین کے اطفال

متوفی مین کہ وہ جنت مین ہین یا غیر جنت مین پس آپنے فرمایا کہ مین نہین جانتا اور بعض نے کہا کہ وہ جنت مین ہین انتہے اور ایک جماعت علماء نے جد کے باب مین فتوی دینے سے امتناع کیا ہے۔ اور کہا محمد بن سلمہ رح نے کہ اس باب مین حکم کیا جاوے اصلاح کے ساتھ ف یعنے جبکہ ہو جد تنگ اور بھائی ہون دولتمند تو اس حالت مین دیا جاوے جد کو کمتر بھائیون کے حصہ سے اور اگر جد اور اخ دونون عسر و یسر مین برابر ہون تو سمجھا تھین وہ سب شریک ہون گے ترکہ مین بالمساوات کذی حاشیۃ القاضی اور کہا محمد بن فضل بخاری رح نے کہ جد کو سدس دیا جاوے کہ جسپر صحابہ کرام رض کا اجماع ہو چکا ہے اور باقی ترکہ مین باہم مصالحہ کیا جاوے م جیسا کہ کہا محمد بن سلمہ رض نے بہتر امر کہ حضرت ابو حنیفہ رح نے اختیار کیا قول سیدنا صدیق اکبر رض کو اسواسطے کہ وہ ثابت ہے اپنے قول پر اور اُنسے روایت مین اختلاف نہین واقع ہوا۔ اور تحقیق کہ حضرت ابی عبیدہ سلمانی رح سے مروی ہوا کہ انہون نے کہا کہ مین نے یاد کیے سیدنا عمر رض سے جد کے باب مین ستر حکم کہ بعض اُنکا مخالف ہے بعض کو۔ اور ایک روایت مین وارد ہوا کہ سیدنا عمر رض نے لوگون مین خطبہ پڑھا اور آپنے فرمایا کہ اے لوگو تم مین سے کسی نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپنے جد کیلیے کچھ حکم فرمایا ہے تو ایک شخص نے کہا کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے حکم فرمایا واسطے جد کے سدس کا آپ نے کہا کہ جد کونسے وارثون کے ساتھ تھا کہا اُس رجل نے کہ نہین جانتا ہون مین آپنے فرمایا کہ تو تیرے جاننے مین کچھ فائدہ نہین ہے پھر کھڑا ہوا دوسرا شخص اور اُسنے کہا کہ مینے دیکھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ آپنے حکم فرمایا واسطے جد کے ثلث کا آپنے کہا کہ جد کون سے وارثون کے ساتھ تھا اُسنے کہا کہ یہ مجکو معلوم نہین آپنے فرمایا کہ تیرے جاننے مین کچھ فائدہ نہین غرض اسی طریق پر گواہی دی تیسرے شخص نے نصف کے ساتھ اور چوتھے نے کل کے ساتھ انجام کار سیدنا عمر رض نے جمع فرمایا صحابہ کرام کو ایک گھر مین تاکہ سب کا اتفاق ہو جاوے جد کے باب مین ایک قول پر کہ اتنے مین چھت مین سے ایک سانپ گرا پس سب متفرق ہو گئے ترسان و خائف ہو کر آپنے فرمایا کہ اللہ کو ناپسند معلوم ہوا یہ کہ اجماع کرو جد کے باب مین کسی شے پر ف مخفی نہے ہے کہ جو سبب ہے کہ جد کی توریث بھائیون کے ساتھ مین کوئی صریح نص نہین بلکہ بعد اختلاف کثیر باجتہاد صحابہ رض ثبوت اسکا ہوا ہے اسیواسطے یہ مسئلہ اشکل ابواب فرائض سے ہے مگر روایات متون امام کے قول پر ہین کذا فی رد المحتار پس اسصورتمین حضرت امام اعظم نے سیدنا صدیق اکبر رض کا قول ہواسطے اختیار فرمایا کہ آپ ثابت ہے اپنے قول پر یعنے عدم توریث پر اور آپسے اختلاف نہین مروی ہوا انتہی اور دلیل اُسپر جو اختیار کیا حضرت ابو حنیفہ رح نے وہ ہے جو منقول ہوا حضرت ابن عباس رض سے کہ انہون نے فرمایا کہ زید بن ثابت نہین ڈرتا اللہ سے درآن حالیکہ وہ ابن الابن کو تو بجاے ابن کے قرار دیتا ہے اور

اب الاب کو بجاے اب کے نہین قرار دیتا اور اسکے یہ معنی ہین کہ اتصال اور قرب جانبین سے ہوتا ہے صفت واحد پہ
پس جبکہ مرتا ہے جد تو قائم ہوتا ہے ابن الابن مقام ابن کے بھائیون کے محجوب کرنے مین پس ایسے ہی جبکہ مرے
ابن الابن تو منزاوار یہ ہے کہ قائم ہووے اب الاب مقام اب کے میت کے بھائیون کے محجوب کرنے مین بھی۔ اب
جانو کہ سیدنا علی مرتضی رض و سیدنا ابن مسعود رض و سیدنا زید بن ثابت رض نے بعد اتفاق کرنے بھائیون کے توریث
مین جد کے ساتھ مین کیفیت قسمت مین اختلاف کیا ہے پس سیدنا علی رض تو اسطرف گئے ہین کہ جد مقاسمہ کریگا
بھائیون کے ساتھ مین جبتک کہ نہ گھٹیگا اُسکا حصہ سدس سے اور جبکہ مقاسمہ کے ساتھ گھٹے تو سدس دیا جاوے
اسواسطے کہ باپ کا حصہ سدس سے نہیں کم ہوتا ہے م اسیطرح نہین گھٹتا حق جد کا سدس سے بوجہ ہونے اُسکے کے
قایم مقام اب کے کذا فی حاشیۃ السعد پس جبکہ ہون جد کے ساتھ مین دو بھائی عینی یا تین یا چار ہون تو جد کیواسطے
مقاسمہ بہتر ہے م اسواسطے کہ اول صورت مین مسئلہ تین سے ہوگا اور دوسری صورت مین چار سے اور تیسری
صورت مین پانچ سے پس ظاہر ہے کہ ملنا ایک کا تین سے یا چار سے یا پانچ سے اکثر ہے سدس سے انتہی
اور جبکہ ہون پانچ بھائی تو اسحالت مین مقاسمہ اور سدس دونون مساوی ہین م اسواسطے کہ مسئلہ سات سے
ہوگا پس ظاہر ہے کہ چھ مین سے ایک ملنا افضل ہے اس سے کہ سات مین سے ایک ملے اور بھی م یعنی دوسرا
امر یہ ہے کہ اگر بنو اعیان کے ساتھ بنی علات ہونگے تو سیدنا علی رض کے نزدیک تقسیم مین بنی علات کا نہین اعتبار
کیا جاویگا پس جبکہ ہو جد سگے بھائی اور سوتیلے بھائی کے ساتھ تو اس صورت مین جد اور سگے بھائی دونون کے
درمیان بالمناصفہ مال تقسیم ہوگا ف اس مسئلہ مین زید بن ثابت رض کے نزدیک جد کو ثلث دیا جاویگا اور دو ثلث
سگے بھائی کو اسواسطے کہ وہ سوتیلے بھائی کو سگے بھائی کے ساتھ اضرار اً للجد اعتبار کرتے ہین کذا فی حاشیۃ الفاضل
اور بھی سیدنا علی رض کے نزدیک جد اکیلی بہنون کو یعنی جنکے ساتھ بھائی نہو عصبہ نہین کرتا ہے اصلا بلکہ جد کے ساتھ
مین بہن صاحبہ فرض ہوتی ہے پس جبکہ ہوگی جد کے ساتھ مین سگی بہن اور سوتیلی بہن تو سگی بہن کو نصف
ترکہ ملیگا اور دوسری یعنی سوتیلی کو سدس م تکملۃ للثلثین۔ اور باقی جد کو دیا جاویگا اور ابن مسعود رض کا یہ قول ہے
کہ جد کے لیے مقاسمہ کیا جاویگا جب تک کہ نہ گھٹے حصہ اُسکا ثلث مال سے اور اسمین حضرت ابن مسعود رض نے موافقت
کی ہے حضرت زید رض کی اور اسباب مین کہ مقاسمہ جد مین سگے بھائیون کے ساتھ سوتیلے بھائیون کا نہین اعتبار
کیا جاتا اس حکم مین حضرت ابن مسعود رض نے سیدنا علی مرتضے رض کے ساتھ موافقت کی ہے اور بھی اسمین کہ جو بہنین
اکیلی ہون بھائیون سے وہ صاحبہ فرض ہین جد کے ساتھ مین جیسا کہ سیدنا علی رض کے نزدیک ہے اور تحقیق کہ

ماتن نے خاص کیا حضرت زید رض کے قول کو ذکر مین یہ اسواسطے کہ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح دونون نے حضرت زید رض کے قول کو اختیار کیا ہے تقسیم میراث مین نہ قول سیدنا علی رض و ابن مسعود رض کو اور رسم وطریقہ مفتی سے یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ مین حضرت ابو حنیفہ رح ایک جانب ہون اور صاحبین رح ایک جانب ہون تو مفتی کو اختیار ہے کہ جو چاہے اختیار کرے پس حضرت زید رض کے قول کی تصریح وتفصیل مذکور ہونا یہ صریح اشعار ہے اوپر اظہار قول مختار کے چنانچہ اسیواسطے کہا ماتن رح نے وعند زید بن ثابت رض للجد مع بنی الاعیان والعلات افضل الامرین من المقاسمۃ ومن ثلث جمیع المال۔ اور زید بن ثابت رض کے نزدیک جد کے بنی اعیان اور بنی علات کے ساتھ مقاسمہ اور ثلث جمیع مال سے افضل دو امرون کا ملیگا **ش** یعنے حضرت زید کے نزدیک جد کو سگے اور سوتیلے بھائی بہنون کے ساتھ مین جبکہ مختلط ہو انکے ساتھ کوئی ذو سہم مقاسمہ اور ثلث جمیع مال سے جو افضل ہوگا اختیار کیا جائیگا **ف** یعنی اس مسئلہ مین کہ جسمین افضل الامرین حاصل ہو بخلاف اس صورت کے کہ جسمین افضل حاصل نہوتا ہو جیسیکہ مسئلہ مساوات مین تو اس حالت مین جد کیواسطے ثلث ہے کذا فی شرح البسیط و تفسیر المقاسمۃ ان یجعل الجد فی القسمۃ کاحد من الاخوۃ اور بیان مقاسمہ یہ ہے کہ قرار دیا جاوے جد قسمت مین ایک بھائی کے مانند بھائیون مین سے **ش** یعنے فرائض مین مقاسمہ اسکو کہتے ہین کہ اگر جد کے ساتھ سگے بھائی ہون تو جد ایک بھائی کے مانند قرار دیا جاوے پس تقسیم کیا جاوے مال درمیان جد اور اخوات کے للذکر مثل حظ الانثیین ہم جیسے کہ تقسیم کیا جاتا ہے درمیان اخ اور اخت کے۔ اور قرار دیا جاوے حصہ جد کا بھائیون کے ساتھ مین مانند ایک بھائی کے حصے کے ان بھائیون مین اور یہ اسوجہ سے ہے کہ جد ایک جہت سے مشابہ باپ کے ہے اور دوسری جہت سے مشابہ بھائی کے ہے پس ہمنے دونون مشابہتون کے لحاظ سے جد کا تمام وکمال حق ادا کیا یعنے جد کو مانند باپ کے قرار دیا ہمنے اخیافی بھائیون کے محجوب کرنے مین اور بھائی کے مانند قرار دیا قسمت میراث مین جبتک کہ مقاسمہ بہتر ہو واسطے جد کے اور جبکہ مقاسمہ بہتر نہو واسطے جد کے تو ہمنے اسکو ثلث کل مال دیا اسواسطے کہ جد اولاد کے ساتھ مین وارث ہوتا ہے سدس کا پس بھائیون کے ساتھ مین مضاعف کیا جاویگا یہ ہم اور یہی دوسری وجہ دینے ثلث کی ہے کہ جبکہ ان باپ مین ترکہ تقسیم کیا جاتا ہے تو مان کو ثلث اور باپ کو دو ثلث دیئے جاتے ہین ہم یعنی مان کے المضاعف۔ اور مان باپ دونون درجہ اولی مین ہین اور ہر گاہ کہ تھا جد اور جدہ دوسرے درجہ مین اور ہے جدہ کا حصہ سدس تو جد کو اسکا المضاعف یعنی ثلث دیا گیا ہے پس جبکہ جد کے ساتھ مین ایک بھائی ہو تو لیگا وہ مقاسمہ سے نصف مال کا کہ وہ بہتر ہے واسطے جد کے ثلث مال سے۔ اور جبکہ جد کے ساتھ مین

دو بھائی ہون تو مقاسمہ او ثلث دونون مساوی ہین ۔ اور جبکہ ہون جد کے ساتھ مین تین بھائی تو ثلث افضل ہے واسطے جد کے اسواسطے کہ اسحالت مین حصہ جد کا مقاسمہ سے ربع ہی م یعنی چار مین سے ایک ہی ۔ اور جبکہ جد کے ساتھ مین دو یا تین سگی بہنین ہون تو مقاسمہ جد کے لیے افضل ہے ۔ اور اگر جد کے ساتھ چار بہنین ہون تو مقاسمہ او ثلث دونون مساوی ہین ۔ اور اگر چار اخوات سے زیادہ ہون تو ثلث بہتر ہے واسطے جد کے ۔

وبنو العلات يدخلون في القسمة مع بني الاعيان اضرارا للجد فاذا اخذ الجد نصيبه فبنو العلات يخرجون من البين خائبين بغير شيء والباقي لبني الاعيان اور بنو علات داخل ہونگے قسمت مین بنی اعیان کے ساتھ واسطے ضرر پہونچانے جد کے پس جبکہ لیویگا جد اپنے حصے کو تو بنو علات نکالدیئے جاوینگے اُن مین سے محروم اور باقی بنی اعیان کو ملیگا **ش** م یعنے جبکہ جد کے ساتھ مین بھائی بہن سگے اور سوتیلے دونون ہون تو اسحالت مین جد کے حصہ کم کرنیکے لیے بنو علات بھی تقسیم مین داخل ہونگے اور بعد ملجانے حصہ جد کے وہ بھائی علحدہ کیے جاوینگے ۔ اور باقی متروکہ بعد حصہ جد کے سگے بھائی اور بہنون مین للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جاویگا اور یہہ اسواسطے کہ بنی علات جد کے ساتھ مین وارث ہوتے ہین اور نہین وارث ہوتے بنی علات بنی اعیان کے ساتھ مین پس ضرور ہوا کہ جد کے حق مین اُنکی توریث کا اعتبار کیا جاوے اور بنی اعیان کے حق مین اُنکے سقوط کا حکم کیا جاوے پس جد کا حصہ کم کرنیکی نظر سے بنی علات قسمت مین محسوب ہونگے اور پہر بوجہ ہونے بنی اعیان کے میراث کچھ نہین پاوینگے اور نظیر اسکی م یعنے مثال اسکی کہ ایک شخص کی توریث کا اعتبار کرنا ایک شخص کے حق مین اور پہر اُسکے سقوط کا اعتبار کرنا بسبب دوسرے کے یہہ ہی کہ مثلاً ۔ میت نے چھوڑا مان کو اور سگے بھائی اور سوتیلے بھائی کو تو اس صورت مین مانکو سدس دیا جاوے گا سوتیلے بھائی کی تقسیم مین داخل کرنے کے اعتبار سے مان کے مجوب کرنے مین بوجہ ہونے علاتی بھائی کے وراثت فی الجملہ کی مان کے ساتھ مین م مطلب کہ سوتیلے بھائی کا اسجگہ اس نظر سے اعتبار کیا ہے کہ دو بھائی یا دو بہنین مطلقا مجوب کرتے ہین مان کو ثلث سے طرف سدس کی ۔ باوجودیکہ اس جگہہ علاتی بھائی میراث سے مجوب ہی سگے بھائی کے ہونے کی وجہ سے پس جبکہ جد کے ساتھ مین ہوگا سگا بھائی اور سوتیلا بھائی تو اس حالت مین مقاسمہ اور ثلث مال کا دونون مساوی ہین پس واسطے جد کے ثلث ملیگا اور باقی سگے بھائی کو پہونچیگا اور سوتیلا بھائی نکل جائیگا محروم اگرچہ وہ داخل ہوا حساب مین ۔ اور اگر فرض کرین ہم سوتیلے بھائی کی جگہہ سوتیلی بہن تو اسصورت مین مقاسمہ جد کے لیے بہتر ہوگا اور مسئلہ پانچ سے ہوگا اسمین سے دو سہم جد کو ملے اور باقی کہ وہ تین ہین سگے بھائی کو پہونچے اور سوتیلی بہن محروم ہوگی اسواسطے کہ بنی علات نکل جاوینگے درمیان مین سے اور انکو کچھہ نہ ملیگا الا اذا کانت من بنی الاعیان اخت واحدۃ فانها اذا اخذت فرضها نصف الکل بعد نصیب الجد فان بقی شیء فلبنی العلات والا فلا شیء لهم

مگر جبکہ ہو اعیان سے ایک اخت عینی پس بتحقیق کہ وہ جبکہ لے لیگی اپنا فرض یعنی کل مال کا نصف بعد دینے حصہ جد کے
پھر اگر کچھ باقی رہا تو وہ بنی علات کو ملیگا اور اگر کچھ باقی نرہا تو بنی علات کو کچھ نہ ملیگا **ش م** یعنی بنی اعیان کے
ساتھ بنو علات ضرار اللجد بتقسیم میراث مین محسوب ہون گے اور بعد ملنے حصہ جد کے وہ محجوب الارث ہون گے مگر جبکہ بنی
اعیان مین سے ایک سگی بہن ہو اور جد ہو تو جبکہ وہ سگی بہن اپنا مقدار فرض یعنی کل مال کا نصف لے لیگی بعد حصہ
جد کے تو بعد دینے مقدار فرض اخت عینی کے اگر کچھ باقی رہیگا تو وہ بنی علات کو ملیگا اور اگر کچھ باقی نرہا بعد مقدار فرض
اُسکے کے تو بنی علات کو کچھ نہ ملیگا۔ اور یہ جو ہمنے مقدار فرض کی قید لگائی ہے یہ اسواسطے ہے کہ سگی یا سوتیلی بہنین
جد کے ساتھ مین عصبہ ہوجاتی ہین حضرت زید رضؓ کے نزدیک تو اسصورت مین اُنکے نزدیک اُنکے واسطے کچھ نہین باقی رہیگا
مگر مسئلہ اکدریہ مین جیسے کہ قریب واقف ہوگا تو اسپر م اب اسجگہ یہ نقض وارد ہوتا ہی کہ جبکہ سگی اور سوتیلی بہنین جد کے ساتھ
مین عصبہ ہوگئین تو اسصورت مین باقی نصف یا زائد نصف سے یا کم نصف سے بعد حصہ جد کے سگی بہن کو ملیگا اور
سوتیلی بہن کو کچھ نہ ملیگا کیونکہ عصبات مین قوت قرابت کی معتبر ہے۔ اُسکے جواب مین حضرت شارح فرماتے ہین ولیکن
جبکہ سگی بہن ایک ہو تو اُسکا حصہ نصف ترکہ پر نہ زیادہ ہوگا نہ کم ہوگا بنی علات کی موجودگی مین پس سگی بہن اپنا مقدار
فرض کامل کہ وہ نصف ہے لے لیگی اور مابقی سوتیلی بہن کو ملیگا۔ آیا نہین غور کرتا تو اسپر کہ اگر بجاے جد کے کوئی دوسرا
صاحب فرض ہو سوا بنات کے اور بنات الابن کے تو وہ صاحب فرض اپنا حصہ فرضی لیگا اور سگی بہن کو نصف ترکہ
ملیگا پھر اگر کچھ باقی رہیگا تو وہ بنی علات کو ملیگا پس ایسا ہی سگی بہن کو جد کے ساتھ مین نصف ترکہ ملیگا پھر اگر کچھ
باقی رہا تو وہ بنی علات کو ملیگا اور اسکی مثال یہ ہی کہ جد و اخت لاب و ام و اختین لاب یا نند جد کے اور سگی بہن کے
اور دو سوتیلی بہنون کے **ش م** یہ مثال ہے اسکی کہ جد کے ساتھ مین مابقی فرض سگی بہن کا سوتیلی بہن کو ملا
تصحیح اسکی یہ ہی کہ اسجگہ جد کیواسطے مقاسمہ بہتر ہے سدس مال سے اسواسطے کہ جد کو بھائی کے مانند قرار دینگے تو گویا کہ
اس مسئلہ مین جمع ہوئین پانچ بہنین م کیونکہ ایک بھائی بمنزلہ دو بہنون کے ہی پس دو سہم تو جد کو ملے باقی رہے تین
سہم پس سگی بہن کو کل مال کا نصف یعنی پانچ کا نصف ڈہائی ملا اور مسئلہ مین انکسار واقع ہوا لہذا ہمنے پانچ کو مخرج
نصف مین کہ وہ دو ہین ضرب کیا حاصل ضرب ہوے دس انمین سے چار سہم جد کو ملے اور نصف یعنی پانچ سگی بہن کو
پہونچے باقی رہا ایک سہم وہ سوتیلی بہنون پر مستقیم نہین پس ضرب کیا ہمنے عدد اون دو کو دس مین حاصل ہوے بیس
اس سے تصحیح کامل ہوگئی اس تصریح سے کہ جد کو آٹھ پہونچے اور نصف یعنی دس سگی بہن کو ملے باقی رہے دو وہ دو
سوتیلی بہنون کو ملے اور یہ جو ہمنے تفصیل بیان کی اسی طرف اشارہ کیا ماتن رحؒ نے اپنے اس قول کے ساتھ فبق للاخت

لاب عشر المال وتصح من عشرین پس باقی رہیگا دوسوتیلی بہنونکے لیے دسوان حصہ مال کا اور مسئلہ صحیح ہوگا بیس سے تش اور تجکو پہونچتا ہی
کہ مسئلہ کی تصحیح مین یون کہے تو کہ جد کے واسطے دو سہم ہین ہم یعنے پانچ مین سے اور اخوات ثلثہ مین سے ہر ایک
اخت کو ایک سہم ہے پہر سگی بہن پہیریگی دو سوتیلی بہنون سے اسقدر کہ پورا ملجاوے سگی بہن کو نصف مال کہ دہ سہم اور
نصف ہی پس بعد اسکے باقی رہیگا واسطے دو سوتیلی بہنون کے نصف سہم تو ہر واحد اون دونون کو ربع ملیگا پس
واقع ہوئی کسر ربع کے ساتھ تو ضرب کیا ہمنے مخرج کسر کو یعنی اربعہ کو اصل مسئلہ مین کہ وہ پانچ ہین حاصل ہوے
بیس اور اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا۔ یہ مثال جو مذکور ہوئی اسکی ہے کہ بعد دینے فرض سگی بہن کے بنی علات کیلیے
کچھہ باقی رہا۔ اور مثال اسکی کہ بعد دینے فرض سگی بہن کے بنی علات کے لیے کچھہ نہ باقی رہے پس تحقیق کہ ذکر کیا
اسکا ماتن رح نے اپنے اس قول کے ساتھہ ولو کانت فی هذه المسئلة اخت لاب لم یبق لها شئ اور اگر ہو اس مسئلہ مین ایک
سوتیلی بہن تو نہین باقی رہیگا اس کیلیے کچھہ شش یعنی اگر ہو مسئلہ مذکورہ مین ایک بہن علاتی بجای دو بہنون علاتی کے
تو اسکے لیے کچھہ نہ باقی رہیگا اسواسطے کہ اسجگہ جد لیگا بطور مقاسمہ نصف مال کا اور وہ بہتر ہے واسطے جد کے ثلث مال
سے پس باقی رہیگا دوسرا نصف وہ سگی بہن لے لیگی تو اب سوتیلی بہن کے لیے کچھہ نہین باقی رہا اور اسیطرح م
نہ باقی رہنے کی صورت یہ ہے کہ جبکہ جد کے ساتھہ۔ دو سگی بہنین ہون یا زائد کیونکہ اسصورت مین اگر جد کے واسطے
ثلث مال کا مقاسمہ سے بہتر ہے یا مقاسمہ کے مساوی ہے تو دونون صورتون مین جد ثلث لیگا ہم حضرت زید رض
کے نزدیک۔ اور باقی دو ثلث حصہ سگی بہنون کا ہے اور اگر مقاسمہ جد کیواسطے بہتر ہے تو ثلث سے زائد جد لیگا
پس اسحالت مین ترکہ مین سے باقی رہیگا کمتر ثلثین سے اُن بہنون کے لیے پس تقدیر اول پر یعنی بتقدیر افضل
ہونے ثلث کے بہنون کو مقدار انکے فرض کا یعنی دو ثلث دیئے جادینگے اور تقدیر ثانی پر یعنی بتقدیر افضل
ہونے مقاسمہ کے اقل ثلثان کا دیا جاویگا پس دونون تقدیر پر بنی علات کے لیے کچھہ نہین باقی رہا واذا
اختلط بهم ذو سهم فللجد ههنا افضل الامور الثلثة بعد فرض ذی سهم اور جبکہ مختلط ہو اُن کے ساتھہ
کوئی ذی سہم تو جد کے لیے اس جگہہ افضل تین امرون کا ہی بعد دینے فرض ذی سہم کے شش یعنی جبکہ
جد کے ساتھہ اور سگے یا سوتیلے بھائیون کے ساتھہ یا دونون کے ساتھہ صورت معادہ مین جیسا کہ مذکور ہو چکا
بیان اسکا مثال مذکورہ جد واخت لاب وام واختین لاب کی تصریح مین کوئی دوسرا صاحب فرض مختلط ہو تو اسصورت
مین اول اُس صاحب فرض کا حصہ دیا جاویگا بعد اسکے جد کو تین امرونین سے جو افضل ہوگا دیا جاویگا
اور وہ تین امر یہ ہین مقاسمہ جو مذکور ہو چکا سابقاً دوسرا ثلث مابقی یعنی بعد دینے حصہ صاحب فرض کے ثلث ترکہ کا

تبسیر اسدس تمام ترکہ کا۔ اب ماتن ان تینون امرون کی تشریح فرماتے ہین اما المقاسمۃ کزوج وجد وام ہیکن سقا سمہ
مانند زوج اور جد اور اخ کے سُدس یعنے وہ افضل یا مقاسمہ ہوگا مثلاً چھوڑا میت نے زوج اور جد اور اخ
کو پس مسئلہ اس صورت مین بوجہ ہونے نصف کے دو سے ہوگا ایک ان دو مین سے زوج کو ملا اور دوسرا
نصف بالمناصفہ جد اور بہائی کو ملا اور ایک دو پر مستقیم نہین ہی پس ضرب کیا ہمنے عدد دو کو اصل مسئلہ یعنی
دو مین حاصل ہوے چار پس دو زوج کو اور ایک ایک سہم جد اور اخ کو پہونچا تو اس صورت مین حاصل ہوا جد کو
مقاسمہ سے ربع جمیع مال کا م یعنی چار مین سے ایک پہونچا اور وہ افضل ہے جمیع مال کے سدس سے۔ اور
اسی طرح ثلث مابقی سے افضل ہے اسواسطے کہ ثلث مابقی کا اسجگہ وہی سدس کل مال کا ہی ہے واما ثلث
مابقی کجد وجدۃ واخوین واخت اور یا ثلث مابقی مانند جد اور جدہ او۔ دو بہائی اور ایک بہن کے سُدس
یا ثلث مابقی افضل ہوگا پس مسئلہ اسجگہ چھہ سے ہوگا سدس یعنی ایک جدہ کو ملا باقی رہے پانچ اس سے صحیح ثلث
نہین نکلتا ہے کہ جد کو دیا جاوے لہذا مخرج ثلث کو کہ تین ہین ہمنے چھہ مین ضرب کیا اٹھارہ حاصل ہوے پس
تین جدہ کو ملے باقی رہے پندرہ ثلث اسکا کہ وہ پانچ ہین جد کو ملے باقی رہے اُنمین سے دس ہر واحد دونون
بھائیون کو چار چار پہونچے اور دو سہم بہن کو دیے گئے اور اسجگہہ جو ثلث مابقی افضل ہے مقاسمہ سے اسکی دلیل
یہ ہے کہ بتقدیر مقاسمہ بہی مسئلہ چھہ سے ہوگا سدس یعنی ایک جدہ کو ملا باقی رہے پانچ تو جبکہ جد کو ہمنے بھائی کے
مانند قرار دیا تو اسصورت مین وہ دو اخ اور اخت کے ساتھ مانند سات اخت کے ہوگیا پس مابقی پانچ سہام
سات پر مستقیم نہین بلکہ درمیان اُن دونون کے تباین ہی تو ضرب کیا ہمنے عدد رؤس یعنی سات کو اصل مسئلہ مین
کہ وہ چھہ ہین حاصل ضرب ہوئے بیالیس پس جدہ کو اُنمین سے سدس کے سات پہونچے باقی رہے ۳۵ ہر واحد جد
اور دونون اخ کو دس دس پہونچے اور پانچ اخت کو دیے گئے پس نہین ہے خفا اس مین کہ اٹھارہ مین سے جد کو
پانچ ملنا افضل ہے اُس دس سے جو بیالیس سے بطور مقاسمہ جد کو پہونچتے ہین اور یہی اسجگہہ ثلث مابقی افضل
ہے جمیع مال کے سدس سے اسواسطے کہ اس تقدیر پر مسئلہ چھہ سے ہوگا پس ہر واحد جد اور جدہ کو اُنمین سے
ایک ملا باقی رہے چار سہام وہ درمیان ایک بہن اور دو بھائیون کے کہ وہ بمنزلہ پانچ بہنون کے ہین پس چار
نہین ہین مستقیم اُنپر بلکہ درمیان اُن دونون کے تباین ہے پس جبکہ ضرب کیا ہمنے عدد رؤس یعنی پانچ کو
اصل مسئلہ یعنی چھہ مین حاصل ہوئے تیس ہر واحد جد اور جدہ کو ۵ ملے اور اخت کو چار پہونچے اور ہر واحد دونون
اخ کو آٹھہ ملے اور نہین ہے شبہہ اسمین کہ پانچ اٹھارہ مین سے ملنا افضل ہے اس سے کہ تیس مین سے پانچ ملین

واما اس جمیع المال لجد وجدۃ وبنت واخوین یا سدس جمیع مال کا مانند جد اور جدہ اور بنت اور دو اخ کے
ش یہ تیسرا امر ہے پس مثال مذکورہ متن مین بسبب جمع ہونے نصف اور سدس کے مسئلہ چھہ سے ہوا نصف
بنت کو کہ وہ تین ہین ملے اور جدہ کو سدس اسکا کہ ایک ہی ہے پہونچا باقی رہے دو سہم پس اس صورت مین اگر جد کا دونون
بہائیون کے ساتھ مقاسمہ کیا جاویگا تو ہوگا واسطے جد کے ثلث دو سہمون کا یعنی دو ثلث ایک سہم کے اور اگر ہم
دینگے جد کو ثلث مابقی کا تو بھی جد کو ایک سہم کے دو ثلث ملینگے اور جبکہ جد کو ہم دینگے جمیع مال کا سدس تو ہوگا
واسطے اسکے ایک پورا سہم تو سدس افضل ہوا جد کیواسطے اور اسوقت مین دونون بہائیون کیواسطے ایک سہم باقی
رہا اور وہ ان دونون پر مستقیم نہین ہے تو ضرب کیا ہمنے عدد روس یعنی دو کو چھہ مین حاصل ہوے بارہ اور اس
سے مسئلہ صحیح ہو گیا واذا کان ثلث الباقی خیر للجد ولیس للباقی ثلث صحیح فاضرب مخرج الثلث فی
اصل المسئلۃ + اور جبکہ ہو ثلث باقی کا بہتر واسطے جد کے اور باقی مین سے ثلث صحیح نہ نکلے تو ضرب کر مخرج
ثلث کو اصل مسئلہ مین ش ف شارح سراجی علامی فاضل ہشتی رح لکھتے ہین کہ حقیقت مین یہ قول ماتن رح
کا جواب ہے ایک سوال مقدر کا تقریر سوال یہ ہے کہ اگر ثلث مابقی کا بہتر ہو واسطے جد کے اور باقی مین
سے صحیح ثلث نہ نکلے تو وہان تصحیح مسئلہ کیواسطے کیا قاعدہ ہے پس اسکا قاعدہ تصحیح کا بسبیل جواب ماتن رح نے
بیان کیا کہ اگر ثلث باقی کا افضل ہو مقاسمہ سے جد کے واسطے اور باقی مین سے یعنی بعد دینے فرض
ذی سہم کے صحیح ثلث نہ نکلے پس ضرب کر تو مخرج ثلث کو یعنے تین کو اصل مسئلہ مین جیسے کہ ہمنے مسئلہ
مذکورہ مین صورت مسئلہ کی بیان کر دی یعنے بوجہ افضل ہونے ثلث مابقی کے مقاسمہ پر اور سدس جمیع
مال پر اس واسطے کہ ضرب کیا ہم نے مخرج ثلث کو یعنے ثلثہ کو چھہ مین حاصل ہوے اٹھارہ
اور صحیح ہو گیا اس سے مسئلہ ف بعض فرائضیین نے حضرت زید رض کے قول پر مخارج سبعہ مشہورہ
پر دو مخرج یعنی اٹھارہ اور چھتیس اور زیادہ کئے ہین اور توضیح اسکی بطور دلیل یہ ہے کہ جس مسئلہ
مین کہ ثلث مابقی کا افضل ہو واسطے جد کے احتمال رکھتا ہے کہ وہ مسئلہ چھہ سے ہوا
اور بعد دینے فرض ذی سہم کے باقی مین سے ثلث صحیح نہ نکلے تو اوس صورت مین
ضرب کیا جاوے گا مخرج تین کا چھہ مین تو ہو جاوینگے ۱۸ اور وہ اصل مسئلہ ہوگا
اور بھی احتمال رکھتا ہے کہ ہو اصل مسئلہ بارہ سے اور بعد دینے فرض ذی سہم
کے مابقی مین سے صحیح ثلث نہ نکلے تو اس صورت مین ضرب کیا جاویگا مخرج ثلث کا

بارہ مین تو ہو جاوینگے ۳۶ اور وہ اصل مسئلہ ہوگا کذا فی ضوء السراج فان ترکت جدا و زوجا و بنتا و اما و اختا لاب و ام او لاب فالسدس خیر للجد و تعول المسئلۃ الی ثلثۃ عشر ولا شئ للاخت پس اگر چھوڑا عورت نے جد اور زوج اور بنت اور ام اور اخت عینی یا علاتی کو پس سدس بہتر ہے واسطے جد کے اور عول کریگا مسئلہ طرف تیرہ ۱۳ کے اور اخت کو کچھ نملیگا ش م یہ دوسری مثال ماتن رح نے اسکی ذکر کی کہ جد کے واسطے سدس جمیع مال کا افضل ہے مقاسمہ اور ثلث مابقی دونون سے پس یہ مسئلہ تصریح سابقہ بارہ سے ہوگا بوجہ جمع ہونے نصف اور ربع اور سدس کے اور پہر عول کریگا طرف تیرہ کے اسواسطے کہ بارہ مین سے نصف کہ وہ چھہ ہین بنت لیگی اور ربع کہ وہ تین ہین زوج لیگا اور سدس کہ وہ دو ہین جد لیگا پس باقی رہیگا واسطے ماں کے ایک اور ضرور ہے واسطے ماں کے ملنا دو کا اسواسطے کہ حق اسکا سدس ہے لہذا بارہ پر ایک اور زیادہ کیا جاویگا پس مسئلہ عائلہ ہوگا تیرہ سے اور بہن کو کچھ نملیگا اسواسطے کہ بہن عصبہ ہو جاتی ہے بنات کے ساتھہ مین اور ایسے ہی جد کے ساتھہ مین عصبہ ہوتی ہے حضرت زید رض کے نزدیک۔ اور جبکہ عول ہوا مسئلہ کا تو نہ باقی رہا عصبہ کے لیے کچھہ اور جد نے جو سدس لیا ہے وہ بالفرضیت لیا ہے نہ باعتبار عصوبت کے اور اس صورت مین جد کے واسطے جو سدس جمیع مال کا افضل ہے مقاسمہ اور ثلث مابقی دونون سے یہ اسواسطے ہے کہ اسحالت مین جد لیتا ہے دو سہم تیرہ مین سے اور بر تقدیر مقاسمہ کے جبکہ لیگا زوج بارہ مین سے ربع اور نصف بنت لیگی اور دو ماں لیگی تو باقی رہیگا بارہ مین سے جد اور اخت دونون کے لیے ایک سہم پس قرار دیا جاویگا جد مانند دو بہنون کے پس ہو جاویگا بہن کے ساتھہ مین ملکر مانند تین بہنون کے اور نہین ہے استقامت ایک کو تین پر پس ضرب کیا جاویگا تین بارہ مین حاصل ہوئے ۳۶ پس بنت کو ۱۸ ملے اور زوج کو نو اور ماں کو چھہ باقی رہے تین پس جد کو جو بمنزلہ اخ کے ہے دو ملے اور اخت کو ایک ملا اور ایسا ہی حال ہے م اس مثال مین سدس افضل ہے ثلث مابقی سے اسواسطے کہ بر تقدیر لینے جد کے ثلث مابقی کو کہ وہ ایک ہے نہ پایا جاویگا اسکے لیئے ثلث صحیح پس ضرب کیا جاویگا مخرج ثلث کو یعنی ثلثہ کو اصل مسئلہ مین بھی حاصل ہوئے ۳۶ اور یہ امر ظاہر ہے کہ تیرہ مین سے دو ملنا افضل ہے اُن دونون سے ۳۶ سے اگر اسجگہ کہے تو کہ یہ مسئلہ اُن مسائل مین سے ہے کہ جس مین سدس جد کے لیے بہتر ہے مقاسمہ سے اور ثلث مابقی سے پس اسجگہ اس مسئلہ کا کیون ذکر کیا گیا اور مثال سابق پر کیون نہ اکتفا کیا لکھینگے ہم اسکے جواب مین کہ اس مثال کے ذکر مین فائدہ دوسرا ہے اور وہ یہ ہے کہ سگی بہن یا سوتیلی بہن اگرچہ نہین محجوب ہوتی ہے جد کے ساتھہ مین مگر بعض مسائل مین کسی عارض کیوجہ سے جد کے ساتھہ مین نہین وارث ہوتی ہے جیسے کہ اس مسئلہ مین کہ جسمین ہم ہین کہ تحقیق ہونا سدس کا افضل واسطے

جد کے مقتضی اسکا ہے کہ قرار دیا جاوے جد اس مثال مین صاحب فرض کیونکہ فرض اُسکا سدس ہے اور تحقیق کہ عول کیا
مسئلہ نے ان فرضون کے ساتھ جو جمع ہوئے ہین آٹھ یا نو سے طرف تیرہ کے تو اب بہن کیواسطے کچھ نہ باقی رہا جیسا
پہچان چکا تو اور قریب ہی کہ آویگی مزید توضیح اس کلام کی واعلم ان زیدا بن ثابت رض لا یجعل الاخت لاب وام او
لاب صاحبۃ فرض مع الجد الا فی المسئلۃ الاکدریۃ وھی زوج وام وجد واخت لاب وام او لاب فللزوج النصف وللام الثلث وللجد السدس
وللاخت النصف ثم یضم الجد نصیبہ الی نصیب الاخت فیقسمان للذکر مثل حظ الانثیین لان المقاسمۃ خیر للجد جان تو کہ
تحقیق زید بن ثابت رض نہین قرار دیتے ہین سگی بہن یا سوتیلی بہن کو صاحبہ فرض جد کے ساتھ مین مگر مسئلہ اکدریہ مین
اور وہ یہ ہے کہ ہو مسئلہ مین زوج اور ماں اور جد اور سگی بہن یا سوتیلی بہن پس نصف زوج کو ملا اور ماں کو ثلث اور
جد کو سدس اور بہن کو نصف پھر ملایا جاویگا جد کا فرض طرف فرض اخت کے اور پھر جد اور اخت مین مقاسمہ
للذکر مثل حظ الانثیین کیا جاویگا اسواسطے کہ اسجگہ جد کے واسطے مقاسمہ بہتر ہے **ش** یعنی زید بن ثابت رض
سگی بہن یا سوتیلی بہن کو جد کے ساتھ مین صاحبہ فرض نہین قرار دیتے بلکہ اسکو عصبہ قرار دیتے ہین مگر مسئلہ اکدریہ
مین پس تحقیق کہ وہ اس مسئلہ مین اخت عینی کو صاحبۂ فرض قرار دیتے ہین جد کے ساتھ مین اور وہ مسئلہ مذکورہ
ہے کہ اسمین زوج کو نصف اور ام کو ثلث اور جد کو سدس اور اخت کو نصف دیا جاویگا پھر ملایا جاویگا حصہ جد کا کہ وہ سدس
ہے طرف حصہ اخت کے کہ وہ نصف ہے اور پھر مجموع ان دونون حصونکا تقسیم کیا جاویگا جد اور اخت پر للذکر مثل
حظ الانثیین اسواسطے کہ جد بھائی کے مانند ہے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ اسجگہ جد کے واسطے مقاسمہ بہتر ہے سدس سے
اور ثلث باقی سے واصلھا ستۃ وتعول الی التسعۃ اور اصل مسئلہ ہوگا چھ سے اور عول کریگا طرف نو کے **ش** یعنے بوجہ جمع ہونے
نصف اور سدس اور ثلث کے مسئلہ چھ سے ہوگا اور عول کریگا طرف نو کی اسواسطے کہ چھ مین سے تین واسطے
زوج کے اور دو سہم واسطے ماں کے اور ایک سہم واسطے جد کے پہونچا پس نہ باقی رہا واسطے بہن کے کچھ تو زیادہ کیا
ہمنے مسئلہ پر نصف اسکا تو نو ہوگئے پس جد کو ایک اور اخت کو تین اور مجموع دونون حصون کے چار ہوئے انکو جو
ہمنے جد اور اخت پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا تو تقسیم مین استقامت نہین ہے اسواسطے کہ جد بمنزلہ دو اخت کے
ہے اور چار تین پر مستقیم نہین ہین پس ضرب کیا ہمنے تین کو کہ وہ عدد رؤس ہین مسئلہ مین اور عول اسکے مین یعنی ۹
مین حاصل ہوئے ۲۷ اور اسی کیطرف اشارہ کیا ماتن رح نے اس قول کے ساتھ وتصح من سبعۃ وعشرین اور تصحیح
ہوگا یہ مسئلہ ۲۷ سے **ش** پس ۲۷ مین سے نو زوج کو اور چھ ماں کو اور تین جد کو اور نو اخت کو پہونچے پھر
ملایا جاویگا جد کا حصہ کہ وہ تین ہین بہن کے حصے کے ساتھ کہ وہ نو ہین مجموع ہوئے بارہ اور یہ تقسیم کیے جاوینگے

مسئلہ اکدریہ

اور دونون مین للذکر مثل حظ الانثیین تو جد کو آٹھ ملے اور بہن کو چار پہونچے پس حضرت زید نے اسجگہ ابتدا مین
بہن کو صاحبہ فرض قرار دیا تا کہ وہ میراث سے محروم نہو بالکلیہ اور انتہا مین اسکو عصبہ قرار دیا تا کہ اسکا حصہ جد کے حصہ سے
زیادہ نہو جاوے وہ جبکہ وہ مانند بھائی کے ہے۔ اگر کہے تو کہ مسئلہ سابقہ مین یعنی بصورت ہونے جد اور زوج اور
بنت و ام اور اخت عینی کے کیون نہ قرار دیا اخت کو صاحبہ فرض تا کہ وہ محروم نہوتی اس مسئلہ مین بوجہ نہونے
حاجت کے۔ کہینگے ہم اسکے جواب مین کہ اسجگہ اخت کو صاحبہ فرض قرار دینے مین مانع ہے اور وہ مانع ہونا
بنت کی موجودگی ہے کیونکہ بنت عصبہ کر دیتی ہے اخت کو بخلاف مسئلہ اکدریہ کے کہ اسمین بہن کو صاحبہ فرض قرار
دینے کو کوئی مانع نہین ہے اور بعض نے کہا کہ شاید غرض شیخ کی مسئلہ سابقہ کے لانے سے آگاہ کرنا ہے اسپر کہ
جبکہ زید نے مسئلہ سابقہ مین بجز اخت کے محروم ہونیکے کوئی چارہ نہ دیکھا بنا اسکے کہ وہان جد کیواسطے سدس
بچتا ہے تو ناچار مرتکب ہوے احرمان اخت کا اور نہ قرار دیا اسکو صاحبہ فرض اس مسئلہ مین بوجہ موجودگی بنت کے
اور مسئلہ اکدریہ مین بہن کے محروم ہونیکی کچھ ضرورت نہین اسواسطے کہ ممکن ہے قرار دینا اسکا صاحبہ فرض اس
مسئلہ مین مگر جبکہ اخت کو حصہ دیا تو پایا اسکے حصہ کو جد کے حصہ سے زیادہ لہذا بتصحیح صدر حکم کیا خلط اور قسمت کا
للذکر مثل حظ الانثیین سو جہ پر کہ پہچان چکا ہے تو اسکو سمیت لکل منہا بعد الفقرۃ من بنی اکدر اور نام رکھا گیا اس
مسئلہ کا اکدریہ اسواسطے کہ بنی اکدر کی ایک عورت کا یہ واقعہ ہوا تھا یعنے بنی اکدر کی قوم کی اک عورت مر گئی ورثا مذکورین
چھوڑکر تو زید پر اسکا مذہب اس مسئلہ مین مشتبہ ہو گیا لہذا نسبت کیا گیا یہ مسئلہ اسکی طرف۔ اور بعض نے کہا
نام ایک شخص بنی اکدر مین سے مسائل فرائض مین حضرت زید کے مذہب کو مستحسن جانتا تھا پس عبد الملک بن مروان
نے اس سے سوال کیا مسئلہ مذکورہ کا تو اسنے جواب مین خطا کی لہذا یہ مسئلہ منسوب ہوا طرف قبیلہ اس شخص کے
اور کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ اصحاب فرائض کو تکدر مین ڈالتا ہے یا یہ کہ تکدر کر دیا جد نے اخت کا حصہ۔ اور اہل
عراق نے اس مسئلہ کا نام رکھا غرا یعنی روشن بوجہ مشہور ہونے اسکے کے اس قوم مین ف مسئلہ اکدریہ اصحاب
فرائض کو اسوجہ سے تکدر مین ڈالتا ہے کہ بہن کے صاحبہ فرض قرار دینے کی وجہ سے مسئلہ ہو جاتا ہے عائلہ تو
ہر واحد اصحاب فرائض کے سہام مین نقصان واقع ہوتا ہے سوا بہن کے سیا یہ کہ اخت پر اسکے حصے کو جد مکدر کر دیتا ہے
کیونکہ تصحیح صدر ظاہر ہے کہ حصہ اخت کا نو سے تین ہین اور جد کے واسطے ایک ہی پس مکدر ہونا حصہ اخت کا
ظاہر ہے چنانچہ اسی واسطے جد کا حصہ اخت کے حصے کے ساتھ ملایا جاتا ہے اور پھر مجموع دونون حصون سے
للذکر مثل حظ الانثیین۔ کیجاتی تھی اور اہل مدینہ طیبہ زادہا اللہ تعظیما و تکریما اس مسئلہ کو ام الفروخ کہتے ہین کذا فی

ضوابط السراجی ولو کان مکان الاخ اخا او اختا فلا عول کذا فی شرح اور اگر بجائے بہن کے ایک بھائی یا دو بہنین
ہون تو نہ عول ہوگا اور نہ اکدریہ **مثل** یعنی جبکہ بہن کی جگہہ بھائی ہوگا تو عول نہوگا اسواسطے کہ اسصورت مین
جد کیواسطے جمیع مال کا سدس بہتر ہے اور مسئلہ ہوگا چھ سے پس ہوگا سدس باقی یعنی بعد دینے حصہ فرضی زوج
کے یعنی تین کے اور حصہ فرضی مان کے یعنی ثلث کے کہ وہ دو ہین باقی ایک وہ حصہ فرض جد کو دیا جاویگا اسواسطے
کہ بوجہ اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جد کا حق سدس سے نہ گہٹایا جاویگا اور بھائی کو کچھ نملیگا جیسا کہ مسئلہ سابقہ مین بہن کو کچھ
نملا تھا تو ہمنے عول کیا تھا اور جد کو ہمنے انہین سے سدس دیا تھا۔ اور نہ اکدریہ ہوگی اسواسطے کہ بھائی عصبہ
ہے قطعاً ہم یعنی نہین ہے صاحب فرض کسی حال مین پس غیر ممکن ہے زید کو کہ اسجگہ بھائی کو صاحب فرض قرار دے
پس متعین ہوا زید بھائی کے محروم ہونے مین بخلاف اخت کے مسئلہ اکدریہ مین جیسا کہ بیان اسکا مذکور ہو چکا اور
جبکہ ایک بہن کی جگہہ دو بہنین ہونگی تو اسصورت مین بھی مثل سابق کے عول نہوگا کیونکہ وہ دو بہنین ماں کو پہیر دینگی
ثلث سے طرف سدس کے اور مسئلہ ہوگا چھ سے نصف یعنی ۳ زوج کو اور ایک ماں کو اور بھی ایک سہم جد کو ملا باقی
رہا دو بہنون کیلئے ایک سہم وہ غیر مستقیم ہے دو پر پس ضرب کیا ہمنے عدد رؤس دو کو اصل مسئلہ یعنی چھہ مین حاصل
ہوئے بارہ اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا بخلاف مسئلہ اکدریہ کے کہ انمین بعد دینے صاحب فرض کے حصے کے بہن کیلیے
کچھ نہین باقی رہا پس واجب ہوا یہ کہ کہا جاوے بہ بنا مذکورہ سابقہ۔ اور نہ اکدریہ ہوگی اسواسطے کہ اس جگہہ حضرت
زید رضی اللہ عنہ کے اصول مستقیم ہین **ف** اصول حضرت زید کا خلاصہ یہ ہے کہ جبکہ جد بنی اعیان کے ساتھ جمع ہو تو جد ایک
بھائی کے برابر یعنی انکے برابر مقاسمہ کریگا جب تک کہ مقاسمہ سے جد کا حصہ ثلث سے کم نہو اور اگر ثلث سے کم
ہوگا تو اسکے لیے ثلث مفروض ہوگا اور باقی دو تہائیان بھائیون مین للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہونگی مثلاً
اگر ایک بھائی ہے اور جد ہے تو ترکہ بالمناصفہ تقسیم ہوگا اسواسطے کہ مقاسمہ جد کیواسطے بہتر ہے اور اگر دو بھائی ہون
جد کے ساتھ تو ہر ایک کو ثلث مال ملیگا۔ اور اگر جد اور تین بھائی ہین تو تہائی مال جد کا فرض ہے اور باقی مال
بھائیون مین مقسوم ہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین مقاسمہ سے چوتہائی مال جد کو ملتا ہے اور وہ تہائی سے کم ہے
اور اگر جد اور بھائیون کے ساتھ کوئی صاحب فرض ہو تو انکو فرض دیا جاویگا پھر تامل کیا جاویگا کہ جد کے لیے تین
حالات سے کون حال بہتر ہے مقاسمہ یا ثلث باقی یا سدس تو جو ان مین سے اسکے حق مین بہتر ہوگا وہ اسکو دیا جاویگا
اور باقی مال بنی اعیان مین للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا کذا فی الطحطاوی **ف** مسئلہ اکدریہ مین حضرت
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک بہن ساقط ہو جاتی ہے پس امام رحمہ اللہ کے نزدیک اصل مسئلہ چھہ سہم سے

لئے تین زوج کے اور دو مان کے اور ایک یعنی سدس جد کا اور اخت محروم ہی دادا کے حاجب ہونیکی وجہ سے باپ کے
مانند۔ اور اگر ایک عورت نے زوج اور ام یا جدہ کو اور اخیافی بھائیون اور سگے بھائیون کو چھوڑا تو نصف متروکہ
زوج لیگا اور ام یا جدہ چھٹا حصہ اور اخیافی بھائی ثلث لینگے اور سگے بھائیون کیواسطے کچھ نہین اسواسطے کہ وہ
عصبہ ہین اور انکے واسطے کچھ نہین باقی رہا مطلب یہ کہ عصبات وارث ہوتے ہین اُس مال کے جو اصحاب فرض سے
باقی رہے سو یہان اہل فرض سے کچھ نہ باقی رہا اور امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک پچھلی دو قسمون مین یعنی اخیافی
اور سگے بھائیون مین اشتراک کا حکم ہوگا گویا کہ وہ سب اخیافی بھائی ہین اس مسئلہ کا نام مشترکہ بفتح راے مہملہ ہے
چنانچہ ابن صلاحؒ اور نووی ؒ نے اسکو ضبط کیا ہے اور بعض نے اسکو بکسر راے مہملہ بھی کہا ہے اور اس مسئلہ کو مشترکہ
اور حماریہ اور حجریہ اور یمیہ بھی کہتے ہین کذا فی الطحطاوی ہم الحاصل حنفیہ کے نزدیک مشترکہ کا مسئلہ باتفاق امامؒ اور
صاحبین کے ثابت نہین اور نہ اکدریہ کا مسئلہ ثابت ہے امام کے قول مفتی بہ پر کیونکہ امام کے نزدیک دادا باپکے برابر
ہے تو بہن کا حاجب ہوگا باپکے مانند اور صاحبین کے نزدیک دادا باپکے برابر نہین ہر حال مین تو صاحبین کے قول پر
مسئلہ اکدریہ ثابت ہوگا کذا فی الطحطاوی **باب المناسخہ** یہ باب ہے مناسخہ کے احکام و مسائل کے بیان مین۔
مخفی نرہے کہ مناسخہ مفاعلہ کے وزن پر مشتق ہے نسخ سے لغت مین بمعنی نقل اور تحویل کے ہے اور اسجگہہ مناسخہ
سے یہ مراد ہے کہ منتقل ہو حصہ بعض وارثون کا بوجہ مرنے اُسکے کے قبل تقسیم ترکہ کے طرف اُس شخص کی کہ وہ وارث
ہوا اُس بعض سے مطلب یہ کہ ہنوز میت اول کا ترکہ وارثون پر تقسیم نہوا تھا کہ وارث مر گیا تو اُسکے حصے کو اُسکے
وارث کیطرف نقل کرنا اسکا نام مناسخہ ہے اور اسی معنی کیطرف اشارہ کیا ماتنؒ نے اپنے اس قول کے ساتھ ولو
صار بعض الانصباء میراثا قبل القسمۃ اور اگر بعض حصے پہلی قسمت کے میراث ہو جاوین **ش** پس کہتے ہین ہم کہ اگر میت
ثانی کے وارث سوا وارثون میت اول کے ہون اور طریقہ تقسیم مین اُسکے مر جانے سے تغیر نہ واقع ہو تو ایسی
صورت مین ایک ہی بار ترکہ تقسیم کیا جاویگا اسواسطے کہ تکرار قسمت مین کچھ فائدہ نہین ہے مثلاً میت نے چھوڑین
بیٹین و بنات ایک عورت سے پھر مری ایک بنت بنات مین سے اور نہین ہے وارث اُسکا سوا اُن سگے بھائیون
اور بہنون کے تو ایسی صورت مین ایک ہی بار تقسیم کیا جاویگا سب ترکہ باقیون کے درمیان مین یعنی بھائیون بہنون
مین للذکر مثل حظ الانثیین جیسا کہ تقسیم ہوتا تھا درمیان سب کے ایسا ہی ہم یعنی پہلے مرنے میت ثانی کے للذکر مثل
حظ الانثیین پس گویا کہ میت ثانی نہ تھی درمیان مین۔ اور اگر واقع ہو تغیر قسمت مین درمیان باقیین کے ہم دوسری
صورت یہ ہے کہ میت ثانی کی وفات سے باقی وارثون مین تقسیم مین تغیر واقع ہو مثلاً چھوڑا میت اول نے ایک

ابن ایک عورت سے اور تین بنت دوسری عورت سے پھر مری ایک بنت اور اُسنے چھوڑا ایک سوتیلا بھائی
اور دو سگی بہنین تو یہان تقسیم ترکہ مین تغیر واقع ہوگا۔ یا میت ثانی کے وارث ہون غیر وارثون میت اول کے
جیسے کہ اس صورت مین ہے کہ جو ذکر کی ماتن رح نے اپنے اس قول مین کزوج و بنت و ام فمات الزوج قبل القسمة
عن امرأة وابوين ثم ماتت البنت عن ابنين وبنت وجدة ثم ماتت عن زوج واخوين مانند زوج اور بنت اور
ام کے پس مرا زوج پہلے تقسیم ہونے ترکہ کے ایک زوجہ اور ماں باپ چھوڑکر پھر مری بنت بھی پہلے تقسیم ہونے ترکہ
کے دو ابن اور ایک بنت اور جدہ چھوڑکر وہ جدہ جو ماں ہے اُس عورت کی جو مری ہے پہلے پھر مری جدہ زوج
اور دو بھائی چھوڑکر الاصل فیہ ان تصحح مسئلة المیت الاول وتعطے سہام کل وارث من التصحیح ثم تصحح مسئلة
المیت الثانی وتنظر بین ما فی یدہ من التصحیح الاول وبین التصحیح الثانی ثلثة احوال فان استقام ما فی یدہ من التصحیح الاول علی
الثانی فلا حاجة الی الضرب قاعدہ عمل اس مین یہ ہے کہ تصحیح کر تو میت اول کے مسئلہ کو اور دے تو سہام ہر وارث کو اوس
تصحیح سے پھر تصحیح کر تو مسئلہ میت ثانی کو اور نظر کر تو اُسمین جو اُسکے ہاتھ مین تصحیح اول سے پہونچا ہے اور درمیان
تصحیح ثانی کے پس اگر مستقیم ہوجاوے ما فی الید تصحیح اول کا ثانی پر تو نہین ہے حاجت ضرب کی شش یعنے
کہینگے ہم کہ قاعدہ تصحیح ایسی صورت مین جو مذکور ہوئی کہ بعض حصے پہلے تقسیم میراث ہوجاوین کہ وہ مراد اُس مال ہے
فقط دونو نوع اخیر کو م کیونکہ نوع اول غیر محتاج ہے طرف قاعدے کے کما ہو ظاہر یہ ہی کہ اول میت
اولی کی مسئلہ کے قواعد سابقہ سے تصحیح کرے اور ہر وارث کو اُس تصحیح سے سہام دیوے پھر میت ثانی کے مسئلہ کی
تصحیح کرے انھین قواعد سابقہ سے اور پھر نظر کرے درمیان اُسکے جو میت ثانی کے ہاتھ لگا ہے تصحیح اول سے
اور درمیان تصحیح ثانی کے تین احوال کہ وہ مماثلت اور موافقت و مباینت ہی پس اگر بوجہ مماثلت کے مستقیم
ہوجاوے ما فی الید تصحیح اول کا تصحیح ثانی پر تو وہان حاجت ضرب کی نہین ہے بقیاس اُسکے کہ گذر چکا باب تصحیح
مین وہ یہ کہ اگر سہام ہر فریق کے اُنپر مستقیم ہوجاوین بلا کسر تو حاجت ضرب کی نہین پس بتحقیق کہ تصحیح اول اسجگہ
یعنے مناسخہ مین بمنزلہ اصل مسئلہ باب تصحیح کے ہے اور تصحیح ثانی اسجگہہ یعنی مناسخہ مین بمنزلہ رؤس مقسوم علیہم باب
تصحیح کے ہے اور ما فی الید میت ثانی کا بمنزلہ سہام اُنکے کے ہے اُس اصل مسئلہ سے پس صورت استقامت مین دونون
مسئلے صحیح ہوجاوینگے تصحیح اول سے مثلاً جبکہ مرا زوج مثال مذکورہ متن مین زوجہ اور ماں باپ چھوڑکر بنص صریح
مذکورہ قول ماتن رح اور یہ سطور پر ہے کہ مسئلہ اولی ردیہ ہی اسواسطے کہ بوجہ جمع ہونے ربع اور نصف و سدس کے
اصل مسئلہ بارہ سے ہوگا پس جبکہ بارہ مین سے تین زوج نے لیے اور چھ بنت نے لیے اور دو ماں نے لیے تو باقی

سے ایک فی نفسہ پس واجب ہی رد ہونگا بنت اور ام پر بقدر سہام اُن دونون کے تو جب رد کیا ہم نے مسئلہ کو طرف
قل سہام کے فرض مین لا ید دعلیہ کے تو ہوئے چار جب لیا زوج نے اُن چار مین سے ایک باقی رہتے ہین وہ چار
پر مستقیم نہین ہین وہ چار کہ وہ بنت و ام کے سہام ہین بلکہ درمیان اُن دونون کے مباینت ہی پس ضرب کیجے
جاوینگے یہ سہام یعنی چار کہ وہ بمنزلہ رؤس کے ہین اس قل مین حاصل ہوے سولہ پس انمین سے چار سہام
زوج کو ملے اور نو سہام بنت کو پہونچے اور تین سہام ماں کو پس وہ چار کہ جو زوج کو ملے وہ وارثون مذکورین
یعنی بنت و ام اور اب پر منقسم ہوگئے یعنی انمین سے ایک انکی زوجہ کو ملا اور ثلث مابقی کہ وہ بھی ایک ہی ماں کو
پہونچا اور دو سہم باپ کو ملے پس زوج کو جو تقسیم اول مین سے سہام ہاتھ آئے تھے وہ مستقیم ہوگئے تصحیح ثانی
پر اور صحیح ہوگئے دونون مسئلہ تصحیح اول سے وان لم یستقم فانظر ان کانت بینہما موافقۃ فاضرب وفق التصحیح الثانی فی
جمیع التصحیح الاول اور اگر نہ مستقیم ہو پس نظر کر تو اگر ہو درمیان اُن دونون کے توافق تو ضرب کر تصحیح ثانی کے
وفق کو جمیع تصحیح اول مین شرح یعنی بصورت نہ مستقیم ہونیکے اگر توافق ہو تو عمل کر اس قیاس پر جو گذر چکا ہی باب
تصحیح مین وہ یہ کہ جب منکسر ہون سہام ایک گروہ کے اُنپر یعنے اُنکے رؤس پر اور اُن کے سہام اور رؤس مین
توافق ہو تو ضرب کیا جاوے وفق عدد رؤس کا اصل مسئلہ مین پس ایسے ہی اسجگہہ وفق تصحیح ثانی کا جو اسجگہہ بمنزلہ
رؤس کے ہے ضرب کیا جاویگا تصحیح اول مین وہ تصحیح اولی کہ جو اسجگہہ قائم مقام اصل مسئلہ کے ہے باب تصحیح
مین حاصل ضرب سے صحیح ہو جاوینگے دونو مسئلے مثلاً مثال مذکورۂ متن مین جبکہ بنت بھی مر گئی اور اُسنے چھوڑے
دو ابن و ایک بنت و جدہ پس تحقیق کہ مافی الیدہ بنت کا تصحیح اول سے نو ہین اور مسئلہ بنت کی تصحیح چھ سے ہی
اور نو و چھ مین توافق بالثلث ہی پس ضرب کیا گیا چھ کا ثلث کہ وہ دو ہین ۱۶ مین حاصل ضرب ۳۲ ہوئے پس
یہی مخرج ہے دونون مسئلون کا پس جسکے کہ سہام سولہ سے تھے یعنی میت اول کے وارثون کے اُسکے
سہام ضرب کر مسئلہ بنت کے وفق مین یعنی چھ کے وفق مین کہ وہ دو ہین حاصل ضرب اُس وارث کا حصہ ہوگا
اور جسکے کہ سہام چھ سے ہین یعنی میت ثانی کے وارثون کے اُسکے سہام ضرب کر مافی الیدہ بنت کے وفق مین
کہ وہ تین ہین حاصل ضرب اُنکا حصہ ہوگا اور ہر فریق کے حصے کی معرفت کی توضیح یہ ہی کہ میت اول کی ماں
کو تین ملے تھے ۱۶ مین سے اُنکو ضرب کیا ہمنے دو مین حاصل ہوئے چھ یہ حصہ بنت کا ہوا اور زوج کو ۱۶ مین
سے چار ملے تھے اُنکو بھی ہمنے ضرب کیا دو مین کہ وہ وفق مسئلہ ثانیہ ہی حاصل ہوئے آٹھ یہ حصہ زوج کا ہوا اور اسکے
دو بوجہ نہ مستقیم ہے پس واسطے زوجہ اُنکی کے انمین سے دو سہم ملے اور واسطے باپ اُسکے کے چار پہونچے

اور واسطے ماں اُسکی کے دو سہم ملے کہ وہ ثلث باقی بھی ہیں۔ اور اگر زوج کے وارثوں میں سے ہر واحد کے حصہ کو جو ۱۶ میں سے ملا ہے ضرب کرے تو اوس وفق میں تو نہیں مختلف ہوگا حال۔ اور بنت کے ہر واحد دو ابن کو مسئلہ بنت سے کہ وہ چھ ہیں دو دو سہم ملے تھے تو جب ضرب کیا ہمنے اُن دو کو تین میں تو چھ ہوئے یہ حصہ دونوں ابن کا ہوا اور بنت کی بنت کو مسئلہ بنت سے یعنی ۶ سے ایک ملا تھا جب ہمنے اسکو ضرب کیا تین میں حاصل ہوئے تین یہ حصہ اُس بنت کا ہوا۔ اور بنت کی جدہ کو بھی مسئلہ بنت سے ایک ملا تھا اسکو بھی بضرب مذکور کیا حاصل ہوئے تین یہ حصہ جد کا ہوا۔ اور تحقیق کہ اس جدہ کو باعتبار ہونے اُسکے کے ام واسطے میت اولی کے ۳۲ میں سے چھ ملے تھے تو اب جدہ کے مافی الید ۹ ہوگئے وان کانت بینہما مباینۃ فاضرب کل التصحیح الثانی فی کل التصحیح الاول اور اگر ہو درمیان دونوں کے مباینت تو ضرب کر کل تصحیح ثانی کو کل تصحیح اول میں مثل یعنے اگر درمیان مافی الید تصحیح اول کے اور درمیان تصحیح ثانی کے مباینت ہو تو ضرب کر کل تصحیح ثانی کو کل تصحیح اول میں بقیاس اُسکے کہ گذر چکا ہے باب تصحیح میں بصورت ہونے مباینت کے درمیان گروہ رؤس اور درمیان سہام اُنکے کے مثلاً جبکہ مری مثال مذکورۂ متن میں جدہ کہ وہ عورت متوفی اول کی ام ہے اور اُسنے چھوڑا زوج اور دو اخ کو اور اُسکے مافی الید نو سہام ہیں جیسا کہ ابھی پہچان چکا ہے تو اور تصحیح اُسکے مسئلہ کے چار ہیں اور نو اور چار میں مباینت ہے تو اب اسوقت میں ضرب کر چار کو تصحیح سابق میں یعنی ۳۲ میں حاصل ہوئے ۱۲۸ پس یہ دونوں مسئلوں کا مخرج ہے پس جسکو کہ حصہ ۳۲ میں سے ملا تھا اُسکا حصہ ضرب کیا جاویگا چار میں کہ وہ مسئلہ جدہ کا ہے اور جسکو کہ حصہ چار میں سے ملا ہے اُسکا حصہ ضرب کیا جاویگا جدہ کے کل مافی الید میں یعنی ۹ میں پس لکھینگے ہم یعنے ہر واحد کے حصہ کی توضیح میں کہ تحقیق کہ تھا واسطے عورت اُس شخص کے جو مرا ہے دوسری بار اور وہ شخص زوج میت اول کا ہے ۳۲ میں سے حصہ دو سہم پس جبکہ ضرب کیا تو نے اُن دو سہم کو چار میں تو آٹھ حاصل ہوئے یہ حصہ اُس عورت کا ہوا۔ اور اُس زوج کے باپ کو چار ملے تھے جب اُنکو چار میں ضرب کیا تو حاصل ہوئے ۱۶ یہ حصہ ہوا زوج مذکور کے باپ کا اور اُس زوج کی ماں کو دو ملے تھے جب اُنکو چار میں ضرب کیا حاصل ہوئے آٹھ یہ حصہ اُس زوج کی ماں کا ہوا۔ اور وہ میت کہ جسنے وفات پائی ہے تیسری بار میں کہ وہ بنت میت اول ہے اُسکے ہر واحد دو ابن کو چھ سہام ملے تھے ۳۲ میں سے اُنکو ضرب کیا ہمنے چار میں حاصل ہوئے ۲۴ یہ حصہ ہوا ہر واحد دو ابن کا۔ اور میت اول کی بنت البنت کو تین ملے تھے ۳۲ میں سے اُنکو ضرب کیا ہمنے چار میں حاصل ہوئے بارہ یہ حصہ اُس بنت کا ہوا۔ اور تھا واسطے زوج اُسکے

مسئلہ کہ جسنے چوتھی باتین وفات پائی کہ وہ جدہ مذکورہ ہے چار مین سے کہ وہ مسئلہ جدہ کا ہے دو سہم ملے تھے
حسب مضروب لیا تو نے ان دو کو ۹ مین جو اُسکے ما فی الیدہ مین ۱۸ حاصل ہوئے یہ حصہ اُس زوج کا ہوا ۱ اور ضرب واحد
بعینہٖ بنت جدہ کو مسئلہ جدہ یعنی چار سے ایک سہم ملا تھا اُسکو ۹ مین ضرب کیا حاصل ہوئے نو یہ حصہ ہوا ہر ایک دو نون
کو وہ المبلغ مخرج المسئلتین پس مبلغ دونون مسئلونکا مخرج ہو گا **ش** یعنے بتقدیر توافق وتباین
دونون سہمون کے جو حاصل ضرب ہو گا وہ دونون مسئلون کا مخرج ہو گا۔ اور جب ارادہ کرے تو یہ کہ پہچانے
تو وارثون مین سے ہر واحد کا حصہ اُس مبلغ سے اُس قیاس پر جو مذکور ہو چکا ہے بیچ بیان قاعدہ سعد
حصون وارثون کی تصحیح سے تو اُسکا یہ قاعدہ ہے فسہام ورثۃ المیت الاول تضرب فی المضروب اعنی فی التصحیح
اوفق وفقہ سہام ورثۃ المیت الثانی تضرب فی کل ما فی یدہٖ اوفی وفقہ پس سہام وارثون میت اول کو
ضرب کرے مضروب مین یعنی تصحیح ثانی مین یا اُسکے وفق مین اور میت ثانی کے وارثون کے سہام کو ضرب کر کل ما فی
الید سکے مین یا اُسکے وفق مین **ش** یعنے میت اول کے وارثون کو جو سہام کہ تصحیح مسئلہ سے ملے ہین اُن
سہام وارثون کو ضرب کرے مضروب مین یعنی تصحیح ثانی مین مباینت کی صورت مین اور وفق تصحیح ثانی مین ضرب کرے
توافق کی صورت مین پس ہر وارث کے سہام ضرب کرنے سے اُس مضروب مین حاصل ضرب اُس وارث کا حصہ ہو گا
بیت مذکور سے جیسا کہ اس قاعدے کے عمل کا حال ہم تفصیلی بیان کر چکے ہین تو افق وتباین کی مثال مین
اور سبب مین یہ ہے کہ تصحیح ثانی اور وفق تصحیح ثانی کا اس جگہ یعنی باب مناسخہ مین بمنزلہ مضروب کے ہی اصل مسئلہ
مین جگہ یعنے تصحیح اول مین اور میت ثانی کے وارثون کے سہام کو جو تصحیح مسئلہ اُسکے سے ملے ہین ضرب کر
کل ما فی الید اُسکے مین بتقدیر مباینت کے یا اُسکے وفق مین بتقدیر موافقت کے پس ہر وارث کے سہام ضرب
کرنے سے اُس مبلغ سے اُس وارث کا حصہ ہو گا جیسے کہ آگاہ کیا ہمنے اسپر تشریح سابق مین اور یہ اسواسطے ہے
اور میت ثانی کے وارثون کا حق اُسکے ما فی الیدہ مین ہے پس ہر واحد اُنکے کے سہام ہون گے مضروب اُس
ما فی الیدہ مین وان مات ثالث او رابع او خامس فاجعل المبلغ مقام الاولی والثالثۃ مقام الثانیۃ فی العمل ثم فی
الرابعۃ والخامسۃ کذلک الی غیر النہایۃ اور اگر مرا تیسرا یا چوتھا یا پانچوان پس قرار دے تو مبلغ کو مقام پہلے کے
اور تیسرے کو مقام دوسرے کے عمل مین پھر چوتھے مین اور پانچوین مین ایسے ہی غیر نہایت تک **ش**
یعنی اگر مرا تیسرا وارث وارثون مین سے پہلے تقسیم کے یا مرا چوتھا یا پانچوان اُنمین سے پہلے تقسیم کے تو قرار دیتو
مبلغ کو یعنی اُس مبلغ کو کہ جس سے صحیح ہوا ہے مسئلہ پہلا اور دوسرا بجائے تصحیح مسئلہ اولی کے اور قرار دیتو تیسرے

مسئلہ کو جو متعلق ہے میت ثالث کے ساتھ بجاے مسئلہ ثانیہ کے عمل مین گویا کہ میت اول و ثانی دونون ہوگئے
میت واحد پس میت ثالث میت ثانی ہوجاویگا پھر عمل کر تو چوتھے اور پانچوین مین ایسے ہی غیر نہایت تک یعنی
جبکہ ہوگئی تصحیح میت اول و ثانی اور ثالث کی تصحیح واحد تو ہوگئے وہ سب میت واحد تو میت رابع میت ثانی
ہو جاوے گی۔ اور ایسا ہی حال سمجھنا چاہیے کہ جبکہ ہوگئی تصحیح چار موتے کی تصحیح واحد تو ہوگئے وہ بمنزلہ میت
واحد کے اور پانچوین میت میت ثانی ہوگئی اسیطرح غیر متناہی عمل کرتا جاے۔ اور جو کہ ماتن رح نے باب مناسخہ
کے قاعدے کے بیان مین استقامت و موافقت و مباینت تین حالون کا ذکر کیا ہے لہذا شارح نے اُسکے وضع کیا
ایسے مسئلہ کو جو شامل ہے تین وارثون کو اور اعتبار کیا اُنکی موت مین ترتیب کا پس اُنمین سے میت اول کو استقامت
کی مثال قرار دی اور ثانی میت کو موافقت کی اور تیسری موت کو مباینت کی مثال قرار دی۔ اگر کہے تو کہ
ماتن رح نے اعتبار کیا تینون احوال مذکورہ کا درمیان حصہ میت ثانی کے اور درمیان تصحیح اُسکی کے پس کیون لایا مثال
موافقت کی درمیان نصیب میت ثالث کے اور درمیان تصحیح اُسکی کے اور کیون لایا مثال مباینت کی درمیان
نصیب میت رابع کے اور درمیان تصحیح اُسکی کے مطلب یہ کہ ماتن رح کو یہ چاہیے تھا کہ مطابق متن کے دو مثالین
بیان کرتا ایک مثال لاتا توافق کی درمیان نصیب میت ثانی کے اور تصحیح اُسکی کے اور دوسری مثال لاتا اُن
دونون مین مباینت کی۔ جواب دینگے ہم اسکا یہ کہ جبکہ میت اول و میت ثانی کی تصحیح واحد ہوگئی تو ہوگئے وہ دونون بمنزلہ
میت واحد کے اور میت ثالث ہوگئی میت ثانی و علی ہذا القیاس رابع اور خامس در ما بعد ان دونون کا یعنی
سادس و سابع تو اب اس صورت مین ضرورت نرہی اسکی کہ ماتن رح ہر ایک احوال کی مثال علیحدہ بیان کرتا تاکہ ہوتی
اُس مین میت ثانی حقیقۃً ثانی ہم تقریر جواب سے یہ ظاہر ہوا کہ مثال مذکورہ مین ہے مگر واسطے میت ثانی کے باوجود
اسکے کہ مصنف رح نے کہا فان مات ثالث و رابع پس اسصورت مین ضرور تہا کہ مصنف رح میت ثالث اور رابع کی بہی مثال بیان
کرتا اسکے جواب مین شارح رح نے کہا کہ مصنف رح اُن وارثون کی موت مین رعایت ترتیب سے مستغنی ہوگیا وارد کرنے
مثال علیحدہ سے واسطے میت ثالث اور رابع کے یعنی بوجہ لانے کلمہ ثم کے جو مفید ترتیب ہی۔ اب اسجگہ اگر کہا
جاوے کہ تعدد مناسخہ کا کبھی ہوتا ہے بصورت ہونے تعاقب موت وارثون کے میت اول سے وارثون دوسرے
سے یعنے بایں طور کہ مرے وارث میت اول کا اور پھر مرے وارث دوسرا اُسی میت اول کا۔ اور کبھی ہوتا ہے
تعدد مناسخہ کا اسطور پر کہ مرے وارث میت اول کا اور وہ چھوڑے وارث اور پھر مرے کوئی وارث اُس میت
کے وارثون مین سے جیسے کہ مثال مذکورہ متن مین ہے از وج زوجہ اور ماں باپ چھوڑ کر اور پھر اسطور سے کہ ذکر کیا

اسکا پہر مری وہ عورت وارثون کو چہوڑ کر مانند اولاد کے یا اخوات کے یا سوا ان دونون کے بہی قبل تقسیم ترکہ کے
پس کیا حال ہوگا یعنی کیا عمل کیا جاویگا اسجگہہ یعنی صورت ثانیہ مین لکہینگے ہم کہ عمل اسکا بقیاس اسکے ہی جو مذکور
ہوا کتاب مین اسواسطے کہ تعداد مناسخات کا مرتبہ واحدہ مین ہو توریث سے یا مراتب متعددہ مین ہو عمل مین
کچہ فرق نہین پس بہر صورت عمل مناسخہ کا جو ماتن نے ذکر کیا مقصود کے لیے کافی اور وافی ہے اب یہ کہا جاے
کیسے صحیح ہوا ماتن کا ذکر کرنا مثال کا پہلے بیان کرنے قاعدہ مناسخہ کے جواب دینگے ہم اسکا یہ مثال مذکورہ
اسکی ہے کہ ہونا بعض حصونکا میراث پہلے تقسیم ہونے ترکہ کے لہذا مثال کو ماتن نے مقدم کیا اور پہر ذکر کیا قاعدہ
کہ جس سے احکام متعلقہ اُس مثال کے مستخرج ہوتے ہین انتہی ف صاحب مختار لکہتے ہین وہذا علم اجمل
فالفضل یعنے یہ جو مذکور ہوا علم ہے عمل کرنیکا سو اسمین غفلت نہ کیجیو مطلب کہ مناسخہ کرنا آسان نہین ہے اسمین
ہوشیاری و بیداری لازم ہے اسواسطے کہ دقیق ہے تامل و فکر کی اسمین حاجت بہت ہی کذا فی الطحطاوی۔
اور طریقہ لکہنے فرائض کا یہ ہے کہ میت کا مد کہینچکے اُسکے اوپر بیچ مین نام میت کا لکہتے ہین اور ذوی الفروض کو
مقدم لکہتے ہین اور بعد اسکے عصبات کو اسواسطے کہ پہلے ذوی الفروض کو دیکر جو بچے سو عصبات کو پہونچتا ہے
اور ذوی الفروض مین زوجین کو مقدم لکہتے ہین اسواسطے کہ صورت رد مین اُنکو پہلے دیکر باقی مین رد ہوتا ہے
اور لفظ مسئلہ کا سرے پر مد میت کے لکہکر اُسپر عدد لکہتے ہین اور نیچے ہر وارث کے عدد سہام کا تحریر کرتے ہین
اور قریب منتہاے مد میت کے لفظ فی یدہ لکہکے بعد اُسکے عدد ما فی الید لکہدیتے ہین اور اگر ما فی الید اور مسئلہ مین
تباین ہو تو لفظ تباین لکہدیتے ہین اور اگر توافق ہو تو لفظ بالنصف یا بالربع یا بالثلث وغیرہ فیما بین لکہدیتے
ہین اور جب ضرب سے تغیر ہوتا ہے تو ایک لکیر عدد مسئلہ کے اوپر اور عدد سہام وارث کے تلے کہینچکے عدد حاصل کو
لکہدیتے ہین اور جو شخص اُن وارثون مین مرے اُسکے تلے ایک لکیر بصورت قوس کے کردیتے ہین اور پہر اُسکے
بہی مد کہینچتے ہین الخ اور بعد تمام ہونے بطون کے مد الاحیاء کہینچ کے اُسکے تلے نام اُن اشخاص کے جنکے
مرنے کا ذکر نہوا ہو لکہکے جو کچہ ہر ایک کو جمیع بطون سے ملا ہو جمع کرکے نیچے اسکے نام کے لکہدیتے ہین بعد اسکے
جمیع رقوم زیر الاحیاء کو جمع کرکے المبلغ کی مد اوپر مد الاحیاء کہینچکے اُسکے تلے تحریر کرتے ہین اگر عدد زیر مبلغ اور
مسئلہ میت اول مطابق ہون تو فرائض صحیح ہے ورنہ غلط ہے صحیح کرے ف چونکہ فرائض مین مناسخہ کا عمل دقیق
و دشوار ہے لہذا بنظر توضیح مقام و فائدہ عام اہل اسلام قاعدہ تفصیلی مناسخہ کا لکہا جاتا ہے پس بنظر اسکے کہ
حضرت مؤلف نے مناسخہ کی مثال جامع و کامل بیان کی ہے لہذا اسی مثال کے ہر ایک بطن کی توضیح و تشریح

بموجب اصول کتاب لکھی جاتی ہے تاکہ اس مثال کو بخوبی سمجھ لینے سے مناسخہ کا طلبا و شائقین کے عمل مین آجائے اور وہ یہہ ہے کہ ایک عورت زوج اور بنت چھوڑ کر مرگئی بہنده صورة

میت — مسئلہ من ۴ بالرد تصحیح من ۱۶ — ۱۶

زوج زید ۱	بنت کریمہ ۳	عظیم ام حکیمہ ۲

شرح اسکی یہہ ہے کہ یہ مسئلہ بارہ سے ہے اور تصحیح اسکی بقاعدہ رد سولہ سے ہوگی بوجہ جمع ہونے نصف اور ربع اور سدس کے بارہ مین سے تین سہم زوج کے اور چھہ بنت کے اور دو مان کے ایک باقی رہتا ہے لہذا مسائل رد یہ کے اصول پر جو لحاظ کیا گیا تو اس مسئلہ مین من لا یرد علیہ یعنی زوج دو جنسون من یرد علیہ کے ساتھ یعنی بنت اور ام کے ساتھ جمع ہوا پس اس صورت مین زوج کا حصہ اقل مخارج فرض یعنی چار سے دیا اور مسئلہ من یرد علیہ بھی چار ہے اواسطے کہ اگر ربع سے قطع نظر کیجاوے تو مسئلہ چھہ سے ہے نصف اسکا تین بنت کا حصہ فرضی ہے اور سدس اسکا یعنی ایک مان کا حصہ ہے تو من یرد علیہ کا مسئلہ چار ہوا زوج کے حصہ دینے کے بعد تین باقی رہے وہ من یرد علیہ کے مسئلہ پر مستقیم نہین تو من یرد علیہ کے مسئلہ یعنی چار کے ضرب کرنیکی حاجت پڑی من لا یرد علیہ کے فرض کے مخرج مین اور وہ مخرج بھی چار ہے تو چار کو چار مین ضرب کرنے سے سولہ ہوئے پس زوج کا حصہ چار مین سے ایک تھا جب اسکو من یرد علیہ یعنی چار مین ضرب کیا تو چار ہی ہوئے اور من یرد علیہ کا حصہ مخرج فرض کے باقی مین ضرب کیا گیا تو چار مین سے مان کا حصہ ایک تھا جب اسکو تین مین جو باقی ہین مخرج سے ضرب کیا تو تین ہی حاصل ہوئے اسی طرح بنت کا حصہ تین تھا جب اسکو تین مین ضرب کیا تو نو ہوئے اور سولہ سے تصحیح کامل ہوگئی۔ اور میت دوم کی یہ صورت ہے۔

مافی الید ۴	مماثلت استقامت	زید میت دوم	مسئلہ من ۴ ۱۶
اب عمرو ۲ ۲ ۱۶		ام رحیمہ ۱ ۸	زوجہ حلیمہ ۱ ۸

اسکی شرح یہہ ہے کہ اب ہمنے اس مسئلہ ثانی کی تصحیح کرنی چاہی تو زوج کے مافی الید چار ہے اسکی تصحیح ہوگئی یعنی ایک زوجہ کو اور ایک ام کو اور دو اب کو پہونچ گئے لہذا دیگر عمل کی ضرورت نہ پڑی اب کریمہ نے قبل تقسیم ترکہ وفات پائی اور ایک بنت اور دو ابن اور ایک جدہ وارث چھوڑے

مافی الید ۹	مبہما توافق بالثلث	میت سوم	کریمہ	بطن
جدہ عظیمہ	ابن عبداللہ		ابن عبداللہ	بنت رقیہ

اس تیسرے بطن کی یہ شرح ہے کہ تصحیح اس مسئلہ کی چھ سے ہوئی اور مافی الید ۹ ہین اور نوا ور چھ مین توافق بالثلث ہی تو چھ کے ثلث یعنی دو کو ضرب کیا جمیع تصحیح یعنی سولہ مین حاصل ضرب ہوے ۳۲ اور پہر اسی دو کو ضرب کیا میت اعلی کے جملہ وارثون کے سہام مین جو سولہ سے ملے تھے سو میت اعلی کی مان کے تین سہم تھے سولہ مین سے جب انکو دو مین ضرب کیا اٹھ حاصل ہوے تو یہ زوج کا حصہ ہوا اور اس اٹھ کی تقسیم زوج کے وارثون پہ بہی مستقیم ہے یعنی زوج کے دو سہم اور اسکے باپ کے چار سہم اور اسکی مان کے دو سہم مجموع اٹھ ہوے اب مافی الید کے وفق یعنی تین کو میت ثانی کے وارثون کے سہام مین ضرب کیا ابن بنت رقیہ کا ایک سہم تھا ضرب کرنے سے تین ہوگئے اسیطرح جدہ عظیمہ کا ایک تھا تین ہوگئے اور دونون ابن کے دو دو کے چھ ہوگئے اور یہان تک ۳۲ بطن ہوگئے۔ اب جدہ عظیمہ نے زوج اور دو اخ چھوڑکر قبل از تقسیم ترکہ وفات پائی بہذالصورۃ

مافی الید ۹	تباین	میت چہارم عظیمہ	بطن المسئلہ ۴
اخ عبدالکریم		اخ عبدالرحیم	زوج عبدالرحمن
۱/۹		۱/۹	۲/۱۸

اس بطن کی شرح یہ ہے کہ اس مسئلہ کی تصحیح چار سے ہے اسواسطے کہ زوج کا حصہ نصف ہی تو اصل مسئلہ دو سے ہوا نصف تھا ایک زوج کو دیا باقی رہا ایک وہ دو بھائیون پہ منکسر ہو مباینت کیوجہ سے تو بھائیون کے دو رؤس کو اصل مسئلہ یعنی ۲ مین ضرب کیا حاصل ہوے چار انمین سے نصف یعنی دو زوج کو ملے اور بھائی کو ایک ایک سہم ملا۔ جدہ عظیمہ کے مافی الید ۹ ہین اور نوا ور چار مین تباین ہے تو ہمنے اس صورت مین کل تصحیح مسئلہ یعنے چار کو تصحیح اول یعنے ۳۲ مین ضرب کیا حاصل ہوے ایک سو اٹھائیس تو جسکا حصہ ۳۲ مین تھا وہ ضرب کیا گیا چار مین پس بنت رقیہ کے تین سہم کے ۱۲ ہوگئے اور دونو ابن کے چھ چھ کے چوبیس چوبیس ہوگئے اور جد حلیمہ کے دو کے آٹھ ہوگئے اور باپ عمرو کے چار کے سولہ ہوگئے۔ اور جو تھے بطن مین جنکا حصہ چار مین سے تھا وہ مافی الید یعنی ۹ مین ضرب کیا تو زوج کے دو کے ۱۸ ہوگئے اور دونون اخ کے ایک ایک کے نو نو ہوگئے اور ایک سو اٹھائیس سے تقسیم تمام ہوگئی۔

الاحد　　　　　المبلغ ۳۶

حلیمہ　رحمہ　عمرو　رقیبہ　خالد　عبداللہ　عبدالرحمن　عبدالکریم　عبدالرحیم

ف اگر مسئلہ ثانی اور مافی الید مین تداخل ہو تو اُسکی دو صورتین ہین اگر مسئلہ کثیر ہو تو اُسکا حکم توافق کا سا ہے یعنی بموجب قاعدہ توافق عمل کرنا چاہیے اور اگر مافی الید کثیر ہو مسئلہ سے تو صورت استقامت کی ہے یعنی وہ مافی الید اُس مسئلہ پر صحیح تقسیم ہو جاویگا بہذہ الصورۃ

مسئلہ ۲ میت　　زوجہ ہندہ　　اخ عمرو

میت مسئلہ　　عمرو میت　　مافی الید ۳

ام سلمی　　اخ لام بکر　　اخ لاب خالد

میت مسئلہ　　خالد　　مافی الید ۴

ابن ولید　　ابن سعید

الاحد　　　　المبلغ ۸

ہندہ　سلمی　بکر　ولید　سعید

شرح اس مثال کی یہ ہے کہ عمرو کے مافی الید یعنی تین سے مسئلہ اُسکا یعنی چھہ کثیر ہے لہذا حکم توافق جاری کیا اور وفق چھہ یعنی دو کو مسئلہ میت اعلیٰ اور اُسکے وارثون کے سہام مین ضرب کیا پس مسئلہ میت اعلیٰ آٹھہ ہو گیا اور ہندہ کے سہام دو اور سہام وارثان عمرو کو وفق تین یعنی ایک مین ضرب کیا پس جو تھے وہی رہے اور مافی الید خالد کا یعنی چار اُسکے مسئلہ سے یعنی دو سے کثیر ہے لہذا اُسکے وارثون پر صحیح بٹ گیا ف اور اگر وارثون مین وہ وارث موجود ہو جو دونون میت سے میراث پاتا ہے تو اُسکے حصہ کو اول سے ضرب کر تو ثانی مین اگر مباینت ہو یا اُسکے وفق مین اگر موافقت ہو مثلاً ایک شخص مرا ایک بیٹا چھوڑکر ایک عورت سے اور تین بنت چھوڑکر دوسری عورت سے پھر ایک بنت مرگئی دو سگی بہنین اور ایک سوتیلا بھائی چھوڑکر تو پہلا مسئلہ پانچ سے ہے اور دوسرا تین سے اور میت ثانی کے ہاتھ مین ایک ہے اور ایک مین اور تین مین مباینت ہے تو تین کو پانچ مین ضرب کیا حاصل ہوے ۱۵ تو ہر راس کا اول سے ایک سہم ہے اُسکو مسئلہ ثانیہ مین ضرب کیا یعنی تین مین تو تین ہی حاصل ہوے اور دو سگی بہنون کے دو سہم تھے اُنکو ایک مین ضرب کیا یعنی مافی الید مین تو دو ہی حاصل ہوے اور بھائی کا ایک سہم تھا اُسکو ایک مین ضرب کیا تو ایک ہی حاصل ہوا اور ضرب کر تو وارث مذکور کے حصہ کو ثانی سے میت ثانی کے مافی الید مین اگر مباینت ہو یا اُسکے وفق مین اگر موافقت ہو اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص مر گیا زوجہ اور بنت اور اب چھوڑکر پھر بنت مرگئی

پھر اور جبکہ چھوڑ کر دادا اسکی ماں اور دادا میت اول کے بھی وارث ہین تو میت اول کی تصحیح ۲۴ سے ہے
ہے کہ تین ملا ہی سدس سے تو باپ سدس کا وارث ہوگا فرض کی راہ سے اور باقی کا وارث ہوگا عصوبت
ہو ہے تو بنت کے بارہ سہم اور زوجہ کے تین سہم اور باپ کے ۹ سہم پھر جبکہ بنت مرگئی اپنی ماں اور جد کو چھوڑ کر
تو اسکے مسئلہ ہوگا تین سے اور اسکے مافی الید بارہ سہم ہین اور بارہ اور تین مین موافقت بالثلث ہی تو ایک
تصحیح کا وفق ہے ۴ مین سے ضرب کر تو ۲۴ ہی حاصل ہون گے تو جسکا حصہ مسئلہ اولی مین ہے وہ اپنا حصہ
ایک مین ضرب کرے جو وفق تصحیح ہے اور جسکا حصہ کہ مسئلہ ثانیہ مین ہے وہ اپنا حصہ لیگا چار مین ضرب کرکے
جو ہے کہ چار وفق ہے میت ثانی کے مافی الید کا یعنی بارہ کا تو مسئلہ اولی مین زوجہ کے تین تھے انکو ایک
مین ضرب کیا تین ہی حاصل ہوے اور باپ کے نو تھے انکو بھی ایک مین ضرب کیا تو نو ہی حاصل ہوے اور مسئلہ
ثانی مین ماں کا ایک سہم تھا منجملہ تین سہم کے اسکو چار مین ضرب کیا چار حاصل ہوے اور دادا کے دو سہم
تھے تین سے انکو چار مین ضرب کیا آٹھ حاصل ہوے تو پاپ کا حصہ ٹہیرا پس جد کا حصہ دونون میت سے سترہ
ہوا اور ماں کا سات اور دونون ملکر ۲۴ ہوے کذا فی الطحطاوی ف مناسخہ مین وقت عمل کے اسکا لحاظ
ہے جب میت دوسرا وارث مرے قبل تقسیم ترکہ سے پیشتر تو اسکو مسئلہ ثانیہ کے مقام پر اور جو مبلغ کہ اسکے پہلے حاصل ہو چکا
ہے اسکو مسئلہ اولی کے مقام پر قائم کرتا جا مراتب غیر متناہی تک یعنی ثالث کی موت قبل القسمت سے جو مبلغ کہ
تصحیح مسئلہ اولی و ثانیہ سے حاصل ہوا ہے وہ بجاے تصحیح مسئلہ اولی کے ہوگا اور مسئلہ تیسرا جو میت تیسری سے متعلق
ہے بجاے تصحیح مسئلہ ثانیہ کے ہوگا عمل مین گویا کہ میت اول اور ثانی ایک ہی میت ہوگئی اسی طرح تیسری
ہو گئی چوتھی مین الی غیر النہایۃ عمل کرتا جاے اسواسطے کہ جب میت اول اور دوسری اور تیسری کی ایک ہی
تصحیح ہو گئی تو تینون مرے ایک ہو گئے پس میت رابع ثالث ٹہیر گیا اور اسی طرح جب اموات اربعہ کی تصحیح ایک ہو گئی
تو چارون مرے میت رابع ٹہیر گئے تو میت خامس میت ثانی ٹہیر اور علی ہذا القیاس الی مالانہایۃ ہی - باب
ذوی الارحام یہ باب ہے ذوی الارحام کی توریث کے بیان مین قولہ وذوالرحم اور صاحب رحم کا
لفظ ذو رحم لغت مین بمعنی صاحب قرابت کے ہے مطلقاً ف یعنی عام ہے کہ صاحب فرض ہو یا عصبہ ہو
یا ہو ہے سے کہ میت اسکی طرف منسوب ہو یا وہ منسوب ہو طرف میت کے یا اصول میت کذا فی
[illegible] قرابت من جہۃ الولاد ہو یا نہو جیسا کہ طحطاوی وغیرہ شرح سراجی مین مصرح ہے - اور
[illegible] ہو کہ رحم اصل مین منبت ہی ولد کا اور اسکا ظرف ہی پھر قرابت اور وصلت یعنی اتصال مین

جہتہ الولاد کا ذو رحم نام رکھا گیا اسواسطے کہ رحم قرابت کا سبب ہی اور شرع شریف مین ذو رحم یہ معنی
ہین ھو کل قریب لیس بذی سہم اور ذو رحم ہر ایک وہ قرابت والا ہے کہ جو ذی فرض نہو ش یعنی انمین
سے جنکا حصہ قرآن مجید یا حدیث شریف یا اجماع امت سے معین و مقرر ہوا ہے ولا عصبۃ اور نہ عصبہ ہو
ش یعنی انہین سے بھی نہو جو بحالت منفرد ہونے کے سب مال میت کا لیوے ف اسوقت مین ذو رحم وارثون
کی تیسری قسم ٹھیر ا پس قول ماتن رح کا کل قریب بمنزلہ جنس کے کہ ذوی الفروض وعصبات دونونکو شامل
ہے اور ما بعد مانند فصل کے ہے کذا قال الفاضل البہشتی بعض شارحین لکھتے ہین کہ اس تعریف مین نظر ہے
اسواسطے کہ محروم مانند بھائی قاتل اور رقیق کے نہ ذی سہم ہے اور نہ عصبہ ہی پس چاہیے تھا کہ ذوی الارحام
ہونے کی جہت سے وہ میراث پاتا حال یہ کہ خلاف اسکے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ قریب سے وارث قریب مراد
اور محروم نہین وارث ہی کذا فی تنویر السراج ملتقطا انتہی اب حضرت شارح فرماتے ہین کہ ظاہر یہ ہے کہ کہا جائے
ذو الرحم ہو کذا یعنی بغیر واو کے بوجہ نہ مذکور ہونے معطوف علیہ کے ظاہرا اور ماتن رح نے کہا و ذو الرحم و او
کے ساتھ پس صحت الحاق واو کی توجیہ یہ ہے کہ عطف اسکا جملہ سابقہ پر ہے یعنی ہذا باب فی الرحم و ذو الرحم ہو کذا
تو اس صورت مین ضرورت وحاجت نہی طرف اس تاویل وتکلف کے جو ذکر کی گئی وہ یہ ہی کہ مصنف جب فرغانہ
سے بخارا مین پہونچا تو وہان ایک رسالہ علم فرائض مین دو ورق مین مرتب پایا کہ وہ منسوب تھا طرف قاضی
امام علاؤ الدین سمرقندی رح کے پس حضرت مصنف نے اسکو پسند کیا اور کتاب سراجی انکی شرح لکھنی شروع
کی تو اسمین حضرت قاضی ممدوح نے وارثون کی تین قسمین قرار دی تھین پس شروع کیا اصحاب فرائض کے پھر عطف
کیا اسپر بعصبتہ کا پھر عطف کیا ذوالرحم کا پس کہا و ذو الرحم الخ واو عاطفہ کے ساتھ یعنی اور وہ ذو رحم ہر قرابت
والا ہے کہ جو نہ ذی فرض ہو اور نہ عصبہ ہو پس ہر گاہ کہ صاحب کتاب پہونچا اس مقام پر تو اسنے ثابت رکھا
اس واو کو شرح مین باوجود شروع کرنے اسکے کے کلام کو ساتھ باب کے اور نہ مخفی ہو تجھپر یہ واہمہ کہ یہ تکلف
بار داور رکیک ہی کیونکہ تاویل مذکور مقتضی ہے وجود واو کی ہونیکو جیسے کہ اس رسالہ فرائض کی عبارت مین
ہین باوجود معدوم ہونے دوسرے واو کے اکثر نسخون مین اس کتاب کے اور حال یہ کہ تحقیق ایک پہلا واو
ہی معدوم ہے اکثر نسخون مین جیسا کہ اولی یہی ہے وکانت عامۃ الصحابۃ یرون توریث ذوی الارحام وبہ
قال اصحابنا رحمہم اللہ اور اکثر صحابہ قائل ہوئے ہین ذوی الارحام کے وارث کے اور یہی کہا ہمارے اصحاب
حنفیہ نے رحمت کرے اللہ انپر ش یعنی اکثر صحابہ کرام مانند سیدنا عمر و سیدنا علی و ابن مسعود و سیدنا

ابو عبیدہ بن جراح وسیدنا معاذ بن جبل رض وسیدنا ابو الدرداء رض وسیدنا ابن عباس رض بروایت مشہورہ وغیرہم جو اونکے
بعد ہوئے ہین تابعین مین سے ہین مانند حضرت علقمہ رح وحضرت ابراہیم رح وسیدنا شریح وسیدنا حسن بصری و
سیدنا ابن سیرین وسیدنا عطاء رح وسیدنا مجاہد رح سب توریث ذوی الارحام کے قائل ہین اور یہی قول ہی ابو حنیفہ
وابو یوسف رح ومحمد رح وزفر رح اور انکے متابعین کا وقال زید بن ثابت رض لا میراث لذوی الارحام ویوضع المال فی
بیت المال وبہ قال مالک رح والشافعی رح کہا زید بن ثابت رض نے کہ نہین ہی میراث واسطے ذوی الارحام کے اور
رکھا جاویگا مال بیت المال مین اور یہی کہا مالک رح وشافعی رح نے مثل یعنے زید بن ثابت رض اور ابن عباس رض
نے بروایت شاذہ کہا کہ ذوی الارحام کو میراث نہین ملیگی اور متروکہ بیت المال مین رکھا جاویگا بحالت نہونے
صاحب فرائض وعصبات کے اور اس باب مین متابعت کی ان دونون کی تابعین مین سے سعید بن المسیب رح
وسعید بن جبیر نے اور یہی مذہب ہی مالک رح وشافعی رح کا اب معلوم کرنا چاہیے کہ ذوی الارحام کی توریث کی
نفی کرنے والون کی دلیل ہے کہ حقتعالی نے آیات مواریث مین ذوی الفروض وعصبات کے حقوق کا ذکر
فرمایا اور ذوی الارحام کا کچھ ذکر نہین کیا اگر انکا کچھ حق ہوتا تو البتہ بیان ہوتا وما کان ربک نسیا دوسرے
یہ کہ جب سوال ہوا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عمہ اور خالہ کی میراث مین پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خبر دی مجکو جبریل
نے ان دونون کیواسطے کچھ نہین ہے اور ہم حنفیہ کی دلیل قول حقتعالی ہے واولوا الارحام بعضہم اولی
ببعض فی کتاب اللہ یعنی قرابت والون مین سے بعض اولی بالمیراث ہین بعض سے کتاب اللہ مین اسواسطے
کہ بعضے کے مذکور ہوچکے ہین کہ بعض انکے اولی ہین میراث مین بعض سے اُس چیز مین کہ لکھدیا ہے حقتعالی نے
اور حکم کیا ہے انکے ساتھ اسواسطے کہ اس آیت نے منسوخ کر دیا توارث موالات ومواخات کو جیسا کہ تھا ابتداء
ہجرت مین زمانہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ مین مابین فقراء مہاجرین وانصار اغنیاء کے توارث
بسبب موالات ومواخات کے تھا پس جو کچھ کہ اُس زمانہ مین حق موالات اور مواخات کو تھا وہ ذوی الارحام
کیطرف مصروف ہوگیا اور جو کچھ کہ ارث مولا موالات سے باقی رہا وہ ہمارے نزدیک مؤخر ہوا توریث ذوی
الارحام سے جیسا کہ تو سابق آگاہ ہوچکا ہے اس تحقیق پر پس تحقیق کہ بیان فرمایا حقتعالی نے ذوی الارحام
کی میراث کو بغیر تفصیل کرنے درمیان اُس ذی رحم کے کہ واسطے اُسکے فرض ہو یا تعصیب اور درمیان اُس
کے کہ نہو واسطے اسکے کچھ اون دونون مین سے پس اس آیت سے بالعموم ذوی الارحام کی میراث
ثابت ہوئی تو توریث مین اُن سب کی تفصیل کی کچھ ضرورت نہی - اور یہی مروی ہوا کہ ایک رجل

نے تیر پھینکا طرف سہل بن حنیف کے اور وہ اُس سے مقتول ہوئے اور نہ تھا اُنکا کوئی وارث بجز اُنکی خالہ کے
پس لکھا حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضؓ نے اس باب مین سیدنا عمر رضؓ کو آپ نے جواب مین فرمایا کہ رسول مقبول صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ و رسول مولی اُسکا ہے جسکا کوئی مولا نہو م یعنی اللہ و رسول مددگار اُسکا ہے
جسکا کوئی مددگار نہو اور خال وارث اُسکا ہے جسکا کوئی وارث نہو۔ اسجگہہ یہ کہا جاوے کہ مقصود اس قسم کے کلام
سے نفی ہے نہ اثبات جیسیکہ قول اہل عرب کا ہے کہ صبر حیلہ ہے اُسکے لیے جسکے لیے کوئی حیلہ نہین اور حالت
ہے کہ صبر حیلہ نہین ہے پس معنی اس قول کے کہ خال وارث ہی اُسکا جسکا کوئی وارث نہین یہ ہین کہ خال
نہین وارث ہی لکھینگے ہم اسکے جواب مین یہ شرح اس حدیث کا یعنی امر و رسول مولی اُسکا ہی اس معنی پر
کو صحیح انکار کرتا ہے بلکہ یون لکھینگے ہم ھم یعنی بطور جواب ثانی اسباب مین کہ بیان شرع شریف کا لفظ اثبات
کے ساتھ ہو اور ارادہ کیجاوے اس سے نفی یہ امر منجر بالتباس ہوتا ہے پس یہ امر غیر جائز ہے صاحب شریعت
سے جو کھولنے والا شک و شبہ کا ہی اور بہی یہ روایت دلیل ہے کہ جب وفات پائی ثابت بن حداح نے تو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے لقیس بن عاصم رضؓ سے فرمایا کہ تم مین سے کوئی جانتا ہے کہ کوئی صاحب نسب متوفی کا
تم مین ہے اُنہون نے عرض کیا کہ وہ تھا ہم مین مسافر اور ہم نہین جانتے اُسکا کوئی وارث مگر اُسکی بہن کا بیٹا
کہ وہ ابو لبابہ بن عبد المنذر ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ میراث اُسکو دیدی اب معلوم کرنا چاہیے
کہ ہم حنفیہ نے جو روایت کیا موافق قرآن مجید کے اور شافعیہ نے مخالف تو تقریر موافقت و مطابقت درمیان
دونون روایتون کے یہ ہے کہ یا روایت شافعیہ حمل کیجاوے پہلے نازل ہونے آیتہ کریمہ کے یا حمل کیجاوے اُسپر کہ
عمہ و خالہ دونون نہین وارث ہوتین عصبہ اور ذوی الفروض کے ساتھ جو رد کیا جاوے اُسپر کیونکہ رد ذوی الفروض
پر مقدم ہے توریث ذوی الارحام پر اگرچہ ہون وہ ذوی الارحام کہ وارث ہوتے ہین من لا یرد علیہ کے ساتھ
مانند زوجین کے وذو و الارحام اصناف اربعۃ الصنف الاول ینتمی الی المیت وھم اولاد البنات واولاد
بنات الابن اور ذوی الارحام کی چار قسمین ہین قسم پہلی وہ ہے جو منسوب ہو میت کیطرف اور وہ اولاد بنات کی
ہی اور بنات الابن کی اولاد ہی **ش** یعنی قسم اول وہ ہی جو منسوب ہو میت کیطرف اور وہ بنات کی اولاد ہی اگرچہ
وہ اولاد سافل ہو اور خواہ وہ مذکر ہون خواہ مؤنث ہون اور ایسے ہی پوتیون کی اولاد یعنی اگرچہ وہ سافل ہو
اور خواہ وہ مذکر ہو خواہ مؤنث ہو **ف** مثلاً بنت البنت ہو یا بنت بنت البنت ہو۔ یا ابن بنت البنت ہو یہ سب
ذوی الارحام کی قسم اول ہین پس انکی موجودگی مین تینون قسمون باقی کو میراث نہین ملیگی اسواسطے کہ جزو

بیان صنف اول

مقدم ہے اصل پر عصبات کے مانند اور جزء میت کا عبارت ہے بنات کی اولاد سے اور بنات الابن کی اولاد سے خواہ مرد ہون یا عورت اگرچہ وہ بچند درجہ سافل ہون مثلاً اگر میت کی ناتن یا پرناتن ہوگی اور نانا اور نانی ہوگی تو ناتن یا پرناتن کو میراث ملیگی اور نانی کو کچھ نملیگا انتہیٰ والصنف الثانی ینتمی الیہم المیت وہم الاجداد الساقطون والجدات الساقطات اور دوسری قسم وہ ہے کہ میت انکی طرف منسوب ہو اور وہ اجداد فاسد اور جدات فاسدہ ہین

ش یعنے دوسری قسم ذوی الارحام کی اجداد فاسد ہین اگرچہ وہ اونچے ہون مانند اب الام میت کے یعنی میت کے نانا کے اور مانند اب الاب ام میت کے یعنی میت کی مان کے دادا کے اسیطرح جدات فاسدات اگرچہ وہ اونچی ہون مانند ام اب ام میت کے اور ام ام اب اب میت کے ف اصول مین جو ذوی الفروض وعصبات نہین ہین وہ دوسری قسم ذوی الارحام کی ہین اور انکو وصف سقوط کے ساتھ اسواسطے مقید کیا کہ وہ بحالت ہونے ذوی الفروض وعصبات کے ساقط ہوجاتے ہین ف جد فاسد وہ ہے جو قرابت رکھے بواسطہ عورت کے جیسے نانا اور نانا کے باپ۔ اور جدہ فاسدہ وہ ہے جسکی نسبت مین میت کیطرف جد فاسد داخل ہو جیسے میت کے نانا کی مان یا نانا کی نانی پس اس قسم مین بھی الاقرب فالاقرب مقدم ہے قسم اول کے مانند مطلقاً یعنی خواہ اقرب باپ کی جہت سے ہو خواہ مان کی جہت سے کذا فی الطحطاوی والصنف الثالث ینتمی الی ابوی المیت وہم اولاد الاخوات وبنات الاخوۃ وبنو الاخوۃ لام اور تیسری قسم مین وہ لوگ ہین جو میت کے مان باپکیطرف منسوب ہوتے ہین اور وہ بہنون کی اولاد ہے اور بھائیون کی بیٹیان ہین اور اخیافی بھائیون کی اولاد ہے ش تیسری قسم ذوی الارحام کی بہنون کی اولاد ہے اگرچہ وہ بہنین سافل ہون برابر ہے کہ وہ اولاد ذکور ہون یا اناث کے اور برابر ہے کہ وہ اخوات عینی ہون یا علاتی یا اخیافی اور بھائیون کی بنات ہین اگرچہ وہ سافل ہون برابر ہے کہ وہ بھائی عینی ہون یا علاتی یا اخیافی اور اخیافی بھائیون کے ابنا ہین اگرچہ وہ سافل ہون اور ماتن نے جو دو مثالون سابق مین اخوات اور اخوہ کو مطلقاً تعبیر کیا یعنی ان دونون مین عینی وعلاتی کی قید نہین لگائی پس یہ اطلاق اسواسطے ہے کہ تا شامل ہوجاوین ان دونون مین جمیع اقسام ان دونونکے اور بنو الاخوۃ مین جو لام کی قید لگائی یہ اسواسطے کہ بنی الاخوہ عینی اور علاتی عصبات سے ہین اسیواسطے ماتن کو سمجھ عبارت مین اختصار غیر ممکن ہوا اگر یون کہتا اولاد الاخوۃ جیسیکہ اول مین کہا وہم اولاد الاخوات ف خلاصہ یہ کہ دو قسمون مذکورہ کے بعد میت کے مان باپکا خون بصرح صدر مقدم ہے والصنف الرابع ینتمی الی جدی المیت او جدتیہ وہم العمات وچوتھی قسم مین وہ لوگ ہین جو منسوب ہون طرف جد میت کیا طرف دو جدہ میت کے اور وہ پھوپیان ہین ش میت کے دو جد یعنی اب الاب اور اب الام ہین یعنی

بیان صنف ثانی کا

بیان صنف ثالث کا

بیان صنف رابع کا

دادا اور نانا اور جدہ کہ وہ ام الاب یعنی دادی اور ام الام یعنی نانی ہے اور عمات سے مطلقاً عمات مراد ہین یعنی عینی
ہون یا علاتی یا اخیافی پس تحقیق کہ وہ میت کے باپ کی اخوات ہین پس اگر ہونگی وہ میت کے باپ کی اخوات
عینی یا علاتی تو وہ منسوب ہونگی طرف اب الاب یعنی دادا میت کی میت کے باپ کیجانب سے اور اگر ہونگی
وہ اخوات اب المیت کی اب المیت کی مان کی طرف سے تو وہ منسوب ہونگی طرف ام الاب یعنی جدہ میت کے
میت کے باپ کی جانب سے والاعمام لام اور اخیافی چچا ہین ش پس تحقیق کہ وہ بھائی ہین میت کے باپ کی مان کیجانب سے
پس وہ بھی منسوب ہین طرف ام الاب یعنی جدہ میت کی میت کے باپ کی مان کیجانب سے اور اعمام میں لام کی
قید کا اسواسطے اعتبار کیا کہ سگا چچا اور سوتیلا چچا عصبات مین داخل ہین والاخوال والخالات اور ماموں اور
خالائین ہین ش پس تحقیق کہ ماموں اور خالہ مان کے رشتہ دار ہین کیونکہ ماموں تو بھائی ہین میت کی
مان کے اور خالائین بہنین ہین اوسکی پس اگر مان کے سگے بھائی بہن ہین تو میت کے نانا کی طرف
منسوب ہین اور اگر مان کے اخیافی بھائی بہن ہین تو میت کی مان کیطرف منسوب ہین فهولاء وکل من
یدلی بهم ذوی الارحام پس یہ لوگ اور کل وہ جو منسوب ہون میت کیطرف انکے واسطے سے سب ذوی الارحام سے ہین
ش یعنی یہ چارون قسمین اور جو ان مذکورین کی واسطے سے منسوب ہون طرف میت کے وہ سب ذوی الارحام
سے ہین ماتن نے جو من یدلی بهم کہا اس کہنے مین وہ سب داخل وشامل ہوگئے کہ جنکی طرف ہمنے اشارہ کیا
اپنے قول وان علوا وان سفلوا سے تینون قسمون مین اور بھی شامل ہوجاوے صنف رابع کی اولاد کو لیکن
چونکہ قول ماتن کا من یدلی بهم اعلیٰ اعمام مذکورہ اور بھی عمات اور اخوال وخالات اعلیٰ کو نہین شامل ہوتا تھا
مثلاً میت کے مان باپ کے اعمام کو اور اخوال کو اور میت کے دادا کے اعمام واخوال کو باوجودیکہ یہ سب
ذوی الارحام سے ہین اسواسطے لایا مصنف اپنے قول مین من تبعیض اس امر پر آگاہ کرنیکے لئے کہ یہ جو اصناف
اربعہ اور من یدلی بهم مذکور ہوئے صرف انہین مین ذوی الارحام منحصر نہین ہین پس یہ بیان شارح کا حقیقت مین
جواب ہے سوال مقدر کا کما لایخفی۔ اور اگر بنوع تاویل وتکلف ان اعلیٰ کا بھی شامل وداخل ہونا تصور کیا جاوے
تو اسصورت مین لانا کلمہ تبعیض کا اس بنا پر ہے کہ ارادہ کیا ماتن نے یہ کہ ہر واحد مذکورین کا اور ہر واحد من یدلی
بهم کا ذوی الارحام سے ہے ف علامہ فاضل ہشتی من یدلی بهم کی شرح مین چودہ قسمین لکھتے ہین اول
بنات کی اولاد اگرچہ سافل ہو۔ دوسری پوتیون کی اولاد اگرچہ سافل ہو تیسرے اجداد ساقط جیسے نانا
اور نانا کا باپ اگرچہ عالی ہون چوتھی جدات ساقطہ جیسے نانا کی مان یا نانا کی نانی اگرچہ عالی ہو پانچوین

سگی بیٹیوں کی اولاد اگرچہ سافل ہو ساتوین اخیافی بہنوں کی اولاد اگرچہ سافل ہو چھٹے سوتیلی بہنوں کی
اولاد اگرچہ سافل ہو ساتوین اخیافی بہنوں کی اولاد اگرچہ سافل ہو آٹھوین سگے بھائیوں کی
بیٹیوں کی اولاد اگرچہ سافل ہو نوین سوتیلے بھائیوں کی بیٹیوں کی اولاد اگرچہ سافل ہو دسوین اخیافی
بھائیوں کی اولاد اگرچہ بعید ہو گیارہوین عمات اور اونکی اولاد اگرچہ بعید ہو بارہوین اخیافی چچا اور
عمتین کی اولاد اگرچہ بعید ہو تیرہوین اخوال اور اون کی اولاد اگرچہ بعید ہو چودہوین خالات اور اونکی اولاد
اگرچہ بعید ہو انتہی مخفی نرہے کہ حضرت ابوحنیفہ سے اختلاف روایت منقول ہوا ہے بیچ مقدم کرنے بعض
ان اصناف اربعہ کے بعض پر م حضرت شارح نے یہ بطور تمہید و توطیہ واسطے تصریح آئندہ قول ماتن کے
بیان کیا اور وہ یہ ہے وروی ابوسلیمان عن محمد بن الحسن رح عن ابی حنیفة ان اقرب الاصناف
الصنف الثانی وان علوا ثم الاول وان سفلوا ثم الثالث وان نزلوا ثم الرابع وان بعدوا
روایت کیا ابوسلیمانؒ نے محمد بن حسنؒ سے اور اونہون نے حضرت ابوحنیفہؒ سے یہ کہ نزدیک ترین ان
چار قسموں مین دوسری قسم ہے اگرچہ وہ عالی ہون پھر پہلی قسم ہے اگرچہ وہ سافل ہون پھر تیسری
قسم ہے اگرچہ وہ نازل ہون پھر چوتھی قسم ہے اگرچہ بعید ہون وہ ش ہرگاہ کہ بیان کیا ماتنؒ نے
اصناف اربعہ ذوی الارحام کا تو اب ارادہ کیا ماتنؒ نے کہ بیان کرے یہ کہ ان اصناف اربعہ مین میت کی
طرف اقرب بالمیراث کون ہے سو اسکی تصریح یہہ ہے کہ ان اصناف مین اقرب اصناف طرف میت کی
اور مقدم اونکا وراثت مین وہ صنف ثانی ہے اور وہ اجداد فاسدہ اور جدات فاسدہ ہین اگرچہ عالی ہون
پھر مقدم وراثت مین صنف اول ہے اگرچہ وہ سافل ہون پھر تیسری قسم ہے اگرچہ نازل ہون پھر
چوتھی قسم ہے اگرچہ بعید ہون وہ عالی ہونے اور سافل ہونے مین اور اس باب مین ابوسلیمان نے
متابعت کی عیسیٰ بن ابانؒ کی کہ اونہون نے روایت کی حضرت امام محمدؒ سے اور اونہون نے روایت کی
حضرت ابوحنیفہؒ سے وروی ابو یوسف رح والحسن بن زیاد رح عن ابی حنیفة وابن سماعة عن محمد بن الحسن عن ابی حنیفة رح
ان اقرب الاصناف الصنف الاول ثم الثانی ثم الثالث ثم الرابع کترتیب العصبات
اور روایت کیا ابویوسفؒ اور حسن بن زیاد نے حضرت ابوحنیفہؒ سے اور ابن سماعہ نے محمد بن حسن سے اور اونہون نے
حضرت ابوحنیفہؒ سے یہ کہ اقرب اصناف مین و مقدم ترین میراث مین صنف اول ہے پھر دوسری ہے
پھر تیسری ہے پھر چوتھی ہے مانند ترتیب عصبات کے ش اسواسطے کہ عصبات مین مقدم کیا جاتا ہے

میراث مین ابن پھر اب پھر جد پھر اخوہ پھر اعمام وھو الماخوذ اور یہی قول لیا گیا ہے ش یعنی حنفیہ کے نزدیک یہی قول لیا گیا ہے واسطے فتوے کے چونکہ بتصریح صدر حضرت ابو حنیفہؒ سے مختلف دو روایتین مروی ہوئی ہین اندر نیفوت درباب رفع اختلاف واثبات توافق مابین روایتین مختلفین کے مع وجہ قول مختار للفتوی حضرت عبداللہ فرائضیؒ سے منقول ہوا کہ وہ دو روایتون مختلف کی اسطور پر فرماتے ہین کہ حضرت امام محمد نے جو حضرت ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے وہ قول اول ہے اور ابو یوسفؒ نے جو روایت کی ہے حضرت ابو حنیفہؒ سے وہ قول اخیر ہے اور وجہ روایت اولی کی یہ ہے کہ بتحقیق اب الام اقوی ہے از روے سبب کے اولاد بنات سے اسواسطے کہ وہ مونث جو اب الام کے درجہ مین ہے یعنی نانی صاحبہ فرض ہے سوا اوس مونث کے کہ وہ ابن البنت یعنی نواسہ کے درجہ مین ہے کہ وہ بنت البنت یعنی نواسی ہے کہ وہ نہین ہے صاحبہ فرض بلکہ ذوی الارحام سے ہے ف اس سے واضح ہوا کہ جس درجہ مین کہ نواسہ ہے ضعیف تر ہے اوس مرتبہ سے کہ جسمین نانا ہے کیونکہ وہ مرتبہ خالی ہے صاحب فرض سے دائما بخلاف مرتبہ جد مذکور کے کہ اوسمین بتصریح صدر اوس کے درجہ مین پایا جاتا ہے صاحب فرض کہ وہ نانی ہے انتہی اور بھی یہ وجہ ہے کہ اب الام واسطہ واحد سے میت کے ساتھ متصل ہونے مین اولاد بنت کے ساتھ مساوی ہے معہذا حکم شرع شریف مین جد کو زیادہ تر قرب حاصل ہے حتی کہ فقہا نے فرمایا ہے کہ نانا سے نواسہ کا قصاص نہین لیا جاتا بخلاف نواسہ کے کہ اوس سے نانا کا قصاص لیا جاتا ہے پس نانا مقدم ہوگا اولاد بنات پر اور وجہ روایت ثانی کی جو ماخوذ ہے واسطے فتوی کے یہ ہے کہ ذوی الارحام بوجہ وارث ہوتے ہین بطریق عصبات کے اسواسطے کہ اون مین مقدم کیا جاتا ہے الاقرب فالاقرب پس ضرور ہوا کہ اون مین توریث کا اعتبار کیا جاوے عصبات کے ساتھ ہر وجہ سے اور عصبات مین ابنا میت کی اولاد کو بہمہ وجوہ تقدیم ثابت ہو چکی ہے اوپر اب الاب کے اور سب عصبات پر اگرچہ جد سے قصاص نہین لیا جاتا اور ابن الابن سے قصاص لیا جاتا ہے لہذا بقیاس اوس کے ذوی الارحام مین بنت کی اولاد مقدم کیجاویگی اب الام پر وعندهما الصنف الثالث مقدم علی الجد اب الام اور صاحبین کے نزدیک تیسری صنف مقدم ہے نانا پر ش یعنی حضرت ابو یوسفؒ و محمدؒ کے نزدیک تیسری صنف یعنی بہنون کی اولاد اور بھائیون کی بنات اور اخیافی بھائیون کے ابناء نانا پر مقدم ہین اگرچہ قیاس مذہب صاحبین کا اب الاب مین اور مقاسمہ اخوہ اور اخوات مین جبتک کہ مقاسمہ بہتر ہو واسطے جد کے

[illegible] ہے اسکو تقاضا کرتا ہے کہ صنف ثالث نہ مقدم کیجاوے اب لازم پڑا یہ اسواسطے کہ صاحبین
[illegible] محروم کہتے جبکہ اخوہ اور اخوات کے ساتھ ہین اور لصبوت مقدم کرنے کے لازم آویگا نانا کا محروم ہونا
[illegible] مرتبہ مین ہے انتہی اور حضرت ابو حنیفہ نے ذوی الارحام مین حکم کیا ہے بقیاس مذہب اپنے کے جو
عصبات مین ہے اسواسطے اسجگہہ مقدم کیا نانا کو جو کہ اب کے درجہ مین ہے میت کے باپ کی اولاد پر
[illegible] نہین وارث ہون گے نانا کے ساتھ مین جیسے کہ امام کے قول اخیر مین اولاد میت کی مقدم ہے
[illegible] ہے مذہب امام سے کہ جو اونکا مذہب عصبات مین ہے اسواسطے کہ اوس جگہہ یعنی عصبات
[illegible] مقدم تھا باپ پر اسکو ذکر کیا بعض شارحین نے کہ بعض نسخون مین صاحبین کے مذہب کے
بیان [illegible] یہ عبارت مذکور ہوئی ہے لان عندھما کل واحد منھم اولی من فرعہ وفرعہ وان سفل
[illegible] من اصلہ اسواسطے کہ صاحبین کے نزدیک ہر واحد انمین سے اولی ہے فرع اپنی سے اور فرع
[illegible] ہو اولی ہے اصل اپنی سے ش حضرت شارح فرماتے ہین اور کہا بعض شارحین نے
[illegible] عبارت سے کچھ معنی نہین حاصل ہوتی پس یہ قول ملحقات بعض طلباء قاصرین فہم سے ہے نہ
[illegible] ہے اسیواسطے پرانے نسخون مین یہ عبارت پائی نہین گئی ف اکابر علما لکھتے ہین کہ حضرت
[illegible] سے دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہے کہ نانا مقدم ہے نواسہ اور نواسی پر لیکن یہ روایت
مشہور نہین ہے اور نہ اسپر فتویٰ ہے اور دوسری مشہور روایت یہ ہے کہ نواسہ اور نواسی نانا پر مقدم ہے
[illegible] بھتیجون پر اور اسی روایت پر فتویٰ ہے اور صاحبین کے نزدیک بھانجے
[illegible] بھتیجیان نانا پر مقدم ہین اور امام کا مذہب ذوی الارحام مین عصبات کے قیاس پر ہے
[illegible] عصبات مین دادا مقدم ہے میت کے بھائیون پر کذا فی الطحطاوی جبکہ ماتن ذوی الارحام
[illegible] قسمون کے بیان سے فارغ ہوا تو اب ہر واحد ان اصناف کی کیفیت توریث کا بیان

[illegible] فصل فی الصنف الاول پہلی فصل صنف اول کے بیان مین اولاھم

[illegible] المیت کبنت البنت فانھا اولی من بنت بنت الابن اولی ان مین میراث مین
[illegible] ہے ازروئے طرف میت کے مانند بنت البنت کے کہ وہ اولی ہے بنت بنت الابن سے
[illegible] ولد البنات و اولاد بنات الابن کی توریث کا یہ حکم ہے کہ جو میت سے قریب تر ہوگا
[illegible] میراث ہوگا مثل بنت البنت کہ وہ اولی ہے بنت بنت الابن سے اسواسطے کہ پہلے بنت

منسوب ہوتی ہے میت کیطرف ایک واسطہ سے اور دوسرے دو واسطوں سے اور یہ قول اہل قرابت کا ہے
اور وہ حضرت ابو حنیفہؒ و صاحبینؒ و زفرؒ و عیسیٰؒ بن ابانؒ ہیں اور ان سب کا یہ قول ہے کہ ذوی الارحام کا استحقاق
باعتبار معنی عصوبت کے ہے پس اسیواسطے ذوی الارحام کی چاروں قسموں میں میراث میں وہ ہی مقدم ہوگا
جو سب میں زیادہ قریب ہوگا اور مستحق ہوگا ان میں ایک سب مال کا۔ اور عصوبت حقیقیہ میں زیادتی قرب کی
کبھی ہوتی ہے بوجہ قلت درجہ کے اور کبھی ہوتی ہے قوۃ سبب کے اعتبار سے جیسے کہ بیٹے مقدم ہونگے
ابوۃ پر پس اسیطرح جسمیں کہ معنی عصوبت کے پائے جاوینگے کہ وہ ذوی الارحام ہیں اونمیں ثابت ہوگی
تقدیم قرب درجہ کے اعتبار سے جیسے کہ ثابت ہوتی ہے تقدیم قوۃ سبب کے ساتھ پس صورت مذکورہ متن میں
کل مال بنت البنت کو ملے گا ھم یہ مذہب اہل قرابت کا ہوا۔ اور دوسرا فریق اہل تنزیل کا ہے اور وہ وہ لوگ
ہیں کہ اوتارتے ہیں یعنی قرار دیتے ہیں مدلی کو بمنزلہ مدلی بہ کے استحقاق میں اسیوجہ سے اونکو اہل تنزیل
کہتے ہیں مانند حضرت علقمہؓ و شعبیؒ و مسروقؒ و ابی عبیدہؓ و قاسم بن سلامؒ و حسن بن زیادؒ پس مثال مذکورہ
متن میں اہل تنزیل قرار دیتے ہیں مال کو دونوں میں اسطور پر کہ گویا چھوڑا میت نے بنت کو اور بنت الابن کو
پس تقسیم ہوگا مال ان دونوں میں باتوار با عاً یعنی چار حصہ ہوکر بقیاس قول سیدنا علیؓ پس مسئلہ چھ سے
ہوگا تین ربع اوسکی بنت البنت کو اور ایک ربع بنت بنت الابن کو ملا باقی رہے دو وہ بالرد ان دونوں کو
ملینگے لہذا بقاعدہ رد کے مسئلہ چار سے کیا تین ربع بنت البنت کو اور ایک بنت بنت الابن کو اسواسطے کہ
سیدنا علیؓ کے نزدیک بنت صلبی کے ساتھ بنت الابن پر رد جائز ہے اور اسداساً تقسیم ہوگا یعنی چھ حصہ ہوکر
بقول سیدنا ابن مسعودؓ پانچ سدس بنت البنت کو اور ایک سدس بنت بنت الابن کو ملا ف مسئلہ چھ سے
ہوگا نصف یعنی تین بنت کو ملے اور سدس یعنی ایک بنت الابن کو ملا باقی رہے دو وہ رد کیے گئے بنت پر
کیونکہ اون کے نزدیک بنت کے ساتھ میں بنت الابن پر رد نا جائز ہے لہذا بنت کو پانچ سدس یعنی نصف
بالفرض اور دو سدس بالرد ملے اور بنت کو تصریح صدر ایک بالفرض دیا گیا۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ
اہل تنزیل طریق تنزیل پر یعنی قائم کرنے مدلی کے مدلی بہ کے مرتبہ میں اسطور پر استدلال کرتے ہیں کہ
استحقاق کا ثبوت رائے سے غیر ممکن ہے اور اسجگہہ کتاب و سنت و اجماع امت سے بجز نفس استحقاق ذوی الارحام
کے کمیت استحقاق میں کوئی نص نہیں وارد ہوئی ہے لہذا ایسی صورت میں ثبوت کمیت استحقاق کیواسطے
بجز قائم کرنے مدلی کے مقام مدلی بہ میں کوئی دوسرا طریق نہیں ہے تا ثابت ہوجاوے استحقاق مدلی بہ کا

مدلی کو پس ہر اصل کا حصہ اوسکی فرع کو منتقل ہوگا وہو المطلوب اور طریق تنزیل کو یہ امر موید ہے کہ ذوی الارحام
مین سے جو کہ صاحب فرض اور عصبہ کی اولاد ہوگا وہ اولی ہوگا اوس سے کہ جو ایسا نہوگا اور یہ امر نہین
متصور ہے مگر مدلی بہ کے اعتبار کرنیسے کما لا یخفی - اسکیجہ اہل تنزیل کے قول پر ایک قباحت لازم آتی ہے
وہ یہ کہ محروم ہونا میراث سے مدلی کا بسبوت رقیق یا کافر ہونے مدلی بہ کے تو اس صورت مین ایک
شخص یعنی مدلی کا میراث سے محروم ہونا لازم آتا ہے پس ایسے معنی کے اعتبار سے کہ جو اوسکے غیر مین
یعنی مدلی بہ مین پائے جاتے ہین لہذا واجب ہوا کہ ذوالرحم مین استحقاق ایسے وصف کے ساتھ اعتبار
کرنا چاہئے کہ جو اوسکی ذات مین پایا جاوے کہ وہ وصف قرابت ہے اور جبکہ اوسمین معنی عصوبت کے
پائے گئے تو مقدم کیا جاویگا اقرب اور نوح بن دراج اور حبش بن مبشر اور اون کے تابعین کا یہ قول ہے
کہ مثال مذکور مین ترکہ بالمناصفہ تقسیم ہوگا اسواسطے کہ استحقاق اون دونون کا نہین ہے مگر باعتبار
وصف عام کے ہے کہ وہ رحم یعنی قرابت ہے اور اوسمین قریب بعید مساوی ہین اور اس فریق کو
اہل رحم نام رکھتے ہین ھم بوجہ اعتبار کرنیکے اس فریق کے رحم مطلق کو وان استووا فی الدرجۃ فولد الوارث
اولی من ولد ذوی الارحام کبنت بنت الابن فانھا اولی من ابن بنت البنت اور اگر
برابر ہون درجہ مین پس ولد وارث کا اولی ہے ولد ذوی الارحام سے مانند بنت بنت الابن کے کہ وہ
اولی ہے ابن بنت البنت سے ش یعنی جبکہ ذوی الارحام درجہ مین برابر ہون باینطور کہ میت کیطرف
کل منسوب ہون دو درجہ کے ساتھ یا تین درجہ کے ساتھ تو اس صورت مین اولاد صاحب فرض و
عصبہ کی مقدم ہوگی غیر وارث کی اولاد پر یعنی ذوی الارحام کی اولاد پر مثلاً بنت البنت اولی ہوگی ابن
بنت البنت سے اسواسطے کہ بنت بنت الابن اولاد بنت الابن کی ہے اور وہ صاحبۂ فرض ہے اور
دوسری یعنی ابن بنت البنت اولاد بنت البنت ہے کہ وہ ذی رحم سے ہے اور سبب اس اولویت کا یہ ہے
کہ اولاد وارث کی زیادہ قریب ہے حکم مین اور ترجیح قرب حقیقی کے ساتھ دیجاتی ہے اگر پایا جاوے ورنہ
قرب حکمی کے ساتھ ترجیح دیجاتی ہے وان استوت درجاتھم ولم یکن فیھم ولد الوارث او
کان کلھم یدلون بوارث فعند ابی یوسف والحسن یعتبر ابدان الفروع ویقسم
المال علیھم سواء اتفقت صفۃ الاصول فی الذکورۃ والانوثۃ او اختلفت اور اگر
برابر ہون درجے اون کے اور نہوا اونمین اولاد وارث کی یا ہون سب کہ منسوب ہوتے ہون

وارث کے ساتھ مین پس ابو یوسفؒ وحسن بن زیادؒ کے نزدیک اعتبار کیا جاویگا ابدان فروع کا اور تقسیم
کیا جاویگا مال اونپر برابر ہے کہ اون کے اصول کی صفت ذکورۃ وانوثت مین اتفاق ہو یا اختلاف ہو
ش یعنی جبکہ برابر ہون درجے اون کے قرب وبعد مین اور نہو اون مین باوجود اس برابری کے اولی
وارث کی مانند بنت ابن البنت کے اور ابن بنت البنت کے یا سب ملی وارث کے ساتھ ہون مانند
ابن البنت کے اور بنت البنت کے پس ابو یوسفؒ کے نزدیک قول اخیر مین اور حسن بن زیادؒ کے نزدیک
اعتبار کیا جاویگا ابدان فروع کا جو کہ متساوی ہین درجات مذکورین مین اور تقسیم کیا جاویگا مال اون پر
باعتبار حال ذکورۃ وانوثت اونکی کے برابر ہے کہ اصول کی صفت ذکورۃ اور انوثت مین اتفاق ہو
باین طور کہ سب ذکور ہون فقط یا سب اناث ہون فقط جیسا کہ مثال سابق مین ہمنے ذکر کیا بوجہ
اون سب کے منسوب ہونیکے وارث کے ساتھ یا اصول کی صفت ذکورۃ وانوثت مین اختلاف ہو
یعنی باینطور کہ بعض ذکور ہون اور بعض اناث ہون جیسا کہ مثال مذکور مین بوجہ
خالی ہونے اون کے اولاد وارث سے پس اگر فروع فقط ذکور ہون یا فقط مونث ہون تو تقسیم
مساوی ہون گے اور اگر مختلف ہون گے تو فللذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جاویگا اور
تقسیم مین اون کے اصول کے صفات کا اصلا نہین اعتبار کیا جاویگا اور وہ روایت شاذہ ہے حضرت
ابو حنیفہؒ سے ومحمدؒ یعتبر ابدان الفروع ان اتفقت صفۃ الاصول موافقا لہما ویعتبر
الاصول ان اختلفت صفاتھم ویعطی الفروع میراث الاصول مخالفا لہما
اور امام محمدؒ اعتبار کرتے ہین ابدان فروع کا اگر متفق ہو صفت اصول کی درآنحالیکہ وہ موافق ہین ابو یوسفؒ
وحسن بن زیادؒ کے اور اعتبار کرتے ہین اصول کا اگر مختلف ہون صفات اونکی اور دیتے ہین فروع کو میراث
اصول کی درآنحالیکہ وہ مخالف ہین دونون کے ش یعنی امام محمدؒ بشرط مذکورہ ابدان فروع کے
اعتبار کرنے مین ابو یوسفؒ کے قول اخیر کے اور حسن بن زیادؒ کے قول کے موافق ہین اور بتصریح مذکورۂ
متن کے اصول کے اعتبار مین دونون کے مخالف ہین کہ وہ قول اول حضرت ابو یوسفؒ کا ہے اور دو
روایتون حضرت ابو حنیفہ سے مشہور تر روایت ہے اور ظاہر مذہب امام سے ہے۔ اب جان تو کہ
ماتنؒ نے ذوی الارحام مین مشرب اہل قرابت کو اختیار کیا ہے اور چونکہ شروح مبسوطہ سراجی مین
مذکور ہوا کہ حسن بن زیادؒ اہل تنزیل سے ہے جیسا کہ اشارہ کیا ہمنے قریب تو اس صورت مین حسن

جت ... کے قول اخیر پر چونکہ یہ ہوا تو اس مین یہ دلیل ہے کہ استحقاق فروع کا باعتبار اوس وصف کے ہوتا ہے
جو اونکی ذات مین ثابت ہوتا ہے نہ باعتبار اوس وصف کے ہے جو اون کے غیر مین ہے اور وہ وصف
قرابت ہے جو ابدان فروع مین متحقق ہے اور تحقیق کہ جہت قرابت بھی متحد ہے کہ وہ اولاد ہی تو اس
صورت مین اون مین استحقاق مساوی ہوگا اگرچہ اختلاف ہوگا صفت کا اصول مین آیا نہین دیکھتا ہے
تو اونکا ... رقیق ہونیکی صفت مدلی بہ مین نہین اعتبار کیجاتی ہے بلکہ صرف مدلی ہی مین اعتبار کیجاتی
تو اسی طرح ذکورۃ و انوثت کی صفت کا اعتبار فقط مدلی ہی مین کیا جاویگا ف خلاصہ یہ کہ اگر مدلی بہ کسی
مانع شرعی سے میراث سے محروم ہوگا تو اوس کا حرمان مدلی کے حق مین نہین اعتبار کیا جاویگا یعنی
مدلی وارث ہوگا باوجود نہ وارث ہونے اصل کے یعنی مدلی بہ کے پس ایسی جگہہ اگر اصول مین
ذکورۃ و انوثت کا اختلاف ہو اور فروع مین اتحاد ہو تو اوس اتحاد کا اصول مین نہ اعتبار کیا جاوے گا
اسواسطے کہ استحقاق فروع کا بسبب صفت حاصلہ اونکی ذات کے ہے کہ وہ قرابت ہے کذا فی البسیط
اور حضرت امام محمد نے اپنے مذہب پر استدلال کیا ہے اتفاق صحابہؓ کے ساتھ اس طور پر کہ عمہ کیواسطے
دو ثلث ہین اور خالہ کیواسطے ثلث ہے اور اگر ابدان فروع کا اعتبار ہوتا تو ان دونون مین ترکہ بالمناصفہ
تقسیم ہوتا پس اس سے ظاہر ہوگیا کہ تقسیم ترکہ مین مدلی بہ کا اعتبار ہے کہ وہ عمہ مین اب ہے اور خالہ مین
ام ہے اور بھی حضرت ابو یوسفؒ و صحابہ کرام کا اسپر اتفاق ہے کہ جبکہ ہوا ایک اون دونون کا ولد
وارث تو ہوگا وہ اولی دوسرے سے پس تحقیق کہ وہ ترجیح دیا جاویگا باعتبار اوس وصف کے جو مدلی
مین حاصل ہوگا کما اذا ترك ابن بنت وبنت بنت عندهما يكون المال بينهما للذكر
مثل حظ الانثيين باعتبار الابدان مثلاً جبکہ چھوڑا میت نے ابن البنت کو اور بنت البنت کو
تو نزدیک اون دونون کے ہوگا مال درمیان اون دونون کے للذکر مثل حظ الانثیین باعتبار ابدانکے
شش یعنی صورت مذکورہ مین ابو یوسفؒ و حسن بن زیاد دونون کے نزدیک درمیان اون دونون کے
للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ تقسیم ہوگا باعتبار ابدان فروع و صفات فروع کے پس دو ثلث مال کے
ابن البنت کو اور ایک ثلث بنت البنت کو دیا جاویگا۔ یہ مثال اسکی ہے کہ ابدان فروع مین اختلاف ہے
اور اصول کی صفت یعنی انوثت مین اتفاق ہے وعند محمد كذلك لان صفة الاصول متفقة
مذہب بھی امام محمد کے نزدیک اسواسطے کہ صفت اصول مین اتفاق ہے شش یعنی مثال مذکورہ مین

ایسے ہی امام محمدؒ کے نزدیک اون دونون مین ترکہ تقسیم ہوگا کیونکہ صفت اصول کی متفق ہے انوثت مین
لہذا اون کے نزدیک بھی اعتبار کیا جاویگا ابدان فروع کا **ف** اور امام طحاویؒ نے ذکر کیا کہ اس
صورت مین امام محمدؒ کے قول پر درمیان اون دونون کے ترکہ بالمناصفہ تقسیم ہوگا باعتبار مدلی کے
مگر نقل اس روایت کا امام محمدؒ سے غلط ہے کیونکہ یہ قول اہل تنزیل کا ہے کذا فی ضوء السراج
ولو ترک بنت ابن بنت وابن بنت بنت عندہما المال بین الفروع اثلاثا باعتبار الابدان ثلثاہ
للذکر وثلثہ للانثے اور اگر چھوڑا کسی نے بنت ابن البنت کو اور ابن بنت البنت کو تو
نزدیک اون دونون کے ترکہ درمیان فروع کے تین حصہ ہوکر باعتبار ابدان کے تقسیم ہوگا دو ثلث
مذکر کو اور ایک ثلث مونث کو **ش** جیسا کہ بتصریح صدر سابقہ مذکور ہوا وعند محمد المال بین الاصول
اعنے فی البطن الثانی اثلاثا ثلثاہ لبنت ابن البنت نصیب ابیہا وثلثہ لابن بنت البنت
نصیب امہ اور امام محمدؒ کے نزدیک ترکہ درمیان اصول کے یعنی بطن ثانی مین تین حصہ ہوکر تقسیم ہوگا
دو ثلث بنت ابن البنت کو ملین گے جو اوس کے باپ کا حصہ ہے اور ایک ثلث ابن بنت البنت کو
ملے گا جو اوسکی مان کا حصہ ہے **ش** یعنی امام محمدؒ کے نزدیک صورت مذکورہ مین اصول سے مراد بطن
یعنی بطن ثانی مین اور وہ وہ ہے کہ جسمین اول واقع ہوا ہے اختلاف ذکورت اور انوثت کا اور وہ
بنت البنت ہے اور ابن البنت ہے ترکہ تقسیم ہوگا تین تہاوی کے اور اسوقت مین دو ثلث بنت
ابن البنت کو ملین گے اسواسطے کہ یہ اوس کے باپ کا حصہ ہے منتقل ہوا اوسکی فرع کیطرف اور
ایک ثلث ابن بنت البنت کو ملے گا کہ وہ اوسکی مان کا حصہ ہے منتقل ہوا اوسکی فرع کیطرف پس
اسجگہ امام محمدؒ کے مذہب مین مثال مذکورہ مین توریث اون دونو کے مذہب کے برعکس ہوگی
یعنی فروع مین سے مونث کو المضاعف مذکر سے **ف** مثال اسکی یہ ہے

مسئلہ

ابن بنت البنت		بنت ابن البنت	
عند محمدؒ	۲ عند ابی یوسفؒ	۲ عند محمدؒ	۱ عند ابی یوسفؒ

اس مثال کی یہ شرح ہے کہ اس جگہ دونون غیر وارث کی اولاد ایک درجہ مین ہین اور ایک کی اصل
مذکر ہے یعنی ابن البنت اور دوسرے کی اصل مونث یعنی بنت البنت پس ایسی صورت مین امام
ابو یوسفؒ کے نزدیک باعتبار ابدان فروع تقسیم ہوگا اور مسئلہ تین ۳ سے ہوکر بنت ابن البنت کو ایک حصہ

اور ابن بنت البنت کو دو حصہ ملین گے انتہی اور مرگاہ کہ قول امام محمدؒ کا تفصیل و شرح کا زیادہ محتاج تھا لہذا ماتن نے
اوسکی توضیح کیطرف اشارہ کیا اپنے اس قول سے وکذلک عند محمدؒ اذا کان فی اولاد البنات بطون
مختلفة یقسم المال علی اول بطن اختلف فی الاصول ثم یجعل الذکور طائفة والاناث طائفة
بعد القسمة فما اصاب الذکور یجمع ویقسم علی اعلی الخلاف الذی وقع فی اولادهم و
کذلک ما اصاب الاناث وھکذا یعمل الی ان ینتھی بھذه الصورة
اور ایسے ہی امام محمدؒ کے نزدیک جبکہ اولاد بنات مین کئی بطن مختلف ہون تو تقسیم کیا جاوے ترکہ اول بطن پر
جسمین کہ اصول مین اختلاف واقع ہوا ہے پھر قرار دیجاوے ذکور کی جماعت علحدہ اور اناث کی جماعت علحدہ
بعد تقسیم کے پس جو کچھ کہ پہونچا ہے ذکور کو وہ جمع کیا جاوے اور تقسیم کیا جاوے اوپر اعلی خلاف کے جو واقع
ہوا ہے اون ذکور کی اولاد مین اور اسی طرح جو کچھ کہ پہونچا ہے اناث کو اور اسی طرح عمل کرنا جاوے
یہانتک کہ منتہی ہو صورت مسئلہ ہذا کی ش یعنی جیسے کہ امام محمدؒ کے نزدیک بطن ثانی مین اصول کا حال
اعتبار کیا گیا ہے جیسا کہ پہچانا تونے مثال مذکور مین اسی طرح اون کے نزدیک اعتبار کیا جاتا ہے
اصول کا حال بطون متعددہ مین ف توضیح مقام یہ ہے کہ جبکہ اولاد بنات مین جو درجہ مین مساوی ہین
کئی جماعتین مختلف ہون صفت ذکورة و انوثت مین بایطور کہ ہون وہ مختلط بایطور کہ حاصل ہوا اختلاف
وسائط مین جو درمیان میت کے اور فروع کے وہ جو باقی رہے ہین بعد میت کے اور بطون جمع ہے بطن کی
جماعت صغیرہ کو کہتے ہین اور اسجگہ مراد جماعات ہین کذا فی شرح البسیط تو اسوقت مین تقسیم کیا جاویگا ترکہ
اول بطن پر جسمین کہ اصول مین ذکورة و انوثت کا اختلاف واقع ہوا ہے للذکر مثل حظ الانثیین اور پھر
بعد تقسیم ذکور و اناث پر اوس بطن کے ذکور کی جماعت علحدہ قرار دیجاویگی اور اناث کی جماعت علحدہ
پس جو کچھ کہ پہونچا ہے ذکور کو اول بطن سے جسمین کہ اختلاف واقع ہوا ہے وہ جمع کیا جاویگا اور اونکی
فروع کو دیا جاویگا باعتبار صفات فروع کے اگر نہو درمیان ذکور کے اور درمیان فروع اونکی کے اختلاف
ذکورة و انوثت مین بایطور کہ اون دونون کے جمیع متوسطین فقط ذکور ہون یا فقط اناث ہون اور اگر
اختلاف واقع ہو تو جمع کیا جاوے جو کچھ کہ ذکور کو پہونچا ہے اور تقسیم کیا جاوے اوپر اصل بالا کے کہ جنکی
اولاد مین اختلاف واقع ہوا ہے اور پھر اسجگہ ذکور کی علحدہ جماعت قرار دیجاوے اور اناث کی جماعت علحدہ
قرار دیجاوے بقیاس سابق کے اور اسی طرح جو کچھ کہ اناث کو پہونچا ہے وہ اونکی فروع کو دیا جاویگا اگر اختلاف

نہ واقع ہوون اصول مین جو درمیان اون دونون کے ہین اور اگر اختلاف واقع ہو تو جمع کیا جاوے وہ کہ جو کچھ اونکو پہونچا ہے اور تقسیم کیا جاوے اوپر اعلیٰ خلاف کے جو اون کی اولاد مین واقع ہوا ہے اور اسی طرح عمل کرنا چاہئے یہانتک کہ منتہی ہو یہ صورت پس نزدیک امام محمدؒ کے یہ مسئلہ ۱۵ سے ہوگا اور صحیح ہوگا ساٹھ سے ۔

مسئلہ من ۱۵ و التصحیح من ۶۰

بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت		ابن	ابن	ابن
بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن
بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت
بنت	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت
بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱	۲	۳	۴	۶	۲	۶	۳	۹	۴	۸	۱۲

یہ مسئلہ شامل ہے بارہ شخص ذوی الارحام کو نواون مین سے مونث ہین اور تین اون مین سے مذکر ہین اور وہ سب ایک درجہ مین ہین کہ وہ چھٹا بطن ہے کہ نہین ہے اون مین اولاد وارث کی ف نو بنات کی یہ تفصیل ہے پہلے بنت بنت بنت بنت بنت بنت صلبیہ اور نام رکھا ہمنے اوس کا سلیمہ۔ دوسری بنت ابن بنت بنت بنت اسکا نام رکھا ہمنے حلیمہ تیسری بنت ابن ابن بنت بنت البنت اور اسکا نام رکھا ہمنے رحیمہ چوتھی بنت بنت ابن بنت البنت اور نام رکھا ہمنے اسکا کریمہ پانچوین بنت بنت بنت ابن بنت البنت اور نام رکھا ہمنے اسکا عظیمہ چھٹی بنت بنت ابن ابن بنت البنت اور نام رکھا ہمنے اسکا رقیبہ ساتوین بنت بنت بنت بنت الابن اور اسکا نام رکھا ہمنے شریفہ آٹھوین بنت ابن بنت بنت بنت الابن اور اسکا نام رکھا ہمنے بصیرہ نوین بنت بنت بنت ابن بنت الابن اور اسکا نام رکھا ہمنے رفیعہ اور تین اون مین سے مذکر ہین پہلا ابن بنت بنت بنت البنت اور اسکا نام رکھا ہمنے زید دوسرا ابن بنت بنت البنت اور اسکا نام رکھا ہمنے عمرو تیسرا ابن بنت بنت ابن بنت البنت اور نام رکھا ہمنے اسکا بکر انتہی پس جبکہ تو نے طائفہ ذکور اور اناث دونون کو پہچان لیا تو اب یہ جاننا چاہتے کہ یہ مسئلہ امام ابو یوسف کے نزدیک اور جس نے کہ اوس کے ساتھ موافقت کی مانند حسن بن زیاد کے پندرہ سے صحیح ہوگا اسواسطے

کہ ہر ابن بمنزلہ دو بنت کے ہے تو مجموع رؤس پندرہ بنات ہوئین پس عدد روس اونکا وہی تصحیح مسئلہ ہے
اوسکی رائے پر پس ہر واحد بنات تسعہ کو سہم واحد ہے اور ہر واحد تینون ابن کو دو دو سہم ملے اور
امام محمدؒ کے نزدیک یہ مسئلہ صحیح ہوگا ساٹھ سے اور یہ اسواسطے کہ جب ہمنے تقسیم کیا ترکہ بطن اول پر جو
شامل ہے نو بنات اور تین ابن کو اوس قیاس پر جو ہمنے ذکر کیا فروع مین مذہب ابو یوسفؒ پر تو
پہونچے تین ابن کو چھ سہم اور نو بنات کو نو سہم پس جبکہ ہمنے ان تینون ذکور کی جماعت علیحدہ قرار دی
اور جمع کیا ہمنے ان کے حصہ کو یعنی چھ کو اور نظر کی ہمنے بطن اول کے اسفل اور اوسکے ماتحت کی
طرف تو نہ پایا ہمنے بطن ثانی مین اختلاف بلکہ تیسرے بطن مین ہمنے اختلاف پایا یعنی تین ابن کے
مقابلہ مین ایک ابن کہ وہ ابن بنت الابن ہے اور دو بنت بنت الابن کی پائین لہذا ہمنے تقسیم کیا
اون چھ کو اوپر للذکر مثل حظ الانثیین تو تین سہام ابن کو پہونچے اور تین سہام دو بنت کو ملے پھر دیا
ہمنے حصہ ابن کو یعنی تین کو اوس کے آخر فروع کو کہ وہ بنت بنت البنت اس ابن کی ہے اسواسطے کہ
مابین ابن اور فروع اوسکی کے جو بطون متوسط ہین اون مین صفت انوثت مین اتفاق ہے پھر
قرار دی ہمنے دو بنت کی جماعت علیحدہ اور نظر کی ہمنے طرف اسفل بطن ثالث کے یعنی رابع کے تو پایا
ہمنے بطن رابع مین اختلاف بلکہ پایا ہمنے پانچوین بطن مین مقابلہ اون دونون کے ایک ابن اور ایک
بنت پس ہمنے تینون سہام ذکور کو اون پر تقسیم کردیا للذکر مثل حظ الانثیین تو دو سہام ابن کو ملے اور
ایک سہم بنت کو پھر دیا ہمنے اون دونون کے حصہ کو اونکی فروع کو جو چھٹے بطن مین ہین کہ اومین
نہین ہے اختلاف۔ اور ایسا ہی جبکہ قرار دیا ہمنے نو بنات کو ایک جماعت اور جمع کیا ہمنے اون سہامونکو
جو اون کو پہونچے ہین کہ وہ نو ہین اور نظر کی ہمنے بطن اول کے اسفل کیطرف تو نپایا ہمنے بطن
ثانی مین اختلاف بلکہ بطن ثالث مین اختلاف پایا ہواسطے کہ نو بنات کے مقابلہ مین چھ بنت اور تین ابن پائے پس جبکہ ہمنے
ہر ابن کو بمنزلہ دو بنت کے قرار دیا تو سب بارہ بنت ہوگئین تو اس صورت مین تو جو حصہ بنات کا ہی
بارہ پر مستقیم نہین اور سہام اور روس دونون مین توافق بالثلث ہے پس ضرب کیا ہمنے وفق عدد
رؤس بنات کو کہ وہ چار ہین اصل مسئلہ مین کہ وہ پندرہ ہین تو حاصل ہوئے ساٹھ اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا
امام محمدؒ کے نزدیک اسواسطے کہ بطن اول مین تین ابن کی جماعت کو اصل مسئلہ سے چھ ملے تھے اونکو
ہمنے ضرب کیا مضروب مین کہ وہ چار ہین حاصل ہوے ۲۴۔ اور انکو ہمنے تقسیم کیا تینون ابن کی فروع پر

جو بطن ثالث مین ہین کہ وہ ایک ابن ہے اور دو بنت ہین پس ٢٤ مین سے بارہ ابن کو اور بارہ دو بنت کو پہونچے
پہر دیا ہمنے حصہ ابن کو یعنی بارہ کو اوس کی فروع کو جو چھٹے بطن مین ہین بوجہ ہونے اختلاف کے اور دو
بنت کے حصہ یعنی بارہ کو تقسیم کیا ہمنے للذکر مثل حظ الانثیین ابن اور بنت پر جو پانچوین بطن مین اون کے
مقابلہ مین ہین تو ابن کو آٹھ اور بنت کو چار پہونچے پہر دیا ہمنے ہر واحد اون دونون کا حصہ اوسکی فرع کو
جو چھٹے بطن مین ہے پہر ہمنے جماعت نو بنات کو جو بطن اول مین اصل مسئلہ سے نو سہام ملے تھے اون کو
بھی ہمنے ضرب کیا مضروب اصل مسئلہ یعنی چار مین تو حاصل ہوے ٣٦ پس یہی حصہ بنات کا ہوا پہر
ہمنے نظر کی بطن اول سے اسفل کیطرف تو پایا ہمنے اختلاف بطن ثالث مین اسواسطے کہ اس بطن مین
٩ بنات کے مقابلہ مین چھ بنت اور تین ابن ہین تو تقسیم کیا ہمنے انکے حصہ کو یعنی ٣٦ کو للذکر مثل حظ الانثیین
١٨ تین ابن کو اور ١٨ نو بنات کو پہونچے پہر ہمنے ذکور کی جماعت علیحدہ اور اناث کی جماعت علیحدہ قرار دی
اور پہر جب ہمنے نظر کی بطن ثالث کے اسفل کیطرف تو پایا ہمنے بطن رابع مین مقابلہ جماعت تین ابن کے
ایک ابن اور دو بنت کو تو انپر ہمنے تقسیم کردیا جو کچھ کہ تین ابن کو پہونچا تھا للذکر مثل حظ الانثیین تو نو نو
سہام ابن کو اور ٩ دو بنت کو پہونچے پہر بوجہ ہونے اختلاف کے دیا ہمنے حصہ ابن کو اوس کے آخر فروع کو
تو پایا ہمنے دو بنت کے مقابلہ مین پانچوین بطن مین اختلاف ملکہ چھٹے بطن مین پایا اسواسطے کہ اوس مین
مقابلہ اون دونون کے ایک ابن ہے اور ایک بنت ہے پس تقسیم کیا ہمنے اون دونون پر دونون
بنت کے حصہ کو یعنی نو کو للذکر مثل حظ الانثیین تو چھ ابن کو اور تین بنت کو پہونچے۔ اسی طرح پایا ہمنے
چوتھے بطن مین چھ بنات کی جماعت کے مقابلہ مین تین بنت اور تین ابن کو پس تقسیم کیا ہمنے اون پر
اٹھارہ کو جو حصہ بنات کا ہے للذکر مثل حظ الانثیین پس دیا ہمنے ابنا کو اوسمین سے بارہ اور بنات کو چھ
پہر کردیا ہمنے اون دونون کو دو گروہ پس جب نظر کیا ہمنے طرف اوس کے کہ وہ اسفل ہے رابع سے
یعنی پانچوین مین تو پایا ہمنے بطن خامس مین بمقابلہ بنات ثلثہ کے ایک ابن اور دو بنت کو پس تقسیم کیا ہمنے
حصہ اونکا کہ وہ بارہ ہین للذکر مثل حظ الانثیین تو چھ ابن کو پہونچے اور چھ دو بنت کو پہونچے پس دیا
ہمنے حصہ ابن کو اوسکی فرع کو جو چھٹے مین ہے اور اوس مین دو بنت کے مقابلہ مین ایک ابن ہے اور
ایک بنت ہے پس تقسیم کیا ہمنے اون دونون کے حصہ کو اون دونون پر تو چار ابن کو اور دو بنت کو پہونچے
اور پہر پانچوین مین بھی تین بنات کے مقابلہ مین جو چوتھے بطن مین ہین ایک ابن اور دو بنت پائین پس

تقسیم کیا ہمنے اون کے حصہ کو یعنی چہہ کو اوپر تو تین ابن کو اور تین دو بنت کو پہونچے پس و یا ہمنے حصہ
ابن کو اوسکی فرع کو جو چہٹے بطن مین ہے پس پایا ہمنے اوسمین دو بنت کے مقابلہ مین ایک ابن اور ایک
بنت کو پس تقسیم کیا ہمنے تین کو اون دونون مین تو دو ابن کو اور ایک بنت کو پہونچا اور جبکہ جمع کیا ہمنے
ان سب حصون مذکورہ کو تو ساٹھ ہوئے جیساکہ ہمنے بطن سادس مین مقابلہ فروع کے لکھہ دئے ہین
وکذلک محمد یاخذ الصفة من الاصل حال القسمة علیه والعدد من الفروع اور اسی طرح
امام محمد اعتبار کرتے ہین صفت کا اصل سے وقت تقسیم کے اصل پر اور اعتبار کرتے ہین عدد کا فروع سے
ش یعنی امام محمد جب تقسیم کرتے ہین مال اصل پر تو اوسمین صفت ذکورۃ و انوثت کا اعتبار کرتے ہین
اور بھی اعتبار کرتے ہین اوسمین عدد فروع کا مطلب یہ کہ امام محمد جب محل اختلاف ذکورۃ و انوثت
مین تقسیم کرتے ہین تو ہر اصل مین اوس کے عدد فروع کا لحاظ کر کے تقسیم کرتے ہین اور اوسکو اوسی
عدد کے موافق قرار دیکر حصہ دیتے ہین پہر اوس حصہ کو اوسکی فروع کو پہونچاتے ہین چنانچہ اسکا عمل
مثال مذا سے ظاہر ہوجاویگا کما اذا ترک ابنی بنت بنت بنت۔ و بنت ابن بنت بنت۔
وبنتی بنت ابن بنت جیساکہ جب چہوڑا میت نے دو ابن بنت بنت البنت کے اور ایک بنت
ابن بنت البنت کی بهذه الصورة اور صورت اوسکی یہ ہے۔

ابنی بنت بنت بنت	بنت ابن بنت بنت	بنتی بنت ابن بنت

عند ابی یوسف رح یقسم المال بین الفروع اسباعا باعتبار ابدانهم ابو یوسف کے نزدیک تقسیم
کیا جاویگا مال درمیان فروع کے سات حصہ ہوکر باعتبار ابدان اون کے ش یعنی صورت مذا مین
امام ابو یوسف کے نزدیک ترکہ درمیان فروع کے سات حصہ ہوکر باعتبار ابدان اون کے ش یعنی
صحت ہامین امام ابو یوسف کے نزدیک ترکہ درمیان فروع کے باعتبار عدد روس کے سات حصہ
ہوکر تقسیم ہوگا اسواسطے کہ دو ابن مانند چار بنت کے ہین اور تین بنت اور ہین تو سب سات بنت
ہوجاتی ہین پس مسئلہ سات سے ہوکر ہر واحد تینون بنت کو ایک سہم ملیگا اور دو دو سہم ہر ایک ابن کو ملینگے
وعند محمد یقسم المال علی اعلی الخلاف اعنی فی البطن الثانی اسباعا باعتبار عدد الفروع
فی الاصول اربعة اسباعه لبنتی بنت ابن البنت نصیب جدهما وثلثة اسباعه وهو
نصیب البنتین بقسمه علی ولدیهما اعنی فی البطن الثالث انصافا نصفه لبنت ابن البنت

نصیب ابیهما والنصف الآخر لابنی بنت بنت البنت نصیب امهما اور نزدیک امام محمدؒ کے تقسیم
کیا جاویگا مال اوس اعلیٰ بطن مین کہ جسمین اول اختلاف واقع ہوا ہے یعنی بطن ثانی مین باعتبار عدد فروع کے
اصول مین سات حصہ ہو کر چار سبع مال کے بنت ابن البنت کی دو بنت کو دئے جائینگے کہ ان دونون کے
جد کا حصہ ہے اور تین سبع مال کے درانحالیکہ وہ حصہ دو بنت کا ہے تقسیم کیا جاویگا ان دونون کی
اولاد پر یعنی بطن ثالث مین بالمناصفہ یعنی نصف اوس کا بنت ابن البنت کو دیا جاویگا کہ وہ حصہ اوس کے
باپ کا ہے اور دوسرا نصف بنت بنت البنت کے دو ابن کو دیا جاویگا کہ وہ حصہ اون دونون کی مان کا ہے
شش یعنی امام محمدؒ کے نزدیک صورت مذکورہ مین مال تقسیم کیا جاویگا بطن ثانی پر اور اوسمین ایک ابن ہے اور
دو بنت ہین لیکن وہ اعتبار کرتے ہین عدد فروع ابن کو کہ وہ دو ہین ابن ہین پس قرار دیتے ہین وہ اوس ابن کو
بمنزلہ دو ابن کے اور بھی اعتبار کرتے ہین عدد فروع بنت کو وہ بنت کہ جس کی فروع مین تعدد ہے پس قرار دیتے ہین
وہ اوس بنت کو بمنزلہ دو بنت کے پس اس بنا پر بطن ثانی مین کل عدد سات ہوئے اسواسطے کہ ابن جو بمنزلہ
دو ابن کے ہے مانند چار بنت کے ہے اور بھی اوس جگہ ایک بنت بمنزلہ دو بنت کے ہے اور ایک بنت اور ہے
اسطرح سب بمنزلہ سات بنت کے ہین پس اس بطن ثانی مین ابن کو چار سبع مال کے ملینگے اور وہ بنت کہ
جس کی فرع مین تعدد ہے دو سبع مال کے ملینگے اور وہ بنت کہ جو اصلاً و فرعاً ایک ہے اوسکو ایک سبع
ملے گا پھر قرار دیجاویگی ذکور کی جماعت علیحدہ اور اناث کی جماعت علیحدہ اور ہر واحد اصل کا حصہ اوسکی
فرع کیطرف منتقل ہوگا پس نزدیک امام محمدؒ کے چار سبع مال کے بنت ابن البنت کی دو بنت کو دئے جاوینگے
اسواسطے کہ وہ اون دونون کے جد کا حصہ ہے اور وہ جد اور وہ ابن ہے کہ جو بطن ثانی مین بمنزلہ دو ابن کے
قرار دیا گیا ہے اور بھی نزدیک اون کے تین سبع مال کے کہ وہ حصہ دو بنت کا ہے وہ دو بنت کہ اونمین سے
ایک بمنزلہ دو بنت کے اوس بطن مین قرار دیگئی ہے تقسیم کیا جاویگا اونکی اولاد پر یعنی بطن ثالث مین
بالمناصفہ اور یہ اسواسطے کہ وہ بنت جو تیسرے بطن مین ہے جبکہ اعتبار کیا گیا اوسمین عدد فرع اوسکی کا
تو ہوگئی وہ بنت مانند دو بنت کے پس مساوی ہوگئی وہ ابن کے جو تیسرے درجہ مین ہے پس دیا جاویگا
ہر واحد اون دونون کو نصف تین اسباع کا کہ وہ سبع اور نصف سبع ہے اور اسوقت مین نصف مقسوم سے
کہ وہ تین اسباع ہے بنت ابن بنت البنت کو ملیگا کہ وہ حصہ اوس کے باپ کا ہے اور وہ باپ وہ ابن
جو تیسرے بطن مین تھا اور دوسرا نصف تین اسباع کا بنت بنت البنت کے دو ابن کو ملے گا کہ وہ حصہ

دونون کی ماں کا ہے اور وہ ماں وہ بنت ہے جو مساوی ہے ابن کے بطن ثالث مین وتصح من
ثمانیة وعشرین اور صحیح ہوگا یہ مسئلہ اٹھائیس سے شرح یہ اسواسطے کہ جبکہ ہمنے بطن اعلیٰ مین کہ جس مین
دن حصون واقع ہوا ہے یعنی بطن ثانی مین ترکہ تقسیم کیا تو اصل مسئلہ سات سے ہوا جیسا کہ ہمنے بیان کیا
اسباع کی شرح مین اب جو ہمنے نظر کی بطن ثالث کی طرف تو پایا ہمنے اوسمین مقابلہ دو بنت کے جو بطن
ثانی مین ہین ایک ابن اور ایک بنت کو پس جبکہ اعتبار کیا ہمنے بنت مین تعدد فرع کا تو ہوگئی وہ ایک بنت
بمنزلہ دو بنت کے تو ضرور ہوا کہ تقسیم کیا جاوے اون دونون پر یعنی ابن اور بنت پر حصہ اون دو بنت کا
جو بطن ثانی مین بالمناصفہ ملا ہے لیکن ظاہر ہے کہ تین اسباع کا نصف صحیح نہین نکلتا ہے پس ضرب کیا
ہمنے مخرج نصف کو کہ وہ دو ہین اصل مسئلہ مین کہ وہ سات ہین تو ہوگئے چودہ[١٤] پس انمین سے آٹھ تو ہمنے دئے
بنت ابن بنت کی دو بنت کو کہ وہ حصہ اون دونون کے جد کا ہے اور تین سہام دئے ہمنے بنت ابن
بنت بنت کو کہ وہ حصہ اوس کے باپ کا ہے اور تین سہام دئے ہمنے بنت بنت البنت کے واین کو
کہ وہ حصہ اوس کی ماں کا ہے لیکن چونکہ تین دو پر مستقیم نہین لہذا ہمنے عدد روس دو کو ضرب کیا چودہ[١٤]
مین تو حاصل ہوے ٢٨ اس سے صحیح ہوگیا اس تصریح سے کہ ضرب کیا ہمنے آٹھ کو کہ جو حصہ بنت ابن البنت
کی دو بنت کا ہے مضروب اصل مسئلہ مین یعنی دو مین حاصل ہوئے ١٦ پس وہ حصہ اون دونون کا ہوا
اور ضرب کیا ہمنے تین کو کہ جو حصہ ابن بنت البنت کا ہے مضروب مذکور مین تو حاصل ہوے چھہ[٦] وہ حصہ
اوسکا ہوا اور ضرب کیا ہمنے بنت بنت البنت کے دو ابن کے حصہ کو یعنی تین کو مضروب مذکور مین حاصل
ہوے چھہ پس دئے گئے ہر واحد کو تین سہم چنانچہ بطون مفصلۂ ذیل سے اس تقسیم کا عمل بخوبی ظاہر
ہوجاوے گا۔

اول البطن

١	بنت	بنت	بنت
٢	بنت	بنت	ابن
٣	بنت	ابن	بنت
٤	ابنی	بنت	بنتی

وقول محمد اشہر الروایتین عن ابی حنیفة رح فی جمیع احکام ذوی الارحام وعلیه الفتوی
اور قول امام محمد کا مشہور تر اون دو روایتون مین سے ہے جو حضرت ابو حنیفہؒ سے مروی ہین تمام احکام
ذوی الارحام مین اور اسی قول پر فتوی ہے شرح اشہر الروایتین کہنے سے معلوم ہوگیا وہ کہ جسکی طرف

جیسے اشارہ کیا سابق اور وہ یہ کہ قول ابو یوسفؒ کا بھی مروی ہوا ہے حضرت ابو حنیفہؒ سے لیکن وہ روایت شاذہ ہے
نہین ہے قوت شہرت مین مثل دوسری روایت کے اور بعض علمائے ذکر کیا کہ مشائخ بخارا نے اختیار کیا ہے
قول ابو یوسفؒ کو ذوی الارحام و حیض کے مسائل مین اسواسطے کہ وہ قول زیادہ آسان ہے مفتی پر
ف ملتقی مین مذکور ہوا کہ امام محمدؒ کے قول پر فتوی دیا جاتا ہے مجھسے سوال ہوا اوس میت کا مسئلہ جسنے
اپنے سگے بھائی کی دختر اور سگی بہن کا ایک بیٹا اور ایک دختر چھوڑی تو اوس کا متروکہ کیونکر تقسیم ہوگا مین نے
جواب دیا اس طرح کہ فقہا نے شمار فروع کا اصول مین شرط کیا ہے یعنی اگر فرع متعدد ہوگی تو اصل کو
بھی متعدد قرار دین گے تو اسوقت مین دو سگی بہنون کی مانند ہو جاویگی یعنی اسواسطے کہ اوسکی
دو فرع ہین ایک ابن اور ایک بنت تو مال متروکہ سگے بھائی اور سگی بہن جو بمنزلہ دو بہنون کے ہوگئی
نصف نصف تقسیم ہوگا پھر سگی بہن کا نصف اوسکی اولاد مین تین تہائیان ہوکر مقسوم ہوگا۔ م
ظاہر ہے کہ یہ جواب مبنی ہی امام محمدؒ کے قول پر کیونکہ اون کا مذہب یہ ہے کہ اگر فرع مین تعدد نہین ہے
تو فروع مین اصول کی ذکورۃ و انوثت کا اعتبار کرتے ہین۔ اور اگر فروع مین تعدد ہو چنانچہ ایک اصل کی
دو فرع مذکر ہون اور دوسری اصل کی دو فرع مونث ہون اور تیسری اصل کی ایک ہی فرع ہو تو
یہان اصل کی صفت فرع مین جمع کرینگے تو اصل کو متعدد قرار دینگے فرع کے تعدد کے سبب سے لیکن
فرع کا وصف یعنی ذکورۃ و انوثت کا اصل مین اعتبار نکرین گے تو بنا بر اس قول کے چونکہ مسئلہ مذکور مین
سگی بہن کے دو فرع ہین لہذا سگی بہن کو بمنزلہ دو بہنون کے قرار دیا اور متروکہ نصف سگے بھائی کو ملا اور
نصف سگی بہن کو پھر سگی بہن کے نصف کی تین تہائیان کرکے اوس کی اولاد مین تقسیم کین دو تہائیان
بیٹا لیگا اور ایک تہائی دختر کذا فی الطحطاوی ملتقطاً من الموضعین **فصل** علماؤنا رحمہم یعتبرون الجہات
فی التوریث غیر ان ابا یوسف رح یعتبر الجہات فی ابدان الفروع علما ہمارے اعتبار کرتے ہین جہتون کا
توریث مین سوائے اس کے کہ ابو یوسفؒ اعتبار کرتے ہین جہتون کا ابدان فروع مین **ش** یہ فصل تتمہ ہے
واسطے مباحث صنف اول کے وہ یہ کہ علمائے حنفیہ اعتبار کرتے ہین جہتون قرابت کا ذوی الارحام کی
توریث مین جیسے کہ اعتبار کرتے ہین اصحاب فرائض و عصبات مین سوائے ابو یوسفؒ کے کہ وہ اعتبار
کرتے ہین جہتون قرابت کا ابدان فروع مین اسواسطے کہ وہ تقسیم کرتے ہین مال کو فروع پر ابتداءً پس اعتبار
کیا جاتا ہے اونہین جہتون کا اور ابو یوسفؒ کے قول مین علمانے اختلاف کیا ہے پس علماء عراق و علماء

خراسان کا تو یہ قول ہے کہ ابو یوسفؒ نہین اعتبار کرتے جہات کا بلکہ اون کے نزدیک دو جہت والا ایک جہت سے

مشابہ ہوگا جیسا کہ مذہب حضرت ابو یوسفؒ کا ہے جدات کے باب مین کہ گذر چکا بیان اوس کا اور علما

ماوراء النہر کا یہ قول ہے کہ ابو یوسفؒ اعتبار کرتے ہین جہات کا اور یہی قول صحیح ہے چنانچہ اسی وجہ سے

اختیار کیا اس قول کو صاحب ضیاء السراج اور مع نے کذا فی شرح المبسوط م اس صورت مین یہ

شبہ وارد ہوتا ہے کہ اسجگہ اعتبار کرنا جہات کا اور جدات کی توریث مین نہ اعتبار کرنا اسکی کیا وجہ ہے

اس کے جواب مین حضرت شارحؒ فرماتے ہین کہ فرق اس مقام اور اوس مقام کا یہ ہے کہ جدات مین

استحقاق بالفرضیت ہے اور تعدد جہات کے اعتبار سے اون کا فریضہ زیادہ نہوگا اور اسجگہ یعنی

ذوی الارحام مین استحقاق بمعنی العصوبت ہے پس قیاس کیا جاویگا استحقاق پر حقیقۃ عصوبت کے

ساتھ تو عصوبت حقیقۃ مین کبھی تو تعدد جہات کا اعتبار بنا بر ترجیح ہوتا ہے مانند اخ عینی کے کہ ترجیح

پاتا ہے بھائی علاتی پر اور کبھی تعدد جہات کا اعتبار ہوتا ہے واسطے استحقاق کے مانند اخیافی بھائی کی

جبکہ ہو وہ ابن العم اور ایسے ہی ابن العم جبکہ ہو وہ زوج پس اسجگہ استحقاق ہین دونون سببون کا

معاً اعتبار کیا جاویگا پس ایسے ہی توریث ذوی الارحام مین دونون سببون کا معاً اعتبار کیا جاویگا

پس امام ابو یوسفؒ تو تعدد جہات کا ابدان فروع مین اعتبار کرتے ہین جیسا کہ ذکر کیا ہے اوس کا

بعد تقسیم کرتے ہین مال کو فروع پر ابتداءً لہذا وہ فرع مین تعدد جہات کا اعتبار کرتے ہین اور امام محمدؒ

تعدد جہات کا اصول مین اعتبار کرتے ہین اسواسطے کہ وہ تقسیم کرتے ہین مال کو اول بطن پر جسمین

کہ اصل مین اختلاف واقع ہوا ہے اور لیتے ہین تعدد اصول مین فروع سے پھر قرار دیجاتی ہے

ذکور کی جماعت علیحدہ اور اناث کی جماعت علیحدہ جیسا کہ مسئلہ سابقہ مین اسکا تفصیلی ذکر ہو چکا ہے کما

[illegible] بنت بنت ایضاً کبنتا ابنت [illegible] ایضاً ابن بنت بنت جبکہ چھوڑا میت نے بنت البنت کی دو بیٹی

[illegible] بنت کے بھی دو بنت ہین اور بھی چھوڑا ابن بنت البنت کو اور اسکی صورت یہ ہے

مسئلہ عند ابی یوسفؒ و عند محمدؒ مسئلہ من ۲ یضرب فی ۷ والتصحیح ۲۸

بنت [illegible]	بنت [illegible]	بنت
بنت [illegible]	ابن [illegible] ۱۲	بنت ۴
بنت [illegible]		ابن
عند محمدؒ ۲ من قبل الام ۶ ومن قبل الاب ۱۶		عند محمدؒ ۶ عند ابی یوسفؒ ۷

عند ابی یوسف حتی یکون المال بینهم اثلاثا وصار کانه ترک اربع بنات وابنا فللثلثاہ للبنتین وثلثہ للابن

امام ابو یوسف کے نزدیک تقسیم ہوگا مال بہنون تین تہائی کرکے در صورت یہ ہوا کہ گویا چھوڑ گیا میت نے چار بنت اور ایک ابن پس دو ثلث ترکہ کے دو بنت کو ملے اور ایک ثلث ابن کو ملا **ش** یعنی صورت مذکورہ میں ترکہ میت کا اوسکے وارثون میں یعنی درمیان ایک ابن اور دو بنت کے بین تہائی کرکے تقسیم ہوگا اسواسطے کہ دو بنت دو جہت کی ہین تو گویا وہ دو بنت تو ماں کی جانب سے ہین اور دو بنت باپ کی جانب سے ہین تو بس صورت میں گویا میت نے چھوڑین چار بنت اور ایک ابن پس دو ثلث مال کی تو دو جہت والی کو ملینگی اور ایک ثلث مال کا ایک ابن ایک جہت والے کو پہونچیگا وعند محمد یقسم المال بینہم علی ثمانیۃ وعشرین سہما للبنتین اثنان وعشرون سہما ستۃ عشر سہما من قبل ابیہما وستۃ اسہم من قبل امہما وللابن ستۃ اسہم من قبل امہ اور امام محمدؒ کے نزدیک تقسیم کیا جاویگا مال درمیان اونکے اٹھائیس سہام ہوکر اس طور پر کہ ۲۲ سہام تو دو بنت کو ملیں گے یعنی ۱۶ سہام تو اون دونون کے باپ کی جانب سے ملیں گے اور ۶ سہام اون دونونکی ماں کیجانب سے ملیں گے **ش** توضیح مقام یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں امام محمدؒ کے نزدیک تقسیم کیا جاویگا کر اول بطن پر جسمیں کہ اصول میں اختلاف واقع ہوا ہے اور وہ بطن ثانی ہے اور اوسمیں بوجہ اعتبار کرنے تعدد فروع کے ایک ابن تو ابن کے ہے اور دو بنت کہ ایک اون دونون میں کی بمنزلہ دو بنت کے ہے اس طور سے سات ہوگئین تو اس صورت میں مسئلہ اون کے عدد روس یعنی سات سے ہوگا پس چار سہام ابن کو ملے اور دو سہام اوس بنت کو ملے کہ جسکی فرع میں تعدد قرار دیا گیا ہے اور ایک سہم اوس بنت کو ملا کہ جسکی فرع میں تعدد نہین ہے اب ہمنے ذکور کی جماعت علحدہ قرار دی اور اناث کی جماعت علحدہ اور دیا ہمنے ابن کے حصہ کو کہ وہ سات میں سے چار ہین دو بنت کو کہ جو تیسرے بطن میں ہے تو ہر واحد اون دونون کو دو سہم پہنچے اسی طرح جبکہ دیا ہمنے تینون بنات کی جماعت کے حصہ کو جو اون کے مقابلہ میں تیسرے بطن میں ہین تو وہ اون پر منقسم نہین کیونکہ حصہ اون بنات کا تین اسباع ہین اور اون کے مقابلہ میں ایک ابن اور دو بنت ہین تو سب چار بنات ہوئین اور تین اور چار میں مباینت ہے لہذا ضرب کیا ہمنے عدد روس یعنی چار کو اصل مسئلہ میں تو اٹھائیس ہوگئے اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا اسواسطے کہ بطن ثانی میں ابن البنت کو سات میں سے چار پہونچے تھے تو جب ضرب کیا ہمنے اون چار کو مضروب میں کہ وہ بھی چار ہین حاصل ہوئے سولہ ۱۶ پس دئے ہمنے اوس ابن کے ہر واحد دو بنت کو آٹھ اور دو بنت کو اصل مسئلہ سے بطن ثانی میں تین ملے تھے جب ہمنے اون کو ضرب کیا مضروب مذکور میں حاصل ہوئے بارہ ۱۲ پس دئے ہمنے وس بنت البنت کو

چھہ اور بنت ابنت کی دو بنت کو چھہ سہام پس ہر واحد اون دونون کو تین پہونچے تو ہر بنت کا حصہ لبطن
اخیر مین گیارہ ہوئے آٹھ تو اوس کے باپ کیجانب سے ہوئے اور تین اوسکی مان کیجانب سے ہوئے

فصل فی صنف الثانی یہ فصل ہے صنف ثانی کی بیان مین مخفی نرہے کہ دوسری قسم ذوالارحام
مین اجداد ساقط اور جدات ساقط ہین اور اونکی توریث کا یہ حکم ہے او ، ہم بالمیراث اقربھم الی
المیت من ای جھۃ کان اولی اونمین میراث مین وہ ہے جو اونمین سے اقرب ہے میت کیطرف کسی جہت سے
ہوش یعنی خواہ قرب باپ کی جہت سے ہو خواہ مان کی جہت سے اور وجہ اولویت اقرب کی صنف
اول مین مذکور ہو چکی ہے م وہ یہ کہ استحقاق ذوی الارحام کا باعتبار معنی عصوبت کے ہے پس وہ حکماً
عصبات ہین اور ظاہر ہے کہ عصبات مین تقدیم اقرب کی حقیقۃ ہے پس الیساہی اوسمین ملحوظ رہے گا جو
معنی عصوبت کے ہے کذا فی حاشیۃ السعد والبسیط پس اب الام اولی ہے میراث مین اب ام الام سے
اسواسطے کہ اول اقرب ہے ثانی سے من جہۃ الام اسیطرح اب ام الاب اولی ہے میراث مین اب ام ام الاب سے
اور اب الام اولی ہے اب ام الاب سے اسی پر قیاس کرے تو حال جدات کا م مثلاً ام اب الام اولی ہے
ام ام اب الام سے وعند الاستواء فمن کان یدلی بوارث فھو اولی عند ابی سھیل الفرائضی رح
وابی نصر الخصاف رح وعلی بن عیسے البصری رحمہ اللہ تعالے اور بحالت برابر ہونیکے پس جو شخص کہ منسوب
ہوگا وارث کے ساتھ وہ اولی ہوگا نزدیک ابی سہیل فرائضی اور ابی فضل خصاف و علی ابن عیسی بصری
نزدیک ش یعنی بحالت برابر ہونے درجون قرب کے جو منسوب ہوگا وارث کے ساتھ وہ اولی ہوگا میراث
مین اوس سے جو میت کی طرف وارث کے ساتھ منسوب نہوگا نزدیک حضرات مذکورین کے پس نزدیک اونکے
اب ام الام اولی ہے میراث مین اب اب الام سے اسواسطے کہ یہ دونون اگرچہ درجہ مین مساوی ہین ولیکن
اول یعنی اب ام الام میت کیطرف منسوب ہوتا ہے وارث کے ساتھ یعنی ام الام کے ساتھ ہین کہ وہ
جدہ صحیحہ ہے اور دوسرا یعنی اب اب الام منسوب ہے غیر وارث کے ساتھ کہ وہ جد فاسد یعنی اب الام ہے وہ
ابہ الام کہ نہین وارث ہو تو ام الام کے ساتھ ہین پس ہوئی ام الام اقوی تو باپ اوس کا بھی اولی ہوا
ولا تفضیل لہ عند ابی سلیمان الجرجانی وابی علی البستی رح اور نہین ہے تفضیل واسطے اوسکے
نزدیک ابی سلیمان جرجانی اور ابی علی بستی کے ش یعنی اون کے نزدیک مدلی بالوارث کو غیر مدلی بالوارث پر
تفضیل نہین تو صورت مذکورہ مین اون دونون کے نزدیک تقسیم کیا جاویگا مال اثلاثاً یعنی دو ثلث مال کے

(حاشیہ: [illegible])

اب اب الام کو اور ایک ثلث اب ام الام کو ملیگا اور دلیل عدم تفضیل یہ ہے کہ اجداد و جدات فاسدات مین مدلی
بالوارث کو ترجیح دینا یہ امر پہونچاتا ہے طرف قرار دینے متبوع کے کہ وہ جد یا جدہ ہے تابع ہو جاوے واسطے
تابع اپنے کے اور متبوع کا تابع ہونا یہ امر خلاف معقول ہے اور نہین لازم آتا مثل اس کے اولاد مین پس
تفریق ثابت ہوگئی دونون مین ف حقیقت مین یہ دلیل و توجیہ جواب ہے اس سوال مقدر کا کہ مدلی
بالوارث کو ترجیح و تفضیل دینا غیر مدلی بالوارث پر صنف اول مین نہ ثانی مین یہ ترجیح بلا مرجح ہے پس اسکا
یہ جواب شارح نے دیا کہ صنف ثانی مین بصورت تسلیم کرنے ترجیح و تفضیل مذکور کے متبوع کا تابع ہونا لازم
آتا ہے اور یہ امر صریح خلاف معقول ہے اور نہین لازم آتا مثل اس کے یعنی یہ محذور اولاد میت یعنی صنف
اول مین پس فرق ظاہر ہوگیا دونون مین وان استوت منازلہم ولیس فیہم من یدلی بالوارث
اوکان کلہم یدلون بوارث واتفقت صفۃ من یدلون بہم واتحدت
ایضا قرابتہم فالقسمۃ علی ابدانہم اور اگر برابر ہون درجے اون کے اور نہو ونمین وہ جو مدلی ہو
وارث کے واسطہ سے یا سب وارث کے واسطہ سے منسوب ہون اور متفق ہو صفت من یدلون بہم کی
یعنی اصول کی ذکورۃ و انوثت مین اور بھی قرابت اونکی متحد ہو تو باعتبار ابدان تقسیم کیجاویگی ش یعنی اگر
برابر ہون درجے اون کے قرب و بعد مین اور باوجود برابر ہونے درجون کے نہوا ونمین کوئی ایسا جو منسوب ہو
میت سے وارث کے واسطے سے مانند اب ام الاب کے اور اب ام ام الاب کے او کان کلہم یدلون
بوارث یا ہون کل وہ کہ مدلی ہون وارث کے ساتھ ش جیسے کہ اب ام اب اب لاب اور اب ام ام
الاب اور اصول صفت ذکورۃ و انوثت مین متفق ہون یعنی مذکر کے مقابلہ مین مذکر ہو اور مؤنث کے مقابلہ مین
مؤنث ہو جیسا کہ ہمنے غیر مدلی بالوارث کی مثال مین ذکر کیا کہ اوس مثال مین جد یعنی اب اب ام الاب اور جدہ
یعنی ام اب ام الاب دونون متحد ہین من یدلی بہ کے ساتھ یعنی اب ام الاب کے ساتھ پس اسجگہ مدلی بہ مین
اختلاف غیر متصور ہے اور بھی متحد ہو قرابت اونکی باینطور کہ ہون سب میت کے باپ کی جانب سے یا سب کے
مان کیجانب سے جیسا کہ مثال مذکور مین پس بصورت پائے جانے شرائط مذکورہ کے باعتبار صفات ابدان فروع کے
اثلاثا للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ تقسیم کیا جاویگا پس دئے جاوینگے مثال مذکور مین دو ثلث اب اب ام الاب کو
اور ایک ثلث ام اب ام الاب کو پہونچیگا ف مثال مذکور مین اثلاثا اسواسطے تقسیم ہوگا کہ شرائط اربعہ اوسمین
پائے جاتے ہین یعنی مساوی ہونا اون دونون کا درجہ مین کہ ہر واحد اون دونون کا پہونچتا ہے میت کو

اس سے سو دوسری شرط یہ ہے کہ نہ مدلی ہونا وارث کے واسطے سے کیونکہ دونون مدلی ہین جدفاسد کے
واسطے سے تیسری یہ کہ متفق ہونا من یدلون بہم کی صفت مین کیونکہ ہر واحد ان دونون کا منسوب ہوتا ہے
اس مذکر کے ساتھ چوتھی شرط اتحاد قرابت ہے یعنی دونون کی قرابت باپ کیجانب سے ہے پس تقسیم ترکہ
ابدان مذکور بوجہ متحقق ہونے شرائط مذکورہ کے کیجاویگی یعنی اگر سب ذکور یا سب اناث ہون گے تو اونمین
بالمساوات تقسیم ہوگی اور اگر ہون گے وہ مختلط تو للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگی کذا قال الفاضل البرجندی

وکذا فی شرح شیخ الاسلام وان اختلف صفۃ من یدلون بہم یقسم المال علی اول بطن اختلف
بمکان صنف اول اور اگر مختلف ہو صفت اصول کی تو تقسیم کیا جاویگا ترکہ اول بطن پر کہ جس میں
اختلاف واقع ہوا ہے مانند صنف اول کے مثل یعنی اگر درجہ برابر ہونے کی حالت مین اصول کی صفت مین
اختلاف واقع ہو ذکورۃ وانوثت مین یعنی بعض کی اصل مذکر ہون اور بعض کی مونث جیسا کہ ہمنے کل کے
ملی بالوراثت ہونیکی مثال مین ذکر کیا تو اس صورت مین ترکہ تقسیم کیا جاویگا اول بطن پر جسمین کہ ذکورۃ و
انوثت کا اختلاف واقع ہوا ہے مانند صنف اول کے للذکر مثل حظ الانثیین اور پھر بعد تقسیم ذکور کے جماعت
علیحدہ قرار دیجاویگی اور اناث کی جماعت علیحدہ بقیاس اوس کے کہ مذکور ہوچکا ہے صنف اول مین و

ان اختلفت قرابتہم فالثلثان لقرابۃ الاب وھو نصیب الاب والثلث لقرابۃ
الام وھو نصیب الام اور اگر مختلف ہو قرابت اونکی تو دو ثلث باپ کے قرابت والے کو ملیں گے
کہ وہ حصہ باپ کا ہے اور ثلث ماں کے قرابت والے کو ملیگا کہ وہ حصہ ماں کا ہے مثل یعنی اگر درجہ برابر
ہونے کے ساتھ جہت قرابت اون کی مختلف ہو مثلاً چھوڑا میت نے ام اب ام اب الاب اور ام اب اب الام
پس اول کو بوجہ قرابت اب کے دو ثلث ملین گے اور ثانی کو بوجہ قرابت ماں کے ایک ثلث ملیگا اور یہ
ہوسکے کہ جو اشخاص کہ منسوب ہوتے ہین باپ کے واسطے سے وہ قائم مقام ہوتے ہین باپ کے اور
وہ جو منسوب ہوتے ہین ماں کے واسطے سے وہ قائم مقام ماں کے ہوتے ہین تو گویا یون تصور کرنا
چاہیے کہ میت نے چھوڑے ماں باپ پس تقسیم کیا جاویگا درمیان ان تین تہائی ہوکر قدر مسائل
صاف لکل فریق یقسم بینہم کما لو اتحدت قرابتہم پھر جو کچھ کہ پہونچا ہے ہر فریق کو وہ تقسیم کیا جاویگا
درمیان اون کے جیسا کہ اتحاد قرابت کی حالت مین تقسیم ہوتا ہے مثل [illegible] پھر وہ دو ثلث تقسیم
ہوین گے باپ کے قرابت والون پر اور ثلث ماں کا ماں کے قرابت والون پر تقسیم ہوگا اور یہی قیاس ہے

کہ اتحاد قرابت کی صورت مین پہچان چکا ہے تو۔ اب حضرت شارح صنف ثانی کی جملہ اقسام مع اون کے احکام کے بیان مین ایک قاعدہ جامع مختصر پرخیم کلام فرماتے ہین وہ یہ کہ یا توقسم ثانی مین وارث قرب بعد کے درجہ مین برابر ہون گے یا ہون گے تو ہونے کی حالت مین اقرب اولی ہوگا اور ہونیکی صورت مین یا قرابت متحد ہوگی یا مختلف مختلف ہونے کی حالت مین تقسیم کیا جاویگا اثلاثا جیساکہ ابہی مذکور ہوچکا ہے۔ اور متحد قرابت ہونیکی حالت مین اگر متفق ہے صفت اصول کی تو باعتبار ابدان فروع تقسیم ہوگی اور اگر صفت اصول کی متفق نہین ہے تو تقسیم کیا جاویگا ترکہ اعلی خلاف پر مثل صنف اول کے پس غور کر تو فصل

فی الصنف الثالث یہ فصل ہے تیسری صنف کے بیان مین الحکم فیھم کالحکم فی الصنف الاول اعنی اولاھم بالمیراث اقربھم الی المیت حکم انہین صنف اول کے حکم کی مانند ہے یعنی انہین اولی بالمیراث وہ ہوگا جوا و نہین کا اقرب میت کیطرف ہوگا ش تیسری قسم مین وہ لوگ ہین جو میت کے ان باپ کیطرف منسوب ہوتے ہین اور وہ بہنون کی اولاد ہے اور بنات الاخوہ ہین مطلقا اور اخیافی بہائیون کے ابنا ہین ھم کیونکہ اخوہ عینی اور علاتی عصبات سے ہین۔ پس اس قسم مین حکم مانند حکم صنف اول کے ہے کہ وہ اولاد بنات ہے اور اولاد بنات الابن ہے مراد یہ کہ جو زیادہ قریب ہوگا میت سے وہ اولی بالمیراث ہوگا پس بنت الاخت اولی ہوگی میراث مین ابن بنت الاخ سے اسواسطے کہ بنت الاخت زیادہ قریب ہے -وان استووا فی القرب فولد العصبة اولی من ولد ذوی الارحام کبنت ابن الاخ وابن بنت الاخت کلاھما لاب وام اولاب اواحدھما لاب وام والاخر لاب المال کله لبنت ابن الاخ لانھا ولد العصبة اور اگر برابر ہون وہ قرب مین پس ولد عصبہ کا اولی ہوگا ولد ذوی الارحام سے مانند بنت ابن الاخ کے اور ابن بنت الاخت کے دونو سگے ہون یا سوتیلے یا ایک اون مین کا سگا ہوا اور دوسرا سوتیلا تو سب مال بنت ابن الاخ کو ملیگا اسواسطے کہ وہ ولد عصبہ ہے ش اب معلوم کرنا چاہیئے کہ مصنف نے اسجگہہ ولد العصبہ کہا اور صنف اول مین ولد الوارث کہا اور ارادہ کیا اوسجگہہ ولد وارث سے فقط ولد صاحب فرض کا اسکی وجہ یہ ہے کہ صنف اول مین نہین متصور ہوتا کوئی ذورحم ایسا کہ وہ ولد العصبہ ہوا اور وہ ولد ذی رحم کے درجہ مین ہوا اور دلیل عدم متصور ہونیکی یہ ہے کہ ولد ذی رحم جو بطن ثانی مین ہے وہ اولاد بنات سے ہے اور ولد عصبہ کا جو بطن ثانی مین ہے وہ اولاد بنین سے ہے پس ولد عصبہ کا یا تو عصبہ ہوگا مانند ابن ابن الابن کے یا صاحب فرض ہوگا

واسطے میراث کے قرابت مادری کی وجہ سے ہے اور باعتبار اس قرابت کے مذکر کو مونث پر تفضیل نہیں ہے اصلاً بلکہ بعض مواقع مین مونث تفضیل دیجاتی ہے مذکر پر آیا نہین غور کرتا تو کہ ام الام صاحبۂ فرض ہے بخلاف اب الام کے ہم کہ وہ جد فاسد ہے پس اگر اسجگہ یعنی اولاد اخوہ اور اخوات اخیافی مین مونث کو مذکر پر تفضیل نہ دیجاوے تو پس اقل مرتبہ یہ ہے کہ مساوات قرار دیجاوے بنظر اعتبار کرنے مدلی بہ کے ہم لہذا اخ اخیافی اور اخت اخیافی دونون برابر شریک ہون گے ثلث مین وان استووا فی القرب ولیس فیہم ولد عصبة او کان کلہم اولاد العصبات او کان بعضہم اولاد العصبات وبعضہم اولاد اصحاب الفرائض فابو یوسف رح یعتبر الاقوے اور اگر برابر ہون قرب مین اور نہو اونمین ولد عصبہ کا یا سب ہون اولاد عصبات کی یا بعض ہون اولاد عصبات کی اور بعض ہون اولاد صحاب فرائض کی پس ابو یوسف اعتبار کرتے ہین اقوی کا ش یعنی اگر برابر ہون وہ قرب مین اور نہو اون مین ولد عصبہ کا مانند بنت بنت الاخ کے اور ابن بنت الاخ کے یا سب ہون اولاد عصبات کی مانند دو بنت دو ابن اخ عینی یا علاتی کے یا بعض ہون اولاد عصبات کی اور بعض ہون اولاد اصحاب فرائض کی مانند بنت الاخ عینی کے کہ یہ ولد عصبہ ہے اور بنت الاخ اخیافی کے کہ یہ ولد صاحب فرض ہے پس ابو یوسف اعتبار کرتے ہین اقوی قرابت کا میراث مین پس اون کے نزدیک جسکی کہ اصل بھائی عینی ہوگا وہ ہوگا اولی اوس سے کہ جسکا بھائی فقط علاتی ہوگا یا فقط اخیافی ہوگا پس بنت بنت الاخ عینی اولی ہوگی میراث مین اون کے نزدیک بنت بنت الاخ علاتی سے اور جسکی کہ اصل بھائی علاتی ہوگا وہ اولی ہوگا اوس سے کہ جسکی اصل اخیافی ہوگا جیسے کہ قریب بیان ہوگی اوپر نیز تفصیل اوس کی ومحمد رح یقسم المال علی الاخوۃ والاخوات مع اعتبار عدد الفروع والجہات فی الاصول اور امام محمد کے نزدیک تقسیم کیا جاویگا مال اخوۃ اور اخوات پر باعتبار عدد فروع کے اور جہتون سے اصول مین ش اور یہی ظاہر ہے قول ابوحنیفہ سے فما اصاب کل فریق یقسم بین فروعہم کما فی الصنف الاول پس جو کچھ کہ پہونچتا ہے ہر فریق کو وہ تقسیم کیا جاویگا اون کے فروع مین جیسے کہ صنف اول مین ہو تا تھا ش یعنی جو کچھ کہ پہونچتا ہے ہر فریق کو اون اصول سے وہ اونکی فروع مین تقسیم کیا جاویگا جیسا کہ صنف اول مین قاعدہ قرار پا چکا ہے ہم یعنی اولاً باعتبار عدد فروع کے اور باعتبار جہات کے اصول مین ترکہ تقسیم ہوگا اوپر اعلی خلاف کے جو واقع ہوا ہے اونکی اولاد مین اور اسی طرح

عمل کرتا جائے فروع مین تا آخر صورت جیسا کہ مفصل مذکور ہو چکا ہے بیان اسکا صنف اول مین کذا فی شرح السید
پھر مصنف لایا ایک مثال اور اشارہ کیا وہمین طرف دو قول اماموں یعنی صاحبینؒ کے پس کہا کما اذا ترک
ثلث بنات اخوۃ متفرقین جیسے کہ جب چھوڑین میت نے تین بنات بھائیون متفرقین کی مثل یعنی بعض
بھائیون بین عینی ہون اور بعض اون کے علاتی فقط اور بعض اون کے اخیافی ہون فقط وکذا
ثلثۃ بنین وثلث بنات اخوات متفرقات ھذہ الصورۃ اور ایسے ہی مثلاً چھوڑے میت نے تین ابن اور
تین بنت اخوات متفرقات کی اس صورت کے ساتھ۔

صورتہ

بنت الاخ لام	بنت الاخ لاب	بنت الاخ لاب وام
الاخت لام	الاخت لاب	الاخت لاب وام
ابن بنت	ابن بنت	ابن بنت

عند ابی یوسفؒ یقسم کل المال بین فروع بنی الاعیان ثم بین فروع بنی العلات ثم بین فروع بنی الاخیاف
للذکر مثل حظ الانثیین ارباعا باعتبار الابدان ابو یوسفؒ کے نزدیک تقسیم کیا جاویگا مال درمیان فروع بنی اعیان
کے ہو درمیان فروع بنی علات کے پھر درمیان فروع بنی اخیاف کے للذکر مثل حظ الانثیین چار ربع ہو کر باعتبار
ابدان کے مثل یعنی باعتبار ابدان فروع اور صفات فروع کے مراد یہ کہ ابو یوسفؒ کے نزدیک فروع بنی اعیان
مقدم ہونگی توریث مین فروع بنی علات وبنی اخیاف دونون پر کیونکہ وہ قرابت مین اقوی ہین پس تقسیم
کیا جاویگا مال اونمین چار ربع ہو کر پس دو ربع تو ابن الاخت لاب کو اور ایک ربع بنت الاخ لاب کو دیا جاویگا
اور بنت الاخ لاب وام کو دوسرا ربع اور اگر نہ پائی جاوین فروع بنی اعیان کی تو تقسیم کیا جاویگا مال فروع
بنی علات پر باعتبار ابدان اونکی کے اسواسطے کہ قرابت اب کی اقوی ہے قرابت ام سے تو اس صورت مین
بھی اون مین تقسیم کیا جاویگا مال ارباعاً دو ربع تو ابن الاخت لاب کو اور ایک ربع بنت الاخ لاب کو اور
ربع دوسرا بنت الاخت لاب کو اور اگر نہ پائی جاوین فروع بنی علات کی تو تقسیم کیا جاویگا مال فروع بنی
اخیاف پر بھی ارباعاً باعتبار ابدان اون کی کے پس صحیح ہوگا یہ مسئلہ
اون کے نزدیک چار سے وعند محمدؒ یقسم ثلث المال بین فروع بنی الاخیاف علی السویۃ اثلاثاً
لاستواء اصولھم فی القسمۃ اور امام محمدؒ کے نزدیک تقسیم کیا جاویگا ثلث مال کا درمیان فروع
بنی اخیاف کے اثلاثاً برابر بوجہ مساوی ہونے اون کے اصول کی تقسیم مین مثل یعنی جبکہ اعتبار کیا گیا

عدد فروع کا کہ وہ دو ہین اسواسطے کہ اوسکا ایک ابن اور ایک بنت ہے اخت لام ہین تو اخت لام ہو گئی بمنزلہ دو اخت
لام کے تو اس صورت مین وہ لیگی ثلث مال کے دو ثلث اور اخ لام لیگا ثلث پھر منتقل ہوگا حصہ اون دونون کا
فروع ان دونون کیطرف والباقی بین فروع بنی الاعیان انصافا لاعتبار عدد الفروع فی الاصول
اور باقی درمیان فروع بنی اعیان کے تقسیم ہوگا بالمناصفہ بوجہ اعتبار کرنے عدد فروع کے اصول مین ش
یعنی باقی کہ وہ دو ثلث مال کے ہین بنی اعیان کی فروع مین بالمناصفہ تقسیم ہوگا بوجہ اعتبار کرنے عدد فروع کے
اصول مین تو اس اعتبار سے اخت لاب وام ہو جاویگی مانند دو اخت لاب وام کے پس وہ حصہ مین اپنے
بھائی کے مساوی ہو جاویگی نصفہ لبنت الاخ نصیب ابیہا والنصف الآخر بین ولدی الاخت
للذکر مثل حظ الانثیین باعتبار الابدان نصف اوس کا بنت الاخ کو ملیگا کہ وہ اوس کے باپ کا
حصہ ہے اور نصف دوسرا درمیان دو ولد اخت کے للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا باعتبار ابدان کے
ش یعنی اسوقت مین ہوگا نصف اوس دو ثلث باقی کا کہ وہ ثلث ہے بنت الاخ کو ملیگا کہ وہ اوس کے
باپ کا حصہ ہے اور نصف دوسرا اوس باقی کا درمیان دو ولد اخت لاب وام کے باعتبار ابدان فروع کے
للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا بوجہ نہونے اختلاف کے ان دونون فرعون کی اصول مین اور فروع بنی
علات کو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ وہ بنی اعیان کی وجہ سے محجوب ہونگے جیسا کہ مذکور ہو چکا وتصح من
تسعۃ اور صحیح ہوگا یہ مسئلہ نو سے ش یعنی امام محمد کے نزدیک یہ مسئلہ نو سے صحیح ہوگا اسواسطے کہ اصل مسئلہ
بوجہ جمع ہونے ثلث اور ثلثین کے تین سے ہوگا اونمین سے ایک سہم تو تینون بنی اخیاف کو ملے گا
اور ایک تین پر مستقیم نہین اور دو سہم بنی اعیان کو ملین گے ایک اون دونون مین سے بنت الاخ لاب
وام کو اور ایک سہم ابن الاخت لاب وام کو بنت الاخت لاب وام کے ساتھ اور وہ دونون یعنی ابن الاخت
لاب وام اور بنت الاخت لاب وام مانند تین بنات کے ہین اسواسطے کہ ابن مانند دو بنت کے ہے اور ایک
تین پر مستقیم نہین ولیکن درمیان رؤس بنی اخیاف اور رؤس بنی اعیان کے مماثلت ہے پس ضرب کیا
ہمنے احد المثلثین کو اصل مسئلہ مین کہ وہ بھی تین ہین حاصل ضرب ہوئے نو اس سے صحیح ہو گیا یہ مسئلہ اسکی
تصحیح سے کہ بنی اخیاف کو اصل مسئلہ سے ایک ملا تھا اوس کو ضرب کیا ہمنے تین مین حاصل ہوئے تین پس
اون مین سے ہر واحد کو ایک سہم ملا اور بنی اعیان کو اصل مسئلہ سے دو سہم ملے تھے اونکو ضرب کیا ہمنے
تین مین حاصل ہوئے چھہ اونمین سے تین تو ہمنے دیے بنت الاخ کو اور دو دیے ابن الاخت کو اور ایک

بنت اخت کو ولو ترک ثلث بنات بنی اخوۃ متفرقین ہذہ الصورۃ اور اگر چھوڑین میت نے تین بنات
بنی اخوۃ متفرقین کی اس صورت کے ساتھ بنت ابن الاخ لاب وام بنت ابن الاخ لاب بنت ابن الاخ لام
المال کلہ لبنت ابن الاخ لاب وام بالاتفاق لانہا ولد العصبۃ ولہا ایضا قوۃ القرابۃ اس صورت مین
کل مال ملیگا بالاتفاق بنت ابن الاخ لاب وام کو اسواسطے کہ وہ ولد عصبہ ہے اور بھی اوسکو قوت قرابت
حاصل ہے ش یعنی اگر میت نے چھوڑین تین بنت ابن الاخ متفرقین کی یعنی ایک بنت ابن الاخ
عینی کی اور دوسری بنت ابن اخ علاتی کی اور تیسری بنت ابن اخ اخیافی کی تو اس صورت مین کل
مال بنت ابن الاخ لاب وام کو ملیگا بالاتفاق یعنی صاحبین کے نزدیک اسواسطے کہ وہ اولاد عصبہ کی ہے
کہ عصبہ ابن الاخ عینی ہے پس ہو گی وہ مقدم بنت ابن الاخ لاب پر اور تحقیق کہ زیادہ کیا بعض
شارحین نے اسجگہ ایک مسئلہ کہ اوس سے اعتبار جہات کا اور عدد فروع کا اصول مین ظاہر ہوتا ہے
پس کہا اور اگر چھوڑا ابن بنت اخ لاب کو اور دو بنت ابن اخت لاب کو اور وہ دونون بھی دو بنت ہین
بنت اخت لاب وام کی اور بھی چھوڑا بنت ابن اخت لام کو مانند اس صورت کے۔

اخ لاب	اخت لاب	اخت لاب وام	اخت لام
بنت	ابن	بنت	ابن
ابن		بنتی	بنت

اس صورت مین ابو یوسف کے نزدیک کل مال ذبنتی بنت الاخت لاب وام کو ملیگا بوجہ قوت قرابت کے
اور امام محمد کے نزدیک تقسیم کیا جاویگا مال اصول پر کہ وہ اخوات اور اخوہ ہین اور اعتبار کیا جاویگا اونکی
جہات کا اور عدد فروع کا پس جو کچھ کہ پہونچیگا ہر فریق کو اون مین سے وہ اون کے فروع پر تقسیم کیا جاویگا
پس مسئلہ ان کے نزدیک بوجہ ہونے سدس کے چھہ سے ہو گا پس ایک سہم سدس کا
اخت لام کو اور چار یعنی دو ثلث اوس کے اخت لاب وام کو ملین گے اسواسطے کہ اعتبار کرینگے
ہم اخت کا بعدد فروع کے اور اس مین عدد بنتی بنت الاخت لاب کے پس اس اعتبار سے وہ اخت مانند دو اخت لاب وام
ہوئی اور باقی کہ دو ثلث ہے اور باقی کہ وہ ایک ہے اخ اور اخت لاب وام بین للذکر مثل حظ الانثیین
تقسیم ہو گا بطریق معصوب کے اور جبکہ اعتبار کیا ہمنے عدد بنتی ابن الاخت لاب کا اوس اخت مین تو وہ
اخت ہوئی مانند دو اخت لاب کے پس ایک باقی درمیان دو اخت لاب کے اور درمیان اخت لاب کے

دو نصف ہوکر تقسیم ہوگا پس جبکہ ضرب کیا ہمنے مخرج نصف کو کہ وہ دو ہین اصل مسئلہ مین کہ وہ چھہ ہین حاصل
ہوے بارہ پس اخت لاب وام کو اصل مسئلہ سے چار ملے تھے اون کو ضرب کیا مضروب یعنی دو مین
تو حاصل ہوئے آٹھ وہ دئیے ہمنے تینی بنت الاخت لاب وام کو اور اخت لام کو اصل مسئلہ سے ایک ملا تھا تو
ضرب کیا ہمنے اوس کو مضروب مذکور مین تو حاصل ہوئے دو پس دیا ہمنے اوس کو بنت ابن الاخت لام کو
اور تھا بھی واسطے اخت کے اور اخت لاب کے اصل مسئلہ سے ایک تو اوسکو بھی ضرب کیا ہمنے مضروب
مذکور مین حاصل ہوے دو پس تقسیم کیا ہمنے اون دو کو درمیان اخ اور اخت لاب کے بالمناصفہ جیسا کہ
پہچانا تونے اوسکو پس ہر واحد اون دونون کو ایک ایک سہم ملا پس دیا ہمنے حصہ اخ لاب کو کہ وہ ایک ہے
اوس کے ابن البنت کو اور دیا ہمنے حصہ اخت لاب کو کہ وہ بھی ایک ہے وہ دیا ہمنے اوس کے ابن کی
دو بنت کو اور ایک دو پر مستقیم نہین ہے پس جبکہ ضرب کیا ہمنے عدد دو کو اصل مسئلہ مین کہ وہ بارہ ہین
حاصل ہوے ۲۴ اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا اسواسطے کہ بنت الاخت لاب وام کی دو بنت کو آٹھ ملے
تھے بارہ مین سے پس ضرب کیا ہمنے اون کو مضروب مین کہ وہ دو ہین حاصل ہوئے سولہ پس وہ اون
دونون کو ملے اور بنت ابن الاخت لام کو اوسمین سے دو ملے تھے تو اون کو ضرب کیا ہمنے اون دو کو
اوس مضروب مین حاصل ہوے چار پس دیا ہمنے اون کو اور ابن بنت الاخ لاب کو اوسمین سے
ایک ملا تھا اوسکو بھی ضرب کیا ہمنے مضروب مذکور مین حاصل ہوے دو وہ اون دونون کو ملے اور دو بنت
ابن الاخت لاب کو اوسمین سے ایک ملا تھا اوسکو ضرب کیا ہمنے دو مین حاصل ہوے دو پس دیا ہمنے
دو کو اون دونون کو پس ہوا حصہ دو بنت کا دو جہت سے ۱۸ آ تو ہر واحد اون دونون کو نو ملے۔

فصل فی الصنف الرابع یہ فصل ہے چوتھی صنف کے بیان مین مخفی نرہے کہ چوتھی قسم وہ ہے
جو منسوب ہو طرف دو جد میت کے اور دو جدہ میت کے م یعنی منسوب ہو میت کے دادا اور نانا کیطرف
اور دادی اور نانی کیطرف اور وہ عمات ہین مطلقا م یعنی عینی ہون خواہ علاتی خواہ اخیافی اور اعمام
اخیافی ہین م یعنی میت کے باپ کی مادری بھائی اور اخوال و خالات ہین مطلقا م یعنی ماموں اور
خالائین ہین خواہ عینی ہون خواہ علاتی خواہ اخیافی ف ماموں اور خالائین مان کی رشتہ دار ہین یعنی
ماموں تو بھائی ہین میت کی مان کے اور خالائین بہنین ہین اوسکی تو اگر مان کے سگے بھائی بہن ہین
تو میت کے نانا کی طرف منسوب ہین اور اگر مان کے اخیافی بھائی بہن ہین تو میت کی مان کی طرف

منسوب ہین کذا فی الطحطاوی اور جدین سے باپ کا باپ یعنی دادا اور مان کا باپ یعنی نانا مراد ہے اور جدتین سے
باپ کی مان یعنی دادی اور مان کی مان یعنی نانی مراد ہے الحکم فیهم انه اذا انفرد واحد منهم استحق
المال کله لعدم المزاحم حکم اونمین یہ ہے کہ اگر اونمین سے ایک تنہا ہوگا تو وہ مستحق تمام ترکہ کا ہوگا بوجہ
نہونے مزاحم کے ش پس جبکہ چھوڑا میت نے ایک عمہ یا ایک عم لام یا ایک خال یا ایک خالہ تو سب
مال اوس ایک کو ملیگا بصورت نہونے کسی مزاحم کے اگر اسجگہ یہ کہا جاوے کہ کل مال کا مستحق ہونا بحالت
نہونے مزاحم کے یہ حکم مشترک ہے ذوی الارحام کی چارون قسمون مین پس خاصکر چوتھی قسم مین اس کے
ذکر کی کیا وجہ ہے کہین گے ہم اس کے جواب مین کہ شاید ماتن نے اس حکم کو خاصکر بعد اصناف
یعنی چوتھی قسم مین اسوجہ سے ذکر کیا کہ تا فائدہ حاصل ہو کہ یہ حکم سب اصناف ذوی الارحام مین جاری ہے
پس اکتفا کیا ماتن نے طریق اختصار کا اور نہ ذکر کیا مصنف نے ذکر اقربیت کا اس صنف مین اسواسطے کہ
اس قسم مین سب درجہ واحد مین ہین لہذا اونمین اقربیت غیر متصور ہے بخلاف اون کی اولاد کے
یعنی اون مین اقربیت متحقق ہوتی ہے جیسا کہ قریب مذکور ہوگا واذا اجتمعوا وکان حیز قرابتهم
متحدا کالعمات والاعمام لام والاخوال والخالات فالاقوی منهم اولی بالاجماع اعنی من کان لاب وام
اولی ممن کان لاب ومن کان لاب اولی ممن کان لام ذکورا کانوا او اناثا اور جبکہ جمع ہون وہ اور ہو جہت
قرابت اونکی متحد مانند عمات اور اعمام اخیافی کے یا اخوال یا خالات کے پس قوی تر اون مین سے اولی ہے
بالاتفاق یعنی عینی اولی ہوگا علاتی سے اور علاتی اولی ہوگا اخیافی سے مذکر ہون یا مونث ہون ش
یعنی جبکہ کئی جمع ہون اور جہت قرابت اونکی متحد ہو باینطور کہ کل باپ کی جانب سے ہون یا کل مان
کیجانب سے ہون مانند عمات اور اعمام اخیافی کے کہ وہ سب باپ کیجانب سے ہین یا اخوال اور خالات
کہ سب مان کیجانب سے ہین پس انمین سے جو قرابت مین زیادہ قوی ہوگا وہ میراث مین اولی
ہوگا بالاجماع یعنی سگا سوتیلے سے اور سوتیلہ اخیافی سے اولی ہوگا میراث مین اسواسطے کہ قرب دو جانب سے
اقوی ہے اور یہ ظاہر ہے اور اسیطرح قرابت پدری اقوی ہے قرابت مادری سے مذکر ہون یا مونث ہون
یعنی نہوگا فرق اسمین کہ وہ اقوی مذکر ہو یا مونث ہو پس عمہ عینی اولی ہوگی عمہ علاتی سے اور عمہ اور
عمہ اخیافی سے کیونکہ عمہ عینی قرابت مین اقوی ہے پس وہ لے لیویگی کل مال اور سوتیلی عمہ اولی ہوگی
عمہ و عم اخیافی سے بوجہ قوت قرابت اپنی کے اور اسی طرح خال اور خالہ لاب وام اولی ہے میراث مین

خال اور خالہ علاتی سے اور خال اور خالہ اخیافی سے اور خال و خالہ علاتی اولی ہے اون دونون سے جبکہ ہو حیافی
و ان کانوا ذکورا و اناثا واستوت قرابتہم فللذکر مثل حظ الانثیین کعم وعمۃ کلاہما لام او خال و خالۃ
کلاہما لاب وام او لاب او لام ش اور اگر ہون وہ مذکر اور مؤنث اور برابر ہو قرابت اون کی
تو مرد کو دوگنا حصہ عورت کا مانند عم اور عمہ اخیافی کے یا خال اور خالہ کے کہ وہ دونون عینی ہون یا علاتی یا
دونون اخیافی ہون ش یعنی بصورت متحد ہونے جہت قرابت کے اگر مختلط ہون مذکر و مؤنث صنف
رابع مین اور بہی قرابت اون کی قوت مین برابر ہو بایطور کہ سب عینی ہون یا علاتی یا سب اخیافی ہون
تو اون مین للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا مانند عم اور عمہ اخیافی کے یا خال اور خالہ کے کہ دونون عینی
ہون یا علاتی یا اخیافی ہون اور یہ اسواسطے کہ عم اور عمہ دونون اصل مین متحد ہین کہ وہ اصل باپ ہے
اور اسی طرح اصل خال اور خالہ کی واحد ہے کہ وہ اصل مان ہے اور جبکہ اصل مین اتفاق ہوا تو
ایسی صورت مین صاحبین کے نزدیک تقسیم باعتبار ابدان ہوگی و ان کان حیز قرابتہم مختلفا
فالاعتبار لقوۃ القرابۃ اور اگر ہو جہت قرابت اونکی مختلف تو اعتبار ہوگا قوت قرابت کا ش یعنی
اگر اون کسی کی جہت قرابت کی مختلف ہو بایطور کہ بعض اون مین کی قرابت باپ کی جانب سے ہو
اور بعض کی قرابت مان کیجانب سے ہو تو اون دونون مختلف جہت قرابت مین قوت قرابت کا اعتبار
ہوگا وہ جو اقوی ہے قرابت مین بوجہ ہونے اوس کے دونون جانب سے یا جانب اب سے
اولی اوس سے کہ جس کی قرابت مان کی جانب سے ہوگی کعمۃ لاب وام وخالۃ لام او خالۃ
لاب وام وعمۃ لام فالثلثان لقرابۃ الاب وہو نصیب الاب والثلث لقرابۃ الام وہو نصیب الام
مانند عمہ عینی کے اور خالہ اخیافی کے یا خالہ عینی کے اور عمہ اخیافی کے پس دو ثلث باپ کے قرابت
والیکو ملیگا کہ وہ حصہ باپ کا ہے اور ایک ثلث مان کے قرابت والے کو ملے گا کہ وہ حصہ مان کا ہے
ش یعنی جبکہ چھوڑا میت نے عمہ عینی کو اور عمہ اخیافی کو اور بہی اون کے ساتھ چھوڑا خالہ عینی کو اور
خالہ علاتی کو اور خالہ اخیافی کو پس دو ثلث مال کے باپ کے قرابت والون کو یعنی عمات کو اور ثلث اوسکا
مان کے قرابت والون کو یعنی خالات کو ملے گا ثم ما اصاب کل فریق یقسم بینہم کما لو اتحد حیز قرابتہم
پہر جو کچہ کہ پہونچا ہے ہر فریق کو وہ تقسیم کیا جاویگا اون مین مثل متحد ہونے جہت قرابت اون کی کے
ش یعنی پہر جو کچہ کہ ہر فریق کو مان اور باپ دونون کی جانب کی قرابت سے پہونچا ہے وہ تقسیم کیا جاویگا

اون کی فروع مین جیسا کہ بحالت متحد ہونے جہت قرابت کی تقسیم ہوتا ہے پس مثال مذکور مین عمہ عینی دو ثلث لیگی اسواسطے کہ قرابت اوس کی اقوی ہے اسیطرح خالہ عینی ثلث لیگی بوجہ قوت قرابت کے اور جبکہ عمات عینی کئی ہون تو وہ دو ثلث اون مین برابر تقسیم کیئے جاوین گے اگر اسجگہہ کہا جاوے کہ حکم کرنا ماتن کا یہ کہ قرابت پدری والون کو دو ثلث ملین گے یہ قول منافی ہے ماتن کے دوسرے قول کے فلا اعتبار لقوۃ القرابۃ یعنی نہوگا اعتبار قوت قرابت کا کہین گے ہم اس سے جواب مین کہ مراد اعتبار قوت قرابت سے یہ ہے کہ اقوی سب مال لیوے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہم پس اس معنی سے تناقض و تعارض مرتفع ہو گیا۔

فصل فی اولادہم یہ فصل ہے صنف رابع کی اولاد کے بیان مین مخفی نرہے کہ اسجگہہ یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ ماتن نے خاصکر صنف رابع کی اولاد کو علٰحدہ فصل مین ذکر کیا بخلاف تینون اصناف کے اولاد کے کہ اونکو علٰحدہ فصل مین نہین بیان کیا اس کے جواب مین شارح فرماتے ہین کہ بتصریح صدر مذکور ہو چکا ہے کہ مصنف نے صنف اول کے ذکر کو اس عبارت سے بیان کیا اولاد البنات و اولاد بنات الابن اور یہ عبارت ماتن کی بوجہ اطلاق کے کبھی حمل کیجاتی ہے اوس اولاد پر بھی کہ جو منسوب ہو طرف بنات اور بنات الابن کے واسطے سے یا بالغیر واسطہ کے اور اگر اس عموم کی تصریح کا ارادہ کیا جاوے تو اسی عموم کے لئے زیادہ کیا گیا قول ہمارا وان سفلوا حال یہ کہ عالی اور سافل کل مین حکم واحد ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے م مطلب یہ کہ بصورت ہونے حکم واحد کے علٰحدہ فصل مین اون کی اولاد کے بیان کی ضرورت نرہی۔ اور صنف ثانی یعنی اجداد اور جدات فاسدہ اگرچہ عالی ہون سب مین حکم واحد ہے جیسا کہ پہچانا تو نے اوس کو اور اطلاق عبارت و لن علوا کا سب کو صریح شامل ہے علاوہ اس کے اس صنف مین اعتبار اولاد کا نہین کیا ہے۔ اور تیسری صنف مین اولاد الاخوات اور بنات الاخوۃ اور بنو الاخوۃ للام کہکر ذکر کیا پس یہ عبارت ماتن کی پہلی عبارت کے عام ہے یعنی شامل ہے اوسکو جو منسوب ہو واسطہ سے طرف ان کے علاوہ اس کے اسمین بھی حکم واحد ہے۔ اور چوتھی صنف کہ وہ عمات اور اعمام اور اخوال وخالات ہین پس ظاہر ہے کہ یہ عبارت صنف رابع کی اولاد کو نہین شامل ہے لہذا اس قسم مین ضرورت ہوئی تخصیص اولاد اون کی کا ذکر کے ساتھ مع بیان اون کے احکام کے الحکم فیہم کالحکم فی الصنف الاول اعنی اولاہم بالمیراث اقربہم الی المیت من ای جہۃ کان حکم اسمین مانند حکم صنف اول کے ہے یعنی اولی بالمیراث ان مین وہ ہوگا جو قریب تر اون مین ہوگا طرف میت کے کسی جہت سے ہو

ش یعنی صنف رابع کی اولاد مین جو میت سے زیادہ قریب ہوگا وہ میراث مین اولی ہوگا عام ہے اس سے
کہ باپ کی جہت سے اقرب ہو یا غیر جہت باپ سے اقرب ہو پس بنا بر اس قاعدہ کے بنت عمہ یا ابن عمہ
اولی ہوگا میراث مین بنت بنت العمہ سے اور ابن بنت عمہ سے اور بنت ابن عمہ سے اسواسطے کہ وہ
دونون باوجود اتحاد جہت کے میت کیطرف زیادہ قریب ہین اون تینون مذکورین سے اور اسوجہ سے
بنت الخالہ اور ابن الخالہ اولی ہے بنت بنت الخالہ سے اور ابن بنت خالہ سے بوجہ اقرب ہونے میت سے
۔ اور اسی طرح اولاد عمہ کی میراث مین اولی ہے اولاد الاولاد خالہ سے اور عکس اسکا یعنی اولاد خالہ کی
اولی ہے اولاد اولاد العمہ سے بوجہ حاصل ہونے اقربیت کے مع اختلاف جہت کے وان استووا
فی القرب وکان حیز قرابتہم متحدا فمن کانت لہ قوۃ القرابۃ فہو اولی لاجماع اور اگر برابر ہون وہ قرب مین
اور ہو جہت قرابت اونکی متحد تو جسکو کہ قوت قرابت حاصل ہوگی وہ اولی ہوگا بالاجماع ش یعنی اتحاد
قرب مین اگر برابر ہون اور جہت قرابت اونکی متحد ہو بایطور کہ قرابت کل کی میت کے باپ کیجانب سے
ہو یا میت کی مان کیجانب سے ہو تو اس صورت مین قوی قرابت والا اولی ہوگا بالاجماع اوس سے
کہ جسکو قوت قرابت حاصل نہو گی مثلاً جبکہ چھوڑین تین اولاد عمات متفرقات کی یعنی ایک عینی عمہ کی اور
دوسری علاتی کی اور تیسری اخیافی کی تو اس صورت مین کل مال عمہ عینی کی اولاد کو ملیگا اور بصورت
نہونے عینی کے علاتی کو کل مال ملیگا اور بصورت نہونے علاتی کے اخیافی کو کل ملیگا۔ اسی طرح حکم
اخوال متفرقین کی اولاد مین یا خالات متفرقات کی اولاد مین ہے اور یہ اولی بالاجماع ہونا اسوجہ سے
ہے کہ اگرچہ سب کو بہ نسبت میت کے ساتھ درجہ اتصال مین مساوات حاصل ہے مگر اسمین شک نہین ہے
کہ وہ قرابت والا از روے سبب کے اقوی ہے پس بحالت متحد ہونے سبب کے قوی سبب والا
قرار دیا جاویگا بیچ معنی اقرب درجہ کے پس ہوگا وہ اولی اور اسی طرح میراث مین اولی ہوگی علاتی کی
اولاد بوجہ قرابت باپ کے اور تحقیق کہ یہ مسئلہ مذکور ہو چکا ہے کہ استحقاق معنی عصوبیت مین قرابت
باپ کی مقدم کیجاویگی مان کی قرابت پر۔ اب جان تو کہ صورت مذکورہ مین اجماع مطلقاً نہین سمجھنا چاہیے
بلکہ وہ اجماع مقید ہے اوس حالت خاص کے ساتھ کہ جب نہون اون مذکورین مین ولد عصبہ اور
اگر اون مذکورین مین ولد عصبہ ہو تو اس حالت مین قوی قرابت والے کے اولی ہونے مین اجماع
نہین ہے بلکہ اختلاف ہے درمیان ظاہر روایت کے اور قول بعض مشائخ کرام کے جیسا کہ قول آئندہ متن

قریب اسپر تو واقع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ وان استووا فی القرب وفی القرابۃ فولد العصبۃ اولی
کبنت العم وابن العمۃ کلاھما لاب وام اولاب المال کلہ لبنت العم لانھا ولد العصبۃ اور اگر برابر ہون قرب مین
اور قرابت مین پس ولد عصبہ کا اولی ہے مانند بنت العم اور ابن العمہ کے کہ دونون عینی ہون یا علاتی
کل مال بنت العم کو ملیگا اسواسطے کہ وہ اولاد عصبہ ہے ش یعنی اگر برابر ہون قرب واتصال مین یعنی باعتبار
درجہ کے طرف میت کے اور قرابت مین باعتبار قوت کے مساوی ہون اور ہوجہت اونکی متحد باینطور کہ ہون
وہ کل میت کے باپ کی جہت سے یا کل ہون میت کی مان کی جہت سے تو اس صورت مین اولاد
عصبہ کی اولی ہوگی اولاد غیر عصبہ سے مانند بنت العم کے اور ابن العمہ کے کہ دونون عینی ہون یا علاتی
سب مال بنت العم کو ملے گا نہ ابن العمہ کو اور یہ اسواسطے کہ عم عینی یا علاتی عصبات سے ہے بخلاف عمہ کے
کہ وہ ذوی الارحام سے ہے مانند عم اخیافی کے اور ظاہر ہے کہ ولد عصبہ کی جانب مین قوت ورجحان حاصل
ہے باعتبار مدلی بہ کے کہ وہ عصبہ ہے اور بحالت متحد ہونے جہت قرابت کے مساوی ہونے درجہ کے
حالت مین اعتبار کیا جاویگا قوت مذکور کا اگرچہ اختلاف جہت کی حالت مین نہین اعتبار کیا جاتا قوت مذکور کا
جیساکہ قریب مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ وان کان احدھما لاب وام والاخر لاب کان المال کلہ لمن کانت لہ
قوۃ القرابۃ فی ظاھر الروایۃ اور اگر ہو ایکی اون دونون کا عینی اور دوسرا علاتی تو سب مال قوی
قرابت والے کو ملیگا ظاہر روایت مین ش یعنی اگر ہو ایکیا ان دونون مذکورین کا کہ وہ دونون عم اور
عمہ ہین ایک عینی اور دوسرا علاتی تو قوی قرابت والے کو کل ترکہ ملیگا ف اسجگہہ یہ سوال مقدر وارد
ہوتا ہے کہ متن مین لفظ احدہما ولفظ الاخر عام ہے یعنی شامل ہے ہر واحد عم اور عمہ کو تو اس سے یہ معنی
مفہوم ہوتے ہین کہ عم اور عمہ جبکہ عینی ہون تو کل مال اونکی اولاد کو ملیگا نہ دوسرے کی اولاد کو باعتبار
ظاہر روایت کے اسکے جواب مین شارح فرماتے ہین کہ عبارت ماتنؒ سے جو متبادر عموم مفہوم ہوتا ہے
اسپر نقض مذکور وارد ہوگا اسواسطے کہ جب عم ہو عینی اور عمہ ہو علاتی تو اس صورت مین کسی کو خلاف نہین
اس امر مین کہ کل مال بنت العم کو ملیگا اسواسطے کہ وہ اولاد عصبہ کی ہے اور یہی اوس کو قوت قرابت
حاصل ہے بلکہ عبارت مذکورہ سے ماتنؒ کی یہ مراد ہے کہ عمہ اگر ہو عینی اور عم ہو علاتی تو کل مال اوس کو
ملیگا جسکو قوت قرابت حاصل ہوگی اور وہ ابن عمہ ہے پس اس صورت مین حاصل ہوگا اختلاف وہ کہ
قریب جس کا ذکر کرین گے ہم انشاء اللہ تعالیٰ تو گویا ماتنؒ نے یہ کہا کہ اگر ہو عمہ عینی اور عم ہو علاتی تو کل مال

ابن عمہ کو ملیگا باعتبار ظاہر روایت کے یعنی بوجہ حاصل ہونے قوت قرابت کے نسبت العم مذکور کو یعنی
علاتی کہ اگرچہ وہ ولد وارث ہے قیاساً علی خالۃ لاب فانہا مع کونہا ولدی الرحم اولی لقوۃ القرابۃ
من الخالۃ لام مع کونہا ولد الوارثۃ لان الترجیح لمعنے فیہ وھو قوۃ القرابۃ اولی من الترجیح لمعنے فی غیرہ
وھو الادلاء بالوارث ــــ قیاس کرنے کر خالہ علاتی پر پس تحقیق کہ خالہ علاتی باوجود ہونے اوسکے
اولاد ذوی رحم سے وہ اولی ہے بسبب قوت قرابت کے خالہ اخیافی سے باوجود ہونے خالہ اخیافی کے
اولاد وارثہ سے اسواسطے کہ اوسمین ترجیح باعتبار ایسے معنی کے ہے جو حاصل ہے اوسمین اور وہ قوت
قرابت ہے اولی ہے اوس ترجیح سے کہ معنی حاصلہ غیر سے ترجیح دیجاوے اور وہ مدلی ہونا بالوارث ہے
پس یعنی عمہ عینی اور عم علاتی کی صورت مین جو باعتبار ظاہر روایت کے کل مال ابن عمہ کو ملتا ہے
اس کو قیاس کیا ہے خالہ علاتی پر کہ باوجود ہونے اوسکے اولاد ذوی الارحام سے کہ وہ اب الام ہے اولی
ہوگی وہ میراث مین بسبب قوت قرابت کے کہ جو حاصل ہے اوسکو جہت اب سے خالہ اخیافی سے
باوجود ہونے خالہ اخیافی کے اولاد وارثہ سے اور وہ ام الام ہے کہ وہ وارثہ ہے اسواسطے کہ جدہ صحیحہ ہے
بخلاف اب الام کے اور دلیل خالہ علاتی کے اولی ہونیکی خالہ اخیافی پر یہ ہے کہ ترجیح دینا ایک شئے کو
دوسری پر ایسے معنی سے کہ جو حاصل ہون خاص اوسمین اور وہ اس بحث مین کہ جس کے ہم درپے ہین
قوت قرابت ہے اور وہ حاصل ہے اسجگہہ خالہ علاتی مین جہت باپ سے وہ اولی ہے اوس ترجیح سے
کہ جو معنی حاصلہ غیر سے ترجیح دیجاوے اور وہ ہماری مثال مین مدلی بالوارث ہونا ہے کہ وہ حاصل ہے
غیر خالہ دوسری مین وہ خالہ دوسری کہ جو جہت ام سے ہے ہم مرادیہ کہ اس خالہ مین وراثت نہین
حاصل ہے بلکہ اوس کی ماں مین حاصل ہے کہ وہ میت کی ام الام ہے نہ کہا جاوے کہ مدلی بالوارث
ہونے کی قوت خالہ ثانیہ مین موجود ہے جیسے کہ قوت قرابت کی خالہ اولی مین موجود ہے مطلب
یہ کہ اس صورت مین دونون مساوی ہوگئین پس کیا دلیل ترجیح ہے خالہ لاب کی خالہ لام پر اسواسطے
کہ جواب دینگے ہم اوس کا یہ کہ اگرچہ قوت اولاد کی خالہ لام مین حاصل ہے لیکن حقیقۃً وہ معنی مرجح
نہین ہین کیونکہ حقیقۃً معنی مرجح وراثت ہے اور وہ اوس کے غیر مین حاصل ہے یعنی اوسکی ماں مین
حاصل ہے کہ وہ میت کی ام الام ہے کہ بسبب اوس وراثت کے ایک طرح کا تعلق اولاد کے ساتھ
اوسکو حاصل ہوا کہ بصورت ترجیح دیئے جا سکیے اوس سے ترجیح دیجاویگی اور اگر نہو یہ تعلق تو نہ تصور

کی ترجیح اوس خالہ کی سبب اوس وراثت کے۔ اب اگر یہ کہا جاوے کہ ابن العمہ اور بنت العم کا قیاس خالہ لاب
کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کیونکہ خالہ لاب کو ترجیح خالہ لام پر ایسے معنی کے ساتھ حاصل ہے کہ وہ معنی
اوس مین حاصل ہین کہ وہ قوت قرابت ہے بخلاف ابن العمہ عینی کے کہ قوت قرابت اوسکی ذات مین نہین سمجھی جاتی
وس کی ماں مین حاصل ہے تو یہ قیاس ظاہر روایت کا قیاس مع الفارق ہے۔ کہین گے ہم اس کے
جواب مین کہ یہ قیاس ہمارا اس اعتبار سے ہے کہ قوت قرابت کی سرایت کرتی ہے عمہ سے طرف فروع
کے کیا نہین دیکھتا تو اسکو کہ بنت العم عینی جو اولی ہے بنت العم علاتی سے تو یہ اولویت نہین ہے مگر
باعتبار سرایت کرنے قوت قرابت کے اصل سے طرف فرع کے کیونکہ اگر یہ سرایت نہ تسلیم کیجاوے تو اولویت نہین
بلمناصفہ تقسیم ہوتا اسواسطے کہ دونون عصبہ کی اولاد مین ہم اب اسجگہہ یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ بصورت
تسلیم اس قول کے کہ قوت قرابت کی سرایت کرتی ہے طرف فروع کے تو سزاوار ہے کہ عصوبت اور
ذو عصبیت اصل کی بھی سرایت کرے اوسکی فرع کیطرف پس بہ بنا اس قول کے یہ لازم آتا ہے کہ بنت العم کو
سب ترکہ ملے بوجہ ہونے اوس کے اولاد عصبہ سے اور ابن العمہ محروم ہوجاوے بوجہ ہونے اوس کے
اولاد ذوی رحم سے۔ اس کے جواب مین شارح فرماتے ہین کہ بخلاف عصوبت کے کہ وہ نہین سرایت
کرتی عم سے اوس کی فرع مؤنث کی طرف کیونکہ ظاہر ہے کہ ابن العم عصبہ ہے اور بنت العم عصبہ
نہین ہے پس جبکہ قوت قرابت نے سرایت کی عمہ سے اوس کے ابن کیطرف تو گویا حاصل ہوئی قرابت
ابن العمہ کی ذات مین پس اس اعتبار سے ابن العمہ اولی ہوگا میراث مین بنت العم سے کیونکہ بنت العم مین
قوت قرابت منتفی ہے وقال بعضهم المال کله لبنت العم لاب لانها ولد العصبة اور کہا بعض
مشائخ نے کہ کل مال بنت العم لاب کو ملیگا اسواسطے کہ وہ اولاد عصبہ کی ہے مش یعنی کہا بعض مشائخ نے
بنا بر روایت غیر ظاہرہ کے کہ صورت مذکورہ متن مین کل مال بنت العم علاتی کو دیا جاویگا اسواسطے کہ وہ
اولاد عصبہ کی ہے بخلاف ابن العمہ کے کہ وہ اولاد ذوی رحم سے ہے اور اسی جگہہ سے جان لیا گیا یہ کہ
اجمال مذکور تبہ میں صدر معتبر ہے جیساکہ ہمنے پہلے اوس کو منفید کردیا اوسجگہہ اسواسطے کہ بنت العم علاتی
اور ابن العمہ عینی دونون مساوی ہین قرب مین اور بھی متحد ہین دونون جہت قرابت مین بوجہ ہونے
دونون کے باپ کیجانب سے اور باوجود اس کے جسکو کہ قوت قرابت حاصل ہے یعنی ابن العمہ کو
وہ ممنون ہے ولی میراث مین بالاجماع بوجہ مخالف ہونے ان بعض مشائخ کے کہ ترجیح دیا گیا ہے قول

اون کا ظاہر روایت پر باین تصریح کہ ظاہر روایت پر عمل کرنے سے لازم آتی ہے ترجیح فرع اصل مرجوح کی فرع اصل راجح پر مراد فرع سے ابن عمہ ہے اور مراد اصل مرجوح سے عمہ ہے اور مراد فرع اصل راجح بنت العم ہے۔ اب حضرت شارح لزوم مذکور کی دلیل بیان کرتے ہین کہ آیا نہین دیکھتا تو کہ مثلاً چھوڑا میت عمۂ عینی کو اور عم علاتی کو تو کل مال عم کو ملیگا نہ عمہ کو پس بہ بنا اس قول بعض مشائخ کے لائق یہ ہے کہ ترجیح دیجاوے بنت العم ابن العمہ پر وان استووا فی القرب لکن اختلف حیز قرابتھم فلا اعتبار لقوۃ القرابۃ ولا لولد العصبۃ فی ظاہر الروایۃ اور اگر برابر ہون قرب مین ولیکن مختلف ہو جہت قرابت اون کی تو اسجگہہ نہ اعتبار ہوگا قوت قرابت کا اور نہ ولد عصبہ ہونے کا باعتبار ظاہر روایت کے

ش یعنی میت سے اگر قرب مین سب برابر ہون اور جہت قرابت مین اختلاف ہو بایطور کہ بعض باپ کیجانب سے ہون اور بعض مان کیجانب سے ہون پس اسجگہہ باعتبار ظاہر روایت کے نہ قوت قرابت کا اعتبار ہوگا اور نہ اولاد عصبہ ہونیکا پس نہوگی عمۂ عینی کی اولاد اولی میراث مین خال اور خالۂ علاتی یا اخیافی کی اولاد سے بوجہ نہ اعتبار کرنے قوت قرابت کے عمہ کی اولاد مین اور اسی طرح بنت العم عینی میراث مین اولی نہوگی بنت الخال یا خالۂ عینی سے بوجہ نہ اعتبار کرنے اولاد عصبہ ہونے کا بنت العم مین قیاسا علی عمۃ لاب وام کونھا ذات القرابتین وولد الوارث من الجھتین لیست باولی من الخالۃ لاب قیاس کرنے کر عمۂ عینی پر کہ باوجود ہونے اوس کے صاحب دو قرابت کی اور ہونے اولاد وارث کے دونون جہت سے نہین ہے وہ اولی خالۂ علاتی سے یا خالۂ اخیافی سے

ش یعنی بصورت مختلف ہونے جہت قرابت کے جو قوت قرابت اور ولد عصبہ ہونے کا اعتبار نکیا جاوے اس کو قیاس کیا ہے عمۂ عینی پر کہ وہ باوجود اس کے کہ صاحب دو قرابت کی ہے اور بھی اولاد وارث کی ہے دونون جہت سے یعنی مان باپ کی دونون جہت سے کیونکہ باپ اوس کا جد صحیح ہے اور عصبہ ہے اور مان اوسکی جدۂ صحیحہ صاحبۂ فرض ہے مگر وہ نہین ہے اولی میراث مین خالۂ علاتی یا اخیافی سے جیساکہ مذکور ہو چکا صنف رابع مین پس ! اعتبار نہوا اون دونون مین نہ قوت قرابت کا اور نہ ولد عصبہ ہونے کا پس ویسے ہی کہ جس مبحث مین ہم ہین یعنی صنف رابع کی اولاد مین اعتبار نہوگا لکن الثلثین لمن یدلی بقرابۃ الاب فیعتبر فیھم قوۃ القرابۃ ثم ولد العصبۃ + لیکن دو ثلث اوس کو ملین گے جو منسوب ہوگا باپ کی قرابت کے ساتھ پس ! اعتبار کیا جاویگا اونمین قوت قرابت کا

کہ مقدر نقص

کو بوجہ قائم ہونے اونکے باپ کے قرابت والون کو بوجہ قائم ہونے اونکے باپ کے
پہر اولاد عصبہ ہونگا ش یعنی دو ثلث ملینگے باپ کے قرابت والون کو بوجہ قائم ہونے اونکے باپ کے
تخصیص معتبر کیا جاویگا اون مدلین قرابت اب والون مین تساوی درجہ کے ساتھ قوت قرابت کا اور
پہر ولد عصبہ ہونیکا اور یہ اسواسطے کہ جب اون مذکورین نے اپنا حصہ لیلیا تو اب بنظر قیاس کرنے طرف
اوس حصہ کے سب متحد ہوگئے جہت مین کہ وہ جہت اب ہے تو اس صورت مین گویا میت نے نہین
چہوڑا مال مگر بمقدار اون کے حصہ کے پس اولا اون مین قوت قرابت کا اور ثانیا ولد عصبہ ہونیکا اعتبار
کیا جاویگا جیسا کہ اعتبار کیا جاتا تہا بصورت متحد ہونے جہت کے اصل مین بنا بر اوس قاعدہ کے جو
مذکور ہوچکا والثلث لمن یدلی بقرابة الام وتعتبر فیهم قوة القرابة اور ایک ثلث ونکو ملیگا جو منسوب
ہین گے مان کی قرابت کے ساتہ اور اعتبار کیا جاویگا اونمین قوت قرابت کا ش یعنی ایک ثلث
اونکو ملیگا جنکو مان کی جہت سے قرابت حاصل ہوگی بوجہ قائم ہونے اون کی مان کے حکم اور عتبار
کیا جاویگا اونمین قوت قرابت کا اوس قیاس پر کہ بیان کیا تو نے اوسکو قرابت پدری والون مین اور
مصنف ماتن نے نہین ذکر کیا اولاد عصبہ ہونیکا اسواسطے کہ قرابت مادری مین عصوبت غیر متصور ہے
کہا امام سرخسی نے کہ استحقاق ثلثین اور ثلث کا اس قبیل سے نہین ہے کہ متغیر ہوتا ہو بسبب زیادہ ہونے
عدد کے ایک جانب مین اور کم ہونیکے دوسری جانب مین یعنی یہ نہوگا کہ اگر عدد مستحقین کے باپ کی
جانب مین اکثر ہون تو اون کو دو ثلث دیے جائین اور اگر مان کیجانب مین اکثر ہون تو اون کو
دو ثلث دیے جائین اور دوسرے کو ثلث اسواسطے کہ یہ استحقاق دو ثلث کا مدلی بہ کے اعتبار سے ہے
یعنی باپ اور مان کے اور ان دونون مین قلت و کثرت کے ساتہ اختلاف نہین ہے۔ اور اسجگہ
یہ سوال ہے ابو یوسف کا امام محمد پر اولاد بنات کے باب مین کہ اگر اولاد بنات مین اعتبار مدلی بہ کے
ساتہ ہے تو چاہیے کہ کثرت عدد اور قلت عدد کی حالت مین تقسیم مین اختلاف واقع نہو جیسے کہ اسجگہ
باوجود مدلی بہ اختلاف نہین واقع ہوتا تقسیم مین ع بالاتفاق ف توضیح مقام یہ کہ امام محمد رحمہ باوجود
یہ کہ استحقاق مدلی بہ کے اعتبار کے ساتہ ہی ہے اور پہر وہ اولاد بنات مین معتبر کرتے ہین
عدد فروع کو اصل مین یعنی جس کے واسطے کہ فروع کثیر ہون اون کو مال کثیر دیتے ہین اور اگر دو فرع
ہون تو اون کو دو کے موافق تو اس سے صریح ظاہر ہوا کہ امام محمد نے نہین معتبر کیا استحقاق باعتبار
مدلی بہ کے کیونکہ اگر اسجگہ یعنی اولاد بنات مین اعتبار مدلی بہ کے ساتہ ہوتا تو کثرت و قلت اعداد سے

تقسیم مین اختلاف نہین واقع ہونا جیسے کہ سجگہ قلت و کثرت کی حالت مین اختلاف نہین واقع ہوتا نہنی اس سوال کے
جواب مین یہ گنجائش ہے کہ امام محمدؒ تفریق اون دونون مین یعنی درمیان اولاد بنات کے اور درمیان اولاد صنف
رابع کے اسطور پر کہ اولاد بنات مین مدلی بہ حکماً متعدد ہوتا ہے بسبب تعدد فروع کے اور اولاد صنف رابع مین
مدلی بہ حکماً نہین متعدد ہوتا ہے اور دلیل عدم تعدد یہ ہے کہ کوئی شئے حکماً متعدد اوس صورت مین ہوتی ہے
کہ جب تصور کیا جاوے ثبوت اوس شئے کا حقیقۃً تو اب اس صورت مین یہ امر ظاہر ہے کہ اولاد بنین و
بنات مین تعدد ہونا ممکن ہے لہذا اون مین بوجہ تعدد فروع کے تعدد حکماً ثابت ہوگا اور اب و ام مین تعدد
حقیقۃً غیر متصور ہے لہذا اب اور ام دونون کی قرابتون متشعبہ مین بھی حکماً تعدد نہ ثابت ہوگا ثم عند
ابی یوسف رح ما اصاب کل فریق یقسم علی ابدان فروعہم مع اعتبار عدد الجہات
فی الفروع وعند محمد رح یقسم المال علی اول بطن اختلف مع اعتبار عدد الفروع والجہات
فی الاصول کما فی الصنف الاول پھر ابو یوسفؒ کے نزدیک جو کچھ کہ پہونچا ہے ہر فریق کو
وہ تقسیم کیا جاویگا ابدان فروع پر باعتبار عدد جہات کے فروع مین اور امام محمدؒ کے نزدیک تقسیم کیا جاویگا
مال اول بطن پر جسمین کہ اختلاف واقع ہوا ہے باعتبار عدد فروع کے اور جہات کے اصول مین مانند صنف
اول کے شش یعنی صورت مذکورۂ متن مین بعد تقسیم ہونے ثلثین اور ثلث کے جو کچھ کہ دونون فریق
اب و ام مین ہر فریق کو پہونچا ہے وہ ابو یوسفؒ کے نزدیک اون کے ابدان فروع پر باعتبار عدد
جہات کے فروع مین تقسیم کیا جاویگا اور امام محمدؒ کے نزدیک تقسیم کیا جاویگا مال اول اوس بطن پر جسمین
کہ اختلاف واقع ہوا ہے ذکورۃ وانوثت کا باعتبار عدد فروع کے اور جہات کے اصول مین جیسے کہ مذہب
صاحبین کا تھا صنف اول مین یعنی اولاد بنات مین اور اولاد بنات الابن مین کہ تصریح اسکی مذکور ہو چکی
مثلاً جبکہ فرض کیا ہمنے کہ میت نے چھوڑے دو ابن بنت عمۃ علاتی کے اور دو بنت ابن عمۃ علاتی کی
کہ بھی ہین دونون بنت بنت عم علاتی کی ہین اور بھی چھوڑین میت نے انکے ساتھ دو بنت بنت خالہ
علاتی کی اور دو ابن ابن خالہ علاتی کے کہ بھی ہین دونون ابن ابن بنت خال علاتی کے ساتھ اس صورت کے

عمۃ لاب	عمۃ لاب	عم لاب	خالۃ لاب	خالۃ لاب	خال لاب
بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت
ابنی		بنتی	بنتی	ابنی	ابنی

اصل مسئلہ اسجگہ تین سے ہے دو ثلث اوس کے کہ دو ہین قرابت پدری والون کو ملین گے اور ثلث اوس کا
کہ ایک ہے قرابت مادری والون کو ملیگا لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک یہ مسئلہ صحیح ہوگا تیس ۳۰ سے اس
تصحیح سے کہ جو کچھ کہ پہونچا ہے فریق پدری کو کہ وہ دو ہین اور عدد روس اونکے باعتبار عدد جہات فروع کے
چار ہین اسواسطے کہ اس فریق مین دو بنت بمنزلہ چار بنت کے ہین یعنی دو بنت تو جہت ابن العمہ لاب سے
ہین اور دو بنت جہت بنت العم لاب سے ہین لیکن ہمنے بنظر اختصار عدد روس کے چار بنات کو مانند
دو ابن کے قرار دیا پس فریق پدری مین چار ابن ہدئے اور جو کچھ کہ اونکو پہونچا ہے یعنی دو سہم وہ چار پر
مستقیم نہین بلکہ دونون مین توافق بالنصف ہے لہذا ہمنے رد کیا عدد روس کو طرف نصف اوسکے کی
یعنی دو کے۔ اور فریق مادری کو ایک سہم پہونچا ہے اور عدد روس اون کے باعتبار جہات فروع کے
پانچ ہین اسواسطے کہ اس فریق مین دو ابن باعتبار عدد جہت کے چار ابن محسوب ہون گے یعنی دو ابن
تو جانب ابن خالہ لاب سے ہین اور دو ابن جانب بنت خال لاب سے ہین مگر بنظر اختصار ہمنے دو بنت کو
ایک ابن محسوب کیا پس فریق مادری مین پانچ ابن ہوے اور ایک پانچ پر مستقیم نہین بلکہ اون دونو مین
تباین ہے پس چھوڑ دیا ہمنے پانچ کو علی حالہا اور پھر نظر کی ہمنے طرف دو کے جو وفق ہے روس فریق
پدری کا اور ان پانچ کیطرف تو پایا ہمنے پانچ اور دو کو متباین پس ضرب کیا ہمنے ایک اون دونو نکو
دوسرے مین حاصل ہوے دس پھر ہمنے ان دس کو ضرب کیا اصل مسئلہ مین کہ وہ تین ہین حاصل
ہوئے تیس ۳۰ اور اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا دو ثلث اوس کے یعنی بیس فریق پدری کو ملے یعنی ان بیس سے
دس تو دو ابن بنت العمہ لاب کو ملے اور دس دو بنت کو ملے اور ثلث اوسکا یعنی دس فریق مادری کو
ملے اس تصحیح سے کہ اون دس مین سے آٹھ تو دو ابن کو پہونچے اور دو دو بنت کو۔ اور امام محمد کے
نزدیک یہ مسئلہ صحیح ہوگا ۱۰۸ سے اسواسطے کہ اون کے نزدیک تقسیم کیا جاویگا مال بطن اول پر جسمین
کہ اختلاف واقع ہوا ہے ذکوریت و انوثت کا اور اعتبار کیا جاویگا اوسمین عدد فروع اور جہات کا اصول
مین پس فریق مادری مین عم لاب محسوب ہوگا بمنزلہ دو عم کے کیونکہ اوسکی فرع مین دو بنت ہین لیس
عم مانند دو عم کے ہوا اور دونون بمنزلہ چار عمات کے ہوئے اسیطرح محسوب ہونگی ہر واحد دو عمہ لاب
باعتبار عدد فروع کے دو عمہ تو یہ بھی چار عمہ ہوئین پس مجموع آٹھ عمات ہوئین مگر جبکہ ہمنے اختصار
کیا عدد روس مین تو وہ عم جو بمنزلہ چار عمات کے تھا ایک عم قرار دیا اور چار باقیہ کو دوسرا عم قرار دیا

اور ہر واحد ان دونون عم کو ہے فریق پدری کا حصہ ثلثین کہ وہ دو تھے ایک ایک تقسیم کر دیا۔ اور فریق مادری مین
خال لاب باعتبار عدد فروع کے کہ دو ابن ہین بمنزلہ دو خال کے محسوب ہوا اور وہ دونون بمنزلہ چار خالات کے ہوے
اور پھر باعتبار عدد فروع کے اور جہات کے اصول مین ہر واحد خالہ بمنزلہ دو خالہ کے محسوب ہوئی تو مجموع آٹھ
خالائین ہوئین پھر بنظر اختصار عدد رؤس کے وہ خال جو بمنزلہ چار خالات کے تھا اوسکو ہمنے ایک خال
قرار دیا اور باقی چار خالات کو دوسرا خال قرار دیا۔ اور پھر ہمنے حصہ فریق مادری ثلث کو یعنی ایک کو جو اصل
مسئلہ سے ملا تھا وہ ان دو خال پر تقسیم کیا تو منکسر ہوا لہذا ہمنے ان دو کو اصل مسئلہ یعنی تین[۳] مین ضرب کیا چھہ[۶]
حاصل ہوئے تو ان چھہ مین سے ہمنے چار[۴] فریق پدری کو دئے اور پھر دئے گئے ان چار مین سے دو عم لاب کو
اور انکی ایک جماعت علحدہ قرار دی اور انکا حصہ انکے آخر فروع پر تقسیم کیا یعنی دو بنت بنت العم پر ہر واحد کو
ایک ایک ملا باقی رہے چار مین سے دو سہام وہ دو دو عمہ لاب کو دئے اور ان دونون کی علحدہ جماعت
قرار دی پھر ہمنے نظر کی دونون عمہ لاب کے اسفل مین تو دو سمین پایا ہمنے باعتبار عدد فروع کے ایک ابن
مانند دو ابن کے اور ایک بنت مانند دو بنت کے واسطے لیتے اون دونون کے عدد کو فروع اون دونون سے
پھر ہمنے بنظر اختصار عدد رؤس کے دو بنت کو ایک ابن قرار دیا پس سب تین ابن ہوئے اور دو عمہ کا حصہ
دو سہم تھے وہ دو ان تین پر منکسر ہین بلکہ دونون مین مباینت ہے لہذا ہمنے تین کو علی حالہا چھوڑ دیا اور
فریق مادری کو چھہ مین سے دو دئے گئے تھے پس اون دو مین سے ایک خال کو دیا گیا اور اسکو ایک جماعت کے
مانند قرار دیا اور دوسرا ایک دو خالات کو دیا اور ان دونون کو ایک جماعت کی مانند قرار دیا۔ اور جب دیا ہمنے
حصہ خال کا کہ وہ ایک ہے اوسکی بنت کے دو ابن کو تو وہ ایک دو پر مستقیم نہین ہے تو ہمنے دو ابن کو علی
حالہا چھوڑ دیا پھر جب نظر کی طرف اسفل درجہ خالتین کے تو پایا ہمنے بوجہ اعتبار کرنے عدد فروع کے ایک
ابن کو مانند دو ابن کے اور ایک بنت کو بمنزلہ دو بنت کے سو ہمنے بنظر اختصار سب مجموع کو بمنزلہ تین ابن قرار
دیا اور ایک تین پر مستقیم نہین ہے پس ہمنے تین کو علی حالہا چھوڑ دیا اب ہمنے نظر کی طرف اعداد رؤس کے
یعنی تین کے اور دو کے اور تین کے تو تین اور تین مین مماثلت پائی پس متماثلین مین سے ایک تین[۳] لے لیا
اور دو اور تین مین تباین پایا لہذا ایک کو دوسرے مین ضرب کیا حاصل ہوئے چھہ اسکو چھہ[۶] یعنی اصل مسئلہ مین
ضرب کیا تو ۳۶ حاصل ہوے اور اس سے مسئلہ صحیح ہو گیا اس تصحیح سے کہ فریق پدری کو اصل مسئلہ ثانیہ یعنی
چھہ سے چار ملے تھے اوسکو ضرب کیا ہمنے مضروب مذکور مین کہ وہ چھہ ہین حاصل ہوے ۲۴ پس ۳۶ مین سے

فریق پدری کا حصہ ۲۴ ہوئے اور پھر ہمنے واسطے شناخت حصہ ہر واحد کے یہ عمل کیا کہ دو بنت بنت العم لاب کے
حصہ کو کہ وہ دو ملے ہین جانب عم سے مضروب مذکور یعنی چھہ مین ضرب کیا بارہ ہوئے ہر واحد بنت کو چھہ چھہ
پہونچے اور پھر ہمنے انہین دو بنت کے حصہ کو جو جانب عمہ سے ملا تھا کہ وہ ایک ہے ضرب کیا مضروب مذکور مین
حاصل ہوئے چھہ پس ہر واحد بنت کو تین پہونچے تو حاصل ہوئے ہر واحد دونون کو یعنی دو بنت بنت العم
لاب کو نو سہم چھہ جہت عم اور تین جہت عمہ سے اور بھی ضرب کیا حصہ دو ابن بنت العمہ کا کہ وہ ایک ہے
مضروب مذکور مین حاصل ہوئے چھہ پس ہر واحد اون دونون کو تین ملے اور مجموعہ ان حصون کا ۲۴ ہوئے
اور فریق مادری کو اصل مسئلہ سے دو سہام ملے تھے جب ہمنے اونکو مضروب مذکور مین ضرب کیا تو بارہ حاصل
ہوئے یہ اس فریق کا حصہ ہوا ۳۶ مین سے اور پھر ہمنے واسطے شناخت حصہ ہر واحد کے یہ عمل کیا کہ
دو ابن بنت الخال کے حصہ کو کہ وہ ایک ہے ضرب کیا ہمنے مضروب مذکور یعنی چھہ مین حاصل ہوئے چھہ
ہر واحد اون دونون کو تین پہونچے اور پھر ہمنے دونون خالہ کی فروع کے حصہ کو کہ وہ بھی ایک ہے
ضرب کیا مضروب مذکور مین حاصل ہوئے چھہ پس دو ابن ابن الخالہ کو ان چھہ مین سے چار پہونچے ہر واحد
اون دو کو دو ملے پس ہر واحد دو ابن کو پانچ ملے تین خال کی جہت سے اور دو خالہ کی جہت سے اور دو
سہام اوسمین سے دو بنت بنت الخالہ کو پہونچے یعنی ہر واحد اون دونون کو ایک ملا پس بتصریح مذکور دس
سہام دو ابن کو پہونچے اور دو سہم دو بنت کو ملے اور مجموعہ کل ان سہام کا بارہ ہوئے جب ہمنے انکو ملایا
سہم ۲۴ سے تو ۳۶ ہوگئے ثم ينتقل هذا الحكم الى جهة عمومة ابويه وخؤولتهما ثم الى اولادهم
ثم الى جهة عمومة ابوي ابويه وخؤولتهم ثم الى اولادهم كما في العصبات
پھر منتقل ہوگا یہ حکم طرف جہت عمومت ابوین کے اور خؤولت ابوین میت کے پھر اونکی اولاد کیطرف پھر منتقل
ہوگا حکم طرف جہت عمومت جد میت کے اور خؤولت اونکی کے پھر اونکی اولاد کیطرف جیسا کہ عصبات مین منقح
شدہ مخفی نرہے کہ ہر گاہ کہ ماتن نے بیان کیا حکم اعمام اور عمات اور اخوال و خالات اور اولاد اون کی کا جہت
میت سے ارادہ کیا یہ کہ بیان کرے حکم مذکورین کا جہت ابوین میت سے پس کہا ثم ينتقل الخ بہشتی یعنی جبکہ
نپائے جاوین اعمام میت کے اور اخوال میت کے اور اولاد اونکی کے تو منتقل ہوگا حکم اونکا جو مذکور ہوا
اعمام میت اور اخوال اور خالات میت مین۔ طرف عم اب میت کے اور عمہ اور خال اور خالہ میت کے اور طرف
اعمام میت کے اور عمہ اور خال اور خالہ میت کے اور وہ حکم یہ ہے کہ اگر ان مذکورین مین سے کوئی شخص

اگر منفرد ہوگا تو سب مال وہ لیگا بوجہ نہونے مزاحم کے اور اگر چند اشخاص مجتمع ہونگے اور قرابت اون کی
متحد ہوگی تو اون مین سے قوی تر مقدم ہوگا خواہ قوی مرد ہو خواہ عورت ہو اور اگر قرابت اونکی برابر ہے تو
مذکر کو دوگنا اور عورت کو اکہرا اور اگر قرابت اونکی مختلف ہے تو باپ کے قرابت والون کو دو تہائیان ہین اور
مان کے قرابت والون کو ایک تہائی ہے تا آخر اوس کے کہ گذر چکا ہے اولاد صنف رابع مین اور اگر یہ لوگ
بھی نہ پائے جاوین ہم یعنی اعمام اب میت کے اور خالات اور اخوال میت کے تو اونکی اولاد کا حکم قسم
رابع کی اولاد کا حکم ہے پھر اگر اونکی اولاد بھی نہ پائی جاوے تو حکم منتقل ہوگا طرف اعمام جد میت کے اور
اخوال وخالات جد میت کیطرف پھر اون کے بعد اونکی اولاد کیطرف الی غیر النہایۃ اور اشارہ کیا مصنف نے
اپنے اس قول کے ساتھ کما فی العصبات اس معنی کیطرف کہ ذوی الارحام کی توریث باعتبار معنی
عصوبت کے ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا پس اوسمین عصوبت حقیقی کا اعتبار کیا جاویگا اور ہرگاہ کہ عصوبت
حقیقیہ کا حال معلوم ہو چکا ہے یہ کہ حکم اعمام میت کا منتقل کیا گیا ہے طرف اعمام اب میت کے پھر طرف
اعمام جد میت کے پس ایسا ہی حال اوسمین قائم کیا گیا ہے کہ جسمین معنی عصوبت کے ہین **ف** اسجگہ
بنظر توضیح مقام وفائدہ عام اہل اسلام چارون قسمون کا خلاصہ بطرز آسان لکھا جاتا ہے کہ تا ناظرین اوسکی
مدد سے ذوی الارحام کے مسائل احکام پر شعار کامل پاکر حظ وافر اوٹھاوین اور فقیر کو دعائے خیر حسن
عاقبت سے یاد فرماوین مخفی نرہے کہ ذو رحم اوس قریب کو کہتے ہین کہ نہ ذی فرض ہو اور نہ عصبہ ہو پس
ذوی الارحام کی عصبہ کی مانند چار قسمین ہین اور انکو میراث بطور عصبات کے ملتی ہے یعنی اونکے لئے
کچھ حصہ مقرر نہین ہے بلکہ جسطرح عصبات کو بحالت انفراد کل مال ملتا ہے اور ذوی الفروض کیساتھ
باقی ایسے ہی ذوی الارحام کو بحالت انفراد کل مال ملتا ہے اور زوجین کے ساتھ مابقی سو اونکی
چار قسمین ہین اول اولاد بنت اور بنت البنت کی یعنی فروع جو ذوی الفروض یا عصبات نہین ہین
جیسے نواسہ نواسی یا بنت الابن کا ابن اور بنت قسم اول ذوی الارحام کی ہین۔ دوسری قسم جد فاسد
اور اجداد فاسدین ہین یعنی اصول مین جو ذوی الفروض اور عصبات نہین ہین وہ دوسری قسم
ذوی الارحام کی ہین۔ تیسری قسم بھتیجیان ہین اور بہن کی اولاد یعنی فروع ابوین میت کی جو عصبہ یا
ذوی فرض نہین ہین۔ چوتھی قسم فروع جدین کی جو ذوی الفروض اور عصبات نہون جیسے عمہ یعنی پھوپھی
یا ماموں یا خالہ یا عم لام یعنی باپ کا اخیافی بھائی **ف** ترتیب ذوی الارحام مین مثل ترتیب عصبات کے ہے

یعنی مقدم سب سے فروع ہین بعد اوس کے اصول بعد اوس کے فروع ابوین بعد اوس کے فروع جد اور قسم اول
کے ہوتے دوسری قسم کو نہین پہونچتا اور دوسری کے ہوتے تیسری کو نہین پہونچتا ہے وعلی ہذا القیاس
ایک قسم مین قریب کے ہوتے بعید کو نہین پہونچتا مثلاً نانا کے ہوتے پرنانا محروم ہوگا۔ اسیطرح ہر درجہ مین
ایک کو دوسرے پر ترجیح ہے باعتبار قوت قرابت اور وصف اصل کے پس عمہ حقیقی کے ہوتے عمہ علاتی
محروم ہے اسواسطے کہ حقیقی کی قرابت بہ نسبت علاتی کے قوی ہے اور جس ذی رحم کا اصل وارث ہے
اوس کے ساتھ غیر وارث کے علاقہ دار کو کچھ نہ ملیگا مثلاً بنت بنت الابن کے ساتھ ابن بنت البنت
محروم ہے حالانکہ دونون ایک درجہ مین ہین اسواسطے کہ اصل اول کی بنت الابن وارث یعنی ذی فرض
ہے اور اصل دوسرے کی بنت البنت ذی رحم ہے یہ مثال صنف اول کی مذکور ہوئی۔ اور دوسری
صنف کی مثال یہ ہے مثلاً اب ام الام کے ساتھ اب اب الام محروم ہے اسواسطے کہ اول کو علاقہ ہے
بسبب ام الام ذی فرض کے ہے اور دوسرے کو بسبب اب الام ذی رحم کے ہے۔ اور مثال صنف
ثالث کی یہ ہے مثلاً بنت ابن اخ کے ساتھ ابن بنت اخت کو کچھ نہین ملتا اسلیئے کہ اول کو بواسطہ ابن
اخ کے جو عصبہ ہے علاقہ ہے اور ثانی کو بواسطہ بنت اخت کے جو ذی رحم ہے۔ اور مثال صنف
رابع کی یہ ہے مثلاً بنت عم عینی کے ساتھ ابن عمہ عینی محروم ہے اسلیئے کہ اول ولد عصبہ ہے اور
ثانی ولد ذی رحم ف صنف اول کے اگر ایک درجہ مین سب اولاد وارث کی ہون یا کوئی اولاد
وارث کی نہون اور اصول مین اون کے کہین اختلاف مذکورت و انوثت نہو تو بالاتفاق ترکہ موجودین
پر باعتبار ابدان اون کے تقسیم کرینگے اور مذکر کو دو حصہ اور مونث کو ایک حصہ دینگے مثال اول کی

مسئلہ ۳

ابن بنت البنت	بنت بنت الابن
۲	۱

اور مثال ثانی کی یہ ہے

ابن بنت البنت	بنت بنت الابن
۲	۱

پہلی مثال مین دونون ولد وارث ہین اور دوسری مثال مین دونو ولد غیر وارث اور دونون کے اصول مین
اختلاف مذکورت و انوثت نہین لہذا للذکر مثل حظ الانثیین باعتبار موجودین کے تقسیم ہوئی۔ اور اگر
اصول مین مذکورت و انوثت اختلاف ہو جیسے کہ اس مثال مین

مسئلہ

ابن بنت البنت	بنت ابن البنت
۲ عند ابی یوسف رح	۱ عند ابی یوسف رح
۱ عند محمد رح	۲ عند محمد رح

پس اس مثال مین دونون غیر وارث کی اولاد ایک درجہ مین ہین اور ایک کی اصل مذکر ہے یعنی ابن البنت اور دوسری کی اصل مؤنث یعنی بنت البنت پس ایسی صورت مین امام ابو یوسفؒ باعتبار ابدان فروع تقسیم کرتے ہین اور اون کے نزدیک مثال مذکور مین مسئلہ تین سے ہوکر بنت ابن البنت کو ایک حصہ اور ابن بنت البنت کو دو حصہ پہونچین گے اور امام محمدؒ جس جگہہ پر اصول مین اختلاف واقع ہوتا ہے وہانپر مسئلہ کی تصحیح کرکے اصول پر موافق اون کے ابدان کے تقسیم کرکے حصہ اونکا اونکی اولاد کو دیتے ہین پس مثال مذکور مین بنت ابن البنت کو دو حصہ پہونچین گے اور ابن بنت البنت کو ایک حصہ بایں وجہ کہ مرتبہ ابن البنت اور بنت البنت مین جو تقسیم کی تو ابن البنت کو دو حصہ پہونچے اور بنت البنت کو ایک وہی اونکی اولاد کو دیدیا اور بھی امام محمدؒ جب محل اختلاف اصول مذکورت وانوثت مین تقسیم کرتے ہین تو ہر اصل مین اوسکی عدد فروع کا لحاظ کرکے تقسیم کرتے ہین اور اوسکو اوسی عدد کے موافق قرار دیکر حصہ دیتے ہین پھر اوس حصہ کو اوسکی فروع کو پہونچاتے ہین۔ مثال۔

مسئلہ عند ابی یوسف رح	مسئلہ عند محمد رح
بنت ابن البنت	۲ بنت بنت البنت
۱ ابی یوسف رح ۲ عند محمد رح	۲ عندھما

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس مثال مین مسئلہ تین سے ہوگا اور ہر بنت کو ایک ایک پہونچ جائیگا اور امام محمدؒ کے نزدیک مسئلہ چار سے ہوگا دو بنت ابن البنت کو پہونچین گے اور دونون بنت بنت البنت کو اس سبب سے کہ اون کے اصول مین مذکورت وانوثت اختلاف ہے یعنی بطن ثانی مین اور جب وہانپر تقسیم کی اور عدد فروع کا لحاظ کیا تو بنت البنت بمنزلہ دو بنت کے قرار پائی اور ابن البنت بمنزلہ ایک ابن کے پس چار سے مسئلہ کرکے دو ابن کو دئے اور دو بنت کو پھر دو ابن والے اوسکی بنت کو پہونچے اور دو بنت والے اوسکی دونون بنات کو

تنبیہ درمختار اور اکثر کتابون مین لکھا ہے کہ جمیع مسائل ذوی الارحام مین فتوی امام محمدؒ کے قول پر ہے اور وہی روایت مشہورہ ہے امام ابی حنیفہؒ سے لیکن فرائض شریفی مین بعض علما سے نقل کیا ہے کہ مشائخ بخارا نے قول امام ابو یوسفؒ کا اختیار کیا ہے کہ وہ آسان ہے اور اوس کے موافق مسئلہ لکھنا سہل ہے انتہی اگر ایک ذی رحم دو جہت سے استحقاق میراث رکھتا ہو تو دونون جہت سے اوسکو میراث ملیگی بخلاف جدات کے کہ ایک جہت والی اور دو جہت والی برابر ہین پس امام ابو یوسفؒ مطلقاً ابدان فروع مین دونون

بنت کا اعتبار کر کے تقسیم کرتے ہین اور امام محمدؒ اپنے قاعدہ کے موافق محل اختلاف اصول مذکورۃ وانوثت مین
تقسیم کیا و کہی اولاد کو با عتبار جہات کے حصہ دیتے ہین مثال

مسئلہ عند ابی یوسف رح ۴ عند محمد رح

۲ ابن بنت البنت
بنت بنت البنت کہ وہ بنت ابن البنت بہی
اعند ابی یوسف ۱ عند محمد
۲ عند ابی یو ۳ عند محمد

اس مثال مین امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مسئلہ چار سے ہوگا اور تین ابن بنت البنت کو اور ایک بنت بنت البنت
کو پہونچے گا اس واسطے کہ یہ ایک بنت بنت البنت بمنزلہ دو کے ہے گویا ایک
بنت بنت البنت ہے اور ایک بنت ابن البنت پس جبکہ با عتبار ابدان فروع کے للذکر مثل حظ الانثیین
تقسیم ہوئی تو مسئلہ چار سے ہوا ابن بنت البنت کو دو حصہ پہونچے اور بنت بنت البنت کو دو با عتبار
قرابت کے ایک ایک پہر بانیوجہ کہ مستحق دو دو حصہ کا ایک ایک شخص ہے اختصار کیلئے مسئلہ دو سے
کردیا اور نزدیک امام محمدؒ کے مسئلہ چار سے ہوگا تین اوس بنت بنت البنت کو پہونچین گے جو بنت
ابن البنت بہی ہے اور ایک ابن بنت البنت کو اس سبب سے کہ اون کے مذہب کے موافق اول
تقسیم محل اختلاف اصول مذکورۃ وانوثت مین ہوئی وہان ایک ابن البنت ہے اور ۲ بنت البنت
ابن البنت کو دو حصے پہونچے اور دونون بنت البنت کو ایک ایک حصہ ملا پہر وہ دو حصے ابن البنت
اور ایک بنت البنت کا اوسکو پہونچا جو دونون کی بنت ہے پس اوسکو تین ملے اور ایک بنت البنت کا
حصہ اوس کے ابن کو پہونچا شرح اس مثال کی بطور شجرہ کے یہ ہے

زید
سلمی بنت | بنت نعیمہ | بنت صالحہ
بنت جمیلہ | ابن عمرو | بنت سعیدہ
بنت مجیدہ | ابن شریف
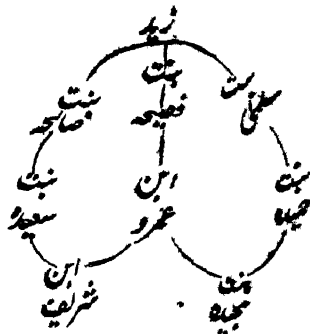
مجیدہ بیٹی ابن البنت کی بہی بنت ہے اور بنت البنت کی اور شریف فقط بنت البنت کا ابن ہے تو بعد
موت زید کے مجیدہ اور شریف پر موافق تفصیل سابق الذکر کے تقسیم ہوگی ف صنف دوم یعنی اجداد فاسد اور
جدات فاسدہ مین اگر کچھ مان کی جانب کے ہین اور کچھ باپ کی جانب کے اور باپ کی جانب کے تو

باپ کی جانب والون کو دو حصے اور مان کی جانب والون کو ایک حصہ ملیگا مثال اسکی یہ ہے

مسئلہ ۳

ام اب ام الاب   ام اب ام الام

اور اگر سب مان کیطرف کے ہون یا سب باپ کیطرف کے ہون تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قسمت ابدان موجودین پر ہے مطلقاً للذکر مثل حظ الانثیین اور امام محمدؒ کے نزدیک بھی اسیطرح اگر اون کے اصول مین نر و مادہ والونثت اختلاف نہو اور جو اختلاف ہو تو اول محل خلاف پر تقسیم کرکے اون کا حصہ اون کے علاقہ دارون پر تقسیم کرین جیسا کہ صنف اول مین معلوم ہو چکا مثال مسئلہ ۲ عند ابی یوسف ۳ عند محمد رح

اب اب اب الام   اب ام اب الام

۱ ابو یوسف ۲ محمد رح   ۱ عندهما

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہان مسئلہ دو سے ہو کر ایک ایک حصہ دونون کو پہونچ جایگا اور امام محمدؒ کے نزدیک مسئلہ تین سے ہوگا دو اب اب الام کو ملین گے اور ایک اب ام اب الام کو ف تیسری صنف یعنی بھتیجیان اور بھانجے بھانجیان اور اخیافی بھائی یا بہن کی اولاد کا حکم بھی مثل صنف اول کے ہے اور امام ابو یوسفؒ اگر دو شخص اولاد ام کی فروع مین سے ہون اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرتے ہین اور امام محمدؒ دونون کو برابر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مان کی اولاد مین مذکر کو مونث پر فضیلت نہین ہے مثال اسکی یہ ہے م؁

ابن الاخت لام   بنت الاخت لام

۲ ابو یوسف ۱ محمد رح   ۱ عندهما

ف اس صنف مین بھی اولاد وارث کو اوپر اولاد غیر وارث کے ترجیح ہے پس اگر ایک اولاد عصبہ کی ہو اور دوسرا اولاد ذوی رحم کی جیسے بنت ابن الاخ اور ابن بنت الاخ تو اولاد ذوی رحم کو کچھ نہ ملے گا چنانچہ اوپر اسبات کیطرف اشارہ ہو چکا ہے اور اگر کوئی اولاد عصبہ کی نہو جیسے بنت بنت الاخ اور ابن بنت الاخ یا سب اولاد عصبہ کی ہون جیسے دو بنت ابن الاخ یا بعض اولاد عصبہ کی ہون اور بعض اولاد اصحاب فرائض کی جیسے بنت اخ عینی اور بنت اخ لام تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باعتبار قوت قرابت کے ترجیح ہے پس اولاد عینی کے ساتھ اولاد علاتی اور اخیافی کی اون کے نزدیک محروم ہے اور اسیطرح اولاد علاتی کی ساتھ اولاد اخیافی کی محروم ہے اور امام محمدؒ موافق اپنے قاعدہ کے تقسیم اوپر اصول کے باعتبار عدد فروع کے اصول مین کرتے ہین اور ہر ایک کا حصہ اون کے فروع کو پہونچاتے ہین مثال مسئلہ بنت اخ عینی ۱ بنت اخ لام اس صورت مین امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کل مال بنت اخ عینی کو پہونچے گا اور دونون بنت اخ لام محروم ہونگی

اور امام محمد کے نزدیک اول تقسیم اوپر اخ عینی اور اخت لام کے اسطرح پر کرینگے کہ اخت لام کو باعتبار عدد اوس کی
فروع کے دو قرار دینگے پس گویا میت نے ایک اخ عینی اور دو اخت لام چھوڑے اور ایسی صورت مین ثلث اختین
لام کو پہونچتا ہے اور باقی اخ عینی کو پس بنت اخ عینی کو ثلثان پہونچین گے جو اونکی اصل کو پہونچے تھے
اور بنتین اخت لام کو ثلث پہونچے گا جو اونکی اصل کا حصہ تھا اور اصل مسئلہ تین سے ہوگا اور بسبب انکسار
واحد کے اوپر بنتین اخت لام کے چھ سے تصحیح ہوگی **ف** صنف رابع کے احکام بھی مثل صنف اول کے ہین
اور وہ اگر فقط ماں کیطرف کے ہون یا فقط باپ کیطرف کے تو اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگی جیسے
عم لام اور عمہ لام کہ یہ دونون باپ کیجانب کے ہین یا ماموں اور خالہ کہ یہ دونوں ماں کیطرف کے ہین اور
اگر کچھ ماں کیطرف کے ہون اور کچھ باپ کیطرف کے تو دو ثلث باپ کیطرف والون کو پہونچین گے اور ایک ثلث
ماں کیطرف والون کو مثال اسکی یہ ہے **مسئلہ** عمہ خالہ **ف** قوت قرابت ایک جانب والے ہین باعث
حرمان دوسری جانب کے ضعیف کا نہین پس خالہ عینی کے ساتھ عمہ علاتی محروم نہوگی بلکہ دو ثلث
پاوے گی اور خالہ عینی کو ایک ثلث ملیگا البتہ ایک جانب مین قوت قرابت باعث حرمان ضعیف کا اوسی
جانب مین ہے پس خالہ عینی کے ساتھ خالہ علاتی یا عمہ عینی کے ساتھ عمہ علاتی محروم ہے اور اسی طرح
ایک جانب کا ولد وارث باعث حرمان دوسری جانب کے ولد ذی رحم کا نہین پس بنت عم کے ساتھ
مین کہ وہ ولد عصبہ ہے بنت خال کہ ولد ذی رحم ہے محروم نہوگی اور بنت عم کو بلحاظ قرابت اب کے دو ثلث
اور بنت خال کو بلحاظ قرابت ام کے ایک ثلث پہونچے گا **ف** اولاد اعمام اور عمات مین اگر دو ایک تبہ کے ہون
اور ایک ولد عصبہ ہو مگر قرابت ضعیفہ رکھتا ہو اور دوسرا ولد ذی رحم ہو اور قرابت قویہ رکھتا ہو جیسے ابن عمہ
عینی اور بنت عم لاب ایسی صورت مین موافق ظاہر الروایۃ کے ترجیح باعتبار قوت قرابت کے ہے اور ولد عصبہ
ہونیکو اعتبار نہین پس سب مال ابن عمہ عینی کو پہونچے گا اور بنت عم لاب محروم ہوگی **فصل فی الخنثیٰ**
یہ فصل ہے بیچ بیان احکام میراث خنثیٰ کے **م** ہرگاہ کہ مصنف غالب الوجود کے ذکر سے فارغ ہوا یعنی مرد و عورت کے
احکام فرائض سے تو اب نادر الوجود یعنی خنثیٰ کا ذکر شروع کیا مخفی نرہے کہ خنثیٰ بالضم بوزن فعلی مشتق
خنث سے بفتح خاء معجمہ و سکون نون اور خنث لغت مین عبارت ہے نرمی اور تکسر سے محاورہ عرب مین
بولا جاتا ہے خنثت الشئ فتخنث یعنی خم دیا اور ٹیڑھا کیا شئے کو پس وہ ٹیڑھی ہوگئی اور اس سے نام رکھا گیا
خنثیٰ اور جمع خنثیٰ کی خناثی ہے بفتح الخاء مانند حبلیٰ و حبالی کے اور اسجگہ مراد اس سے وہ شخص ہے کہ

جو صاحب آلہ مردی اور آلہ زنی دونون کا ہو یا نہو یہ واسطے اوس کے دونون علامتون سے اصلا نہ بر اوس
روایت سے کہ منقول ہوئی وہ یہ کہ حضرت شعبیؒ سوال کئے گئے ایسے بچہ کی میراث کے باب مین کہ جو نہ آلہ مردی کا
رکھتا تھا اور نہ آلہ زنی کا اور نکلتا تھا اوسکی ناف سے مشابہ بول غلیظ کے اور ظاہر ہے کہ اس جیسی پیدائش مین
لینت وانعطاف ہوتا ہے للخنثی المشکل واسطے خنثیٰ مشکل کے مثل خنثیٰ مین اشکال اس جہت سے ہے
کہ بوجہ منحصر ہونے پیدائش انسان کے ضرور ہے یہ کہ ہو مذکر یا مؤنث معہذا ذکورۃ وانوثت دو صفتین متضادہ
نہین جمع ہو سکتین پھر یہ کہ علامت تمیز کی تذکیر و تانیث مین وقت پیدائش کے ہونا آلہ کا ہے یہان تک
بصورت گذر جانے زمانہ کے سب علامات ظاہر ہو جاتی ہین اور اشکال یعنی اشتباہ وقت ولادت کے
دو صورت پر واقع ہوتا ہے یا بوجہ تعارض آلتین یعنی آلہ تذکیر و تانیث کے کہ دونون آلے موجود ہون یا
بوجہ نہونے دونون آلون کے پس اگر اشتباہ و اشکال واقع ہو بوجہ تعارض کے تو اس حالت مین حکم واسطے
جاے بول کے ہے اسواسطے کہ وقت جدا ہونے بچہ کے ماں سے منفعت آلہ کی خروج بول کا ہے پس وہ
واسطے آلہ کے منفعت اصلیہ ہے اور ماسوا اس کے دیگر منافع مانند وطی و ولادت کے بعد اسکے حاصل
ہوتے ہین پس اگر وہ بچہ بول کرے آلہ ذکور سے تو وہ مذکر ہے اور آلہ دوسرا بطور شگاف زائد جسم مین ہے
اور اگر بول کرے آلہ نساء سے تو وہ مؤنث ہے اور آلہ دوسرا مانند گوشت زائد کے ہے بدین مانند مسّہ کے
مروی ہوا کہ عامر بن ظرب عدوانی زمانہ جاہلیت مین حکماء عرب سے تھا یہ حادثہ اوس کے روبرو سے
کہا گیا یعنی سوال کیا گیا اوس سے خنثیٰ مشکل کے باب مین تو وہ متحیر ہوا وہی کہتا تھا کہ وہ مرد ہے اور عورت ہے
لوگون نے اوسکے اس قول کو قبول نہ کیا جب داخل ہوا وہ گھر مین خواب کے ارادہ سے تو وہ بستر پہ مضطربانہ
کروٹین لینے لگا مگر نہ غالب آئی اوسپر نیند ایک جاریہ یعنی بنت صغیرہ نے اوس کا یہ حال دیکھکر سبب اضطراب کا
اوس سے پوچھا حکیم مذکور نے حال بیان کیا جاریہ نے سنکر جواب دیا دع الحال واتبع المبال اور ایک روایت مین
مذکور ہوا وحکم المبال یعنی چھوڑ تو حال اور پیروی کر تو جاے بول کی یعنی جاے بول کو حاکم قرار دے عامر
یہ سنکر باہر نکلا اور اسی پر حکم کیا سب نے اوس کے اس حکم کو پسند کیا پس یہ حکم جاہلیت کا ہے اور تحقیق کہ
ثابت رکھا اسکو رسول مقبول صلعم نے جیسا کہ حضرت امام محمدؒ نے امام ابو یوسفؒ سے اور انہون نے کلبی سے
اور انہون نے ابی صالحؒ سے اور انہون نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ جب رسول مقبول صلعم سے
سوال کیا گیا کہ ایسا بچہ کیسے میراث پاتا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ جس جگہ سے کہ وہ بول کرتا ہے اور تحقیق کہ

مثل اسی کے مروی ہلو سیدنا علیؓ وسیدنا جابرؓ وسیدنا قتادہؓ وسیدنا سعید بن المسیب سے - پس اگر ی دونون آلہ سے
بول کرتا ہو تو اسبق پر حکم ہوگا یعنی جس سے کہ پہلے بول نکلتا ہوا وس کا اعتبار ہے اسواسطے کہ دونون
آلون مین سے جس سے کہ اول خروج بول کا ہوا تو حکم کیا جاویگا وقت خروج کے کہ بچہ اوسی صفت پر ہے
پھر اگر دوسرے آلہ سے بول نکلا تو پہلا حکم متغیر نہو گا مثلاً جبکہ قائم کئے کسی شخص نے گواہ ایک عورت
کے نکاح پر اور قاضی نے حکم کردیا اوسپر پھر دوسرا شخص دوسرے گواہ لایا تو اوسکی طرف نہین التفات
کیا جاویگا - اسی طرح جبکہ ایک شخص نے دعوی کیا کہ فلان میرا بچہ ہے اور ثبوت نسب مین گواہ لایا
اور قاضی نے اوسپر حکم کردیا پھر دوسرے شخص نے دعوی کیا اور گواہ لایا تو ثانی کیطرف التفات
نہین کیا جاویگا اور اگر نہوا وسجگہہ سبقت خروج مین مثلاً دونون سے ساتھی خروج بول کا ہوتا ہو تو
اس صورت مین حضرت ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ مجھ کو اس باب مین علم نہین اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ اس
صورت مین اعتبار کیا جاویگا اون دونون کے بول کی کثرت کا اسواسطے کہ کثرت دال ہے زیادت
قوت پر اور حضرت ابو حنیفہ نے ابو یوسفؒ کے اس قول کو رد کیا اور اون سے کہا کہ آیا دیکھا ہے تو نے
کسی قاضی کو جو پیشاب کو وزن کرتا ہو پیمانہ سے ف امام کے نزدیک کثرت بول کی معتبر نہین ہے بخلاف
صاحبینؒ کے اور صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ کثرت خروج اصالت عضو پر دلیل ہے اور اکثر کو حکم کل کا ہے
اصول شرع مین اور امام کی دلیل یہ ہے کہ کثرت خروج کشادگی مخرج پر دلیل ہے نہ اصالت پر کذا فی الطحطاوی
و مجمع الانہر - اور اگر برابر ہون دونون مقدار مین تو صاحبینؒ نے کہا کہ ہمکو اس باب مین علم نہین ہے
یعنی یہ کہ کیا حکم کیا جاوے اور نہ بعد اون کے کسی سے منقول ہوا کہ حاصل ہوا ہو علم اسکا کذا فی ضوء السراج
اور یہ معلوم ہے کہ اقرار ہونے علم پر صریح دلیل ہے تفقہ رجل پر اور اوس کی دیانت پر پس
ہے اقرار لاعلمی مین طعن نہ کیجاے امامؒ و صاحبینؒ پر ف مروی ہوا کہ حضرت ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا
ایک مسئلہ آپنے فرمایا کہ مجھ کو یہ مسئلہ معلوم نہین اور پھر آپنے فرمایا بخ بخ لابن عمرؓ یعنی واہ واہ ابن عمرؓ کو
کہ سوال کیا گیا اوس شی کا کہ نہین جانتا ہے اوس کو کذا فی ضوء السراج - اور جبکہ بالغ ہو صاحب
دو آلہ کا پس ضرور ہے کہ یہ اشکال رفع ہو جاوے بوجہ ظاہر ہونے بعض علامات کے مثلاً اوسنے جماع کیا
آلہ مردانہ سے یا اوس کی ریش نکلی مانند مردون کے یا محتلم ہوا مانند احتلام مرد کے تو اس صورت مین وہ
مرد ہے - اور اگر ظاہر ہوئین اوسکی پستانین مانند پستانون عورت کے یا اوسکو حیض آیا مانند عورتون کے

یا ظاہر ہوا اوس کو حمل یا اوترا دودہ پستانون مین تو وہ عورت ہے پس یہ علامات اس قبیل سے ہین کہ ضرور ہے کہ بجالت
بلوغ کے ظہور ان علامات کا ہوجاوے۔ اور قول خنثی کا مقبول ہوگا ان امورمین سے اُس امر پوشیدہ مین
کہ جس کو سواے اوس کے دوسرا نجانتا ہو پس اسی جگہہ سے ہمنے کہا کہ بعد بلوغ کے اشکال واشتباہ نہین باقی
رہیگا اسی طرح ذکر کیا امام سرخسی نے کتاب الخنثی کی شرح مین ف اگر خنثی امشکل کہے کہ مین مرد ہون یا
عورت ہون تو اوسکا کچھ اعتبار نہین صحیح قول مین اسواسطے کہ یہ دعوی ہے بدون دلیل کے اور بعض نے
کہا کہ اوس کا قول معتبر ہے اسواسطے کہ اوسپر سواے اوس کے کوئی واقف نہین لیکن ملتقی مین مذکور ہوا
کہ بعد ثابت ہوجانے اوسکے اشکال کے قول اوس کا مقبول نہین اور قبل از ثبوت اشکال قول اوس کا
مقبول ہے پس اس تصریح سے توفیق بین القولین حاصل ہوگئی یعنی عدم قبول کا قول اوس صورت مین ہے
جبکہ خنثی کا مشکل ہونا ثابت ہوچکا ہو۔ اور قبول اوس صورت مین ہے جبکہ ہنوز اشکال ثابت نہین اسیطرح کی
تفصیل عالمگیری مین مذکور ہے فتاوی محیط سے انتہی۔ اور بعض فقہا کے نزدیک نکلنے پستانون کا اور اوگنے
ڈاڑھی کا اعتبار نہین اور جبکہ نکلی منی آلہ مردی سے یا بول نکلا اوس سے اور حیض آیا آلہ زنان سے تو وہ خنثی
مشکل ہے اور اسی طرح جبکہ بول آیا آلہ زنان سے اور منی نکلی آلہ مردون سے تو بھی خنثی مشکل ہے اسواسطے کہ
ہر واحد ان دونون علامتون مین کا منفرداً دلیل ہے ذکورۃ وانوثت پر ہم یعنی جبکہ پایا جاوے ایکبا ان دونون
سے بدون دوسرے کے پس جبکہ جمع ہونگے وہ دونون تو متعارض ہونگے وہ دونون۔ اور
جبکہ خبر دی خنثی نے اپنے حیض کی یا منی نکلی یا خبر دی ہونے رغبت مردون کی طرف کی یا عورتونکی طرف کی
تو قول اوسکا قبول کیا جاویگا اور بعد اس کے رجوع اس قول سے نکیا جاویگا مگر یہ کہ ظاہر ہوجاوے جھوٹ
اوس کا یقیناً مثلاً خبر دی اوس نے اپنے مرد ہونے کی پھر جنی اوس نے اولاد تو قول سابق اوسکا متروک العمل
ہوگا ہذا ام یعنی حد ہذا۔ اور اگر واقع ہوا اشتباہ واشکال بوجہ معدوم ہونے دونون آلہ کے جمیعاً پس امام محمدؒ
نے فرمایا کہ وہ یعنی مفقود الآلتین اور خنثی امشکل یعنی موجود الآلتین دونون برابر ہین اور یہی ہمارے نزدیک ہے
اور مراد بعض فقہا کے اس قول سے کہ نہین ہے اعتبار ڈاڑھی نکلنے کا اور ظاہر ہونے پستان کا یہ ہے کہ
جبکہ مرجاوے وہ پہلے اس کے کہ وہ بالغ ہو کہ ظاہر ہوجاتا حال اوس کے نکلنے پستانون اور نکلنے ڈاڑھی سے
اور چونکہ اختلاف کیا ہے علمائے خنثی امشکل کے حکم مین باب توریث مین لہذا مصنفؒ نے ایک فصل علیحدہ مین اوسکے
حال کا ذکر کیا اور کہا کہ واسطے خنثی امشکل کے اقل النصیبین یعنی اسوء الحالین ہے عند ابیحنیفہ رح واصحابہ

ش نزدیک امام محمد کے اور اصحاب ابو حنیفہ کے نزدیک ابو حنیفہ کا نزدیک دو حالتوں میں کم تر دو حصوں کا ہے یعنی زیادہ بد
اور امام ابو یوسف کے قول اول میں وھو قول عامة الصحابة وعلیه الفتوی اور یہی قول ہے عامۂ صحابہ کا
اور اسی پر فتوی ہے ش اگر اسجگہ یہ کہا جاوے کہ ماتن نے یوں کیوں نہ کہا کہ خنثی مشکل کو عورت کا حصہ
ملیگا باوجود اس کے کہ وہ اقل تھا یعنی مختصر تھا عبارت میں کہیں گے ہم اس کے جواب میں کہ کبھی عورت کا
حصہ مذکر کے حصہ کی برابر ہوتا ہے جیسے کہ اولاد الام میں ہم یعنی ذکور و اناث اولاد الام سب قسمت میں برابر ہیں
اور کبھی عورت کا حصہ مذکر کے حصہ سے زیادہ ہو جاتا ہے مثلاً چھوڑا میت نے زوج کو اور ماں کو اور اخت
لام کو اور خنثی لاب کو **مسئلہ ۶**

زوج ۳، ام ۱، اخت لام ۱، خنثی لاب ۱

مسئلہ چھ سے ہوگا اور اس سے صحیح ہوگی تقسیم جبکہ قرار دیگا تو خنثی کو مذکر پس زوج کو نصف کہ وہ تین ہیں ملینگے
اور ماں کو سدس یعنی ایک ملا اور دوسرا سدس ولد الام کو باقی رہا ایک وہ خنثی کو بالعصوبت دیا گیا بوجہ
ہونے اوس کے کے بھائی علاتی۔ اور اگر قرار دے تو خنثی کو مؤنث تو اس صورت میں خنثی بہن علاتی ہوگا
اور اس حالت میں مسئلہ عول کریگا طرف آٹھ کے پس تین زوج کو اور ایک ماں کو اور ایک اخت لام کو اور
تین خنثی کو بوجہ ہونے اوس کے کے اسحالت میں صاحب نصف کی اور یہ امر صحیح وظاہر ہے کہ تین ملنا
آٹھ سے زیادہ ہے اس سے کہ چھ میں سے ایک ملے **ف** خلاصہ یہ کہ خنثی مشکل کو وہ قرار دینگے جو
صورت نقصان کی ہوگی یعنی اگر مرد قرار دینے سے اوس کو کم ملے یا کچھ نہ ملے تو اوس کو مرد ٹھہرائینگے
اور اگر عورت قرار دینے سے اوس کو کم ملے یا کچھ نہ ملے تو اوس کو عورت ٹھہرائینگے اور اسی پر فتوی ہے
حنفیہ کے نزدیک اور اگر مشکل نہو تو برابر ہیوں کے اگر غالب جانب مردی کا ہے تو سب مردوں کی
برابر اوس کو میراث دینگے اور اگر غلبہ جانب زنی کا ہے تو سب عورتوں کی برابر ملیگا انتہی پس اگر
کہے کہ تقل النصیبین کی تفسیر کرنا اسوء الحالین کے ساتھ اسمین کیا فائدہ ہے کہیں گے ہم اس کے
جواب میں کہ فائدہ اس میں یہ ہے کہ اگر ماتن اقل النصیبین کے ساتھ اسوء الحالین نہ لاتا تو ہمپر اشتباہ واقع
ہوتا اس صورت میں کہ جب خنثی ایک حالت میں تو وارث ہوتا اور دوسری حالت میں محروم ہوتا
مثلاً چھوڑا میت نے زوج کو اور سگی بہن اور خنثی لاب کو پس جبکہ خنثی قرار دیا جاوے مؤنث تو ہوگا واسطے
اوس کے ایک سہم سات میں سے مطلب یہ کہ بصورت قرار دینے خنثی کے مؤنث وہ اخت لاب
ہوگا جو کہ سدس پاوے گی پس مسئلہ چھ سے عول کریگا طرف سات کے اور اوس سے ایک سہم

اخت لاب کو ملے گا۔ اور اگر قرار دیا جاوے خنثیٰ مذکر تو اوس کو کچھ نہ ملے گا م اسوجہ سے کہ اس صورت مین خنثیٰ رح لاب عصبہ ہوگا اور ذوی الفروض سے جب کچھ نہ بچے تو عصبہ محروم رہتا ہے اوس کے لئے عول نہیں ہوتا ہے پس جبکہ ارادہ کیا گیا اقل النصیبین کے ساتھ اسوا سطے مین تو یہ حکم اس صورت کو بھی شامل ہو گیا اور بصورت قرار دینے خنثیٰ کے مذکر خنثیٰ محروم الارث ہوگا کما اذا ترك ابنا وبنتا وخنثى فللخنثى نصيب بنت لانه متيقن مثلاً جبکہ چھوڑا میت نے ابن اور بنت کو اور خنثیٰ کو تو واسطے خنثیٰ کے حصہ بنت کا ہے اسواسطے کہ وہ یقینی ہے ش یعنی صورت مذکورہ مین خنثیٰ کو حصہ بنت کا ملیگا اسواسطے کہ ثبوت اوس کا یقینی معلوم ہے دونون صورتون مذکورہ و انوثت مین اور زائد اوسپر مشکوک ہے پس بمجرد شک کے زیادہ کا مستحق ہوگا وعند عامر الشعبي وهو قول ابن عباس للخنثى نصف النصيبين بالمنازعة اور نزدیک عامر شعبی کے کہ وہ قول ابن عباسؓ کا ہے واسطے خنثیٰ کے نصف دونون حصون کا ہے بوجہ منازعت کے ش امام محمدؒ نے کتاب فرائض الخنثیٰ کو اسی روایت شعبی کے ساتھ آغاز کیا وہ یہ کہ حضرت شعبیؒ سے سوال کیا گیا ایسے بچہ کی میراث سے جس کے کہ آلہ زنی و مردی دونون ہون جیساکہ پہلے مذکور ہو چکا ہے تو انہون نے جوابدیا کہ اوسکو نصف حصہ مرد کا ہے اور نصف حصہ عورت کا ہے بہ بنا واقع ہونے منازعت کے درمیان اوسکے اور درمیان باقی وارثون کے اور بیان منازعت یہ ہے کہ خنثیٰ کہتا ہے کہ مین مرد ہون مجھکو حصہ مردون کا چاہئے اور وہ وارث یہ کہتے ہین کہ تو عورت ہے تجھکو حصہ عورت کا ملیگا لہذا دونون حالتون کے اعتبار سے اوسکو دونون حصون کا نصف دیا جاویگا اسواسطے کہ دونون حالون مین سے ترجیح ایک حالت کو دوسری حالت پر غیر ممکن ہے پس ضرور ہے کہ باب توریث مین بقدر امکان دونون حالتون پر عمل کیا جاوے اور یہ تصریح صدر متصور ہوگا اور رد کیا گیا یہ قول بایں طور کہ بصورت عمل کرنے دونون حالتون مذکورہ پر دو صفتون متضادہ کا جمع کرنا لازم آتا ہے اور یہ محال ہے پس واجب ہوا عمل کرنا اقل کے ساتھ جیساکہ بیان کیا ہمنے واختلفا فى تخريج قول الشعبى رح قال ابو يوسف رح للابن سهم وللبنت نصف سهم وللخنثى ثلثة ارباع سهم لان الخنثى يستحق سهما ان كان ذكرا ونصف سهم ان كان انثى وهذا متيقن فياخذ نصف النصيبين اور اختلاف کیا دونون نے بیچ بیان قول شعبی کے کہا ابو یوسفؒ نے کہ واسطے ابن کے ایک سہم ہے اور واسطے بنت کے نصف سہم ہے اور واسطے خنثیٰ کے تین ربع سہم کے ہین اسواسطے کہ خنثیٰ مستحق ہوگا

ایک سہم کا بصورت ہونے مذکر کے اور نصف سہم کا مستحق ہوگا بصورت ہونے مؤنث کے اور یہ استحقاق یقینی ہے پس لیگا
وہ نصف مجموع دونوں حصوں کا **ش** قول شعبی کی روایت کی تقریر مین امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ کا اختلاف ہے پس ابویوسفؒ تو
اس طور پر معنی بیان کرتے ہین کہ مثال مذکورہ مثن مین ابن کو ایک سہم اور بنت کو نصف سہم اور خنثیٰ کو
تین ربع سہم کے ملین گے سواسطے کہ خنثیٰ مستحق ہے ایک سہم کا بصورت مذکر ہونے کے مانند ابن کے
اور نصف سہم کا مستحق ہے بصورت مونث ہونیکے مانند بنت کے اور یہ استحقاق خنثیٰ کا واسطے ایک
سہم کے ایک تقدیر پر اور نصف سہم کا دوسری تقدیر پر یقینی ہے اور ایک تقادیر کو دوسری تقدیر پر
ترجیح نہین حاصل ہے پس لیگا وہ نصف مجموع دونوں حصوں کا بنظر عمل کرنے دونوں تقدیر کے
موافق امکان کے جیسا کہ ابھی مذکور ہوچکا پس اسوقت مین خنثیٰ لیویگا نصف سہم اور نصف النصف
سہم کا یعنی ربع او یاخذ النصف المتیقن مع نصف النصف المتنازع فیه فصارت له ثلثة ارباع سهم بتعبیر
السہام والعول۔ یا یہ کہ لیویگا خنثیٰ نصف یقینی مع ربع متنازع فیہ کے پس ہوجاویگا واسطے خنثیٰ کے
تین ربع سہم کے سواسطے کہ وہ اعتبار کرتے ہین سہام اور عول کا **ش** یا ہم معنی مذکور بعبارت
دوسری بیان کرین ہم مراد یہ کہ مآل دونوں کا واحد ہے۔ وہ یہ کہ لیویگا خنثیٰ نصف یقینی کو کہ جو اوسکے
لیے ثابت ہوا ہے دو تقدیر مذکر و مؤنث ہونے مین مع نصف النصف یعنی ربع کے جو متنازع فیہ ہے
درمیان خنثیٰ کے اور درمیان وارثوں کے واسطے دفع منازعت کے یعنی وہ نصف خنثیٰ کے
زعم مین تو ثابت ہے اور دیگر وارثوں کے زعم مین ثابت نہین ہے پس ہوجاوین گے واسطے
خنثیٰ کے تین ربع سہم کے اور یہ اسوجہ سے ہے کہ ابویوسفؒ اعتبار کرتے ہین عول و سہام دونوں کا
اور جگہہ عول عبارت ہے بسط کرنے سہام سے طرف کسر کے **ف** یعنی عدد صحاح کسو قرار دیکر جاوین
جنس کسر سے اور پھر اوس کو ضرب کرین ہم اوسکے مخرج مین مع زیادہ کرنے اس کسر کے اوس پر
پس مسئلہ مذکورہ کی مجموع سہام بوجہ متفرقہ دو سہم اور ربع سہم ہے پس جبکہ بسط کرینگے ہم دو سہم کو تو
ضرب کرینگے ہم اول دو کو مخرج ربع مین یعنی اربعہ مین مع زیادہ کرنے اس کسر کے یعنی ربع کے اور پھر تو
حاصل ہوئے نو ارباع اب ہم ان کو عدد صحیح قرار دین گے اور اس سے مسئلہ صحیح ہوجاویگا پس اسیواسطے
کہا ماتن نے و تصح من تسعة اور صحیح ہوگا نو سے **ش** پس ابن کو چار اور بنت کو دو اور خنثیٰ کو تین ملے
اور ظاہر ہے یہ کہ تین سہام خنثیٰ کے ابن اور بنت دونوں کے حصہ کے نصف ہین اولنقول لوکان

الخنثی منفردًا یستحق جمیع المال ان کان ذکرا ونصف المال ان کان انثی فلہ نصفہما ھو ثلثۃ ارباع المال وللابن مال وللبنت نصف مال فمجموعہا مالان وربع مال عولا ومضاربۃ وتصح من تسعۃ

یا کہیں ہم کہ اگر خنثی اکیلا ہو تو مستحق سب مال کا ہوگا اگر ہے گا مذکر اور نصف مال کا مستحق ہوگا اگر ہوگا مونث پس واسطے اوس کے نصف اون دونون کا ہے اور وہ تین ربع مال کے ہین پس واسطے ابن کے مال ہے اور واسطے بنت کے نصف مال مجموع اوسکا دو مال اور ربع مال کا ہوا بقاعدہ عول ومضاربت کے اور صحیح ہوگا نوسے ش اس صورت مین بھی یہ مسئلہ صحیح ہوگا نو ۹ سے اسواسطے کہ واقع ہوئی ہے کسر ربع کی اس مین تو ہم اوسے تصحیح ضرب کر تو دو سہم اور ربع سہم کو مخرج کسر مین کہ وہ چار ہین حاصل ضرب ہوئے تو ۹ اس سے مسئلہ صحیح ہوگیا ف ماتن کے قول عولاً ومضاربۃً مین عطف تفسیری ہے اور یہ عبارت اکثر متنون مین نہین مذکور ہوئی مگر اسکو بنظر اتباع شرح داخل متن سمجھ کر توضیح کی گئی او نقول للابن سہمان وللبنت سہم وللخنثی نصف النصیبین وھو سہم ونصف سہم یا کہین ہم کہ واسطے ابن کے دو سہم ہین اور واسطے بنت کے ایک سہم ہے اور واسطے خنثی کے نصف دونون حصون کا ہے اور وہ سہم اور نصف سہم ہے ش یا کہین ہم اس مسئلہ کی تصحیح مین طریق دوسرا کہ مآل اوس کا مانند بیان سابق کے ہے وہ یہ کہ ابن کو دو سہم اور بنت کو ایک سہم اور خنثی کو نصف دونون حصون کا کہ وہ سہم اور نصف سہم ہے پس مجموع چار سہم اور نصف ہوا اب ہم بسط کرین گے سہام کو طرف کسر کے کہ وہ نصف ہے بانیطور کہ ضرب کرین گے ہم اون سہام اربعہ کو اوس کے مخرج مین اور زیادہ کرینگے ہم اوسپر اس کسر کو یعنی نصف کو تو حاصل ہوے ۹ نو نصف اب ہمنے انکو اعداد صحیح کیا اور صحیح کر لیا مسئلہ کو ہم یہ سب طرق تصحیح کے جو مذکور ہوے بموجب قول ابو یوسف کے تھے اسیطرح دیگر شارحین مثل فاضل بہشتی وغیرہ نے بعنوانات مختلفہ معنی مذکور بیان فرمائے ہین مگر بنظر طوالت واطناب ونیز بلحاظ التزام ترجمہ متن وشرح کے تحقیق ما قل ودل پر اکتفا کیا وقال محمد رح یاخذ الخنثی خمسی المال ان کان ذکرا وربع المال ان کان انثی فیاخذ نصف النصیبین وذلک خمس وثمن باعتبار الحالین

اور امام محمدؒ نے کہا کہ لیگا خنثی دو خمس مال کے اگر ہوگا مذکر اور ربع مال کا لیگا اگر ہوگا مونث پس لیگا ان دونون حصون کا نصف یعنی خمس وثمن باعتبار دونون حالت کے ش اور امام محمدؒ قول شعبی کے معنی اس طور پر بیان کرتے ہین کہ صورت مذکورہ متن مین خنثی کو بصورت ہونے مذکر کے دو خمس ملین گے اسواسطے

کہ اس وقت مین میت کی اولاد دو ابن اور ایک بنت ہے تو مسئلہ پانچ سے ہوگا دو سہم ابن کو اور یہی دو سہم خنثی الو
بصورت ہونے مذکر کے ملین گے اور ایک سہم بنت کو ملیگا تو اس تقدیر پر دو خمس مال کے ہوے اور ربع
مال کا خنثی کو بصورت مؤنث ہونے کے ملیگا اسواسطے کہ اس صورت مین میت کی اولاد ایک ابن اور دو
بنت ہین تو مسئلہ چار سے ہوا دو سہم ابن کو ملے اور ہر واحد دو بنت کو ایک ایک ملا اور خنثی کو تقدیر
مؤنث ہونے کے ربع مال کا ملا پس لیگا خنثی نصف ان دونون حصون کا اور وہ نصف خمس اور
ثمن ہے باعتبار دونون حالت تذکیر و تانیث کے اسواسطے کہ خمس نو نصف خمسین کا ہے اور ثمن نصف
ربع کا ہے پس مجموع ان دونون کا یعنی خمس و ثمن نصف ہے ان دونون حصون کا کہ جو ثابت ہوئے ہین
وہ دونون باعتبار دونون حالت ذکورۃ و انوثت کے وتصح المسئلۃ من اربعین وھو المجتمع من
ضرب احدی المسئلتین وھی الاربعۃ فی الاخری وھی الخمسۃ ثم فی الحالین اور صحیح ہوگا
یہ مسئلہ چالیس ۴۰ سے کہ وہ عدد جمع کئے گئے ہین ضرب کرنے ایک دونون مسئلون سے کہ وہ چار ہے دوسرے
مسئلہ مین کہ وہ پانچ ہے پھر ضرب کرنے حاصل کو دونون حالون مین ش یعنی باعتبار تصریح امام محمدؒ کے
مسئلہ مذکورہ صحیح ہوگا چالیس ۴۰ سے کہ وہ عدد اس طور سے جمع کئے گئے ہین کہ ہمنے مسئلہ چار کو کہ بصورت مؤنث
قرار دینے کے تھا ضرب کیا دوسرے مسئلہ مین کہ وہ پانچ ہے بصورت مذکر قرار دینے کے تو حاصل ہوئے بیس ۲۰
پھر ضرب کیا ہمنے اس مبلغ کو دونون حالت تذکیر و تانیث مین حاصل ہوئے چالیس ۴۰ اور اسباب بین
متن کی عبارت سے مختصر یہ عبارت ہے کہ یون کہا جاوے کہ تھا واسطے خنثی کے خمس اور ثمن اور ارادہ
ہمنے ایسے عدد کا کہ جس سے صحیح ہو جاوین یہ دونون کسرین تو ضرب کیا ہمنے مخرج ایک اون دونون کو
مثلا پانچ کو دوسرے مین یعنی آٹھ مین تو حاصل ہوے چالیس ۴۰ اب متوجہ ہوئے ان چالیس مین سے ہر
وارث کے حصہ کے معین کرنے کے طریق کیطرف اشارہ کیا اپنے اس قول سے فمن کان لہ شئی
من الخمسۃ فمضروب فی الاربعۃ ومن کان لہ شئی من الاربعۃ فمضروب فی الخمسۃ فصار
للخنثی ثلثۃ عشر سھما وللابن ثمانیۃ عشر سھما وللبنت تسعۃ اسھم پس جس وارث کو کہ جو کچھ
ملا ہے پانچ سے وہ مضروب ہوگا چار مین اور جس وارث کو کہ چار سے جو کچھ ملا ہے وہ مضروب ہوگا پانچ
مین پس حاصل ہونگے واسطے خنثی کے تیرہ ۱۳ سہم اور واسطے ابن کے اٹھارہ ۱۸ سہم اور واسطے بنت کے
نو سہم ہین ش توضیح قول ماتن کی یہ ہے کہ خنثی کو مسئلہ مذکورہ سے دو سہم ملے تھے جب ہمنے اونکو

ضرب کیا چار مین ہم جو مسئلہ انوثت کا ہے۔ حاصل ہوئے آٹھ تو وہ اوس کو ملے اور تھا حصہ اوس کا مسئلہ انوثت سے ایک سہم جب ہمنے اوسکو ضرب کیا پانچ مین جو مسئلہ ذکورہ ہے تو ہوئے پانچ وہ بھی اوسکو ملے پس باعتبار دونو حالتون کے خنثی کا حصہ چالیس مین سے تیرہ سہام ہوئے اور ابن کو مسئلہ ذکورۃ سے یعنی پانچ سے دو ملے جب ضرب کیا ہمنے انکو چار مین حاصل ہوئے آٹھ پس وہ اوسکو ملے اور تھا حصہ اوسکا مسئلہ انوثت سے دو جب ہمنے اوسکو ضرب کیا پانچ مین حاصل ہوئے دس وہ بھی اوسکو ملے پس چالیس مین سے اوسکا حصہ اٹھارہ ہوئے اور بنت کو مسئلہ ذکورہ سے ایک سہم ملا تھا اوسکو ضرب کیا ہمنے چار مین حاصل ہوئے چار وہ اوسکو ملے اور تھا اوسکو مسئلہ انوثت سے بھی ایک پس اوسکو ضرب کیا ہمنے پانچ مین حاصل ہوئے پانچ تو یہ بھی اوسکو ملے تو باعتبار دونون حالتون کے حصہ اوسکا چالیس مین سے نو سہام ہوئے اور پوشیدہ نہین ہے مخفی تجھپر یہ امر کہ حصہ خنثی کا یعنی تیرہ سہام اس مسئلہ میں جیسے کہ خمس اور ثمن چالیس کا ہے ویسا ہی یہ تیرہ نصف دونون حصون اوسکے کا ہے باعتبار دونون حالت اوسکی کے سو سطے کہ حصہ خنثی کا چالیس مین سے حالت ذکورۃ مین سولہ ہین اور نصف اوسکے آٹھ ہین اور حالت انوثت مین سہام خنثی کے دس ہین اور نصف اوسکے پانچ ہین تو مجموع دونون آٹھ اور پانچ تیرہ ہوئے پس خلاف درمیان تقریر ابو یوسفؒ و محمدؒ کے صرف اختلاف طریق بیان مین ہے نہ اختلاف مقصود مین ہے کہ وہ مقصود ملنا منصف دونون حصون کا ہے۔ اب جاننا چاہیے کہ ضرب کرنا ایک دونون مسئلون کا دوسرے مین اور یہی ضرب کرنا حصہ وارث کو جو ایک دونون مسئلون مین سے ہے تمام دوسرے مسئلہ مین اوس حالت مین ہے کہ جب دونون مسئلون مین تباین ہوا اور جبکہ توافق ہوگا دونون مین تو وفق ایک دو مسئلون کا ضرب کیا جاویگا دوسرے مین اور پھر ضرب کیا جاویگا حاصل دونون حالتون کے عدد مین اور پھر ضرب کیا جاویگا حصہ ہر وارث کا جو ایک دو مسئلون سے ملا ہے وفق دوسرے مسئلہ مین اور نہین ہے شبہہ باقی تجھپر اس طریق تصحیح مین بعد اسکے کہ قواعد سابقہ پر تو محیط ہو چکا ہے اور تحقیق کہ اشارہ کیا مصنف نے فصل آیندہ مین جیسا کہ قریب پہچانے گا تو اوسکو انشاء اللہ تعالی۔ اب جان تو کہ مذہب شافعیؒ کا یہ ہے کہ خنثی مشکل کو اور اوسکے ساتھ کے وارثون کو کمتر اندازہ سے حصہ دیا جاویگا یہانتک کہ منکشف ہو جاوے حال جیسا کہ مفقود حمل مین حکم ہے مثلاً جبکہ چھوڑا میت نے اخ عینی اور ولد خنثی تو اس صورت مین اخ عینی کو کچھ نہ ملے گا بوجہ احتمال ہونے خنثی کے مذکر تو وہ محجوب کریگا اخ کو اور خنثی کو نصف مال سے ملے گا

عول کریگا اور اوسمین سے نیں اوسکو پہونچنی گے پس یہان مذکر ٹہیرانے مین خنثی کا نقصان ہے لہذا وہ مذکر قرار
پایا اور مثال اسکی کہ مذکر قرار دینے سے خنثی کو کچہہ نہ ملے یہ ہے

مسئلہ ۶

زوج	اخت عینی	خنثی لاب
۳	۳	۰

اس مسئلہ مین اگر خنثی کو عورت قرار دین وہ اخت لاب ذی فرض ہوکر سدس پاوے اور مسئلہ سات سے بطور
عول کے ہو جاوے اور جو مذکر قرار دین تو وہ اخ لاب عصبہ ہوگا اور ذوی الفروض سے جب کچہہ نہ بچے
تو عصبہ محروم رہتا ہے اوسکے لئے عول نہین ہوتا لہذا خنثی یہان مذکر ٹہیرا انتہی۔ اور چونکہ حمل ایک
حالت متردده ہے درمیان دو حالتون کے لہذا مقام خنثی کی فصل کے بعد حمل کی فصل لایا فصل فی الحمل
یہ فصل ہے حمل کی میراث کے احکام مین اکثر مدۃ الحمل سنتان عند ابی حنیفۃ رح وعند لیث بن
سعد رح ثلث سنین وعند الشافعی اربع سنین وعند الزہری سبع سنین اکثر مدت حمل کی
دو برس ہین نزدیک ابو حنیفہ کے اور نزدیک لیث بن سعد کے تین برس ہین اور نزدیک شافعی رح کے چار
برس ہین اور نزدیک زہری کے سات برس ہین پس مخفی نرہے کہ تعیین اکثر مدت حمل مین باہم ائمہ رح کے
اختلاف ہے حضرت ابو حنیفہ اور اصحاب ابو حنیفہ کے نزدیک دو برس ہین چنانچہ دلیل حنفیہ کی حدیث حضرت
عائشہ صدیقہ رض ہے کہ آپنے فرمایا کہ نہین باقی رہتا ہے بچہ رحم مادر مین اکثر دو برس سے اگرچہ بقدر سایہ
گردش تکلہ کے ہو اور اس قسم کے امور کی معرفت نہین حاصل ہوتی ہے قیاس سے بلکہ رسول مقبول
صلعم سے سماعاً حاصل ہوتی ہے اور امام شافعی رح کی دلیل یہ روایتین ہین کہ حضرت ضحاک رح پیدا ہوئے
چار برس مین حال یہ کہ اوگ آئے تھے اون کے اگلے دانت نیچے اوپر کے ماں کے پیٹ مین اور وہ
ہنستے تھے لہذا اونکا نام ضحاک رکہا گیا اور بہی مروی ہوا کہ عبد العزیز ماجشونی پیدا ہوئے چار برس مین
اور شہرت تہی اسکی کہ ماجشون کی عورتین اسی مدت مین جنتی تہین۔ اور بہی مروی ہوا کہ ایک شخص اپنی
عورت سے دو برس تک غائب رہا پہر وہ آیا تو اوسنے حاملہ پایا اپنی عورت کو پس قصد کیا حضرت عمر رض نے
اوس عورت کے رجم کا تب حضرت معاذ رض نے کہا کہ اگر تجہکو اختیار ہے عورت پر مگر نہین اختیار حاصل ہے
تجہکو اوسپر جو اوس کے شکم مین ہے پس آپنے اوسکو چہوڑ دیا یہانتک کہ پیدا ہوا لڑکا حال یہ کہ اوگ آئے
اوسکے آگے کے دانت نیچے اوپر کے اور وہ مشابہ تھا اپنے باپ کے پس کہا اوس مرد نے کہ یہ بیٹا میرا ہے

قسم ہے رب کعبہ کی بین نابت رکھا سیدنا عمرؓ نے اوس بچہ کے نسب کو اوس شخص سے باوجود ہیں کے کہ
پیدا ہوا تھا وہ زیادہ دو برس کی مدت سے ۔ اور فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ اگر ہوتا معاذ تو البتہ ہلاک ہوجاتا
عمرؓ اس صورت مین حنفیہ کی جانب سے روایت اول کا یہ جواب ہے کہ ضحاکؒ اور عبدالعزیزؒ دونون مدت
سے پیٹ اپنے کی حمل مین نہین جانتے تھے اور بچانا اوسکو سوا ے اون دونون کے ہواسطے کہ نہین ہے
اطلاع کسی کو اوس شئے پر جو رحم مین ہے سوائے حق سبحانہ تعالی کے تو جائز و ممکن ہے کہ باقی رہنا
مدت مذکورہ تک بوجہ بند ہوجانے فم رحم کے کسی مرض کی جہت سے ہوا ہو بطریق ندرت کے پس اسکا
اعتبار نہین ہے ۔ اور دوسری روایت کا جواب یہ ہے کہ غائب ہوجانے مرد کے عورت سے مراد
قریب دو سال ہے اور ثبوت نسب کا تھا شوہر کے اقرار سے واقلھا ستۃ اشھر اور کمتر مدت حمل کی
چھہ ماہ ہین پس اس اقل مدت مین سب کا اتفاق ہے چنانچہ مروی ہوا کہ ایک شخص نے نکاح کیا
ایک عورت سے اوس سے چھہ ماہ مین بچہ پیدا ہوا پس سیدنا عثمانؓ نے اوسکے رجم کا ارادہ کیا تب
سیدنا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ اگر یہ عورت مخاصمہ کرے تم سے کتاب اللہ کے ساتھ تو البتہ مین
مخاصمہ کرونگا تمہارے ساتھ اسواسطے کہ حق تعالی نے فرمایا وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا یعنی
مدت حمل کی اور رضاعت کی تیس مہینے ہین اور پھر فرمایا وفصالہ فی عامین یعنی مدت رضاعت کی
دو برس ہین پس جبکہ تیس مہینے مین سے دو برس رضاعت کے نکل گئے تو نہین باقی رہے واسطے
حمل کے مگر چھہ ماہ پس سیدنا عثمانؓ نے اوسپر حد نہین جاری کی اور اوسکا نسب زوج سے ثابت رکھا
اور اسی کے مثل سیدنا علیؓ سے مروی ہوا اور بروایت حضرت ابن مسعودؓ مروی ہوا کہ بعد گذر جانے
چار ماہ کے روح پھونکی جاتی ہے اور بعد اس کے دو ماہ مین تکمیل خلقت ہوجاتی ہے اس سے ظاہر
ہوا کہ وضع حمل کا بعد گذرنے چھہ ماہ کے کمال خلقت کے ساتھ ہوتا ہے ذکر کیا اسکو شمس الائمہ سرخسی نے
کتاب الطلاق کی شرح مین ویوقف للحمل عند ابی حنیفۃ رح نصیب اربعۃ بنین او اربع بنات
ایھما اکثر ویعطی لبقیۃ الورثۃ اقل الانصباء اور رکھا جاویگا واسطے حمل کے ابوحنیفہؒ کے نزدیک حصہ چار
ابن کا یا چار بنت کا جو نسا کہ ان دونون مین سے بہت ہوگا اور باقی وارثون کو دئے جاوینگے کمتر حصے
پس روایت کیا اس قول کو امامؒ سے ابن المبارکؒ نے اور اونہون نے اسی روایت کو اختیار کیا اور یہی
رکھا جانا حصہ چار ابن کا یا حصہ چار بنت کا واسطے احتیاط کے ہے کہا شریک نخعیؒ نے کہ دیکھا مین نے کوفہ مین

کہ ابی اسمعیل کے چار ابن ایک شکم میں پیدا ہوے اور چونکہ متقدمین میں یہ نہیں منقول ہو کہ کسی عورت کے
اکثر اس سے یعنی چار بچون سے زیادہ پیدا ہوئے ہون لہذا ہمنے اسپر اکتفا کیا وعنہ محمد رح یوقف
نصیب ثلثۃ بنین او ثلث بنات ایہما اکثر ورواہ عنہ لیث بن سعد اور امام محمد کے نزدیک
رکھا جاویگا حصہ تین ابن کا یا تین بنات کا جونسا کہ ان دونون مین سے بہت ہوگا روایت کیا اس
قول کو امام محمد سے لیث بن سعد نے ش یہ روایت نہ شروح مبسوط امام محمد مین ہے اور نہ عامہ
روایات مین موجود ہے وفی روایۃ اخری یوقف نصیب ابنین وھو قول الحسن واحد الروایتین
عن ابی یوسف رح رواہ عنہ ہشام اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ رکھا جاویگا حصہ دو ابن کا اور یہ قول
حسن بصری کا ہے اور ابو یوسف کی دو روایتون مین سے ایک روایت ہے روایت کیا اس قول کو
امام محمد سے ہشام نے ش اور دوسری روایت مین تصریح صدر مروی ہوا جونسا کہ اول دو نوع مین سے
زیادہ ہو اور یہ اسواسطے کہ چار بچون کی پیدائش ایک شکم مین نہایت نادر الوجود ہے پس اوسپر
حکم متبنی نہوگا بلکہ حکم اوسپر متبنی کیا گیا جو فی الجملہ معتاد ہے کہ وہ پیدائش دو کی ہے وروی الخصاف رح
عن ابی یوسف رح انہ یوقف نصیب ابن واحد او بنت واحدۃ وعلیہ الفتوی اور روایت کیا خصاف نے
یعنی ان دونون حصون مین سے جونسا حصہ کہ زیادہ ہوگا وہ رکھا جاوے اور یہی قول اصح ہے
اور یہی پر فتوی ہے اور یہ اسواسطے ہے کہ غالباً معتاد یہی ہے کہ نہین پیدا ہوتا ہے ایک شکم سے
مگر ایک ہی بچہ پس حکم اسی پر متبنی ہوگا جبتک کہ نجانا جاویگا خلاف اسکا۔ اور فتاوی اہل سمرقند مین
مذکور ہوا کہ زمانہ ولادت کا اگر قریب ہو تو تقسیم مین توقف کیا جاوے بوجہ ہونے حمل کے اسواسطے کہ
اگر تقسیم مین عجلت کیجاویگی تو بعض اوقات ہماری وہ تقسیم لغو ہوجاتی ہے بوجہ ظاہر ہونے حمل کے
ہماری تقسیم کے خلاف پر۔ اور اگر مدت ولادت کی بعید ہو تو تقسیم مین توقف نہ کیا جاوے اسواسطے کہ
اسمین باقی وارثون کے واسطے نقصان ہے اور قرب زمانہ کے لئے کوئی حد معین نہین کی گئی ہے
بلکہ یہ محمول کیا گیا ہے عادت پر اور بعض نے قرب کا اندازہ کیا ہے کمتر ماہ سے اس بنا پر کہ اگر کوئی قسم
کھاکر کہے کہ البتہ فلان شخص کا حق مین جلد ادا کرونگا تو یہ قول اوسکا مہینے سے کمتر پر محمول ہوگا۔ اور
واقعات ناطفی مین مذکور ہوا کہ ترکہ تقسیم کیا جاوے اور نہ رکھا جاوے حصہ حمل کا اسواسطے کہ نہین معلوم ہے
کہ شکم مین حمل ہے یا نہین پھر اگر پیدا ہو تو از سر نو تقسیم کیجاوے اور شافعی کے نزدیک یہ ہے کہ بصورت

کسی وارث کو حصہ نہ دیا جاوے مگر خاص اوس وارث کو جسکا کہ حصہ بصورت تعدد حمل کے متغیر ہو
یا ہونے حصہ اوسکا اوپر تقدیر عول کے اگر متصور ہو عول اور باقی چھوڑا جاوے تا منکشف ہونا
حال ولادت کے اسواسطے کہ حمل اوس قبیل سے ہے کہ نہین ضبط ہوتا ہے اوسکا پس تحقیق کہ
مروی ہوا شعبی سے کہ اوسکے بیس لڑکے تھے کہ اونمین سے ہر حمل مین پانچ پیدا ہوئے **ف** فاضل
دمشقی لکھتے ہین کہ شافعیؒ نے فرمایا کہ مین یمن مین واسطے سنانے حدیثا کے ایک شیخ کیخدمت مین
حاضر ہوا کہ ہم عرصہ مین پانچ شخص عمر رسیدہ حاضر ہوئے اور اونہون نے شیخ کو سلام کیا اور سرکو بوسہ دیکر
بیٹھ گئے پھر حاضر ہوئے پانچ شخص جوان اونہون نے بھی آکر شیخ کو سلام کیا اور سرکو بوسہ دیکر بیٹھ گئے
پھر حاضر ہوئے پانچ لڑکے نو عمر وہ بھی بعد سلام شیخ کے سرکو بوسہ دیکر بیٹھ گئے شافعیؒ فرماتے ہین کہ یہ
حال دیکھ کر مین نے شیخ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین تو اونہون نے فرمایا کہ یہ سب میری اولاد ہین ہر
حمل مین پانچ پانچ پیدا ہوئے ہین اور پانچ لڑکے اور شیرخوار ہین **ویوخذ الکفیل علی قوله** اور لیا جاوے
کفیل باعتبار قول ابویوسفؒ کے **ش** یعنی قاضی ضامن لیوے وارثون سے بنا بر قول ابویوسفؒ کے
بروایت خصاف امر معلوم پر کہ وہ زیادت ایک ابن کے حصہ پر ہے بنظر شفقت واسطے اوسکے کہ وہ عاجز
ہے نفس کی حفاظت سے یعنی حمل کی **ف** مطلب یہ کہ ضامن لے لینا چاہئے اس بات کے لئے کہ اگر
حمل سے زیادہ پیدا ہو مثلاً دو ابن پیدا ہون یا دو بنت تو استحقاق اونکا اوس مقدار سے جو چھوڑا گیا ہے
زیادہ ہو ضامن کفیل ہو پس امر کا کہ جسقدر اور استحقاق حمل کا ہوگا وارثون سے لین واپس
[illegible] سے ایک ابن کو اور خنثی پس نزدیک حضرت ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ و ابویوسفؒ کے
[illegible] قول [illegible] نصف مال کا خنثی کو دیا جاویگا اور دو ثلث مال کے ابن کو دئے جاوینگے اور
[illegible] صاحبینؒ کے ابن سے ضامن لیا جاویگا نہ حضرت ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔ اور بعض سے
[illegible] روایت مختلف ہوگی پس لیا جاویگا ضامن امامؒ اور صاحبینؒ سبھکے نزدیک کیونکہ جب
[illegible] مذکر ہونے کی خنثی مین تو ہوگا وہ مستحق زائد نصف کا اوس سے کہ جو لیا ہے ابن نے
[illegible] مین عمل کیا جاویگا **فان کان الحمل من المیت وجاءت بالولد لتمام اکثر مدة**
الحمل [illegible] **ذلک بانقضاء العدة یرث ویورث عنه** پس اگر ہو حمل میت سے اور لاوے
[illegible] حمل مین یا اکثر مدت حمل سے کمتر مین اور نہ اقرار کیا ہو اوس عورت نے عدت کے

منقضی ہوجانیکا تو وہ ولد وارث ہوگا اور اوس سے دوسرے وارث ہون گے ش یعنی اگر میت سے
اپنی عورت حاملہ چھوڑی اور پھر پوری اکثر مدت حمل ہین کہ حنفیہ کے نزدیک دو برس ہین اور شافعیہ کے نزدیک
چار برس ہین ولد پیدا ہو یا اکثر مدت حمل سے کمتر مین ولد پیدا ہو برابر ہے کہ چھہ ماہ مین یا کم اس سے یا
زیادہ اس سے پیدا ہوا اور باوجود اس کے اوس عورت نے درمیان مدت مذکور کے اقرار نہ کیا ہو گذرنے
عدت کا تو وہ ولد اوس میت کا وارث ہوگا اور بھی میت کے اقارب کا اور میت کے اقارب اوسکے
وارث ہون گے اسواسطے کہ استحقاق میراث مین وجود ولد کا شکم مین وقت موت کے شرط ہے کیونکہ
ظاہر ہے کہ معدوم معدوم کا وارث نہین ہوسکتا پس جبکہ عورت حاملہ نے باوصف ثبوت مدت حمل کے
انقضاء عدت کا نہین اقرار کیا تو حکم کیا جاویگا اسکا کہ اوس وقت مین یعنی میت کی موت کے وقت
حمل موجود تھا وان جاءت بالولد لاکثر من اکثر مدۃ الحمل لا یرث ولا یورث عنہ
اور اگر لائے عورت بچہ اکثر مدت حمل سے زیادہ مین تو نہ وارث ہوگا میت کا اور نہ اوسکے وارث دوسرے
ہون گے ش یعنی اگر باعتبار مذہب حنفیہ کے دو برس سے زیادہ مدت مین بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ اوس
میت کا وارث ہوگا اور نہ اوس میت کی جانب کے اقربا اوسکے وارث ہون گے اسواسطے کہ
بعد گذر جانے اکثر مدت حمل کے اوسکی پیدائش سے یہ امر معلوم ہوگیا کہ انعقاد نطفہ کا بعد وفات
میت کے ہوا ہے تو اس صورت مین نہ اوسکا نسب ثابت ہوگا اوس میت سے اور نہ اوس کو
میراث ملے گی اوس میت کی اسیطرح جبکہ عورت نے مدت حمل کے منقضی ہونے عدت کا اقرار کیا
بعد گذرنے اسقدر زمانہ کے کہ منقضی ہونا عدت کا اوسمین متصور ہوا اور پھر بعد اقرار انقضاء عدت کے
مدت حمل مین اوسکے بچہ پیدا ہوا تو اس صورت مین نہ وہ بچہ وارث ہوگا اور نہ میت کے اقربا اوس کے
وارث ہون گے اسواسطے کہ خود عورت کے اقرار سے معلوم ہوگیا کہ حمل میت کا نہ تھا ف خلاصہ
یہ کہ حمل جو میت سے ہو اگر اکثر مدت تک پیدا ہو تو وارث ہے اوس میت سے اوسکو میراث ملے گی
اور جو مورث ہے یعنی اگر بعد پیدا ہونیکے مرجائے تو اوس سے اور لوگون کو باعتبار اسی قرابت کے
میراث ملیگی اور جو اکثر مدت سے زیادہ پر پیدا ہو تو نہ وارث اوس میت کا اور نہ اس قرابت سے
مورث ہو اس اجمال کی توضیح یہ ہے کہ اکثر مدت حمل کی دو برس ہے اگر دو برس تک بعد موت
ایک شخص کے اوسکی زوجہ سے لڑکا پیدا ہوا وسکا نسب اوس میت سے ثابت ہوگا یعنی وہ اوس

میت کا بیٹا قرار پاویگا پس اوسکو اوس میت سے میراث ملیگی اور باعتبار اس قرابت کے اوروں کو
اوس سے میراث ملے گی اور جو بعد زیادہ مدت کے دو برس سے پیدا ہوا تو اوسکا نسب اوس میت سے
ثابت نہوگا اور نہ اوسکو میت سے میراث ملیگی اور نہ اوس سے باعتبار اس قرابت کے کسی اور کو
میراث ملیگی وان کان الحمل من غیرہ وجاءت بالولد لستۃ اشہر اواقل یرث وان جاءت
بالولد لاکثر من اقل مدۃ الحمل لا یرث اور اگر حمل ہو غیر میت کا اور پیدا ہوا بچہ چھہ ماہ مین
یا کم مین تو وہ بچہ وارث ہوگا اور اگر پیدا ہوا اقل مدت حمل سے زیادہ پر تو نہ وارث ہوگا ش یعنی اگر
حمل غیر میت کا ہو مثلاً چھوڑا میت نے اپنے باپ کی عورت کو حاملہ یا دادا کی عورت کو حاملہ یا سوا
اون دونون کے وارثون مین سے اور بچہ پیدا ہوا اوسکے مرنیسے چھہ ماہ مین یا کم چھہ ماہ مین تو وہ
بچہ اوس میت کا وارث ہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین بالتحقیق ثابت ہوا وجود اوس بچہ کا
شکم مین وقت موت کے اور اگر صورت مذکورہ مین بچہ پیدا ہوا اقل مدت حمل سے زیادہ پر تو وہ اوس
میت کا وارث نہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین اوسکی حیات مین انعقاد نطفہ کا یقینی نہین ہے
اور اسجگہ واسطے مقدر ماننے وجود انعقاد نطفہ کے وقت موت کے کوئی ضرورت داعی نہین ہے
بخلاف اوس صورت کے کہ جب حمل میت کا ہو اوس میت سے پس تحقیق کہ اسجگہ نطفہ منسوب
کیا جاتا ہے اکثر اوقات حمل مین بوجہ ضرورت ثابت کرنے نسب کے میت سے بعد مرتفع ہوجانے
نکاح کے بسبب موت کے اور جبکہ حمل غیر میت کا ہے تو نسب اوسکا اوس غیر سے ثابت ہے
پس اسجگہہ اعتبار کرنے اکثر اوقات حمل کے کچھہ ضرورت نہین بلکہ واجب ہے اقتصار اقل مدت
حمل پر اور اوسکے کمتر پر یہانتک کہ وقت موت کے وجود اوس نطفہ کا متیقن ہوجاوے ف
توضیح مقام یہ ہے کہ حمل غیر میت کا جو اقل مدت حمل پر پیدا ہو میراث پاوے نہ جو اقل سے زیادہ پہ
پیدا ہوا اور اقل مدت حمل کی چھہ مہینے ہین پس اگر ایک شخص مرے اور مثلاً اوسکے بھائی کی زوجہ
حاملہ ہو اور مستحق اوسکی میراث کی اولاد اخ ہون اگر چھہ مہینے پر یا چھہ مہینے کے اندر بعد مرنے
اس شخص کے وضع حمل ہو تو وہ اس میت سے میراث پاویگا اور جو چھہ مہینے سے زیادہ پر پیدا ہو
تو اوسکو اس میت سے میراث نہ ملے گی انتہی اور طریق پہچاننے حیات حمل کا وقت ولادت کے
یہ ہے کہ علامات حیات مین سے کوئی علامت اوسمین پائی جاوے مثلاً آواز نکلے یا چھینک آنے

بارہ دیا یا ہنسایا کوئی عضو متحرک ہوا فان خرج اقل الولد ثم مات لا یرث وان خرج اکثرہ ثم مات
یرث پس اگر بچہ کمتر نکلا اور پہر مر گیا تو وہ نہ وارث ہوگا اور اگر نکلا اکثر اوسکا اور پہر مرا تو وہ وارث
ہوگا ش یعنی اگر بچہ کمتر نکلا شکم سے اور علامات مذکورہ مین سے کوئی علامت اوسمین ظاہر ہوئی اور پہر وہ
مر گیا تو وہ وارث نہوگا کیونکہ جب وہ اکثر مردہ نکلا تو گویا سب بمنزلہ مردہ کے خارج ہوا پس نہ وارث ہوگا ہم
اس صورت مین اور اگر بچہ اکثر نکلا اور علامات مذکورہ مین سے کوئی علامت اوسمین ظاہر ہوئی اور پہر وہ
مر گیا تو وہ وارث ہوگا کیونکہ اکثر کو حکم کل کا ہے تو گویا وہ سب نکلا زندہ اور اسباب مین دلیل یہ حدیث ہے
کہ روایت کیا اوسکو جابر نے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ جب آواز دے بچہ تو وہ وارث کیا جاوے
اور اوسپر نماز پڑھی جاوے اب مصنف قول آئندہ مین اکثر اور اقل کے خروج مین ایک قاعدہ تفصیلی بیان
فرماتے ہین وہ یہ کہ فان خرج الولد مستقیما فالمعتبر صدرہ وان خرج منکوسا فالمعتبر سرتہ
پس اگر نکلے بچہ سیدھا تو معتبر ہے سینہ اوسکا اور اگر نکلا اولٹا تو معتبر ہے ناف اوسکی ش یعنی اگر بچہ نکلا
شکم مادر سے سیدھا اور وہ یہ ہے کہ اول نکلے سر اوسکا تو اس صورت مین معتبر ہے سینہ اوسکا یعنی اگر سینہ
اوسکا کل نکلا اور وہ اوسوقت تک زندہ تھا تو وہ زندہ ہے اور وہ وارث ہوگا اسواسطے کہ وہ اکثر زندہ نکلا
اور اگر نکلا شکم مادر سے اولٹا یعنی اول پاؤن نکلا تو اس صورت مین معتبر ہے ناف اوسکی پس اگر نکلی ناف
اوسکی اور وہ اوسوقت تک زندہ تھا تو وہ زندہ ہے اور وہ وارث ہوگا اسواسطے کہ وہ اکثر نکلا زندہ اور اگر نہ نکلی
ناف تو نہین وارث ہوگا ف خلاصہ یہ کہ لڑکا یا سیدھا پیدا ہوتا ہے کہ پہلے اوس کے سر نکلتا ہے پہر
باقی بدن یا اولٹا پیدا ہوتا ہے کہ پہلے پاؤن نکلتے ہین پہر باقی بدن پس اگر پیدا ہونے مین لڑکا مر گیا
تو اوسکا یہ حکم ہے کہ اگر سیدھا پیدا ہوا اور سینہ نکلنے تک زندہ تھا تو وہ وارث ہوگا اور اگر اولٹا پیدا ہوا
اور ناف نکلنے تک زندہ تھا تو وہ وارث ہوگا اور اگر پہلی صورت مین فقط سر نکلتے ہی زندہ تھا اور سینہ
نکلنے سے پہلے مر گیا اور دوسری صورت مین پاؤن نکلنے تک زندہ تھا اور ناف نکلنے سے پہلے مر گیا
تو وارث نہوگا اور اوسکے وارث قرار دینے پر یہ اثر مترتب ہے کہ جو حصہ اوسکے لئے موقوف ہوگا اوسکو
پہونچکر اوسکا متروکہ ٹہرکے وارثون پر تقسیم ہوگا اور جب وارث نہ ٹہریگا تو وہ حصہ موقوفہ اگلی
میت کے وارثون پر مسترد ہو جاویگا اور باعتبار سہام ورثہ کے اوس میت سے اونپر منقسم ہو جاویگا
ف اس سب تحقیق و تنقیح کا خلاصہ بمذہب حضرت ابو حنیفہ بقول مفتی بہ یہ ہے کہ وقت تقسیم میراث

توضیح اسکی یہ ہے کہ تقدیر فرض کرنے حمل کے مذکر تصحیح مسئلہ کی سولہ سے ہوتی ہے اور بتقدیر اسکے کہ حمل موئنث قرار دیا جاوے تصحیح مسئلہ کی ۲۴ سے ہوتی ہے پس ہمنے نظر کی دونون مسئلونکی تصحیح مین یعنی سولہ اور چوبیس مین تو توافق بالثمن پایا پس ضرب کیا ہمنے تصحیح مسئلہ اولی کے وفق کو کہ وہ دو ہین تصحیح مسئلہ ثانیہ مین یعنی ۲۴ مین حاصل ضرب ہوے ۴۸ یہی مسئلہ حمل کی تصحیح ہوا انتہی ثم اضرب من کان لہ شئی من مسئلۃ ذکورتہ فی مسئلۃ انوثتہ اوفی وفقہا ومن کان لہ شئی من مسئلۃ انوثتہ فی مسئلۃ ذکورتہ او فی وفقہا کما فی الخنثی ✤ پہر ضرب کر تو ہر وارث کے حصہ کو جو کچھ کہ اوسکو ملا ہے مسئلہ ذکورتہ سے مسئلہ انوثت مین یا اوسکے وفق مین اور جو کچھ کہ اوسکو ملا ہے مسئلہ انوثت سے اوسکو ضرب کر مسئلہ ذکورتہ مین یا اوس کے وفق مین جیسا کہ خنثیٰ مین تھا ش ماتن نے یہ قاعدہ طریق شناخت ہر حصہ وارث کا اوس تصحیح سے بیان کیا یعنی مسئلہ ذکور حمل سے جو حصہ کہ ہر وارث کو پہونچا ہے اوسکو ضرب کر مسئلہ انوثت مین بصورت ہونے تباین کے یا ضرب کر اوسکے وفق مین بصورت ہونے توافق کے اور یہی ضرب کر تو اونکے حصہ کو کہ جنکو ملا ہے مسئلہ انوثت سے مسئلہ ذکورتہ مین بتقدیر تباین کے یا اوسکے وفق مین بصورت توافق کے جیسا کہ ہم خنثیٰ کی میراث کے بیان مین ذکر کر چکے ہین اور اسجگہ سے سمجھے جاتے ہین معنی اوس قول کے جو کہا ہمنے خنثیٰ کی میراث مین کہ مصنفؒ نے اشارہ کیا طرف اس عمل کے فصل آیندہ مین ثم انظر فی الحاصلین من الضرب ایہما اقل یعطے لذلک الوارث و الفضل الذی بینہما موقوف من نصیب ذلک الوارث پہر نظر کر تو دونون حاصلون ضرب مین پس جونسا کہ اون دو مین سے کمتر ہو وہ اوس وارث کو دیا جاوے اور جو زیادہ بچا ہے درمیان دو حاصلون کے تو وہ حصہ اوس وارث کا موقوف رکھا جاوے ش یعنی وارثون مین سے ہر ایک وارث کو جو ضرب سے حاصل ہوا ہے اون دونون حاصلون پر نظر کرنا چاہئے جونسا کہ اون دونون مین سے کمتر ہو وہ اوس وارث کو دیا جاوے اسواسطے کہ استحقاق اوسکا واسطے کمتر کے یقینی ہے اور ان دونون حاصلون کے درمیان جو بچا ہے وہ اوس وارث کے حصہ سے موقوف رکھا جاوے کیونکہ اوس وارث کے اوس زیادہ کے لینے کے استحقاق مین اشتباہ واقع ہے کہ آیا یہ حمل سے ہے یا غیر حمل سے ہے لہذا وہ زیادہ رکھ لیا جاوے یہانتک کہ زائل ہو جاوے اشتباہ م یعنی وضع حمل سے فاذا ظہر الحمل فان کان مستحقا لجمیع الموقوف فیہا وان کان مستحقا للبعض فیاخذ ذلک والباقی

مقسوم بین الورثة فیعطی لکل واحد من الورثة ما کان موقوفا من نصیبه
پس جبکہ ظاہر ہو حمل پس اگر ہے وہ مستحق واسطے تمام موقوف کے تو فبہا اور اگر ہے وہ
مستحق واسطے بعض کے پس لیوے اوس بعض کو اور باقی وارثوں مین تقسیم کیا جاوے
پس دیا جاوے وارثون مین سے ہر ایک کو وہ جو اون کا حصہ رکھ لیا گیا ہے ش
یعنی جبکہ ظاہر ہو حمل اور اشتباہ زائل ہو جاوے پس اگر ایسا مولود پیدا ہو کہ وہ مستحق جمیع مال
موقوفہ کا ہو تو فبہا المراد یعنی دیگر عمل کی ضرورت نہین اور اگر بعض حصون موقوفہ کا مستحق پیدا ہو تو
اوس بعض کو وہ حمل لے لیگا اور باقی دیگر وارثون کے درمیان تقسیم کیا جاویگا کما اذا ترکت
بنتا وابوین وامرأة حاملا فالمسئلة من اربعة وعشرین علی تقدیر ان الحمل ذکر ومن سبعة وعشرین
علی تقدیر انہ انثی مثلا جبکہ چھوڑا میت نے بنت کو اور ماں باپ کو اور عورت حاملہ کو پس
مسئلہ ۲۴ سے ہوگا بصورت فرض کرنے حمل کے مذکر اور ۲۷ سے مسئلہ ہوگا بصورت فرض کرنے
حمل کے مونث ش یہ مسئلہ باعتبار ذکورۃ حمل کے بسبب جمع ہونے ثمن اور دو سدس اور مابقی کے
۲۴ سے ہوگا ثمن زوجہ کو ملا کہ وہ تین ہین اور ماں باپ مین سے ہر ایک کو سدس ملا کہ وہ چار ہین اور بنت کو
حمل مذکر کے ساتھ باقی ملا کہ وہ ۱۳ ہین یعنی للذکر مثل حظ الانثیین اور مسئلہ مذکورہ باعتبار انوثت حمل کے
بسبب جمع ہونے ثمن اور دو سدس اور دو ثلث کے ۲۷ سے ہوگا پس یہ مسئلہ منبریہ ہے اور عول کریگا
چوبیس ۲۴ سے طرف ستائیس ۲۷ کے پس آٹھ تو ماں باپ کو ملے اور تین عورت کو ملے اور بنت کو حمل مونث کے
ساتھ سولہ ۱۶ ملے اور درمیان دو عدد تصحیح دونوں مسئلون کے یعنی ۲۴ اور ۲۷ کے توافق بالثلث ہے
کیونکہ مخرج اوسکا کہ وہ تین ہین دونوں کو فانی کر دیتا ہے فاذا ضرب وفق احدھما فی جمیع الاخر صار
الحاصل مائتین وستة عشر علی تقدیر ذکورته للمرأة سبعة وعشرون وللابوین لکل واحد
ستة وثلثون وعلی تقدیر انوثته للمرأة اربعة وعشرون ولکل واحد من الابوین
اثنان وثلثون پس جبکہ ضرب کیا گیا وفق ایک ان دونوں کا تمام دوسرے مین تو ہوئے حاصل
دو سو سولہ ہوا واسطے کہ باعتبار ذکورۃ حمل کے زوجہ کو ۲۷ سہام پہونچے اور ہر واحد ماں باپ کو ۳۶
اور باعتبار انوثت حمل کے زوجہ کو چوبیس ۲۴ اور ہر واحد ماں باپ کو ۳۲ ش یعنی جبکہ ضرب کیا گیا
وفق ایک ان دونوں کا یعنی ثلث ایک ان دونوں کا کہ وہ آٹھ ہین اول سے یعنی ۲۴ سے اور

اور نو ہین دوسرے ہیں یعنی ۷۲ سے تمام دوسرے مین تو حاصل ضرب ہوئے دو سو سولہ ۲۱۶ اور اس سے مسئلہ صحیح ہو گیا
اور یہ اسواسطے کہ سہام عورت کے مسئلہ مذکورہ سے یعنی ۲۴ سے تین ۳ ہین جیسا کہ پہچانا تونے پس جبکہ ضرب کیا
تونے مسئلہ انوثت کے وفق مین کہ وہ نو ہین تو حاصل ہوئے ۲۷۔ اور ہر واحد ماں باپ کو مسئلہ مذکورہ سے
چار سہام ملے تھے پس جبکہ ضرب کیا ہمنے اونکو اس وفق مین تو حاصل ہوئے ۳۶۔ اور بتقدیر انوثت
حمل کے زوجہ کو چوبیس ۲۴ سہام پہونچے تھے اسواسطے کہ سہام زوجہ کے مسئلہ انوثت سے یعنی ۷۲ سے بھی
تین پہونچے تھے پس جبکہ ضرب کیا تونے اونکو مسئلہ مذکورہ کے وفق مین کہ وہ آٹھ ہین تو حاصل ہوئے ۲۴۔ اور
ماں باپ مین سے ہر ایک کو ۳۲ پہونچے تھے اسواسطے کہ سہام ہر واحد ان دونون کے مسئلہ انوثت سے بھی
چار تھے جب ضرب کیا ہمنے اونکو مسئلہ مذکورہ کے وفق مین کہ وہ آٹھ ہین تو حاصل ہوئے بتیس ۳۲ فتعطى
للمرأة اربعة وعشرون وتوقف من نصيبها ثلثة اسهم ومن نصيب كل واحد من الابوين اربعة
اسهم وتعطى للبنت ثلثة عشر سهما لان الموقوف فى حقها نصيب اربعة بنين عند ابى حنيفة رح
پس دیجاوینگے زوجہ کو ۲۴ سہام اور رکھے جاوینگے اوسکے حصہ سے تین سہم اور ہر واحد ماں باپ کے حصہ مین سے
چار سہم رکھے جاوینگے اور بنت کو تیرہ ۱۳ سہام دئے جاوینگے اسواسطے کہ اوسکے حق مین حصہ چار ابن کا رکھا جاویگا
نزدیک ابو حنیفہ رح کے ش یعنی تصحیح مذکورہ دو سو سولہ ۲۱۶ مین سے زوجہ کو ۲۴ سہام ملینگے اسواسطے کہ یہ کمتر حصہ اوسکا ہے مذکورہ
انوثت دونون تقدیر حمل پر پس تین سہم اوسکے حصہ کے جو درمیان دونون حصون کے بیچ مین رکھ لئے جاوینگے یہانتک
کہ منکشف ہو جاوے حال حمل کا اور ہر واحد ماں باپ کو حصہ دیا جاویگا تصحیح مذکورہ سے کمتر دونون حصون کا کہ وہ ۳۲
ہین اور بنت کو مبلغ مذکور سے تیرہ ۱۳ سہم دئے گئے اور یہ اسواسطے کہ کمتر حصہ بنت کا اسی تقدیر پر متحقق ہوتا ہے نہ چار
بنت کے اعتبار کرنیمین واذا كان البنون اربعة فنصيبها سهم واربعة اتساع سهم من اربعة وعشرين
مضروب فى تسعة فصار ثلثة عشر سهما فهى لها والباقى موقوف وهو
مائة وخمسة عشر اور جبکہ ہوں چار ابن تو حصہ اوس بنت کا ایک سہم اور چار تسع سہم ہین
چوبیس ۲۴ سہم مین سے پہر وہ جو ضرب کئے گئے نو مین تو تیرہ ۱۳ سہم ہوئے پس وہ واسطے بنت کے ہین اور
باقی ایک سو پندرہ موقوف رکھے جاوینگے ش یعنی بصورت اعتبار کرنے چار ابن کے حصہ اوس
بنت کا جو باقی رہا ہے ذوی الفروض سے مسئلہ مذکورہ مین کہ وہ باقی تیرہ ہین ایک تسع اور چار تسع سہم کے
ہوئے اسواسطے کہ جب ہمنے اوس باقی مین سے یعنی تیرہ مین سے ہر ایک ابن کو دو سہم دئے

اور ایک سہم بنت کو دیا تو جمع ہوے واسطے بنت کے ایک تسع اور چار تسع سہم کے یعنی یہ حصہ ہوا بنت کا مسئلہ مذکورۃ سے یعنی ۴ ۲ سے اب ہمنے اس حصہ کو یعنی سہم اور چار تسع سہم کو ضرب کیا نو مین کہ وہ مسئلہ الانوثت کا وفق ہے تو حاصل ضرب ہوئے تیرہ ۱۳ سہم پس دو سو سولہ مین سے یہ حصہ ہوا بنت کا اور باقی اوس سے یعنی بعد دینے حصہ مان باپ اور زوجہ اور بنت کے جو باقی رہے کہ وہ ایک سو پندرہ ہین تقسیم سے موقوف رکہے جاوینگے ہواسلئے کہ دو سو سولہ ۲۱۶ مین سے ایک سو ایک سہام وارثون پر تقسیم ہوگئے م یہ تقسیم بصورت اعتبار کرنے حمل چار ابن کے تھے وان ولدت بنتا واحدۃ او اکثر فجمیع الموقوف للبنات اور اگر پیدا ہوئی ایک بنت یا زیادہ تو سب سہام موقوفہ بنات کو ملین گے ش یعنی اگر زوجۂ حاملہ کے ایک بنت پیدا ہوئی یا کئی پیدا ہوئین تو کل سہام موقوفہ یعنی ایک سو اٹھائیس بنات کو ملین گے کیونکہ جب ہمنے زوجہ اور ابوین کے حق مین حمل کو مؤنث قرار دیا اور ہر ایک وارث کو علی تقدیر الانوثۃ ہمنے حصہ دیا تو سب کو حق پورے مل گئے تقدیر الانوثت پر پس بعد ادائے حقوق اون کے کے جو باقی رہا ہے کہ وہ ایکسو اٹھائیس ہین وہ سب حصہ وہ بنت یا بنات کا ہے آیا نہین غور کرتا تو کہ حصہ اون بنات کا مسئلہ انوثت سے یعنی ۲۷ سے سولہ ۱۶ تھے پس جبکہ ضرب کیا تو نے اون کو مسئلہ مذکورۃ کے وفق مین کہ وہ آٹھ ہین تو حاصل ہوئے ۱۲۸ اسمین یہ حق بنات کا ہوا اور بنت موجودہ کو اسمین سے تیرہ ۱۳ دے چکی تھی تو یہ اوس باقی کے ساتھ کہ وہ ایک سو پندرہ ہین ملا دینگے اور پہر یہ مبلغ درمیان اون کے علی السویہ تقسیم کیا جاویگا پس اگر وہ سہام اونپر صحیح تقسیم ہو جاوین تو فبہا ورنہ اگر درمیان سہام اور روس اون کے موافقت ہو تو ضرب کر تو جمیع عدد روس کو دو سو سولہ ۲۱۶ مین حاصل سے مسئلہ صحیح ہو جاویگا وان ولدت ابنا واحدا او اکثر فیعطی للمرءۃ وللابوین ما کان موقوفا من نصیبہم فما بقی تضم الیہ ثلثۃ عشر و تقسم بین الاولاد اور اگر پیدا ہوا ایک ابن یا زیادہ تو دیا جاویگا زوجہ اور مان باپ کو جو کچھ کہ حصہ اونکا موقوف رکھا گیا تھا پہر جو کچھ کہ باقی رہیگا اوسکے ساتھ تیرہ ۱۳ سہام شامل ہو کر تقسیم کئے جاوینگے درمیان اولاد کے ش یعنی اگر زوجۂ حاملہ کے ایک ابن یا زیادہ پیدا ہوئے تو اس صورت مین زوجہ کے حصہ کے تین سہام جو موقوف رکہے گئے تھے مسئلہ مذکورۃ سے وہ زوجہ کو دئے جاوینگے اور اس حالت مین زوجہ کا حصہ کامل ہو جاویگا یعنی ۲۷ کہ وہ اکثر النصیبین ہے اور ہر واحد مان باپ کو چار سہام دئے جاوینگے

جو اونکے حصہ کے موقوف رکھی گئے تھے مسئلہ مذکورہ سے اور اسحالت مین ہر واحد مان باپ کا حصہ ملجاویگا یعنی اکثر النصیبین کہ وہ ۳۶ ہین اب جو کچھ کہ بعد دینے حصہ مان باپ اور زوجہ کے اور لینے بنت کے جو کچھ کہ باقی رہا ہے کہ وہ ایک سو چار ہین کیونکہ ۷۲ تو مان باپ کو ملے ہین اور ۲۷ زوجہ کو ملے ہین اور ۱۱۲ بنت کو مجموع ہوئے ایک سو بارہ جب ہمنے اونکو نکالا دو سو سولہ مین سے تو باقی رہے ایک سو چار اب ہمنے اس باقی کے ساتھ شامل کئے تیرہ سہام جو لئے تھے بنت نے تو ایک سو سترہ حاصل ہوئے اب یہ مبلغ تقسیم کیا جاویگا درمیان اولاد کے اگر صحیح تقسیم ہو جاوے اونپر للذکر مثل حظ الانثیین تو فبہا ورنہ اگر تقسیم منکسر ہو تو مسئلہ کی تصحیح کرو ان اصول سبعہ سے جو بیان ہو چکا ہے تو اور اگر پیدا ہو مذکر و مؤنث یعنی توام تو اس صورت مین بقیاس پیدا ہونے مذکر کے عمل کرنا چاہئے کما لا یخفی وان ولدت میتا فیعطی للمرأة والابوین ما کان موقوفا من نصیبہم وللبنت الی تمام النصف وہو خمسة وتسعون سہما والباقی للاب وہو تسعة اسہم لانہ عصبة اور اگر بچہ مردہ پیدا ہو پس دیا جاویگا زوجہ اور مان باپ کو حصہ موقوف رکھا گیا اور واسطے بنت کے تمام نصف تک اور وہ ۹۵ سہم ہین اور باقی واسطے باپ کے ہے اور وہ نو سہم ہین اسواسطے کہ وہ عصبہ ہے ش یعنی بصورت پیدا ہونے بچہ مردہ کے زوجہ اور مادر و پدر کو اونکے سہام موقوفہ دئے جاوینگے اور بنت کو پورے نصف تک دیا جاویگا کہ وہ پورا نصف ۹۵ سہم ہین اسواسطے کہ بنت پہلے لے چکی تھی تیرہ سہام تو ہم نے ۹۵ سہام اوسکے ساتھ ملا کر پورا نصف ترکہ ہوگیا کہ وہ ایک سو آٹھ ہین ہم مطلب یہ کہ دو سو سولہ مین سے ۲۷ سہام زوجہ کو پہونچے اور ۳۶ سہام مان کو اور ۳۶ سہام باپ کو اور ایک سو آٹھ سہام بنت کو پہونچے مجموع دو سو سات ہوئے باقی رہے ایک سو چار مین سے بعد کال دینے نصف کے باپ کیواسطے نو سہم تو وہ باپ کو پہونچے اسواسطے کہ وہ عصبہ ہے جیسا کہ باب فرائض مین مذکور ہو چکا ہے کہ باپ بنت کے ساتھ مین فرض اور عصبہ دونون ہوتا ہے ف اگر میت ایسے وارثون کو چھوڑے کہ جنکا حصہ حمل کے ساتھ متغیر ہوتا ہو تو اونکا حصہ تمام و کمال دیا جاویگا مثلاً میت نے چھوڑا جدہ کو اور زوجہ حاملہ کو تو اس صورت مین جدہ کو سدس ترکہ کا دیا جاویگا اور ایسے ہی جبکہ چھوڑا میت نے عورت حاملہ کو اور ابن کو تو عورت کو ثمن ملیگا انتہی

فصل فی المفقود یہ فصل ہے مفقود کی میراث کے بیان مین مفقود اوس غائب کو کہتے ہین جو گھر سے نکلا ہے اور اوسکے جیتے مرے کی کچھ خبر معلوم نہو

اور اوسکا حکم یہ ہے کہ جسکی طرف اشارہ کیا ماتن نے اپنے اس قول کے ساتھ المفقود حی فی ماله حتی
لا یرث منه احد ومیت فی مال غیرہ حتی لا یرث من احد مفقود زندہ ہے اپنے مال مین
یہانتک کہ نہ وارث ہوگا اوس سے کوئی اور میت ہے اپنے غیر کے مال مین یہانتک کہ وہ نہ وارث
ہوگا کسی سے ش یعنی مفقود اپنی ذات کے حق مین زندہ ہے بوجہ ثابت ہونے اوسکی حیات کے باعتبار
استصحاب حال یعنی بنظر ظاہر حال کے اور استصحاب حال کا اعتبار کیا گیا ہے بیچ باقی رکھنے ایک شی کے
اوس حالپر کہ جسپر وہ ہے نہ بیچ ثابت کرنے اوس شئے کے کہ نہین ہے وہ ف مخفی نرہے کہ استصحاب
عبارت ہے حکم کرنے البقاء ایک امر سے کہ تھا زمانہ اول مین اور اوسکا عدم مظنون نہوا اور یہ حجت ہے
شافعیؒ کے نزدیک ہر امر مین نفیا ہو یا اثباتا کہ ثابت ہوتا ہو وجود اوس شئے کا یعنی تحقق اوس شئے کا
دلیل شرعی کے ساتھ پہر واقع ہوا ہو شک اوسکی بقا مین یعنی نہ واقع ہوا ہو ظن اوس شئے کے عدم کا
اور حنفیہ کے نزدیک یہ حجت ہے واسطے دفع کے نہ واسطے اثبات کے کذا فی جامع العلوم والعلوی
پس استصحاب دلیل ضعیف غیر مثبت ہے کذا فی مجمع الانہر اسیواسطے نہین ثابت ہوتا مفقود کے
وارثون کا استحقاق مفقود کے مال مین اور نہ اوسکی عورت کا نکاح کیا جاویگا نزدیک حنفیہ کے اور
یہی مذہب ہے سیدنا علیؓ کا ویوقف ماله حتی تصح موته او تمضی علیه مدة
واختلفت الروایات فی تلك المدة ففی ظاهر الروایة انه اذا لم یبق احد
من اقرانه حکم بموته اور موقوف رکھا جاوے مال اوسکا یہانتک کہ صحیح ہو جاوے مرجانا اوسکا یا
گذر جاوے اوسپر مدت اور مختلف روایتین وارد ہوئی ہین اوس مدت کے باب مین پس ظاہر
روایت مین یہ ہے کہ جبکہ کوئی اوس کے ہم عمرون مین سے نہ باقی رہے تو حکم کیا جاوے اوسکے
مرنیکا ش بعض نے مفقود کے شہر کے ہم عمرون کا اعتبار کیا ہے اور بعض نے سب شہرون کا اور
پہلی روایت زیادہ صحیح ہے جیسا کہ مذکور ہوا فرائض امام تمرتاشی مین کہ اعتبار کیا جاوے مفقود کے شہر کے
ہم عمرون کا اسواسطے کہ عمرین اس قبیل سے ہین کہ متفاوت ہوتی ہین بوجہ اختلاف ولایتون اور
شہرون کے علاوہ اس کے ظاہر ہے کہ جمیع اقران کے اعتبار کرنے مین حرج عظیم ہے وروی
الحسن بن زیاد عن ابی حنیفة رح ان تلك المدة مائة وعشرون سنة من یوم ولد فیه المفقود

اور روایت کی حسن بن زیاد نے حضرت ابو حنیفہؒ سے یہ کہ وہ مدت ایک سو بیس برس کی ہے اسدن سے
کہ پیدا ہوا ہے اوسمین مفقود ش یہ روایت مبنی ہے اوسی قول پر جو مشتہر ہے عوام مین کہنہین
جیتا کوئی زیادہ اس مدت سے اور یہ قول اکاذیب مشہورہ سے ہے پس نہین ہے لائق اعتبار
کے وقال محمد مائة وعشرین وقال ابو یوسف رحمہ مائة وخمس سنین اور کہا
امام محمدؒ نے ایک سو دس برس ہین اور کہا ابو یوسفؒ نے کہ ایک سو پانچ برس ہین ش یہ
دونون روایتین نہین پائی جاتی ہین کتب معتبرہ مین اور ابو یوسفؒ سے مروی ہوا کہ جب گذرین
سو برس ولادت مفقود سے تو اوسکی موت کا حکم کیا جاویگا اسواسطے کہ ظاہر ہمارے زمانہ مین
یہ ہے کہ سو برس سے زیادہ کوئی نہین جیتا۔ اور تھے محمد بن سلمہؒ کہ فتوی دیتے تھے اسی روایت پر
مفقود کے باب مین یہانتک کہ ظاہر ہوئی اونکوا پنے نفس پر یہ کہ ابو یوسفؒ نے خطا کی اس
حکم مین کیونکہ وہ زندہ رہے ایک سو سات برس وقال بعضهم تسعون سنة اور کہا بعض
فقہا نے کہ نوے برس ہین ش اسواسطے کہ ہمارے زمانہ مین اس سے زیادہ زندہ رہنا نہایت
درجہ نادر ہے پس احکام شرعیہ کہ مدار اونکا غلب پر ہے اسپر مبنی نہین ہوسکتے ہین کہا امام
تمرتاشیؒ نے وعليه الفتوی اور اسی پر فتوی ہے ش یعنی نزدیک اصحاب ابو حنیفہ کے جیسا کہ کافی اور
ذخیرہ مین صاحب مجمع الانہر نے نقل کیا اور اسی طرح کہا علامہ فاضل بہشتی نے انتہی اور
بعض کا یہ قول ہے کہ ستر برس ہین بوجہ اسکے کہ وارد ہوئی حدیث شریف اس امت کی عمر کے
باب مین وہ یہ ہے اعمار امتی ما بین ستين الی سبعين وقال بعضهم مال المفقود موقوف
الی اجتهاد الامام اور بعض فقہا نے کہا کہ مال مفقود کا رکھا جاویگا تا اجتہاد امام کے
ش یعنی تا اجتہاد امام وقت کے مفقود کی موت کے باب مین مال مفقود کا موقوف رکھا جاویگا
اور یہی مذہب شافعیؒ کا ہے کہ اونہون نے کہا کہ جب گذرے اتنی مدت کہ قاضی حکم کرے یہ کہ
اوس مفقود جیسا اس مدت سے زیادہ نہین جی سکتا تو حکم کیا جاویگا اوسکی موت کا اور تقسیم
کیا جاویگا مال اوسکا اوسکے وارثون پر جو موجود ہونگے وقت حکم قاضی کے۔ پھر اسباب مین
لائق تر بطریق فقہ یہ ہے کہ مدت معین نہ کیجاوے کسی شئے کے ساتھ جیسا کہ وہ ظاہر روایت ہے
اسواسطے کہ مقادیر مین قیاس کو گنجائش نہین اور چونکہ اسباب مین کوئی نص نہین مذکور ہوئی

پس محمول کیا جاویگا اوپر اعتبار اقران ونظائر مفقود کے جیساکہ بیچ قیمتون تلف شدہ اشیاء کے اور مہر مثل
عورتون کے ف یعنی جب کوئی کسی کی شئے ذوات القیم سے تلف کرے تو اس صورت مین قیمت اوسکی
ادا کرنی واجب ہوگی باعتبار نظائر مستہلک کے یا مانند مہر مثل عورتون کے کہ وہ کسی حد کے ساتھ نہین
معین کیا گیا ہے بلکہ اوسمین اعتبار عورت کے اقارب کا کیا گیا ہے اسیطرح مفقود کا اعتبار اوسکے اقران
ونظائر پر کیا گیا ہے اسواسطے کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے سب اقران و امثال سے زیادہ کمتر
زندہ رہتا ہے لہذا مفقود کی وراثت کا حصہ اوٹھا رکھا جاویگا اوسکے شہر والے ہم عمرون کی
موت تک بنابر ظاہر مذہب کے اور اختیار کیا ہے زیلعی نے تفویض اسکی امام کے واسطے یعنی حاکم
حسب مصلحت دیکھے اوسکی موت کا حکم دے چنانچہ واقعات المتقین مین قنیہ سے منقول ہوا کہ
مفقود کی موت کا حکم قاضی کی قضا سے کیا جاویگا اسواسطے کہ اوسکی موت امر محتمل ہے توجب تک
اوسکی طرف قضاء قاضی منضم نہوگی حجت نہوگی انتہی و موقوف الحکم فی غیرہ حتے یوقف
نصیبه من مال مورثه کما فی الحمل اور موقوف الحکم ہے اپنے غیر کے حق مین یہانتک کہ اوٹھا
رکھا جاویگا حصہ اوسکا مال مورث اوسکے سے جیساکہ حمل مین تھا ش یعنی ناظاہر ہونے حال
مفقود کے اوسکا حصہ موقوف رکھا جاوے مانند احکام حمل کے پس اگر ہے مفقود اون وارثونمین سے
کہ محجوب بحجب حرمان کرتا ہے وارثون حاضرین کو تو اونکو کچھ ترکہ ندیا جاوے بلکہ سب مال موقوف
رکھا جاوے اور اگر نہین محجوب کرتا ہے بحجب حرمان بلکہ محجوب کرتا ہے بحجب نقصان تو اس صورتمین
اونمین سے ہر واحد کو اونکا کمتر حصہ دیا جاوے بتقدیر حیات مفقود کے ف اگر مفقود کے ساتھ ایسا
وارث ہو جو محجوب ہوتا ہو مفقود کے سبب سے تو اوس وارث کو کچھ ندیا جاویگا اور اگر وارث کا
حق کم ہوتا ہو مفقود کے سبب سے تو اوسکے دو حصون مین سے اوسکو کمتر حصہ دیا جاویگا اور
باقی اوٹھا رکھا جاویگا مثلاً ایک شخص مر گیا دو بنت اور ایک مفقود ابن اور ایک ابن الابن یا بنت الابن
چھوڑ کر اور مال مورث کا اجنبی کے ہاتھ مین ہے اور سب وارثون نے فقدان ابن مین اتفاق کیا
پھر دونون بنت نے میراث طلب کی تو اونکو نصف دیا جاویگا اسواسطے کہ اتنا حصہ اونکا ہر صورت
یقینی ہے اور نصف باقی اوٹھا رکھا جاویگا اور اولاد ابن کو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ وہ محجوب ہین
اگر مفقود زندہ ہو تو وہ میراث کے مستحق ہونگے بسبب شک کے اور اجنبی کے ہاتھ سے مال

نہ لیا جاویگا تا وقتیکہ اوسکی خیانت نہ ظاہر ہو کذا فی المنح **فاذا امضت المدۃ فمالہ لورثتہ الموجودین عند الحکم بموتہ وماکان موقوفا لاجلہ یرد الی وارث مورثہ الذی وقف من مالہ**
پس جب کہ گذر جاوے مدت تو مال اوسکا اوسکے وارثون کو دیا جاوے جو اوسکی موت کے حکم کرنیکے وقت موجود ہین اور جو حصہ کہ اوسکے واسطے اوٹھا رکھا گیا تھا وہ پھیرا جاوے طرف وارث مورث اوسکے کے جسکا حصہ موقوف رکھا گیا تھا ش یعنی جبکہ مدت مذکورہ گذر جاوے تو مفقود کی موت کا حکم کیا جاوے اور مال اوسکا اوسکے وارثون کو دیا جاوے جو مفقود کی موت کے حکم کرنیکے وقت زندہ ہین اور اونکو کچھ نہین ملیگا جو مفقود کی موت کے حکم کرنیکے پیشتر مر گئے ہین اسواسطے کہ وراثت مین شرط ہے باقی رہنا وارث کا زندہ بعد موت مورث کے پس جو حصہ کہ مفقود کے واسطے اوٹھا رکھا تھا اوس کے مورث کے مال سے وہ اوسی مورث کے وارثون پر واپس کیا جاویگا جس مال مین سے وہ حصہ موقوف رکھا گیا تھا مانند حمل کے کہ اگر زندہ پیدا ہوتا ہے تو اپنے حصہ کا مستحق ہوتا ہے اور اگر مردہ پیدا ہوتا ہے تو ہر وارث اپنا حصہ موقوفہ لیتا ہے پس ایسی ہی اسجگہہ ہے کہ اگر ظاہر ہوا مفقود زندہ تو وہ اپنا حق لیگا اور اگر بوجہ گذرنے مدت کے اوسکی موت کا حکم کیا گیا تو جو حصہ اوسکے واسطے اوٹھا رکھا تھا اوسکا وہ مستحق ہوگا **الاصل فی تصحیح مسائل المفقود ان تصحح المسئلۃ علی تقدیر حیاتہ ثم تصحح علی تقدیر وفاتہ وباقی العمل ماذکر فی الحمل** مسائل مفقود کی تصحیح کے باب مین یہ قاعدہ ہے کہ صحیح کیا جاوے مسئلہ بتقدیر حیات مفقود کے پھر صحیح کیا جاوے بتقدیر وفات مفقود کے پھر باقی وہ عمل کرے جو ہمنے ذکر کیا حمل کے بیان مین ش یعنی اول مسئلہ مفقود کی تصحیح بتقدیر حیات مفقود کے کیجاوے اور بتقدیر وفات مفقود کے مسئلہ کی تصحیح کیجاوے اور پھر دونون مسئلون مین نظر کیجاوے اگر دونو مین توافق ہو تو ضرب کیا جاوے وفق ایک کا اون دونون کا تمام دوسرے مین اور اگر دونو مین تباین ہو تو ضرب کیا جاوے ایک اون دونونکا تمام دوسرے مین پس جو کچھ کہ دونون وجہون پر ضرب کرنیسے حاصل ہو وہی ہے تصحیح مسئلہ کی ہر واحد دونون تقدیر پر پھر ہر وارث کو جو کچھ کہ مسئلہ وفات سے ملا ہے وہ ضرب کیا جاوے مسئلہ حیات مین بصورت تباین کے اور بصورت توافق کے اوسکے وفق مین ضرب کیا جاوے اور پھر ہر وارث کو جو کچھ کہ حصہ مسئلہ حیات سے ملا ہے اوسکو مسئلہ وفات مین بصورت تباین کے اور اوسکے وفق مین بصورت توافق کے ضرب کرے پھر ان دونون ضربکے

دونون حاصلون مین نظر کیجاوے پس دیا جاوے وارث حاضر کو وہ جو دونون حاصلون مین سے کمتر ہو
اور جو کچھہ کہ دونون حاصلون کا بیچ ہے وہ اوس وارث کے حصہ سے اوٹھا رکھا جاوے یہانتک کہ ظاہر
ہوجاوے حال مفقود کا مثلاً جبکہ چھوڑا میت نے زوج کو اور دو اخت عینی کو حاضر اور ایک اخ عینی کو
مفقود پس بتقدیر موت مفقود کے میت زوج کو نصف ملتا ہے اور دو اخت حاضر کو دو ثلث ملتے ہیں
پس مسئلہ چھہ سے ہوگا ولیکن عول ہوگا طرف سات کے اور بتقدیر ہونے مفقود کے زندہ نصف
بلا عول زوج کو ملیگا اور دو اخت کو ربع ملے گا اسواسطے کہ اس تقدیر پر اصل مسئلہ دو سے ہوگا ایک
زوج کو ملے گا اور ایک سہم اخ کو اختین کے ساتھہ ملیگا اور وہ ایک سہم اونپر مستقیم نہین ہے اور
وہ بھائی بہنین اس صورت مین مانند چار اخوات کے ہین کیونکہ اخ بمنزلہ دو اخت کے ہے پس
ضرب کئے گئے چار اصل مسئلہ مین حاصل ہوئے آٹھہ چار زوج کو ملے اور دو سہام اخ کو اور دو سہم
دو اخت کو ہر ایک کو ایک ایک پس دونون اخت کے حق مین مفقود کی موت بہتر ہے اوسکی حیات سے
جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور زوج کے حق مین مفقود کی حیات بہتر ہے کیونکہ اسحالت مین واسطے زوج کے
نصف ہے بغیر عول کے لہذا دونون اخت کے حق مین مفقود کی حیات معتبر کیجاویگی پس دیا جاویگا
اون دونون کو مگر ربع مال کا اور زوج کے حق مین مفقود کی موت معتبر کیجاویگی پس دیا جاویگا اوسکو
مگر تین سبع مال کا اور باقی اوٹھا رکھا جاویگا اور یہ مسئلہ صحیح ہوگا ۵۶ سے اسواسطے کہ مسئلہ حیات مفقود کا
آٹھہ سے ہے اور مسئلہ وفات کا سات سے ہے اور سات اور آٹھہ مین تباین ہے پس ضرب کیا ہمنے
ایک کو اون دونون کو دوسرے مین حاصل ضرب ہوے ۵۶ زوج کو مسئلہ حیات مفقود سے چار
ملے تھے جب تو نے ضرب کیا اسکو مسئلہ وفات مفقود مین کہ وہ سات ہین حاصل ہوے ۲۸۔ اور مسئلہ
وفات مفقود سے زوج کو تین ملے تھے جب تو نے ضرب کیا اسکو مسئلہ حیات مفقود مین کہ وہ آٹھہ ہین
حاصل ضرب ہوے ۲۴ تو اس صورت مین زوج کو ۲۴ دئے جاوینگے کیونکہ وہ دونون
حاصلون مین سے اقل ہے کہ وہ اقل نصف عائل ہے پس چار سہام زوج کے حصہ مین سے
رکھہ لئے جاوینگے۔ اور دو اخت کو مسئلہ حیات مفقود سے کہ وہ آٹھہ ہین دو ملے تھے جب ہمنے
ضرب کیا مسئلہ وفات یعنی سات مین حاصل ہوے ۱۴۔ اور مسئلہ وفات مفقود سے دو اخت کو چار
ملے تھے جب اونکو ضرب کیا آٹھہ مین حاصل ہوے ۳۲ پس دیا جاویگا دو اخت کو دونون حاصلونکا

اتمل اور وہ ۱۴سہام ہین کہ یہ ۵۶ کا ربع ہے پس ہر ایک اخت کو سات ملین گے اور اٹھارہ اونکے حصہ مین سے اٹھا
رکھے جاوینگے اگر مفقود کا زندہ ہونا ظاہر ہوگا تو زوج کو اوسکے چار سہام موقوفہ دئے جاوینگے تاکہ اوس کا
نصف پورا ہوجاوے کہ وہ ۲۸ ہین اور باقی مین سے چودہ بھائی مفقود کو ملین گے تاکہ نصف دوسرا درمیان
اخ اور اختین کے للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوجاوے ۔ اور اگر مفقود کی وفات ظاہر ہووے تو دو اخت
کو اونکے اٹھارہ سہام دئے جاوینگے یہانتک کہ پورے ملجاوین اون دونون کو چار سبع مال کے کہ وہ ۳۲ ہین
اور زوج نے اپنا حصہ کامل پالیا ہے پہلے یعنی ۲۴ **ف توضیح مقام** یہ ہے کہ مال مفقود کا معطل رہے نوّے
برس تک اوسکی پیدائش سے یعنی جو شخص کہ مفقود ہوگیا ہو جبتک اوسکے پیدا ہونیسے نوّے برس
نگذرین اوسکا مال رکھا رہے تقسیم نہو پس اگر چالیس برس کی عمر مین مفقود ہوا تو پچاس برس اوسکا مال رکھا رہے
اور اگر تیس برس کی عمر مین مفقود ہوا تو ساٹھ برس اوسکا مال رکھا رہے وعلیٰ ہذا القیاس ۔ اور
ایسے ہی حصہ مفقود کا غیر سے معطل رہے یعنی جبتک نوّے برس مفقود کی ولادت سے نہ گذرین تو
جو کچھ اوسکو کسی مورث سے کہ ایام غیبت اوسکے مین مرے حصہ پہونچے تو وہ حصہ بھی معطل رکھا رہے
کیونکہ مفقود نوّے برس تک اپنے مال مین حکم زندہ کا رکھتا ہے اور نسبت حصہ کے جو اوس کے لئے
غیر کی میراث مین سے معطل رکھا جاوے حکم مردہ کا رکھتا ہے بعد گذرنے نوے برس کی مفقود کی موت کا
حکم کیا جاوے اب میراث اوسکی اون وارثون کو ملے گی جو حال مین موجود ہین اور جو اس سے پہلے
مرگئے اونکو میراث نہ ملے گی اسواسطے کہ بعد مفقودی کے نوے برس تک مفقود کی ولادت سے اوسکو
حکم زندہ کا ہے اپنے مال مین پس جو لوگ کہ اس عرصہ مین مرے گویا اوسکی حیات مین مرے اور جو حصہ
اوسکے واسطے کسی مورث سے معطل رکھا گیا ہو وہ واپس ہوجاویگا اوسی مورث کے وارثون پر
یعنی مفقود کے وارثون کو اوسمین سے کچھ نہ ملے گا اسواسطے کہ اوس حصہ کی نسبت مفقود کو ایام
غیبت مین حکم مردہ کا ہے پس گویا کہ وہ مورث بحالت موت مفقود کے مرا **فائدہ جلیلہ** حضرت امام مالکؒ
کے نزدیک جب آدمی چار برس تک مفقود الخبر ہوگیا تو قاضی اوسمین اور اوسکی زوجہ مین تفریق کردے
پھر وفات کی عدت بیٹھ کر جس سے چاہے نکاح کرلے اسواسطے کہ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے بھی یہی
حکم کیا تھا اوس شخص کے باب مین کہ جسکو جن اوٹھالے گئے تھے اور ہماری دلیل یہ حدیث مرفوع ہے
کہ مفقود کی عورت اوسی کی زوجہ ہے یہانتک کہ اوسکے پاس خبر پہونچے یعنی موت یا طلاق کی

سیدنا علی مرتضیٰ رضہ نے فرمایا کہ وہ عورت مبتلا ہوئی ہے تو اوسکو صبر کرنا چاہیئے تا وقتیکہ اوسکی موت معلوم ہو
یا طلاق اور اسواسطے کہ نکاح کا ثبوت معروف ہوچکا اور غیبت فرقت کی موجب نہین اور موت حیز
احتمال مین ہے تو نکاح شک سے زائل نہین ہوسکتا اور سیدنا عمر رضہ نے علی مرتضیٰ رضہ کے قول کیطرف
آخر کو رجوع کیا کذا فی المنح طحطاوی نے کہا کہ مفتی ابو السعود رح نے قہستانی سے نقل کیا کہ اگر امام مالک کے
قول پر موضع ضرورت مین فتوی دے یعنی حنفی المذہب تو سزاوار یہ ہے کہ لا باس بہ انتہی فصل فی المرتد
یہ فصل ہے مرتد کی میراث کے احکام مین اذا مات المرتد او قتل او لحق بدار الحرب وحکم القاضی
بلحاقہ بدار الحرب فما اکتسبہ فی حال اسلامہ فہو لورثتہ المسلمین وما اکتسبہ فی حال ردتہ
یوضع فی بیت المال عند ابی حنیفۃ رح وعندہما الکسبان جمیعا لورثتہ المسلمین وعند الشافعی
الکسبان جمیعا یوضعان فی بیت المال جبکہ مرے مرتد یا قتل کیا جاوے یا دار الحرب
مین ملجاوے اور قاضی حکم کردے اوسکے ملجانے کا دار الحرب مین پس جو کچھ کہ اوسنے کمایا ہے حالت
اسلام مین وہ اوس کے مسلمان وارثون کا ہے اور جو کچھ کہ اوسنے حالت ارتداد مین کمایا ہے وہ
رکھا جاویگا بیت المال مین نزدیک ابو حنیفہ کے اور نزدیک ابو یوسف و محمد رح کے دونون حالتون کا مال
اوسکے مسلمان وارثون کو دیا جاوے اور شافعی رح کے نزدیک دونون حالتون کا مال بیت المال مین رکھا جاوے ف مرتد وہ ہے جو دین
اسلام سے پھر گیا ہو العیاذ باللہ پس جو تون مذکورہ متن مین مرتد کے مال کی تقسیم مین باہم علماء حنفیہ و شافعیہ کے اختلاف ہے شافعی کا
یہ قول ہے کہ مرتد کی دونون حالت کی کمائی بیت المال مین رکھی جاویگی پس باعتبار اوس کے ایک قول کے
مرتد کا مال رکھا جانا بیت المال مین بطریق فیٔ یعنی بطریق غنیمت ہے اور باعتبار قول دوسرے کے
بطریق اسکے ہے کہ وہ مال ضائع ہے تصریح کی مزنی رح نے مذہب شافعی رح پر مختصر مین اور امام ابو یوسف رح
و امام محمد کا یہ قول ہے کہ مرتد کے زمانہ ارتداد اور زمانہ اسلام دونونکی کمائی اوسکے مسلمان وارثونکو
دیجاوے اور دلیل اونکی یہ ہے کہ مرتد جبر کیا جاویگا اسلام کیطرف پھیر لانے مین پس حکم کیا جاویگا
اوسپر اوسکے وارثون کے حق مین اسلام کے احکام کے ساتھ پس مرتد دونون حالتون کی کمائی کا
مالک ہوگا اور اسیواسطے مرتد کی دونون حالتون کے مال سے قرض ادا کئے جاوینگے مع اختلاف کے
کیفیت ادا مین یعنی اول اسلام کے زمانہ کی کمائی سے اور بصورت نہ وفا کرنے مال کے زمانہ ارتداد
کی کمائی سے اوسکے دیون ادا کئے جاوینگے پس اس نظر سے مرتد کی دونون حالتون کا مال

اوسکے وارثون کو ملے گا۔ اور دلیل حضرت ابو حنیفہؒ کی یہ ہے کہ مرتد کی دونون حالتون کے کسب مین
فرق ہے وہ یہ کہ بمجرد مرتد ہونیکے وقت نسبت اوسکی موت کا حکم منسوب کیا جاویگا کیونکہ مرتد بوجہ
ارتداد کے موتیٰ ہوگیا پس اس صورت مین ممکن ہے نسبت توریث کے مرتد کے اوس مال مین
جو اوسنے کمایا ہے پہلے مرتد ہونیکے وقت سے یعنی حالت اسلام تک وہ مال اوسکی ملک مین تھا
تو اس صورت مین ہوگی توریث واسطے مسلم کے مسلم سے اور نہین ممکن ہے نسبت توریث کی
اوس مال مین کہ جو اوسنے کمایا ہے حالت مرتد ہونے مین طرف زمانۂ اسلام کے اوسواسطے کہ زمانۂ
اسلام مین وہ مال اوسکی ملک ہی مین نتھا پس اگر اس صورت مین مرتد کے وارثون کے واسطے
اس مال مین توریث کا حکم کیا جاوے تو توریث مسلم کی کافر سے لازم آتی ہے اور یہ غیر جائز ہے
ھ یعنی بحکم حدیث شریف لا یرث المسلم من الکافر **ف** توضیح مقام یہ ہے کہ مرتد کے مال سے
کیفیت اداے دیون مین باہم ائمہؒ کے اختلاف ہے حضرت امام اعظمؒ سے مروی ہوا کہ دیون لاحقہ
مرتد کی حالت اسلام کے کسب حالت اسلام سے ادا کئے جاوینگے اور دیون لاحقہ مرتد کی حالت
ارتداد کے کسب ارتداد سے ادا کئے جاوین گے اور یہ روایت امام زفرؒ کی ہے امام اعظمؒ سے اور
حسن بن زیادؒ نے روایت کیا امامؒ سے کہ کل دیون لاحقہ مرتد کے کسب اسلام سے ادا کئے جاوینگے
و بصورت نہ وفا کرنیکے کسب زمانۂ ارتداد سے دیون باقیہ پورے کئے جاوینگے اور نقل کیا محقق
شامیؒ نے بدائع سے کہ یہی قول صحیح ہے۔ اور روایت کیا امام ابو یوسفؒ نے امام سے یہ کہ اداے
دیون مین ابتدا کی جاوے گی کسب ارتداد سے و بصورت نہ وفا کرنیکے کسب حالت اسلام سے
دیون ادا کئے جاوینگے انتہی وما اکتسبه بعد اللحوق بدار الحرب فهو فیٔ بالاجماع اور جو اوسنے
کمایا دار الحرب مین ملجا نیکے بعد پس وہ مال فیٔ ہے بالاجماع **ش** کیونکہ مرتد کی وہ کمائی اوسحالت
کی ہے کہ وہ اہل دار الحرب سے تھا اور مسلمان نہین وارث ہوتا حربی کا **ف** درمختار مین مغرب سے
منقول ہوا کہ غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے حاصل ہو غلبہ اور قہر سے اور لڑائی ہنوز موجود ہے
تو اوسمین سے خمس یعنی پانچوان حصہ نکالا جاویگا اور باقی حق غازیون کا ہے اور فیٔ وہ مال ہے
جو کفار سے حاصل ہوا بعد لڑائی ہوچکنے اور دار الاسلام ہوجانیکے جیسے زمین کا خراج اور وہ سب
مسلمانون کا حق ہے نہ فقط غازیون کا کذا فی المنح اور فتاویٰ عالمگیری مین مذکور ہوا کہ غنیمت

اوسکا نام ہے جو کافرون سے حاصل ہو غازیونکی قوت اور کفار کے مقہور اور مغلوب ہونیسے اور فئی وہ ہے
جو کفار سے بدون قتال کے حاصل ہو جیسے خراج زمین کا اور جزیہ غنیمت مین خمس ہے نہ فئی مین
انتہی وکسب المرتدۃ جمیعا لورثتہا المسلمین بلا خلاف بین اصحابنا رح اور عورت مرتدہ کا
سب مال اوسکے مسلمان وارثون کو ملیگا بلا اختلاف درمیان اصحاب ہمارے کے ش عورت مرتدہ کا
سب مال یعنی برابر ہے کہ وہ مال اوسکی حالت اسلام کا کمایا ہو یا حالت مرتد ہونیکا ہو پہلے ملنے دار الحرب
سے اوس عورت کے وارثون مسلمان کو دیا جاویگا باتفاق اصحاب ابو حنیفہؒ اور یہ اسواسطے کہ مرتدہ
حنفیہ کے نزدیک نہین قتل کیجاتی ہے بلکہ قید مین رکھی جاتی ہے یہانتک کہ اسلام لاوے یا مرجاوے
بدلیل اسکے کہ رسول مقبول صلعم نے منع فرمایا قتل کرنے عورتون سے اور یہی قاعدۂ شرعی ہے
کہ ڈھیل دینا عقوبت ... کا طرف دار الجزا کے ہم اگر اسجگہہ یہ واہمہ پیدا ہو کہ اس قاعدۂ شرعی سے
مردون کے باب مین کیون عدول کیا اسکے جواب مین حضرت شارح فرماتے ہین کہ بالخصوص
مردون کے باب مین تاخیر عقوبت مین واہمہ حدوث شر کا ہے یعنی مردون سے محاربہ متوقع ہے
پس دفع شر مقصود ہے بخلاف النساء کے کہ ان سے محاربہ کی توقع نہین ہے غرضکہ جبکہ بتصریح صدر
مرتدہ کی عصمت نفس کی باقی رہی تو مال مین بھی دوام عصمت باقی رہی کیونکہ عصمت مال تابع ہے
عصمت نفس کے پس مرتدہ اپنی دونون حالتون کی کمائی کی مالک ہوگی پس وہی مال اوسکے
وارثون کو ملیگا مگر اونمین سے اوسکے شوہر کو میراث نہین ملیگی اسواسطے کہ مرتدہ بمجرد مرتد ہونیکے
اپنے شوہر سے بائنہ ہوگئی اور نہین ہوئی وہ قریب ہلاکت کے پس نہین ہوئی وہ مرتدہ مانند فارہ
مریضہ کے ف توضیح مقام یہ ہے کہ کتب فقہیہ مین مذکور ہوا کہ اگر عورت مرتد ہوئی حالت مرض مین
اور مرگئی وہ پہلے منقضی ہونے عدت کے تو اس صورت مین شوہر اوسکا وارث ہوگا استحسانا اسواسطے
کہ اوس عورت نے قصد کیا شوہر کے حق باطل کرنیکا لہذا قصدا اوسکا اوسپر رد کیا جاویگا اور اگر مرتد
ہوئی حالت صحت مین تو اس صورتمین نہ زوج وارث ہوگا پس بتصریح صدر مرتدہ نہ ہوئی مانند فارہ
مریضہ کے تو اب زوج اوسکا وارث ہوگا کذا فی مجمع الانہر انتہی اور جبکہ مرتدہ ملجاوے دار الحرب مین
تو زائل ہوجاویگی اوسکی عصمت اوسکے نفس مین اسواسطے کہ وہ اس صورت مین لونڈی ہوجاویگی
اور غلامی وبندگی حکما تلاف ہے پس اس صورتمین زائل ہوجاویگی اوسکے مال کی بھی عصمت ذکر کیا

اسکو امام سرخسیؒ نے شرح سیر صغیر مین اور شرح سیر کبیر مین مذکور ہوا کہ ذمی جب توڑ دے عہد کو اور
دار الحرب مین ملجاوے تو اوسکا حکم مانند اوس مسلمان کے ہے جو مرتد ہوا اور جا ملا دار الحرب مین اسواسطے کہ ذمی
اہل دار الاسلام سے ہے پس جاری ہونگے اوسپر احکام مسلمانون کے ف خلاصہ یہ کہ کمائی مرتدہ کی مطلقاً
خواہ اسلام کی کمائی ہو خواہ ارتداد کی اوس کے وارثون کے واسطے ہے اور اوسکا زوج مسلم اوس کا
وارث ہوگا اگر وہ مریض ہوا اور عدت مین مرگئی ہو کذا فی الدر المختار اور فتاوی زواہر مین مذکور ہوا کہ
زوج اوسکا وارث نہوگا اگر وہ بیمار نہوا اسواسطے کہ وہ مقتول نہین ہوئی تو فارہ ہوئی اور عورت مرتدہ
اگرچہ صغیرہ یا خنثی ہو کذا فی البحر ہمیشہ محبوس رہے گی اور پاس نہ بٹھائی جائے اور ساتھ نہ کھلائی جائے
کذا فی الحقائق یہانتک کہ اسلام قبول کرے اور قتل نہ کیجائے بخلاف امام شافعیؒ کے انتہی واما
المرتد فلا یرث من احد لا من مسلم ولا من مرتد مثلہ اور مرتد کسی سے وارث نہوگا نہ مسلمان سے نہ مرتد
دوسری مثل اوسکے ہے ش کیونکہ مرتد عاصی ہے بوجہ مرتد ہونیکے پس نہوگا وہ مستحق صلہ شرعی کا
کہ وہ وارث ہے بلکہ وہ محروم ہوگا عقوبۃً مانند قاتل بغیر حق کے اور یہی یہ دلیل ہے کہ مرتد کے واسطے کوئی
ملت نہین ہے اسواسطے کہ جس جانب وہ منتقل ہوا ہے اوسپر بہی نہین ٹہیر سکے گا یعنی جبر کیا جاویگا وہ
اسلام پر یا قتل کیا جاویگا اور میراث مین ملت کا ہونا معتبر ہے چنانچہ اسی کی مانند حکم ہے اوسکے نکاح مین یعنی
نہین جائز ہے اوسکا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ اور نہ کافرہ اصلیہ کے ساتھ اور نہ مرتدہ کے ساتھ ہو اسواسطے
کہ نکاح مبنی ہے ملت پر اور اوسکو کوئی ملت نہین حاصل ہے م پس مرتد چھوڑ نہ دیا جائیگا اپنے ارتداد پر
جزیہ دیکر اور نہ امان موقت اور نہ امان دائمی سے پس اگر توبہ نکرے تو قتل کیا جائے اور باقی احکام کتب
فقہیہ مین مذکور ہین ف مال عورت مرتدہ کا مطلقاً اور مال مرد مرتد کا جو اوسنے حاصل کیا ہو حالت اسلام
مین اوسکے وارثون مسلمانون کو پہونچے گا اور جو حالت ارتداد مین کمایا ہو وہ حق ہے عوام مسلمین کا یعنی بیت المال
مین رکھا جائے اور مصالح مسلمین مین صرف ہو انتہی وکذالک المرتدۃ الا اذا ارتد اہل ناحیۃ باجمعہم
فحینئذ یتوارثون اور ایسے ہی مرتدہ مگر جبکہ مرتد ہوجاوین سب اہل شہر کے پس اسوقت مین باہم
ایک دوسرے کے وارث ہون گے ش یعنی ایسے ہی مرتدہ بہی نہین وارث ہوگی اسواسطے کہ وہ بہی
نہین رہی صاحب ملت کی مگر جبکہ سب اہل شہر مرتد ہوجاوین گے تو باہم توارث ہوگا اسواسطے کہ دیار
اونکے بوجہ ظہور وشیوع احکام کفر کے دار حرب ہوگئے پس قتل کئے جاوینگے مرد اون کے اور عورتین

قید کیا ونکی اور بھی اولاد ونکی جیسا کہ کیا اسکو سیدنا صدیق اکبرؓ نے بنی حنیفہ کے ساتھ پس پہونچی اون قیدیون مین سے ایک جاریہ سیدنا علیؓ کو اور پیدا ہوئے اوس سے محمد بن حنفیہ۔ اسی طرح سیدنا علیؓ نے بنی ناجیہ کی اولاد کو قید کیا جبکہ وہ مرتد ہوگئے پہر بیچا اونکو مصیقلہ بن ہبیرہؓ کے ہاتھ ایک لاکھ درم مین۔ اور اسباب مین مختلف روایتین منقول ہوئی ہین کہ مرتد کے مال کی تقسیم مین کون وارث معتبر ہے پس روایت کیا حسن لولوئیؓ نے حضرت ابو حنیفہؒ سے کہ جو شخص کہ وقت مرتد ہونیکے اوس مرتد کا وارث ہے اور باقی رہے وہ مرتد کے مرنے تک وہ وارث ہوگا اور جو شخص کہ بعد مرتد ہونے اوسکے کے یا بعد موت مرتد کے پیدا ہوا ہے اوسکو میراث نہین ملے گی یہانتک کہ اگر بعض قرابت والے مرتد کے بعد ارتداد اوسکے کے اسلام لائے یا پیدا ہوا بچہ واسطے اوسکے بعد ردت کے نطفہ قرار پایا ہے تو وہ وارث ہوگا اوس مرتد کا اور روایت کیا ابو یوسفؒ نے ابو حنیفہؒ سے یہ کہ وجود وارث کا وقت ارتداد کے معتبر ہے پہر نہین باطل ہوگا وہ استحقاق اوس وارث کے مرجانیسے پہلے مرتد کے بلکہ میراث اوسکی اوس وارث متوفی کے وارثون کو ملے گی اور روایت کیا امام محمدؒ نے حضرت ابو حنیفہؒ سے کہ یہ قول زیادہ صحیح ہے کہ وہ وارث معتبر ہے کہ جو مرتد کی موت یا قتل کے وقت وارث ہو برابر ہے کہ وقت ارتداد مرتد کے موجود ہو یا بعد اوس کے پیدا ہوا انتہی **ف** توضیح مقام یہ ہے کہ مرتد کسی کا وارث نہین ہوتا نہ مسلمان کا نہ دوسرے مرتد کا نہ کافر کا مگر یہ کہ ایک ملک کے سب لوگ مرتد ہوجاوین تو وہ آپس مین ایک دوسرے کے وارث ہونگے ملک سے مراد یہ کہ ایک بستی ہو یا ایک پرگنہ یا ایک ضلع کے سب لوگ مرتد ہوجاوین۔ اور مرتد جب دار الاسلام سے چلا جائے اور دار الحرب مین جا رہے اور قاضی حکم کردے اس بات کا کہ وہ دار الحرب مین جا ملا یہان سے بے علاقہ ہوگیا پس گویا کہ وہ مرگیا اوس وقت سب احکام موت کے جاری ہون گے اور اوسکا مال اوس کے مسلمان وارثون کو حسب تصریح صدر دیا جاویگا انتہی **فصل فی الاسیر** یہ فصل ہے بیچ بیان احکام میراث قیدی کے حکم الاسیر کحکم سائر المسلمین فی المیراث مالم یفارق دینہ حکم قیدی کا مانند حکم سب مسلمانون کے ہے میراث مین جبتک کہ وہ نچھوڑے اپنے دین کو **شش** یعنی وہ دوسرون کا وارث ہوگا اور دوسرے اوس سے وارث ہون گے اسواسطے کہ وہ مسلم اہل دار الاسلام سے ہے جسجگہہ کہ وہ ہو۔ آیا نہین غور کرتا تو کہ زوجہ اوسکی جو دار الاسلام مین ہے وہ نہین بائنہ ہوئی اوس سے پس جب کہ قیدی ہونا اوسکا

فصل فی الاسیر

قطع عصمت نکاح مین نہین اثر کرتا ایسا ہی نہین اثر کرتا اوس کی میراث مین فان فارق دینه فحکمه
حکم المرتد پس اگر چھوڑ دے وہ دین اپنے کو تو اوسکا حکم مانند حکم مرتد کے ہے ش اسواسطے
کہ نہین فرق ہے درمیان اس امر کے کہ مرتد ہو جاوے وہ دار الاسلام مین پھر ملجاوے وہ دار الحرب
مین اور درمیان اس کے کہ مرتد ہو جاوے وہ دار الحرب مین اور اوس مین رہے پس تحقیق
کہ وہ دونون تقدیر پر حربی ہو جاویگا فان لم تعلم ردته ولا حیوته ولا موته فحکمه حکم المفقود
پس اگر نہ معلوم ہو مرتد ہونا اوس کا اور نہ جینا مرنا اوس کا تو حکم اوس کا مثل حکم مفقود کے ہے
ش یعنی نہ تقسیم کیا جاوے گا مال اوس کا اور نہ اوس کی عورت کا نکاح کیا جاوے گا دوسرے سے
یہانتک کہ خبر اوس کی معلوم ہو جاوے پس اگر اوس کے وارثون نے دعویٰ کیا کہ وہ مرتد
ہو گیا دار الحرب مین تو بدون شہادت دو مسلم عادل کے وہ خبر قبول نہوگی پس جبکہ گواہی
دین دو مسلم تو قاضی حکم دے تفریق کا دونون مین اور تقسیم کیا جاوے مال اوسکا اوسکے وارثون مین
اسواسطے کہ وقت حکم کرنے قاضی کے وہ اسیر میت کے حکم مین ہے پس اگر بعد نفاذ حکم قاضی کے
اسیر آیا اور اوسنے اپنے مرتد ہونیکا انکار کیا تو قاضی اپنا حکم نہ توڑے پس نہ پھیری جاوے گی
اوسپر عورت اوسکی اور نہ مال اوسکا واپس کیا جاویگا مگر جو مال کہ وارث کے پاس بعینہ قائم ہو گا
مانند حکم مرتد معروف کے جبکہ آوے وہ تائب اور اگر قاضی نے دو گواہ عادل کی شہادت سے
اسیر کا مرتد ہونا سنا اور ہنوز اوسپر قاضی نے حکم نہ کیا تھا کہ وہ حاضر ہوا تائب یا انکار کیا اوسنے مرتد ہونیکا
تو اوسکا مال اوسکے واسطے ہے علیٰ حالہ مرتد ہوا ہو یا نہوا ہو لیکن قاضی تزکیہ کرے دونون شاہدون کا
پس اگر دونون شاہد عادل ہون تو اس صورت مین بائنہ کر دی جاوے اوس سے عورت اوسکی
اسواسطے کہ یہ حکم ثابت ہوتا ہے بمجرد ارتداد کے اور نہ حکم کیا جاویگا اوسکے مدبر کی آزادی کا
اور اوسکی اولاد کی ماؤن کا اسواسطے کہ یہ حکم ثابت ہوتا ہے موت کے ساتھ اور مرتد کو حکم موت کا
نہین ہوتا ہے مگر جبکہ متعلق ہو اوسکے ساتھ حکم قاضی کا ف مراد اسیر سے قیدی ہے وہ مسلمان ہے
جسکو کافرون نے قید کر لیا ہو پس جن مسلمانون کو کہ کفار دار الحرب کا اسیر کر کے لیجاوین اور پھر اونکا
حال کچھ معلوم نہو تو حکم اونکا مثل مفقود کے ہے اور اگر حال معلوم ہو تو مثل سب مسلمانون کے ہے
انتہیٰ فصل فی الغرقی والحرقی والهدمی یہ فصل ہے ڈوبنے والون اور جلنے والون اور دبنے والون کی

فصل فی الغرقی والحرقی والهدمی

میراث کے بیان مین اذا مات جماعة بینهم قرابة ولا یدری ایهم مات اولا جعلوا کانهم ماتوا معًا فمال کل واحد منهم لورثته الاحیاء ولا یرث بعض الاموات من بعض هذا هو المختار جبکہ مرے ایک جماعت کہ درمیان اون کے قرابت ہوا ورنہ معلوم ہو کہ اونمین سے پہلے کون مرا تو قرار دئے جاوین وہ گویا کہ وہ لوگ مرے ایک ساتھ ہی پس مال ہر ایک کا اونمین سے اون کے زندہ وارثون کو ملیگا اور نہ وارث ہون گے بعض مردے بعض سے یہی قول مختار ہے مثلاً کشتی مین ساتھ ہی ڈوب گئے یا ایک ساتھ ہی آگ مین گر پڑے یا گر پڑے اوپر دیوار یا گر پڑی چہت یا مقتول ہوئے کسی معرکہ مین اور نہ معلوم ہوا اونکی موت مین تقدم و تاخر تو یہ قرار دیا جاویگا کہ گویا وہ ساتھ ہی ایک آن مین مر گئے پس بتصریح صدر تقسیم کیجاویگی میراث بمذہب مختار حنفیہ کے اور نزدیک امام مالکؒ کی تصریح کی اسیر موطا مین اور ایسا ہی شافعیؒ کے نزدیک کہ وہ روایت مروی ہے سیدنا ابی بکر و سیدنا عمر و سیدنا زیدؓ بن ثابتؓ رضی اللہ عنہم سے جیسا کہ قریب ذکر کرین گے ہم اسکا انشاء اللہ تعالیٰ ف غرقی جمع ہے غریق کی اور حرقی جمع ہے حریق کی جیسے قتلی جمع ہے قتیل کی مراد اسنے وہ لوگ ہین جو دفعةً مر گئے اور یہ معلوم نہین کہ کون پہلے مرا اور اسکے اکابر علمأ نے پانچ صورتین لکہی ہین پہلی صورت یہ ہے کہ اونمین سے میت سابق بالیقین معلوم ہو اسکا حکم صریح ہے کہ لاحق سابق کا وارث ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ میت سابق علی التعیین پہلے تو معلوم ہوا تہا پہر اوسمین شبہ پڑ گیا اوسکا حکم یہ ہے کہ میراث اوسکی موقوف رہے گی تا وقتیکہ شبہ زائل ہو کر یقین حاصل ہو یا وارث باہم صلح کر لین یا سواسکے یاد آ جانیسے مایوسی ہین تیسری صورت یہ ہے کہ میت سابق بلا تعیین معلوم ہو چوتہی صورت یہ ہے کہ سب کی موت ساتھ ہی ہو پانچوین صورت یہ ہے کہ سبقت اور معیت کچھ نہ معلوم ہو تو ان پہلی تین صورتون مین ایک دوسریکا وارث نہوگا کذا فی الطحطاوی عن عجم زادہ محشی الشریفی وقال علی رض وابن مسعود رض فی احدی الروایتین عنهما یرث بعضهم من بعض الا فیما ورث کل واحد منهم من صاحبه اور فرمایا سیدنا علیؓ و سیدنا ابن مسعودؓ نے دو روایتون مین سے جو اونسے مروی ہین ایک روایت مین یہ کہ وارث ہوگا بعض اون اموات کا بعض سے مگر اونمین سے کہ وارث اوسکا ہو چکا ہے ہر واحد اونمین سے موروث اپنے سے وارث نہوگا اور اگر اوسمین بھی

تو وریث جاری ہوگی تو لازم آتا ہے یہ کہ وارث ہو ہر واحد مال ذاتی اپنے سے اور اسکے بطلان میں شک نہین م کیونکہ ایک شخص کا وارث اور مورث دونون ہونا محال ہے اور ابن ابی لیلی کا مذہب یہی ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ سبب استحقاق ہر واحد اون دونون متوارث کا اپنے مورث کی میراث کا زندہ رہنا ہے اوسکا بعد موت مورث اپنے کے اور تحقیق کہ پہچان لی ہمنے حیات اوسکی بالیقین پس ضرور ہوا کہ دلیل لیجاوے اوسکے ساتھ اور سبب حرمان کا موت اوسکی ہے پہلے موت اوسکی کے اور یہ مشکوک ہے پس نہ ثابت ہوگا حرمان شک کے ساتھ مگر جس چیز مین کہ وارث ہوچکا ہے ہر واحد اون دونون کا مورث اپنے سے بوجہ ضرورت کے م یعنی اس صورت مین حرمان بوجہ ضرورت کے ہوا اور وہ ضرورت یہ ہے کہ وارث ہونا ایک اون دونون کا اپنے مورث کا یہ موقوف ہے موت پہلے مرنے کے حکم پر پس نہ متصور ہوگا یہ کہ وارث ہو مورث اوسکا اوس سے لیکن وہ کہ ثابت ہوگا بالضرورة وہ تجاوز نہ کریگا اپنے محل سے اور ماسوی اسکے مال مین تمسک کیا جاویگا اصل کے ساتھ کہ وہ حیات ہی پس تحقیق کہ یقین نہین زائل ہوتا شک کے ساتھ مثل اوس شخص کے کہ اوسکو طہارت پر یقین ہے اور حدث مین شک ہے تو بوجہ شک کے نجاست کا ثبوت نہوگا یا عکس اسکا م یعنی طہارت کے ساتھ شک ہے اور نجاست پر یقین ہے تو بوجہ شک کے طہارت کا ثبوت نہوگا

ف توضیح مقام یہ ہے کہ مثلاً غرق ہوئے دو بھائی پس مال ہر واحد ان دونون کا واسطے وارث بھائی اوسکے کے ہے اور اگر غرق ہوا ابن اور اب اور چھوڑا ابن نے ابن کو اور اب نے ابن کو پس وارث ہوگا اب ابن سے سدس مال اوسکے کا اور باقی ملیگا ابن الابن کو اور وارث ہوگا ابن اب سے نصف مال اوسکے کا اور نصف دوسرا واسطے ابن موجود کے ہوگا ولیکن نہین وارث ہو ابن اب سے نصف مال مین وہ کہ لیا ہے اوسنے اوس سے اور وہ سدس ہے بلکہ وارث ہوگا نصف مال اوسکے کا اور ایسا ہی نہین وارث ہوگا اب ابن سے سدس مال مین وہ کہ لیا ہے اوسکو ابن نے اوس سے یعنی نصف بلکہ وارث ہوگا سدس اصل مال کا پس اگر فرض کرین ہم مثلاً کہ ترکہ تیس دینار ابن اور ایسا ہی ترکہ باپ کا اور پھر فرض کیا جاوے کہ اول باپ مرا اور اوسنے دو ابن چھوڑے ایک اون دونون مین کا غریق اور دوسرا مفروض زندہ پس لیگا ہر واحد ان دونون کا پندرہ دینار پھر فرض کیا جاویگا یہ کہ اول ابن مرا اور اوسنے چھوڑا اب اور ابن تو باپ کو پانچ دینار ملین گے وہ پانچ

کہ وہ سدس ہے اور باقی کہ وہ ۲۵ دینار ہین اون کے ابن کو ملینگے کذا حرر الفاضل البہشتی - اور ہمارے
علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ سبب استحقاق ہر واحد اون دونون کا اپنے مورث کی میراث کا یہ امر غیر
معلوم ہے یقیناً اور جبکہ سبب استحقاق کا غیر یقینی ہوا تو نہ ثابت ہوا استحقاق اسواسطے کہ ثبوت
استحقاق کا شک کے ساتھ نہین متصور ہوگا م مطلب یہ کہ استحقاق میراث کے سبب مین یہان
شک واقع ہے کیونکہ استحقاق کا سبب ایک کی زندگی ہے دوسرکی موت کے بعد اور وہ بالیقین
معلوم نہین اور جبتک کہ سبب متیقن نہین استحقاق میراث کا متحقق نہین اسواسطے کہ ثبوت سبب کا
شک سے متصور نہین کذا فی الطحطاوی - اور بیان اسکا یہ ہے کہ سبب استحقاق اسجگہہ باقی رہنا
اوسکا ہے زندہ بعد موت مورث اپنے کے اور یہ امر جانا جاتا ہے بطریق ظاہر کے اور استصحاب
حال کے نہ یقین کے اسواسطے کہ ظاہر باقی رہنا شئے کا ہے اوسحالت پر کہ جسپر تہی وہ اور بہ بقا
بسبب نہونے دلیل مزیل بقا کے ہے نہ واسطے پائے جانے دلیل منفی کے ہے پس معتبر کیجاویگی
حیات باعتبار استصحاب حال کے یعنی ظاہر حال کے بیچ باقی رکہنے اوسحالت کے جسپر وہ شئے تہی
نہ ثابت کرنے اوس حالت کے کہ جو نہین تہی مانند حیات مفقود کے کہ قرار دیا جاتا ہے ثبوت حیات کا
بقی توریث مین اوس سے نہ استحقاق میراث مین مورث اپنے سے جیسے کہ تصریح اسکی مذکور ہوچکی
اور بہی یہ دلیل ہے کہ اسجگہہ دونون وارثون کی موت ظاہر ہوگئی اور سبقت ایک دوسرے کی
موت کی نہین معلوم ہوئی تو اس صورت مین قرار دیا جاویگا کہ دونون کو موت ایک ساتھ ہی
واقع ہوئی مثلاً جبکہ نکاح کیا ایک عورت کے ساتھ اور پہر نکاح کیا اوس عورت کی بہن کے ساتھ
اور نہ معلوم ہوئی ان دونون مین سے سابق تو اس صورت مین قرار دیا جاویگا کہ گویا دونون نکاح
ایک ساتھ ہی ہوئے پس دونون نکاح فاسد ہونگے تو ایسے ہی اسجگہہ قرار دئے جاوینگے
دو بہائی مثلاً کہ گویا وہ دونون ایک ساتھ ہی مرے حقیقۃً پس نہ وارث ہوگا ایک اون دونون کا
دوسرے سے جیسے کہ بصورت جمع ہونے دو موتون حقیقۃً کے حکم ہے م اور مذہب حنفیہ کے ثبوت
ثبوت و غلبہ پر بطور استشہاد یہ روایات ہین کہ تحقیق مروی ہوا کہ خارجہ بن زیدؓ بن ثابتؓ نے اپنے باپ سے
روایت کی کہ انہون نے کہا کہ مجکو سیدنا صدیق اکبرؓ نے اہل یمامہ کی توریث کیواسطے حکم کیا پس وارث
کیا مین نے زندون کو مردون سے اور نہین وارث کیا مین نے بعض اموات کو بعض سے م یعنی

سیدنا صدیق اکبرؓ نے اہل یمامہ کے مقتولین مین اسی طرح کا حکم کیا یعنی زندون کو مردون کی میراث
دلائی اور ایک میت کو دوسری میت کی میراث نہین دی اور حکم کیا مجھکو سیدنا عمرؓ نے اہل طاعون
عمواس کی توریث کے واسطے اور یہی وہ جماعت کہ سب مرگئی تھی پس وارث کیا مین نے زندونکو
مردون سے اور نہین وارث کیا مین نے بعض اموات کو بعض سے ہم یعنی جبکہ عمواس مین وباسے
لوگ مرگئے تو سیدنا عمر فاروقؓ نے اسی طرح حکم کیا۔ اور اسی طرح منقول ہوا سیدنا عثمان
وسیدنا علیؓ سے مقتولین جمل اور صفین مین ہم یعنی سیدنا علی مرتضیٰ نے بھی صفین اور جمل کے
مقتولین مین بھی یہی حکم جاری فرمایا اب حضرت شارح ایک مثال بمراد توضیح مقام مع تفریق
تقسیم واحکام باعتبار دو روایت مختلفہ مصرحۂ صدر بیان فرماتے ہین کہ مثلاً دو بھائی خرد و کلان
غرق ہوئے اور ہر ایک اون دونون بھائیون نے چھوڑا مان کو اور دختر کو اور مولیٰ کو اور
چھوٹے ہر واحد اون دونون نے نوّے دینار پس علماء حنفیہ کے نزدیک ترکہ مذکورہ دونون
بھائیون کا تقسیم کیا جاویگا یعنی زندہ وارثون پر پس دیا جاویگا دونون کی مان کو سدس ترکہ کا کہ وہ
پندرہ ۱۵ ہین اور دونون کی دختر کو نصف ملے گا کہ وہ ۴۵ ہین اور باقی مولیٰ کو ملے گا کہ وہ تیس ۳۰ ہین
اور سیدنا علیؓ اور سیدنا ابن مسعودؓ سے جو دو روایتین مروی ہین امنین سے ایک روایت کے
اعتبار سے اس طور پر ترکۂ مذکورہ تقسیم کیا جاویگا کہ صورت مذکورہ مین اول بڑے بھائی کی موت
حکم کیا جاویگا اور ترکہ اوسکا اسطور پر تقسیم ہوگا کہ سدس مان کو ملیگا کہ وہ پندرہ ۱۵ ہین اور نصف دختر کو
ملیگا کہ وہ ۴۵ ہین اور چھوٹے بھائی کو مابقی کہ وہ تیس ۳۰ ہین ملین گے یعنی جسکی کہ حیات فرض کر لی ہے
پھر حکم کیا جاویگا چھوٹے بھائی کی موت کا اور ترکہ اوسکا تقسیم کیا جاویگا اسیطور پر پس دونون بھائیو
ترکہ مین سے تیس ۳۰ باقی رہتے ہین کہ وہ ایک دوسرے سے بطور میراث پا چکا ہے لہذا اوس باقی یعنی
تیس ۳۰ مین سے سدس مان کو دیا جاویگا کہ وہ پانچ ہین اور ہر ایک کی دختر کو نصف ملے گا کہ وہ ۱۵ ہین
اور باقی مولیٰ کو ملے گا اسواسطے کہ ہر واحد اون دونونکا نہین وارث ہوگا صاحب اپنے سے
جسمین کہ وہ وارث ہوچکا ہے اوس سے پس صورت مذکورہ مین بعد تقسیم کے جمع ہوئے اون
دونونکے ہر ایک کی مان کے واسطے بیس اور ہر ایک کی دختر کیواسطے ساٹھ اور ہر ایک کے مولیٰ کیو ملے دس فقط
واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید الانبیاء والمرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین

مختصر فہرست کتبخانہ تجارت مطبع مجتبائی دہلی

سراجی نظامی
شریفیہ مصطفائی
فتاوی میراث فارسی
فرائض مصطفوی اردو
علم الفرائض اردو نظامی
کنز الفرائض ترجمہ اردو
سراجی و شریفی حامل المتن
مطبوعہ مجتبائی۔
منیۃ المصلی محشی مجتبائی
اصح ۔ صحیح خوشخط
کبیری شرح منیۃ المصلی
قدوری بمبئی
ایضاً فاروقی دہلی
ایضاً ۔ لاہور
فاتحہ شرح قدوری
کنز الدقائق
مستخلص الحقائق شرح
کنز الدقائق
عینی شرح کنز
شرح وقایہ مع چلپی

شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ
سعایہ شرح شرح وقایہ
ذخیرۃ العقبی حاشیہ شرح وقایہ
در مختار کلکتہ
ایضاً لکھنؤ
ہدایہ مصطفائی
ہدایہ مع الکفایہ دہلی
جامع صغیر مصطفائی
جامع الرموز
فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ
عینی شرح ہدایہ
فتح القدیر
غنیۃ الطالبین مع ترجمہ فارسی
شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ
فتاوی قاضی خان
فتاوی عالمگیری
مجموعہ فتاوی مولوی عبد الحی ؒ
اشباہ والنظائر کلکتہ
ایضاً لکھنؤ
خلاصہ کیدانی منظوم فارسی

اصول الشاشی محشی بحواشی جدید
یہ کتاب بہت مسخ تھی اور بہت خفی
قلم سے لوگوں نے چھاپا تھا۔
مطبع نے اس کو اہتمام بلیغ سے بہت
صحت کیساتھ بخط جلی چھاپا اور
حواشی جدیدہ مفیدہ سے پیراستہ
کرکے پیشکش ناظرین کیا۔
فصول اشرح اصول
نور الانوار مصطفائی
توضیح تلویح
شرح مسلم الثبوت بحر العلوم
کشف المبہم مافی المسلم مجتبائی
یہ کتاب علم اصول میں بڑا ہی مستند
اور معتبر کتاب ہے مطبع نے
اسکو بہت صحت کے ساتھ
طبع کیا ہے۔
ترمذی شریف مع شمائل نبوی
باضافہ فہرست ابواب نہایت
صحیح و خوشخط طبع جدید مجتبائی

مظاہر حق ترجمہ اردو مشکوٰۃ از
مولوی قطب الدین خان صاحب
ریاض الصالحین از امام نووی
مجالس الابرار مطبوعہ احمدی کانپور
منیۃ المصلی محشی مع حل لغات
بتحشیہ جدید مجتبائی زیر طبع
کتاب الحج
اصول شاشی محشی بحواشی جدیدہ
مطبوعہ مجتبائی۔
ایضاً کہنہ حسامی
ایضاً ولایتی
قرابادین ویدک مع نسخہ
طلاء وغیرہ
ایضاً جلد دوم مع دلائل اول
سطعات رسالہ جزء اللطیف
طلسم الٰہی
حیرت الفقہ
راہ نجات مجتبائی نہایت صحیح
مفتاح الجنۃ محشی آرہ
رفاہ المسلمین ترجمہ اردو سائل
اربعین مطبوعہ مجتبائی۔
شرح مواقف۔ دہلی
حاشیہ میر زاہد امور عامہ شرح مواقف
عقائد الاسلام از مولوی عبد الحق
صاحب تفسیر حقانی

سراجی نظامی
مجموعہ میزان الصرف معہ تکملہ نظامی
صرف میر نظامی
پنج گنج زندہ نظامی
دستور المبتدی معہ تکملہ نظامی
ایضاً کستوری
ہدایۃ الصرف از مولانا بحر العلوم
مطبوعہ مجتبائی
فصول اکبری مع گہر منظوم نظامی
مراح الارواح محشی بحواشی
جدیدہ مطبوعہ مجتبائی۔
مجموعہ نحو میر نظامی
مصباح
ایضاً نظامی
ضریری محشی مجتبائی نہایت صحیح
شرح مائۃ عامل محشی کلاں نظامی
کافیہ محشی مع شرح فارسی مجتبائی
شرح ملا مصطفائی
ہادی الحکمت علم منطق میں
بطرز جدید بزبان اردو
شرح سلم مولانا بحر العلوم
مطبوعہ مجتبائی
شمس بازغہ مصطفائی
خضری شرح الفیہ مصری
صدرا محشی علوی

شرح ہدایۃ الحکمۃ
ہدیہ سعدیہ
میر زاہد ملا جلال محشی مرتضوی
قطبی شرح شمسیہ محشی بحواشی جدیدہ
و قدیمہ نہایت صحیح مطبوعہ مجتبائی
نفحۃ الیمن محشی مع حل لغات
مطبوعہ مجتبائی زیر طبع۔
منتخب نفحۃ الیمن لاہور
تسہیل الدراسہ شرح دیوان حماسہ
شرح سبعہ معلقہ دہلی
تلخیص المفتاح متن مختصر معانی
محشی بحواشی جدیدہ مجتبائی۔
مختصر معانی محشی ہاشمی
تصریح در علم ہیئت
شرح تذکرہ مجتبائی
اقلیدس مقالہ اول محشی
ایضاً کاغذ ولایتی
صراح مع لواحق نہایت صحیح
مطبوعہ احمدی
مجمع البحار لغات حدیث صحیح
مطبوعہ سابق از تصحیح مولوی
محمد منظور صاحب مرحوم
منتہی الارب مطبوعہ سرکاری لاہور
منتخب اللغات مطبوعہ احمدی
کریم اللغات مطبوعہ مجتبائی

منتخب النفائس مجتبائی
زینت الاسکول لغات انگریزی
اردو بخط نستعلیق و رومن منظوم
یہ کتاب انگریزی میں بطور خالق باری
کے ہے۔ نظامی
تاریخ بیت المقدس مجتبائی
ازالۃ الریب عن قصۃ ذی القرنین
از مولوی عبد الحق صاحب تفسیر حقانی
کاغذ ولایتی۔
تاریخ کارنامہ ترک یعنی ترجمہ کتاب
انگریزی ٹرکی۔ ایک مستند تاریخ
سلطنت عثمانیہ کی ہے جس سے
پوری پوری کیفیت شوکت اسلام
زمانہ قدیم کی ظاہر ہوتی ہے اور
یہ کتاب اردو زبان میں آجکل کے
محاورہ کے موافق ترجمہ ہوئی ہے
اس کا پہلا حصہ تیار ہے مجتبائی
تحفۃ الہند
مکتوبات حضرت شیخ عبد الحق محدث
دہلوی۔ مجتبائی
مکتوبات حضرت معصوم نظامی
مکتوبات کلیمی حضرت شاہ کلیم اللہ
جہان آبادی۔
در المعارف ملفوظات حضرت شاہ
غلام علی شاہ از مولانا رؤف احمد